

سب رس کی تنقیدی تدوین

پروفیسر محمد رفیع الدین صاحب

سب رس کی تنقیدی تدوین

مرتبہ
حمیرا جلیلی



قومی نصاب کے فروغ اور ترقی کے لیے

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوٹل ایریا، جھولہ، نئی دہلی - 110025

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

1983	:	سنہ اشاعت
2011	:	پہلی اشاعت (قومی اردو کونسل)
550	:	تعداد
156/- روپے	:	قیمت
1568	:	سلسلہ مطبوعات

Sabras Ki Tanqeedi Tadveen

by

Humera Jalili

ISBN :978-81-7587-738-2

ناشر: ڈائریکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوٹنل ایریا،
جسولہ، نئی دہلی 110025، فون نمبر: 49539000، فیکس: 49539099
شعبہ فروخت: ویسٹ بلاک-8، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی-110066
فون نمبر: 26109746، فیکس: 26108159
ای۔ میل: urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in
طابع: جے۔ کے۔ آفسیٹ پرنٹرز، بازار نیامگل، جامع مسجد، دہلی-110006
اس کتاب کی چھپائی میں (Top) Maplitho، TNPL، GSM 70 کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔

پیش لفظ

انسان اور حیوان میں بنیادی فرق نطق اور شعور کا ہے۔ ان دو خدا داد صلاحیتوں نے انسان کو نہ صرف اشرف المخلوقات کا درجہ دیا بلکہ اسے کائنات کے ان اسرار در موز سے بھی آشنا کیا جو اسے ذہنی اور روحانی ترقی کی معراج تک لے جاسکتے تھے۔ حیات و کائنات کے مخفی عوامل سے آگہی کا نام ہی علم ہے۔ علم کی دو اساسی شاخیں ہیں باطنی علوم اور ظاہری علوم۔ باطنی علوم کا تعلق انسان کی داخلی دنیا اور اس دنیا کی تہذیب و تعلیم سے رہا ہے۔ مقدس پیغمبروں کے علاوہ، خدا رسیدہ بزرگوں، سچے صوفیوں اور سنتوں اور فکر رسا رکھنے والے شاعروں نے انسان کے باطن کو سنوارنے اور نکھارنے کے لیے جو کوششیں کی ہیں وہ سب اسی سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔ ظاہری علوم کا تعلق انسان کی خارجی دنیا اور اس کی تشکیل و تعمیر سے ہے۔ تاریخ اور فلسفہ، سیاست اور اقتصاد، سماج اور سائنس وغیرہ علم کے ایسے ہی شعبے ہیں۔ علوم داخلی ہوں یا خارجی ان کے تحفظ و ترویج میں بنیادی کردار لفظ نے ادا کیا ہے۔ بولا ہوا لفظ ہو یا لکھا ہوا لفظ، ایک نسل سے دوسری نسل تک علم کی منتقلی کا سب سے موثر وسیلہ رہا ہے۔ لکھے ہوئے لفظ کی عمر بولے ہوئے لفظ سے زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے انسان نے تحریر کا فن ایجاد کیا اور جب آگے چل کر چھپائی کا فن ایجاد ہوا تو لفظ کی زندگی اور اس کے حلقہ اثر میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

کتابیں لفظوں کا ذخیرہ ہیں اور اسی نسبت سے مختلف علوم و فنون کا سرچشمہ۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کا بنیادی مقصد اردو میں اچھی کتابیں طبع کرنا اور انھیں کم سے کم قیمت پر علم و ادب کے شائقین تک پہنچانا ہے۔ اردو پورے ملک میں سمجھی جانے والی، بولی جانے والی اور

پڑھی جانے والی زبان ہے بلکہ اس کے سمجھنے، بولنے اور پڑھنے والے اب ساری دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ کونسل کی کوشش ہے کہ عوام اور خواص میں یکساں مقبول اس ہر دلعزیز زبان میں اچھی نصابی اور غیر نصابی کتابیں تیار کرائی جائیں اور انھیں بہتر سے بہتر انداز میں شائع کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کونسل نے مختلف النوع موضوعات پر طبع زاد کتابوں کے ساتھ ساتھ تنقیدیں اور دوسری زبانوں کی معیاری کتابوں کے تراجم کی اشاعت پر بھی پوری توجہ صرف کی ہے۔

یہ امر ہمارے لیے موجب اطمینان ہے کہ ترقی اردو بیورو نے اور اپنی تشکیل کے بعد قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے مختلف علوم و فنون کی جو کتابیں شائع کی ہیں، اردو قارئین نے ان کی بھرپور پذیرائی کی ہے۔ کونسل نے ایک مرتبہ پروگرام کے تحت بنیادی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ہے، یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو امید ہے کہ ایک اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔

اہل علم سے میں یہ گزارش بھی کروں گا کہ اگر کتاب میں انھیں کوئی بات نادرست نظر آئے تو ہمیں لکھیں تاکہ جو خالی رہ گئی ہو وہ اگلی اشاعت میں دور کردی جائے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹہ،
ڈائریکٹر

فہرست

VII-XIII		تعارف
1-138		مقدمہ
139-334		سب رس کا متن
335-628		اختلافاتِ نسخ
629-640		فرہنگ
641-648		کتابیات

تعارف

اردو نثر کے ارتقاء میں سب رس پہلا نثری کارنامہ نہ سہی لیکن قدیم نثری کارناموں میں اپنی چند خصوصیات کے باعث بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ سے معراج العاشقین کا انتساب مشتبہ ہے اس لئے حضرت برہان الدین جامیؒ کا نثری رسالہ کلمۃ الحقائق ہی پہلا مستند نثری کارنامہ ٹھہرتا ہے۔ اس کے بعد کوئی مستند نثری کارنامہ ملتا ہے تو سب رس ہی ہے۔ اب چونکہ کلمۃ الحقائق کی تحریر اشعار کی نثری ترتیب ہے اسی لئے صحیح معنوں میں ٹھیٹ نثر کا اطلاق سب رس ہی پر ہو سکتا ہے۔ ویسے بھی طرز و اسلوب کی انفرادیت کے اعتبار سے یہ اردو نثر کی پہلی کتاب ہے سب رس کی اسی اہمیت کے پیش نظر مولوی عبدالحق نے اس کو انجمن ترقی اردو کی طرف سے 1932ء میں شائع کیا تھا۔

مولوی عبدالحق نے پہلی مرتبہ سب رس کے مقدمے میں بتایا ہے کہ انہوں نے سب رس کی ترتیب میں چار نسخوں سے فائدہ اٹھایا ہے، لیکن پتہ نہیں کہ یہ استفادہ کس قسم کا

1۔ ان نسخوں کے متعلق مولوی عبدالحق نے صرف اتنی وضاحت کی ہے:

”مدت ہوئی مجھے سب رس کے دو نسخے دستیاب ہوئے تھے۔ ایک حیدرآباد میں دوسرا بھاپور میں ان میں ایک تو بہ مقام دولت آباد 1117ھ کا لکھا ہوا ہے اور دوسرا 1177ھ کا۔ یہ دونوں نسخے صاف لکھے ہوئے ہیں۔ ان کے بعد دو اور نسخے ملے جو ایسے اچھے نہیں تھے اور ایک ان میں سے ناقص ہے۔“

ہے کیونکہ متن میں صرف چھبیس مقامات پر ایک ادھ لفظ کے اختلاف کو درج کیا ہے اور تین مقامات پر حسب ذیل نوٹ دیے ہیں:

1۔ یہ اشعار دوسرے نسخہ میں نہیں (صفحہ 6)

2۔ دونوں نسخوں میں حافظ ہی لکھا ہے سعدی ہونا چاہئے۔ (صفحہ 211)

3۔ دونوں نسخوں میں یوں ہی لکھا ہے میرے قیاس میں کا کون ہونا چاہئے۔ جس کے معنی مشکل کے ہیں۔ (صفحہ 232)

مولوی عبدالحق نے اختلافات کے ساتھ تین نشانات استعمال کئے ہیں۔ (ن) ... ن۔ ان نشانات سے ممکن ہے کہ مختلف نسخوں کے اختلافات کو واضح کرنا ہو۔ لیکن مقدمے میں نہ تو ان نسخوں کی کیفیت لکھی ہے اور نہ ہی ان کا کچھ اتا پتا بتایا ہے۔ مندرجہ صدر دو جملوں میں صرف یہ بتایا ہے کہ دو نسخوں میں ایسا لکھا ہے۔ حالانکہ سب رس کے ہر نسخے کا دوسرے نسخے سے مقابلہ کیا جائے تو اختلاف کی تعداد سیکڑوں تک پہنچتی ہے¹ اس وجہ سے میں نے یہ فیصلہ کیا کہ نثر کے اس قدیم ترین اور اہم ترین کارنامے کو نئے سرے سے مرتب کر کے شائع کرنا ضروری ہے۔

مجھے سب رس کے جملہ تیرہ (13) نسخے ملے ہیں جن میں سے میں نے مختلف اعتبارات سے صرف سات نسخوں کو اس قابل سمجھا کہ ان کے اختلافات کو پیش کیا جائے۔ ان سات نسخوں میں کتب خانہ سالار جنگ کے نسخے کو میں نے بنیادی نسخہ اس لئے قرار دیا

1۔ مولوی عبدالحق نے 1953ء میں سب رس کو دوبارہ کراچی سے شائع کیا اور فٹ نوٹس میں 22 زائد اختلافات درج کئے جس سے قیاس ہوتا ہے کہ سب رس کی دوبارہ اشاعت کے وقت مولوی عبدالحق نے بعض نئے نسخوں سے بھی استفادہ کیا ہے لیکن دیباچہ میں ان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ 1932ء اور 1953ء کے مطبوعہ نسخوں کے مقابلے سے جو اختلافات سامنے آتے ہیں ان کی بھی کوئی نشاندہی نہیں کی گئی ہے۔

1963ء میں شمیم انہلوی نے اپنے طور پر مولوی عبدالحق کی 1932ء کی مرتبہ سب رس شائع کی۔ کھناب اکیرا کا ہاشی پروفیسر فوکیو یونیورسٹی نے بھی سب رس پر اپنا گراں قدر مقالہ فوکیو یونیورسٹی میں داخل کیا ہے۔

ہے کہ یہ نسخہ سن تصنیف کے صرف اٹھائیس (28) سال بعد یعنی 1073ھ کا لکھا ہوا ہے۔
نسخہ مکمل ہے اور بعض حصے اس نسخے میں ایسے ہیں جو مطبوعہ نسخہ میں نہیں ہیں۔ اس نسخہ کا
نمبر (10) ہے اور میں نے اسے الف نشان دیا ہے۔ دیگر نسخے جن کی مدد سے میں نے
متن ترتیب دیا ہے۔ ان کی تفصیل اس طرح ہے: 1:

(1) نسخہ ب۔ سب رس مملوکہ کتب خانہ عثمانیہ یونیورسٹی

مخطوط نمبر۔ 28

مکمل

سن کتابت 1107ھ

یہ نسخہ نہ صرف مکمل ہے بلکہ اس میں بعض ایسے زائد حصے ہیں جو کتب خانہ ادارہ
ادبیات اردو میں موجود نسخہ میں تو ہیں لیکن نسخہ ورنگل اور مطبوعہ نسخہ میں نہیں ہیں۔

(2) نسخہ ت۔ سب رس مملوکہ کتب خانہ آصفیہ 2

مخطوط نمبر تصوف 195

مکمل

سن کتابت 1295ھ

اس نسخے میں چند اشعار ایسے ہیں جو دوسرے نسخوں میں نہیں لیکن سیاق و سباق کے
ساتھ بر محل و موزوں ہیں۔ بعض جملے جو دوسرے نسخوں میں مبہم ہیں اس نسخے میں واضح
ہیں۔ اس لئے بھی اس نسخے کو متن کی ترتیب میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(3) نسخہ ج۔ سب رس مملوکہ ادارہ ادبیات اردو

مخطوط نمبر 900

مکمل کرم خوردہ

سن کتابت 1106ھ

1 نسخوں کی ترتیب سین کے بجائے دیگر خصوصیات کی بنا پر کی گئی ہے۔
2 اسی نسخہ کو ڈاکٹر شری رام شرما سابق ریڈر شعبہ ہندی عثمانیہ یونیورسٹی نے اپنے مقدمے کے ساتھ
1964ء میں شامل کیا ہے۔

اس نسخے کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس مخطوط میں نسخہ ”ب“ کا زائد حصہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس نسخے کی ترقیے کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ وجہی کی قبر حضرت برہنہ شاہ صاحبؒ کی درگاہ میں موجود ہے۔ وجہی کے حالات زندگی کے باب میں ترقیے کی پوری عبارت درج کر دی گئی ہے۔

(4) نسخہ سب رس مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ
مکمل

سن کتابت 1275ھ

متن کی ترتیب میں اس نسخہ سے بھی مدد لی گئی ہے
(5) نسخہ م۔ مطبوعہ سب رس مرتبہ مولوی عبدالحق چار نسخوں پر مشتمل یہ مطبوعہ نسخہ یوں تو مکمل ہے لیکن ایسے حصے اس میں نہیں ہیں جو ادارہ ادبیات اردو اور ورنگل کے نسخوں میں موجود ہیں۔ کہیں کہیں ایک آدھا جملے نسخہ الف سے نہ صرف زائد ہیں بلکہ بہ مقابلہ دوسرے نسخوں کے صحت سے زیادہ قریب ہیں جنہیں متن کی ترتیب کے وقت ترجیح دی گئی ہے۔

(6) نسخہ د۔ سب رس مملوکہ کتب خانہ حضرت معشوق ربائی ورنگل
ناکمل کرم خوردہ
سن کتابت کرم خوردہ

اس نسخہ کے آخری صفحہ پر تاریخ ناصر جنگ ”آفتاب زحمت“ درج ہے۔ جس سے 1164ھ برآمد ہوتا ہے اس لئے اندازاً اس نسخہ کی کتابت 1164ھ سے قبل قرار دی جاسکتی ہے۔

اگرچہ کہ یہ نسخہ کرم خوردہ اور ناقص الآخر ہے لیکن اکثر مقامات پر اس نسخہ کی عبارت بھی دوسرے نسخوں کے مقابلہ میں درست معلوم ہوتی ہے۔ متن کی ترتیب کے وقت ایسے جملوں کو شامل متن کیا گیا ہے۔

میں نے مزید جن نسخوں کو دیکھا ہے ان کی تفصیل یہ ہے :

(7) نسخہ سب رس - مملوکہ کتب خانہ آغا حیدر حسین
مکمل

سن کتابت 1214ھ

یہ نسخہ کتب خانہ عثمانیہ یونیورسٹی کی نقل معلوم ہوتا ہے اس لئے ائمہ نسخے کے اختلافات کو پیش کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا۔

(8) نسخہ سب رس - مملوکہ کتب خانہ آغا حیدر حسین
مکمل

سن کتابت 1251ھ

متن اور دوسرے نسخوں سے مقابلہ کرنے پر کوئی قابل لحاظ اختلافات اس نسخہ میں نظر نہیں آئے۔ کہیں کہیں زائد الفاظ موجود ہیں لیکن وہ بھی شاید الحاقی ہیں۔

(9) نسخہ سب رس - مملوکہ کتب خانہ آصفیہ

مخطوط نمبر تصوف 632

نامکمل ناقص الآخر

سن کتابت ندارد

یہ نسخہ نامکمل ہے۔ مرتبہ متن اور اس نسخہ میں ایسے اہم اختلافات بھی نہیں ہیں کہ جن کو اہمیت دی جائے اس لئے اس نسخہ کے اختلافات کو پیش کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا۔

(10) نسخہ سب رس - مملوکہ کتب خانہ عثمانیہ یونیورسٹی

مخطوط نمبر 297.63 ف

نامکمل ناقص الآخر

سن کتابت ندارد

مرتبہ متن کا تقریباً آدھے سے زائد حصہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(11) نسخہ سب رس مملوکہ ادارہ ادبیات اردو

مخطوط نمبر 536

ہیکمل

سن کتابت ندارد

یہ نسخہ مرتبہ نسخے کے صرف 1/4 حصہ پر مشتمل ہے۔ کیونکہ کاتب نے سب رس لکھتے لکھتے شاہ راجہ کی ایک مثنوی نثری ترتیب میں لکھ دی ہے۔

(12) نسخہ سب رس مملوکہ ادارہ ادبیات اردو

منظوط نمبر 694

ہیکمل

سن کتابت 1183 ف

یہ نسخہ ناقص الآخر ہے اور مرتبہ سب رس کے ایک چوتھائی سے بھی کم حصے پر مشتمل ہے۔ لیکن اس نسخے کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اب تک جتنے بھی نسخے دستیاب ہوئے ہیں ان میں خلفائے راشدین کی مدح کے بعد جو عبارت ملتی ہے اس میں صرف حضرت علیؑ کا ہی ذکر ملتا ہے۔ لیکن اس نسخے میں مذکورہ عبارت اس طرح ہے:

”گیان دھیان کے تمام کام محمدؐ نے ابا بکرؓ ہو علیؓ کو دیا۔ ولے آیا بیچ محمدؐ نے پانا تھا سو پایا بیچ محمدؐ نے پایا سو علیؓ کوں ہو ابا بکرؓ کو سمجھایا یو سمجھ علیؓ کی تقسیم آیا۔ علیؓ خدا کوں بھایا۔ ابا بکرؓ رسول اللہؐ کو بھایا۔ یہ دونوں خلیفہ ہو دی کہلائے۔“

دوسری خصوصیت اس نسخہ کی یہ ہے کہ اس کے ترقیے کی عبارت سے خیال ہوتا ہے کہ شاید دہلی چشتیہ سلسلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس ترقیے سے متعلق تفصیلی وضاحت دہلی کے حالات زندگی باب میں کر دی گئی ہے۔

(13) نسخہ سب رس مملوکہ ادارہ ادبیات اردو

منظوط نمبر 731

ہیکمل ناقص الآخر

یہ نسخہ متن کے صرف چالیس (40) اوراق پر مشتمل ہے۔ مقابلہ کرنے پر کچھ قابل لحاظ

اختلافات نظر نہیں آتے۔

نسخہ الف میں جو میرے مرتبہ متن کا بنیادی نسخہ ہے جہاں کہیں عبارت بے ربط یا مہمل ہوگئی ہے اس جے کو حذف کر کے دوسرے نسخوں سے صحیح عبارت نقل کی گئی ہے اور اس کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔

دوہتی نے سب رس میں جو آیات، احادیث اقوال، دوہے اور فارسی اشعار نقل کئے ہیں ان میں سے بیشتر کم سواد کاتبوں کی نقل در نقل کے باعث غلط نقل ہوئے ہیں۔ میں نے فارسی اشعار، دوہوں اور اقوال کی تصحیح کے ساتھ ساتھ آیات و احادیث کو بھی صحت کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

سب رس کے متن کی تدوین کے سلسلے میں اس بات کا میں نے خاص خیال رکھا ہے کہ قارئین اور خصوصاً طالب علموں کو کسی بھی قسم کی الجھن درپیش نہ ہو۔ چنانچہ اس کتاب میں ایک باب ”سب رس کی زبان بھی“ شامل ہے۔ جس کے مطالعہ سے زبان اور املا کے ارتقائی مدارج کا اندازہ ہوتا ہے۔ متن کے مطالعہ کے دوران اگر قارئین اس لسانی تجزیہ کو بھی پیش نظر رکھیں تو مجھے امید ہے کہ دکنی ادب کے اس نثری شہ پارے کی زبان سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔

میں پدم شری جناب شمس الرحمن فاروقی کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی اشاعت کی منظوری دی۔ ڈاکٹر جمید اللہ بھٹ کی بھی میں ممنون ہوں۔ میں اپنی محترم دوست ڈاکٹر لیلیٰ صلاح کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے نہ صرف اس کتاب کی اشاعت کے لیے راہیں ہموار کیں بلکہ اپنے پر خلوص مشوروں سے بھی ہمیشہ میری رہنمائی کرتی رہیں۔

میں برادر محترم ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی ممنون ہوں کہ ان کی ہمت افزائی اور مخلصانہ مشورے ہمیشہ میرے شامل حال رہے۔

جناب عبدالرحیم خاں اور ڈاکٹر محمد علی اثر نے بعض اہم امور کی جانب میرے توجہ مبذول کی جس کے لیے میں ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ سید محمود سلیم کی بھی ممنون ہوں۔

مقدم

اردو نثر سب رس سے پہلے

اردو نثر کی ابتداء خواہ کسی بھی زمانے سے ہوئی ہو، لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس کی بنا بزرگان دین ہی کے ہاتھوں تعلیم و تبلیغ کے لئے ڈالی گئی تھی۔ چنانچہ دسویں صدی ہجری سے قبل کی جتنی بھی نثری چیزیں ہم کو ملتی ہیں وہ سب مذہبی موضوعات پر مشتمل ہیں۔

ساتویں صدی ہجری کو ہم ملفوظات کے دور سے موسوم کر سکتے ہیں۔ اس دور میں اردو مربوط جملوں کی شکل اختیار کر چکی تھی، جس کا اندازہ صوفیہ کرام کے ملفوظات سے ہوتا ہے۔ اس سلسلے کے بزرگوں میں سب سے پہلے حضرت بختیار کاکیؒ اور حضرت فرید الدین شکر گنجؒ کے مابین ایک موقع کی گفتگو مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک بار حضرت فرید الدین شکر گنجؒ آنکھ پر پٹی باندھے ہوئے حضرت بختیار کاکیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرتؒ کے استفسار پر فرمایا کہ آنکھ آئی ہے۔ اس پر حضرت بختیار کاکیؒ نے جواب دیا ”آنکھ آئی ہے تو سو آئی ہے۔“¹

حضرت بابا فرید الدین شکر گنجؒ کے اکثر مقولے جواہر فریدی اور سیر الاولیا میں محفوظ ہیں۔ انہی میں سے ایک مشہور جملہ وہ ہے جو انہوں نے جمال الدین ہانسوی کے لڑکے برہان الدین کی تخت نشینی کے موقع پر فرمایا تھا۔ برہان الدین اس وقت کم عمر تھے۔ اس

¹ اردو کی ابتدائی نثر و نما میں صوفیہ کرام کا کام از ڈاکٹر عبدالحق صفحہ 10

میں قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے محترم نسیم احمد، جناب اقبال احمد اور خصوصاً مسرت جہاں صاحبہ کی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں ہر مرحلہ پر مجھے سہولت بہم پہونچائی۔ میں ہر دو کمپیوزران فیضان احمد ندوی اور بطور خاص محمد محترم علی بشارت (SAM کمپیوٹرس) کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے کمپیوزنگ کے دوران میرے ساتھ مکمل تعاون کیا۔۔

چشتیہ سلسلے کا فیض روحانی و ادبی ہر دو سطحوں پر عام رہا ہے۔ عصر حاضر میں اسی سلسلے کی ایک مسلمی لفس شخصیت حضرت فضل الہتین چشتی ہیں جنہوں نے اپنے بزرگوں کی اس روایت کو پوری آب و تاب کے ساتھ برقرار رکھا ہے۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں نے آپ سے ہر دو واسطوں سے فیض حاصل کیا ہے۔

حمیرا جلیلی

جلیل منزل نور خاں بازار، حیدرآباد

مقدمہ

لئے ان کی والدہ نے حضرت سے برہان الدین کی کم سنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا
”خواجہ بالا ہے“ آپ نے فرمایا۔

پونوں کا چاند بالا ہوتا ہے۔¹

ان دو بزرگوں کے علاوہ حضرت نظام الدین محبوب الہی (634ھ)، حضرت
نصیر الدین چراغ دہلوی (752ھ)، حضرت شاہ بوعلی قلندر پانی پٹی (729ھ)، حضرت
شرف الدین یحییٰ منیری (662-762ھ)، حضرت اشرف جہانگیر سنائی (680-780ھ)،
حضرت زین الدین غلد آبادی (701-771ھ)، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت
(785ھ)، حضرت قطب عالم (790-880ھ)، حضرت شاہ عالم (880ھ) سے منسوب
کئی مربوط جملے مل جاتے ہیں۔

جہاں تک مکمل تصنیف کا سوال ہے اس سلسلے میں مختلف تذکرہ نگاروں اور محققین نے
مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں سب سے پہلے محمد حسین آزاد نے
”آب حیات“ میں فضلی کو اردو کا سب سے پہلا نثر نگار قرار دیا ہے۔ عبدالحی مصنف گل
راعنا اور محمد یحییٰ تنہا مصنف سیر مصنفین نے بھی اس کی تائید کی اور فضلی کی کربل کتھا
(1145ھ) کو پہلا نثری کارنامہ بتلایا ہے۔ ان کے بعد مولوی عبدالحق نے حضرت بندہ
نواز گیسو دراز (متوفی 825ھ) سے معراج العاشقین کو منسوب کرتے ہوئے انہیں پہلا نثر
نگار قرار دیا ہے۔ شمس اللہ قادری نے ”اردوئے قدیم“ میں حضرت عین الدین گنج العلم
(متوفی 750ھ) کے رسالوں کو اردو نثر کے اولین کارنامے کی حیثیت سے روشناس کروایا
ہے۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور نے بھی اس کو تسلیم کیا۔ لیکن پروفیسر حامد حسین قادری
نے ”داستان تاریخ“ اردو میں بتلایا کہ حضرت اشرف جہانگیر سنائی کا رسالہ تصوف جو
758ھ کی تصنیف ہے اردو نثر کا پہلا کارنامہ ہے۔

موجودہ تحقیقات کی روشنی میں ان بیانات کو تسلیم کرنے میں ہمیں پس و پیش ہے سب
سے پہلے تو حکیم شمس اللہ قادری کی رائے اس لئے قابل قبول نہیں کہ حضرت عین الدین گنج

العلم کے رسالوں سے صرف وہی واقف تھے۔ اس لئے محققین اس بارے میں قطعیت سے کچھ کہنے کے موقف میں نہیں ہیں۔ حضرت اشرف جہانگیر سنائی کی تصنیف بھی دسترس سے باہر ہونے کی وجہ سے حامد حسین قادری کی رائے قابل قبول نہیں۔ البتہ مولوی عبدالحق کی تحقیق کی رو سے معراج العاشقین ایک طویل عرصہ تک اردو کے پہلے نثری کارنامے کی حیثیت سے حضرت خواجہ بندہ نوازؒ سے منسوب رہی۔ لیکن حال ہی میں ڈاکٹر حفیظ قتل نے اپنی تصنیف ”معراج العاشقین کا مصنف“ میں اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ معراج العاشقین حضرت گیسو درازؒ کی نہیں بلکہ گیارہویں صدی کے آخر اور بارہویں صدی عیسوی کے ابتدائی دور کے ایک بزرگ شاہ مخدوم حسینی کی تصنیف ہے۔ اس طرح خواجہ بندہ نواز کی اولیت بہ حیثیت پہلے نثر نگار اور معراج العاشقین کی اولیت بہ حیثیت پہلے نثری کارنامے کے ختم ہو جاتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ خواجہ صاحب کی دیگر تصانیف کے بارے میں بھی ہم شبہ میں پڑ جاتے ہیں۔ محققین نے خواجہ صاحب کی حسب ذیل تصانیف کا بھی ذکر کیا ہے۔

- (1) رسالہ تشریح یا کلمہ طیبہ (2) خلاصۃ التوحید (3) شکار نامہ (4) دارالاسرار (5) رسالہ سہ پارہ (6) حقیقت اسرار (7) ہدایت نامہ (8) ہشت مسائل (9) تلاوت الوجود (10) تمثیل نامہ (11) پندارشاد نامہ (12) وجود نامہ

لیکن نہیں کہا جاسکتا کہ آیا یہ سب تصانیف انہی کی ہیں یا سہواً خواجہ صاحبؒ سے منسوب کر دی گئی ہیں۔

اس سلسلے کے بزرگوں میں شاہ میران جی شمس العشاق کی تصانیف کا بھی ذکر ملتا ہے۔ آپ کی پیدائش اور وفات کے سنیں کے بارے میں ابھی تک اختلاف رائے ہے۔ ڈاکٹر حسینی شاہد نے بعض شہادتوں کی بناء پر آپ کی پیدائش 887ھ اور وفات 981ھ معین کیا ہے۔¹ آپ کی نثری تصانیف گل باس، جل ترنگ، سب رس، شرح مرغوب القلوب، رسالہ تصوف اور رسالہ سبع صفات بتلائی جاتی ہیں۔ ان میں گل باس و جل ترنگ کو اس طرح فہرست سے خارج کر دیا جاسکتا ہے کہ ان کا ذکر سوائے حکیم شمس اللہ قادری کے کسی

1۔ سید شاہ امین الدین علی اعلیٰ حیات اور کارنامے ص 97، از ڈاکٹر حسینی شاہد

نے نہیں کیا۔ سب رس کے تعلق سے بڑی غلط فہمیاں رہی ہیں اور اختلاف رائے بھی۔ ڈاکٹر زور اور حامد حسین قادری اسے میراں جی کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ پروفیسر عبدالقادر سرفراز نے بمبئی یونیورسٹی کے مخطوطات کی فہرست مرتب کرتے وقت اسے وجہی کی تصنیف بتلایا ہے اور نام تاج الحقائق قرار دیا ہے۔ اب پیچیدگی یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ آیا اس کتاب کا نام تاج الحقائق ہے یا سب رس اور اس کا مصنف وجہی ہے یا میراں جی شمس العشاق یا کوئی اور۔ اردو نثر کا آغاز و ارتقا میں ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ بتلاتی ہیں کہ اس کتاب کا نام تاج الحقائق ہے اور شاہ وجیہ الدین (900ھ 995ھ) اس کے مصنف ہیں۔

حال ہی میں جناب نور اسعد اختر نے اسے وجہی مصنف سب رس کی تصنیف ثابت کرتے ہوئے اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ تیار کیا ہے۔ اختر صاحب صرف زبان کی داخلی شہادت کی بناء پر اس کو وجہی کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ زبان کی دلیل بھی بہت اہم ہے، لیکن انہیں اس کے علاوہ کوئی ایسی داخلی یا خارجی شہادت نہیں مل سکی جو زبان کی شہادت کی تائید کر سکے۔

حضرت شاہ برہان الدین جانم نہ صرف اپنے دور کے ایک بلند پایہ بزرگ تھے بلکہ ایک اچھے مصنف بھی تھے۔ ڈاکٹر حسینی شاہد نے آپ کا سنہ ولادت 961ھ اور سنہ وصال 1007ھ مقرر کیا ہے۔¹ آپ سے حسب ذیل نثری تصانیف منسوب کی جاتی ہیں۔

(1) کلمۃ الحقائق (2) مقصود ابتدائی (3) ذکر جلی (4) معرفت الغلوب (5) ہشت مسائل (6) رسالہ تصوف

چونکہ میراں جی شمس العشاق کی تصانیف کے تعلق سے بھی ارباب تحقیق قطعیت کے ساتھ کچھ کہنے کے موقف میں نہیں ہیں اس لئے ہم برہان الدین جانم کو پہلا مستند نثر نگار اور کلمۃ الحقائق کو پہلا مستند نثری کارنامہ قرار دے سکتے ہیں۔ جانم نے اس رسالہ میں

¹ سید شاہ امین الدین علی اعلیٰ حیات اور کارنامے ص 103-113 از ڈاکٹر حسینی شاہد جب کہ ڈاکٹر محمد علی اثر حضرت جانم کی تاریخ پیدائش 884ھ کے لگ بھگ خیال کرتے ہیں۔ تحقیقات اثر۔ صفحہ 26۔

”ارشاد نامہ“ کے مسائل کو نثر میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے ”جگہ جگہ“ ارشاد نامہ کے اشعار کو نثری ترتیب دے دی گئی ہے جس کی وجہ سے کلمۃ الحقائق کی عبارت اکثر مقامات پر مقفی ہو گئی ہے۔ اس طرح سب رس کے مقفی اسلوب کا نقش اول اس رسالہ میں مل جاتا ہے۔ جانم کی زبان اگلے مصنفین کی بہ نسبت صاف ہے۔ فارسی، عربی اور ہندوستانی تلمیحات، تشبیہات اور استعارات کا استعمال بھی موقع سے کیا گیا ہے۔

حضرت شاہ امین الدین علی اعلیٰ (1007ھ 1085ھ) حضرت جانم کے فرزند اپنے دور کے مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ اپنے دادا اور والد کی طرح انہوں نے بھی اردو نظم و نثر کی خدمت کی ہے۔ ڈاکٹر حسینی شاہد کی تحقیق کی رو سے گنج مخفی، وجودیہ، گفتار شاہ امین، ارشادات، ظاہر و باطن بیان کرتے ہیں۔ سجدیان کا، عشق نامہ، شرح کلمہ طیبہ اور کلمۃ الاسرار آپ کی مستند نثری تصانیف ہیں۔ ملفوظات (فرمان) اور اذکار و اشغال کو ڈاکٹر صاحب نے مشتبہات اور عرفان العشاق رسالہ نثر شاہ امین الدین علی اعلیٰ گنج مخفی، رسالہ وجودیہ یا وحدت الوجود، رسالہ تصوف، گنج مخفی وجودیہ اور رسائل شاہ امین الدین علی کو منسوبات میں شامل کیا ہے۔

شاہ صاحب کی زبان اپنے دادا اور والد کے مقابلہ میں زیادہ صاف اور سلیجی ہوئی ہے۔ زیادہ چیزیں عوام کے لئے نہیں بلکہ تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اس لئے ان میں اخلاقی اور فقہی مسائل کے بجائے تصوف اور حقیقت کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

ان بزرگوں کے بعض خلفا اور مریدین نے بھی ان کے اتباع میں بعض نثری کتابیں لکھی ہیں۔ چنانچہ مولانا شاہ عبداللہ کی ”احکام صلاۃ“ اور شاہ میراں جی خدا نما (1035ھ

1. 2004ء میں نسیم النساء نے اپنا ایم فل کا مقالہ ”دکنی نثر کے ارشاد ناموں کا تقابلی مطالعہ“ ڈاکٹر محمد علی اثر کی نگرانی میں قلمبند کیا ہے اس مقالہ میں انھوں نے تین اسولہ اوراق پر مشتمل دس رسائل کو نثری ارشاد ناموں کے طور پر متعارف کروایا ہے۔ ان رسائل میں شامل متصوفانہ اصطلاحات اور مسائل کی تشریح موصوفہ نے اپنے نگران کی رہنمائی میں بڑی عمدگی سے کی ہے۔

1094ھ) کی تصانیف ”شرح تمہید“ اور ”رسالہ وجودیہ“ اس سلسلے کی آخری چیزیں ہیں۔
 سب رس تک اردو نثر کے آغاز و ارتقا کے اس سرسری مطالعہ سے ہی معلوم ہو جاتا
 ہے کہ سب رس سے پہلے جتنی بھی چیزیں نثر میں لکھی گئی ہیں وہ سب فقہ و تصوف وغیرہ پر
 مبنی ہیں اس سے پہلے کی کوئی بھی تصنیف ایسی نہیں جن میں ان موضوعات سے ہٹ کر کوئی
 بات کہی گئی ہو۔ اس لحاظ سے دجہلی کو فوقیت و اولیت حاصل ہے کہ وہ سب رس جیسا ادبی
 کارنامہ پیش کرتا ہے۔

وجہی کے حالاتِ زندگی

وجہی کا شمار قطب شاہی دور کے مشہور و مقبول فنکاروں میں ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے دور کا ایک پرگو شاعر ہی نہیں ایک بہترین نثر بھی تھا۔ اس کے باوجود دربار گوکلنڈہ کے اکثر مشاہرین کی طرح وجہی کے حالاتِ زندگی بھی پردہٴ خفا میں ہیں۔ قدیم ادب کے کسی تذکرے یا کسی تاریخ سے اس ضمن میں کوئی مدد نہیں ملتی۔ قدیم اردو کے محققین ڈاکٹر عبدالحق، ڈاکٹر زور اور مولوی نصیر الدین ہاشمی نے اس مزید پُر ہنر کے متعلق جو کچھ بھی لکھا ہے وہ صرف سب رس اور قطب مشتری سے ماخوذ ہے لیکن حال ہی میں وجہی کا فارسی دیوان دستیاب ہوا ہے، جس سے حیاتِ وجہی کے ڈھکے چھپے کچھ پہلو روشن ہو جاتے ہیں۔ اس فارسی دیوان کا تعارف سب سے پہلے اختر حسن صاحب نے کرایا ہے لیکن اختر صاحب نے اس بات کا کہیں ثبوت پیش نہیں کیا کہ اس فارسی دیوان کا مصنف اور قطب مشتری و سب رس کا مصنف ایک ہی شخص ہے۔ لیکن مجھے بہ وقت مطالعہ چند ایسی داخلی شہادتیں ملی ہیں جن سے اس امر کا یقین کیا جاسکتا ہے کہ تذکرہ بالا تصانیف کا تعلق ایک ہی شخصیت سے ہے۔

وجہی نے سب رس میں موقع و محل کے اعتبار سے بہ کثرت اپنے اور دوسرے شعرا کے اشعار لکھے ہیں۔ چنانچہ اپنا ایک شعر وجہی نے سب رس میں اس طرح لکھا ہے۔

”جون وجہی عاشق عارف واصل گوہر خن دریا دل آزاد اپتا ہے کتا ہے“ ۔

تمام عشقم و در دل تمام مشتاقیت
 تمام دیدم و دیدن نہ دیدہ شد باقیست¹
 اور یہی شعر فارسی دیوان² کے صفحہ (39) کی غزل کا مطلع ہے۔ سب رس میں ایک
 اور فارسی شعر و جہی کا ملتا ہے، ایک موقع پر و جہی لکھتا ہے۔
 ”جوں و جہی صاحب درو اپنے زمانے کا فرد کتا ہے کہ“۔
 ہرگز نمں یار کردم و بمن اغیار گشت
 کیست ہم چوں دوست کو آخر بمن دشمن نشد³
 فارسی دیوان⁴ میں یہ شعر صفحہ (80) پر موجود ہے۔

و جہی کی لکھی ہوئی کوئی چیز 1018ھ (سنہ تصنیف قطب مشتری) اور 1045ھ (سنہ
 تصنیف سب رس) کے درمیان کی نہیں ملتی جس سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید کسی وجہ سے یہ
 طویل مدت اسے گوشہ نشینی میں گزارنی پڑی ہو۔ دوسری جانب فارسی دیوان میں بھی کئی
 ایسے اشعار مل جاتے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ صاحب دیوان ایک طویل عرصہ تک
 بادشاہ وقت کی چشم التفات سے محروم رہا اور اسے گوشہ نشینی و مفلسی کی زندگی گزارنی پڑی
 چنانچہ ایک شعر ہے ۔

بادشاہ جہاں مفلسیم
 خاکے ہم نیست در خزانہ ملک

و جہی مصنف سب رس کو عبداللہ قطب شاہ کے زمانے میں دوبارہ ابھرنے کا موقع ملا۔
 فارسی دیوان میں بھی نئے بادشاہ کی تخت نشینی کے ساتھ ہی صاحب دیوان کے دور کارمائی
 کے آغاز کی جانب اشارہ کیا گیا ہے ۔

-
1. سب رس از و جہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 225
 2. دیوان و جہی ص 39 مخطوط نمبر 511 ملوکہ کتب خانہ سالار جنگ
 3. سب رس از و جہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 268
 4. دیوان و جہی ص 5، 80 مخطوط نمبر 511 ملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

نشدیدہ وجیہ گدائی گزاشتم
عشتم تو انگر از کرم بادشاہ نو¹

چنانچہ ان تمام اسور کی مطابقت کی روشنی میں ہم قطعیت سے کہہ سکتے ہیں کہ فارسی دیوان قطب مشتری اور سب رس ایک ہی صاحب قلم کے زور طبع کا نتیجہ ہیں۔

دیوان کے ایک شعر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وجہی کا نام اسد اللہ تھا
اسم اسد اللہ وجیہ است تخلص

آرائش دکانچہ بازار کلاست²

وجہی نے اپنا تخلص وجہی، وجیہ، جیہا اور وجہی استعمال کیا ہے۔

۱- بردر عالم چنی بیہودہ لی گردی چرا

انچہ می خواہی وجہی از شہ عالم طلب³

۲- شرمندہ بتانم ازیں بے زری وجہی

کہ حال من بہ شاہ دکن گفت یا نہ گفت⁴

۳- عالی را می کنم شاگردی از اعجاز طبع

وجیہا استاد اگر روح الامین باشد مرا⁵

۴- ننگ آمدی از خانہ ہمہ شہر وجہی

جوں جانوران کلبہ بھمرای ز خس بست⁶

وجہی کے اس فارسی دیوان سے اس بات کا پتا بھی چلتا ہے کہ وجہی کا آبائی وطن

خراساں تھا۔

۱ دیوان وجیہ ص 148 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

۲ دیوان وجیہ ص 26 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

۳ دیوان وجیہ ص 44 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

۴ دیوان وجیہ ص 28 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

۵ دیوان وجیہ ص 17 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

۶ دیوان وجیہ ص 47 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

1094ھ) کی تصانیف ”شرح تمہید“ اور ”رسالہ وجودیہ“ اس سلسلے کی آخری چیزیں ہیں۔
 سب رس تک اردو نثر کے آغاز و ارتقاء کے اس سرسری مطالعہ سے ہی معلوم ہو جاتا
 ہے کہ سب رس سے پہلے جتنی بھی چیزیں نثر میں لکھی گئی ہیں وہ سب فقہ و تصوف وغیرہ پر
 مبنی ہیں اس سے پہلے کی کوئی بھی تصنیف ایسی نہیں جن میں ان موضوعات سے ہٹ کر کوئی
 بات کہی گئی ہو۔ اس لحاظ سے وحشی کو فوقیت و ادلیت حاصل ہے کہ وہ سب رس جیسا ادبی
 کارنامہ پیش کرتا ہے۔

وجہی کے حالاتِ زندگی

وجہی کا شمار قطب شاہی دور کے مشہور و مقبول فنکاروں میں ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے دور کا ایک پرگو شاعر ہی نہیں ایک بہترین نثر بھی تھا۔ اس کے باوجود دربار گوکلنڈہ کے اکثر مشاہیرین کی طرح وجہی کے حالاتِ زندگی بھی پردہٴ خفا میں ہیں۔ قدیم ادب کے کسی تذکرے یا کسی تاریخ سے اس ضمن میں کوئی مدد نہیں ملتی۔ قدیم اردو کے محققین ڈاکٹر عبدالحق، ڈاکٹر زور اور مولوی نصیر الدین ہاشمی نے اس مرید پُر ہنر کے متعلق جو کچھ بھی لکھا ہے وہ صرف سب رس اور قطب مشتری سے ماخوذ ہے لیکن حال ہی میں وجہی کا فارسی دیوان دستیاب ہوا ہے، جس سے حیاتِ وجہی کے ڈھکے چھپے کچھ پہلو روشن ہو جاتے ہیں۔ اس فارسی دیوان کا تعارف سب سے پہلے اختر حسن صاحب نے کرایا ہے لیکن اختر صاحب نے اس بات کا کہیں ثبوت پیش نہیں کیا کہ اس فارسی دیوان کا مصنف اور قطب مشتری و سب رس کا مصنف ایک ہی شخص ہے۔ لیکن مجھے یہ وقت مطالعہ چند ایسی داخلی شہادتیں ملی ہیں جن سے اس امر کا یقین کیا جاسکتا ہے کہ تذکرہ بالا تصانیف کا تعلق ایک ہی شخصیت سے ہے۔

وجہی نے سب رس میں موقع و محل کے اعتبار سے بہ کثرت اپنے اور دوسرے شعرا کے اشعار لکھے ہیں۔ چنانچہ اپنا ایک شعر وجہی نے سب رس میں اس طرح لکھا ہے۔

”جون وجہی عاشق عارف واصل گوہر سخن دریا دل آزاد اپتا ہے کتا ہے“۔

من ز ہند آ شعار گشتم لیگ

طبع پاک من از خراساں است¹

فارسی دیوان میں وجہی نے بار بار اپنے آبائی وطن کا ذکر کیا ہے۔ کہتا ہے ۔

بیا دیوان پر فیض مرا سوی خراساں بر

کہ از گل باغ شعر خویش شہرت در دکن دارم²

شعر نادر معنی ام می رفت در شیراز اگر

بچوں حافظہ شہرہ ملک خراساںی شدم³

ان اشعار سے یہ بات تو ظاہر ہو جاتی ہے کہ وجہی کا آبائی وطن خراساں تھا اور وہ

ہندوستان میں پیدا ہوا۔ البتہ اس نے کہیں اس بات کا اشارہ نہیں کیا کہ وہ ہندوستان کے

کس حصے میں پیدا ہوا۔ تاہم مثنوی قطب مشتری میں دکن کی تعریف جس محبت و عقیدت

سے کرتا ہے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید دکن ہی اس کا وطن تھا۔

دکن سا نہیں ٹھار سنار میں بیچ فاضلاں کا ہے اس ٹھار میں

دکن ہے نکینا انگوٹھی ہے جگ انگوٹھی کوں حرمت نکینا ہے لگ

دکن ملک کوں دھن عجب ساج ہے کہ سب ملک سر ہور دکن تاج ہے

دکن ملک بھوتچ خاصا ہے بچانہ اس کا خلاصا ہے⁴

وجہی کے ایک ہم عصر فارسی شاعر میر محمد مومن نے بھی اپنے کلام میں دکن کی تعریف

کی ہے۔ لیکن چونکہ وہ استرآباد میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے ان کے اشعار میں حب

الوطنی کا وہ جوش نہیں جو وجہی کے اشعار کی خصوصیت ہے۔ ۔

یادگار جد و عم سلطان محمد قطب شاہ

آں کہ ہندوستان ز فیض گشتہ ایران نوی

1 دیوان وجہی ص 25 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

2 دیوان وجہی ص 137 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

3 دیوان وجہی ص 127 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

4 قطب مشتری از وجہی مرتبہ ذاکر عبدالحق ص 100

وہ چہ ایراں آں چہ ایراں کہ آید در نظر
رو بہر جانب کہ آری باغ رضواں نوی
سرمہ شد خاکِ تلگانہ ز فرح پائے نو
اے خدائے خاک پاکت ہر زماں جاں نوی

ان اشعار کے متعلق ڈاکٹر زدر نے ”تاریخ ادب علی گڑھ“ میں بجا لکھا ہے کہ
”اگرچہ یہ ایک بلند پایہ قصیدے کے اشعار ہیں مگر وجہی کی مثنوی کی ابیات میں جو
جوش اور اثر ہے، ان میں پیدا نہ ہوسکا۔¹

وجہی کے مقام پیدائش کی طرح سنہ پیدائش کے بارے میں بھی اب تک ٹھیک ٹھیک
معلوم نہ ہوسکا۔ لیکن ڈاکٹر زور مولوی نصیر الدین ہاشمی اور ڈاکٹر نور سعید اختر اس بات پر
اتفاق کرتے ہیں کہ وجہی نے چار بادشاہوں کا زمانہ دیکھا۔ خود وجہی نے بھی اپنی
تصانیف میں ابراہیم قطب شاہ، محمد قلی قطب شاہ، محمد قطب شاہ اور عبداللہ قطب شاہ کا ذکر
کیا ہے۔ دوسری جانب قطب مشتری (سنہ تصنیف 1018ھ) کے تیور ایک پختہ مشق
شاعر کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اس لئے اگر ہم وجہی کی عمر قطب مشتری کی تصنیف کے
وقت مابین 45-50 سال تصور کریں تو سنہ پیدائش 968ھ، 973ھ کے قریب قرار پاتا
ہے۔ اردوئے قدیم کے دیگر محققین بھی وجہی کی ولادت کے سنہ کا تعین قریب قریب ان
ہی سنیں میں کرتے ہیں۔

قیاس ہے کہ ابراہیم قطب شاہ کا دور وجہی کا عہد طفلیت تھا اس لئے اس کی زیادہ
اہمیت نہیں لیکن ماقبی تینوں بادشاہوں کے عہد اور ان کے درباری رنگ کا وجہی کی زندگی پر
خاص اثر رہا ہے۔ محمد قلی قطب شاہ کا عہد وجہی کا دور عروج تھا۔ اس زمانے میں وہ بادشاہ کی
نظر التفات اور ملک الشعرا کا درجہ حاصل کر چکا تھا۔ قطب مشتری میں وجہی نے اپنے ہم عصر
شعراء کا جس حقارت سے ذکر کیا ہے وہ اسی بات کی دلیل ہے۔ اس سلسلے میں اس نے حد

سے زیادہ خود ستائی بھی کی ہے۔ قطب مشتری سے ماخوذ اس قسم کے چند اشعار یہ ہیں۔
 نہ پہنچے نہ پہنچا ہے گن گیان میں سو طوطی منج ایسا ہندوستان میں
 کہ باتاں یوں کر مری گیان کیاں رہیاں ٹھک ہو قمریاں خراساں کیاں
 جتے شاعراں شاعر ہو آئیں گے سو منج تے طرز شعر کا پائیں گے
 اپنے ہم عصر شعرا کے بارے میں وجہی کا خیال تھا کہ ۔

یو سب شعر کیجے یو سب شعر نہیں کہ بولاں کدھر ہو معنی کہیں
 شعر گرچہ کئی لوگ جوڑے اہیں برے بھوت ہو خوب تھوڑے اہیں 1
 اپنے معاصرین کے کلام کے تقلیدی ہونے کا طعنہ وجہی نے اس طرح دیا ہے۔

جو کرتا مگے گا ہنر دیک کر ہنر وند اسے نیں کتے ہے ہنر
 نوا دل تے لیا تا ہے مشکل کنا کہ آساں ہے دیک کر بولنا
 جکوی یوں کرے اس میں کچ فام نیں ہنر دیک سکنا بڑا کام نیں
 ہنر وند اس کوں کہیا جائے گا جکوی اپنے دل تے نوالیائے گا 2
 اگرچہ وجہی نے اپنے دور کے تمام شعرا کو حقارت کی نظر سے دیکھا ہے اور ان پر طعن
 و تشنیع کی بارش کی ہے لیکن اس کے بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خاص نشانہ
 غواصی ہے۔ کیونکہ غواصی کی بڑھتی ہوئی شہرت سے وجہی کو اندیشہ تھا کہ یہ شاعر جلد ہی اس
 کی برابری کا دعویٰ کرے گا اور یہ اندیشہ درست ہی تھا کیونکہ محمد قلی قطب شاہ کے بعد ہی
 غواصی نے رفتہ رفتہ وجہی کی جگہ حاصل کر لی۔ وجہی کے وہ اشعار جن میں اس نے غواصی
 پر چوٹ کی ہے یہ ہیں ۔

اگر غوطے لک برس غواص کھائے تو یک گوہر اس دھات امولک نہ پائے
 یو موتی نہیں وہ جو غواص پائیں یو موتی نہیں وہ جو کس ہات آئیں
 غواصاں کتے غوطے کھا کھائے کر موے ہیں سو اس سم میں آئے کر 3

1 قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 15

2 قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 15

3 قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 17

اس کا جواب غواصی نے سیف الملوک و بدیع الجہال میں اس طرح دیا ہے۔
 جتے ہیں جو طوطی ہندوستان کے بھکاری ہیں منجہ شکرستان کے 1
 لیکن اس معاصرانہ چشمک کے باوجود غواصی نے وجہی کا ذکر اس طریقہ سے بھی کیا
 ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ اس نوک جھونک کے باوجود اسے وجہی کی عظمت سے انکار نہیں
 تھا۔ ۲

اس دکن کے شاعراں میں تجہ شہنشاہ کے نزدیک
 ہے غواصی اور وجہی شاعر حاضر جواب 3
 اپنے ایک فارسی شعر میں وجہی خود کو روح الامین کا شاگرد بتاتا ہے۔ اس نام کا
 ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں ایک شاعر تو تھا مگر پتا نہیں وجہی نے اسی کو اپنا استاد بتایا ہے
 یا روح الامین سے اس کی مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔

خن را بہ سد رہ رسانیدہ ام
 کہ روح الامین است استاد من 4
 اپنے دو پیش رو شعرا فیروز اور محمود کا ذکر بھی وجہی نے بڑی عزت سے کیا ہے۔ جس
 سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قابلیت اور قدر و منزلت سے وجہی بھی متاثر تھا۔ کہتا ہے۔
 کہ فیروز، محمود اہتے جو آج تو اس شعر کوں بھوت ہوتا رواج
 کہ نادر تھے دونو بی اس کام میں رکھیا میں کئے بول اہجوں فام میں 5
 محمد قلی قطب شاہ کے زمانے میں وجہی نے جتنی شہرت و عزت پائی سلطان محمد قطب
 شاہ کے دور میں اسے اتنی ہی عسرت و گنہامی کی زندگی بسر کرنی پڑی۔ محمد قلی قطب شاہ کے
 عہد میں وجہی کو عیش و آرام، راحت و فراغت کے تمام سامان میسر تھے۔ اپنے بعض فارسی

1. سیف الملوک و بدیع الجہال از غواصی ص 16

2. علی گڑھ تاریخ ادب اردو ص 385

3. دیوان دجیہ مخطوط نمبر 511، ص 140 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

4. قطب مشتری از وجہی ص 15 مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق

اشعار میں اس رنگین زندگی کی طرف وجہی نے بڑے بلیغ اشارے کئے ہیں۔ لیکن متقی و پرہیزگار بادشاہ محمد قطب شاہ کے پندرہ سالہ دور حکومت (1020ھ تا 1035ھ) میں وہ مفلسی و تنگ دستی کے ہاتھوں بری طرح پریشان رہا۔ چنانچہ کہتا ہے ۔

وجہی باچنیں فعل و ہنر بے سیم و زر منشین
بہ اقلیم دگر زدنیز تا کے در دکن باشی¹

تنگ دستی کی وجہ سے وہ نہ تو خود اپنا شوق مئے نوشی پورا کر سکتا تھا اور نہ ہی بتوں کے آگے سرخ رو ہو سکتا تھا۔ اسی عسرت و مجبوری کو وہ اس طرح ظاہر کرتا ہے ۔

شرمندہ بتانم ازیں بے زری وجیہ
کس حال من بہ شاہ دکن گفت یا نہ گفت²

وجہی نے اپنی معنوی کی وجہ یہ بتائی ہے کہ کسی خدا ناترس نے جس کے دل میں وجہی سے بغض تھا۔ موقع پا کر بادشاہ کو بھڑکا دیا ہے۔ قیاس غالب ہوتا ہے کہ حسب ذیل اشعار میں شہ کا اشارہ محمد قطب شاہ کی طرف ہی ہے۔

عبت از من جدا کردہ است دشمن بادشاہم را
گنہ از اوست گو ناحق بہ شہ گفت ایں گناہم را
از اول ایں خدا ناترس گویا بغض ور دل داشت
بہ بدنائی من آورد آخر نیک خواہم را³

لیکن چونکہ زمانے کا یہی دستور ہے کہ وہ کبھی سازگار رہتا ہے اور کبھی ناسازگار۔ اس طرح وجہی کے گم نامی اور مفلسی کے دن بھی عبداللہ قطب شاہ کے تخت نشین ہوتے ہی پھر گئے۔ بادشاہ نے وجہی کو پھر سے دربار میں طلب کیا اور عزت و مرتبت سے سرفراز کیا۔ جیسا کہ خود سب رس کے دیباچہ سے ظاہر ہے۔

1 دیوان وجیہ ص 157 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

2 دیوان وجیہ ص 28 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

3 دیوان وجیہ ص 16 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

صبا کے وقت بیٹھے تخت، غیب تے کچھ رمر پار
دل میں اپنے کچھ لیا کر دیجی تادر من کوں دریا دل
گوہر خن کوں حضور بلائے پان دئے بہوت مان دئے¹

سب رس اور قطب مشتری کے مطالعے کی روشنی میں دیجی کے مذہبی عقائد کے تعلق سے متضاد تصویریں ابھرتی ہیں۔ قطب مشتری میں جہاں بھی موقع ملا ہے دیجی نے حضرت علیؑ کا ذکر والہانہ عقیدت کے ساتھ کیا ہے جس سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید وہ شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ علاوہ اس کے مذکورہ مثنوی میں نعت صرف 26 اشعار پر مشتمل ہے۔ جبکہ منقبت کے لئے 50 شعر ہیں۔ یہی نہیں بلکہ سب رس اور قطب مشتری میں معراج کے ذکر کے ساتھ ہی حضرت علیؑ کی برتری کا اظہار کیا گیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر خاں رشید نے بھی ان ہی امور کے مد نظر اپنی تصنیف ”تین مثنویاں“ میں دیجی کو شیعہ قرار دیا ہے وہ کہتے ہیں:

”ملا دیجی شیعہ مسلک تھا۔ قطب مشتری میں اس کے بے شمار شواہد موجود ہیں۔ نعت کے 26 اشعار ہیں، اس کے مقابلے میں منقبت تقریباً پچاس اشعار پر مشتمل ہے۔ اگر ذکر معراج کے اشعار بھی منقبت میں شامل کر لئے جائیں تو ان کی تعداد 60 ہو جاتی ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ذکر معراج بھی حضرت علیؑ کی فضیلت و بزرگی کے لئے کیا گیا ہے۔“²

قطب مشتری سے ماخوذ منقبت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جن میں دیجی نے بڑی عقیدت کے ساتھ حضرت علیؑ کا ذکر کیا ہے۔

مسلمان کی صف کوں ٹچے ہے نام	وصف ہوں ہے تسبیح توں جیوں امام
خبر سب اہے نیک ہوو بد کی ٹچ	سہاتی ہے جاگا محمدؐ کی ٹچ
اتھے یار سب یار بند بھوت کر	بھروسا نبیؐ کا اتھا تج اوپر
کیا کفر سب خار پامال کر	نبیؐ کا رکھیا دین سنجال کر

1 سب رس از دیجی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 8

2 تین مثنویاں از ڈاکٹر خاں رشید ص 94

محمدؐ کی جاگا کئے پائے تا تج اچھے کسی ہو کوں آئے تا 1
حضرت علیؑ کی شجاعت و بہادری کے تعلق سے بھی وجہی نے بہت کچھ زور قلم دکھلایا
ہے۔ مثنوی قطب مشتری میں قصہ کے درمیان بھی جہاں جہاں موقع ملا ہے وجہی آپؑ کا
ذکر کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ چنانچہ حضرت علیؑ کی خلافت کے تعلق سے وہ یوں رقمطراز
ہے۔

خلافت تے اونچا ترا ٹھار تھا خلافت تجے پسنا عار تھا
بڑا توچ آخر بڑا توں اصل توں ظاہر میں آخر ہے باطن اول
ترا مرتا اونچ تے اونچ ہے اول توں ہے آخر کوں بی توچ ہے
بڑا توں بڑے ہے ترے سب یو کام خلافت ہوئی ختم تج پر تمام
علیؑ کا محبت میں جکوی سچ توں جاں حرامی پنے کا وہی ہے نشاں 2
قطب مشتری کے ان اشعار میں تو وجہی نے خلافت میں حضرت علیؑ کی آخری ترتیب
کو اولیت کا درجہ دیا ہے اور ان کی عظمت کے قائل نہ ہونے والوں کو نازیبا الفاظ سے یاد
کیا ہے۔ لیکن اس کے برعکس سب رس میں وجہی نے خلفائے راشدینؓ کا ذکر بھی بڑے
احترام کے ساتھ کیا ہے۔ چنانچہ ”در نعت محمد مصطفیٰ و چار یار و منقبت علی مرتضیٰ“ کے زیر
عنوان جو اشعار درج ہیں ان میں حضرت علی مرتضیٰؑ کے ساتھ خلفائے راشدینؓ کا ذکر اس
طرح کیا گیا ہے: 3

ابا بکر صدیق صادق ہیں خاص کئے خارجیوں کوں شریعت میں اس
عمرؓ جب نبیؐ کی امت میں ہوئے یہودی عرب نے جو جسے سر نوے
جمع کر جو عثمانؓ قرآن کوں شرم کا دئے زور ایماں کوں
ٹوٹیا کفر علیؑ ہت لئے ذوالفقار خدا بعد محمدؐ بھی چاروں ہیں یار 3

1 قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 11

2 قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 3

3 سب رس از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 6

اگرچہ سب رس میں بھی ذکر معراج کے ساتھ وچہی نے حضرت علیؑ کا ذکر کیا ہے لیکن خلفائے راشدینؓ کی بزرگی و عظمت سے بھی اسے انکار نہیں۔ لکھتا ہے:

”ابا بکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ جنوں کی نیکی جانتا سب جہاں حضورؐ کے یاراں ہیں،
 بزرگواراں ہیں۔ انیس تے ایک سب بھلے، جیوں خدا، رسولؐ فرمایا تھا
 تیوں پلے، لاف نہیں کئے، خلاف نہیں کئے۔ حق پر چلن ہارے اللہ اچھے
 ہیں، خدا کے پیارے اللہ اچھے ہیں۔ حضرتؐ کے یار، جنوں سوں حضرتؐ
 کرتے تھے پیار۔ آخر بعد از حضرتؐ بیٹھے حضرتؐ کی ٹھار۔“¹

اب یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ اگر وچہی شیعہ تھا تو خلفائے راشدینؓ سے ایسی عقیدت کیسے ہو سکتی ہے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قطب مشتری میں شیعہ عقائد کا اظہار وقت اور مصلحت کا تقاضا تھا کیونکہ قطب شاہی حکمران خصوصاً محمد قلی قطب شاہ مذہب اثناعشری کا پابند ہی نہیں بلکہ پرستار تھا۔ ہلال محرم کے نمودار ہوتے ہی ماتم کا اہتمام شروع ہو جاتا تھا۔ شاہی تو شک خانے سے سیاہ لباس تقسیم کئے جاتے، شاہی صرغے سے عزاداری کا نظام کیا جاتا۔ بہر حال بڑے پیانے پر غم حسینؑ منایا جاتا تھا۔ اس ماحول میں مصلحت اندیشی کا تقاضا تھا کہ وچہی جیسا شاعر جو کہ شاہی سرپرستی کا اعزاز بھی رکھتا ہو اپنی تصانیف میں بادشاہ کے رجحانات کا خیال رکھے۔ خصوصاً ایسی صورت میں کہ قطب مشتری کا ہیرو خود محمد قلی قطب شاہ تھا وچہی کے لئے ضروری تھا کہ بادشاہ کی خوشنودی کو مد نظر رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ قطب مشتری میں وچہی نے بار بار حضرت علیؑ کا ذکر کیا ہے ورنہ قیاساً کہا جاسکتا ہے کہ وچہی سنی مشرب تھا۔ کیونکہ ایک تو اس نے جب بھی خلفائے راشدینؓ کا ذکر کیا ہے احترام کو ملحوظ رکھا ہے اور دوسرے یہ کہ اب تک وچہی کے صرف دو مرثیے دریافت ہوئے ہیں اور یہ دونوں مرثیے اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ کسی شیعہ شاعر کی تخلیق ہرگز نہیں ہیں۔ ان مرثیوں میں سوز و گداز کی وہ گری نہیں جو ایک شیعہ شاعر کے حقیقی جذبات کی ترجمان ہوتی ہے۔ متذکرہ مرثیوں میں سے ایک کتب خانہ سالار جنگ میں محفوظ ہے اور مرثیہ حضرت حسینؑ کے نام سے معنون ہے۔ اس مرثیے میں وچہی نے

نہایت سیدھے سادے انداز میں غم حسین کا اظہار کیا ہے حالانکہ وجہی جیسا پرگو و پختہ مشق شاعر اگر چاہتا تو اس صنف میں بھی بلند پایہ چیز لکھ سکتا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وجہی نے صرف مرچے کی صنف کو بھی برتنے کے لئے یہ مرثیہ قلم بند کر دیا ہے۔

دوسرا مرثیہ ادارۂ ادبیات اردو کی ایک بیاض (مخطوط نمبر 829) میں محفوظ ہے۔ اس مرثیہ میں وجہی نے غم حسین کی ماری ایک عورت کی تصویر کشی کی ہے۔ یہاں بھی اس نے مرچے کے مخصوص مرکزی خیال سے ہٹ کر ضمنیات پر زیادہ زور دیا ہے۔ ذیل میں مرچے کے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

کالی نہ گوری چیر بندی بیٹھی ہے جوں کالندری
کالے لٹاں کالے بھواں کالی گلے میں گلری
مینا ترا تن اسد کہوں یک رنگ سب پیلا ہوا
روپی میں سب لھو آریا یو کیا بلا ہے دیکھوری
خیلے ہوئے نیلم سگل لٹلاں کے دل میں لبو جمیا
موتیاں کوں سب روزن پڑے دس کھا کہ پانچ ہوئی سب ہری
زلفاں دو سر گردان ہو دو طرف پیچاں کھا پڑے
بھرتے ہیں آہاں کہکر و کمری تے پکڑیا تھر پڑی
چھاتی علا واکر سکی جوین دو شربت کے کھڑیاں
ہاتاں دو نوشدی اپیں ماتم عجب سندھر کری
ہاتاں بلا تیری رہیں سن کر بلا آتا ہے یاد
لبو روتی ہیں اس غم سے عاشق کے آنکے لبو بھری
کھڑے دن تاباں کے حل کالے خوش لب کھجور
عاشور کا یوتا ریزا عشاق خاطر دھن کری
ماتم کوں سب سنگار کر بولیا وجہی گن ماتم
کس ٹھار پر کیا گن لکھیا دیکھ طبع کی زور آوری

ظاہر ہے کہ مرثیے میں ان امور کا ذکر مرثیے کی تقدیس آمیز فضا کے لئے بالکل موزوں نہیں بلکہ ایک طرح سے مرثیے کی تضحیک ہے۔ وجہی کے سنت الجماعت سے ہونے کا قیاس سب رس کے اس نسخہ سے بھی ہوتا ہے جو ادارہ ادبیات اردو کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ اس نسخہ کے کاتب نے جو ترجمہ لکھا ہے اس سے خیال ہوتا ہے کہ وجہی نہ صرف سنی تھا بلکہ چشتیہ سلسلے کا مرید بھی تھا۔ ترجمے کی عبارت اس طرح ہے:

تمت الکتاب سب رس، گفتار مولانا وجہی ساکن حیدرآباد۔ مولانا وجہی چشتی کہ پیر شاہ علی متقی، کہ پیر میاں شاہ باز۔ ایم ہمہ چشتی گذشت تحریر فی التاریخ بست و چہارم ماہ شوال بہ بدضعیف و نحیف محبت اللہ چشتی ساکن شاہ جہاں آباد غلام فخر اللہ خادم حضرت غریب اللہ۔ 1183 ف 1

1۔ سب رس مخطوط نمبر (694) مملوکہ ادارہ ادبیات اردو۔ جیسا کہ اس مخطوطے کے ترجمے کی عبارت سے ظاہر ہے وجہی حضرت شیخ علی متقی کا مرید تھا۔ شیخ علی متقی ہندوستان کے مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کی پیدائش بہ مقام برہان پور 885ھ میں ہوئی۔ مغربی میں ہی آپ کے والد نے شیخ بہاؤ الدین شاہ باجن کی خدمت میں لے جا کر ان کا مرید بنا دیا تھا۔ ایام شباب میں آپ نے شیخ عبدالحکیم ابن شاہ باجن سے مشائخ چشت کا خرقہ حاصل کیا۔ بعد میں لٹان جا کر شیخ حسام الدین متقی کی صحبت بابرکت سے فیض یاب ہوئے اور وہیں سے آپ کو حرمین شریف کی زیارت کی توفیق ہوئی۔ حرمین شریف میں آپ نے شیخ ابوالحسن جعفری اور دوسرے علما سے فیض حاصل کیا اور وہیں آپ نے شیخ محمد بن محمد سادی سے قادریہ اور شاذلیہ سلسلے میں خرقہ خلافت بھی حاصل کیا اور مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کر لی۔ تمام عمر حدیث و تصوف کے رسائل و کتب جمع کرنے میں مشغول رہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ کی بہترین یادگار کتابیں ”حکم کبیر“ اور ”کنز العمال“ ہیں۔ حضرت شیخ کی ذات بابرکت خوش اخلاقی، آداب ظاہری، باطنی، تقویٰ پرہیزگاری سے حریں تھی۔ سلاطین گجرات کو آپ سے بے حد عقیدت تھی۔ اس لئے کبھی کبھی ہندوستان آجایا کرتے تھے۔ آپ کا وصال 975ھ میں مکہ معظمہ میں ہوا۔ مرض الموت کی حالت میں یہ ہندی دودھا آپ نے ارشاد فرمایا تھا:

سن سلی پریم کی باتا یوں مل رہے جیوں دودھ باتا

وجہی کے متعلق بعض حضرات کی رائے ہے کہ وہ ایک صوفی شاعر تھا اور بعض نقاد اسے رند مشرب بتلاتے ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اس ضمن میں کوئی قطعی فیصلہ کرنے سے پہلے وجہی کی تینوں تصانیف خصوصاً فارسی دیوان، محمد قلی قطب شاہ، محمد قطب شاہ اور عبداللہ قطب شاہ کے مزاج، عہد اور درباری رنگ کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ کیونکہ ان سب باتوں کا وجہی کی زندگی سے خاص تعلق رہا ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ محمد قلی قطب شاہ ایک وسیع القلب و علم پرور حکمران تھا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا دیوان رندی و سرمستی کا ایک زندہ مرقع ہے۔ قلی قطب شاہ کی عیش کوشی و شاہد بازی کے بارے میں اتنا لکھا جا چکا ہے کہ اس ضمن میں اب مزید کچھ کہنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ وجہی دربار قلی کا ملک اشعرا اور خود سلطان قلی کا مقرب خاص تھا۔ وجہی کی زندگی کا دوسرا اہم دور محمد قطب شاہ کا عہد ہے۔ یہ ایک پاکیزہ کردار متقی بادشاہ تھا۔ حیدرآباد کی مکہ مسجد اس کے زہد و تقویٰ کی شاہد ہے۔ اگرچہ سلطان محمد قطب شاہ علماء و فضلاء کا قدردان تھا مگر وجہی کو اس کے دربار سے رسوائی، مفلسی، آہ و فریاد کے سوا اور کچھ نہ مل سکا۔ عبداللہ قطب شاہ کو محمد قلی قطب شاہ ثانی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ غواصی کے ان اشعار سے ظاہر ہے۔

کہیں یوں بخت علی ولی کہ پھر جگ میں آیا محمد قلی
پہیں آج اے خسر و نیک نام ہیں اوس کیج آثار تج میں تمام
(طوطی نامہ صفحہ 6)

(گزشتہ سے پیوستہ) (ماخوذ از اخبار الاخبار و نزہۃ الخواطر)

وجہی کے سنہ پیدائش کا تعین 968ھ اور 973ھ کے درمیان کیا گیا ہے۔ جبکہ حضرت شیخ کا سنہ وصال 975ھ ہے۔ یعنی حضرت شیخ کی وفات کے وقت وجہی نہایت کم سن تھا۔ علی متقی کے گجرات تک آنے کا ذکر تو تاریخ میں مل جاتا ہے لیکن دکن آنے کے متعلق کسی مورخ یا تذکرہ نویس نے نہیں لکھا۔ اس لئے خیال ہوتا ہے کہ وجہی کے والدین نے مراسلت کے ذریعہ یا کسی اور ذریعہ سے وجہی کو حضرت شیخ کا مرید بنا دیا ہوگا۔ اور یہ کوئی بعید از قیاس بات بھی نہیں کیونکہ اکثر خط و کتابت کے ذریعہ مرید بننے اور فیض حاصل کرنے کی مثالیں مل جاتی ہیں۔ لہذا مذکورہ کے کاتب نے سہرا ”علی متقی کہ پیرمیاں شاہ باز“ لکھ دیا ہے۔ ”علی متقی کہ پیرمیاں شاہ باجن“ ہونا چاہئے۔

تاریخ گول کنڈہ میں عبد المجید صدیقی لکھتے ہیں :

عبد اللہ قطب شاہ کی تمام عمر پیش و عشرت اور سیر و تفریح میں گزری۔ (صفحہ 177)
عبد اللہ قطب شاہ کے دیوان کے مطالعہ سے بھی مذکورہ بیانات کی تصدیق ہو جاتی ہے۔
وچہی کو اس سلطان نے دوبارہ دربار میں باریابی اور سب رس جیسا شاہ کار لکھنے کا موقع دیا تھا۔
اب غور طلب بات یہ ہے کہ اگر وچہی صوفی تھا تو محمد قطب شاہ کے زمانے میں گوشہ نشینی کی کیا
وجہ ہو سکتی ہے اور قلی قطب شاہ و عبد اللہ قطب شاہ جیسے رنگین مزاج سلاطین کے دربار سے وابستگی کا
کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ وچہی نے تو اپنے فارسی دیوان میں محمد قطب شاہ کے عہد میں معتب
ہونے کی ساری ذمہ داری اپنے مخالفین کے سر ڈال دی ہے۔ لیکن اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ
عتاب شاہی کے پس منظر میں حاسدوں کی کینہ پروری کا فرما رہی ہے تو اب یہ سوال سامنے آتا ہے
کہ وچہی کی کن خامیوں اور کمزوریوں کو مخالفین نے اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا ہوگا؟ ظاہر ہے
کہ اپنے چچا کے درباری شاعر کو سلطان محمد قطب شاہ کسی معمولی بات پر دوبار سے نکال باہر نہیں
کر سکتا تھا۔ جبکہ وہ خود نعل فن کا قدردان تھا اور قدرداں تو عموماً با کمالوں کی معمولی لغزشوں کو نظر انداز
بھی کر دیا کرتے ہیں، لیکن چونکہ سلطان ایک متقی و پرہیزگار شخص تھا اس لئے بلا کسی توقف کے کہہ
سکتے ہیں کہ وچہی کی بادہ کشی و رنگین مزاجی نے ہی اس کے حاسدوں کو مواقع فراہم کئے کہ بادشاہ کو
اس سے بدظن کر دیں اس کے برخلاف عبد اللہ قطب شاہ خود جام و مینا کا دلدادہ تھا اس لئے اس نے
وچہی کی اس کمزوری کو نظر انداز کر دیا اور دربار میں دوبارہ حاضری کا موقع دیا۔

فارسی دیوان میں وچہی کا ایک شعر ہے ۔

گزر دولت در گردانی آمدی غم گیس مباح

کار دنیا ایں چنیں است گاہ است و گاہ نیست¹

گزشتہ سے پتہ چلتا ہے : کیونکہ بہت کلاش و جستجو کے باوجود صوفیہ ہند کی تاریخ میں حضرت بہاؤ
الدین شاہ باجن کے مرید علی متقی کے علاوہ کسی اور علی متقی کا ذکر نہیں ملتا۔ ویسے وچہی کے مذہبی
عقائد سے متعلق یہ سب قیاس ہی کہا جاسکتا ہے یوں بھی کسی فن کار کی عظمت کا تعین اس کے ادبی
کارناموں کی اساس پر ہی کیا جانا چاہئے۔ چاہے اس کے مذہبی عقائد کچھ بھی ہوں۔۔

1 دیوان وچہی ص 40 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

لیکن خود وجہی صبر و استقلال کے راستے پر ثابت قدم نہ رہ سکا کیونکہ دیوان وجہی میں کثرت سے ایسے اشعار موجود ہیں جن میں وجہی نے اپنی تنگ دستی و عزلت پر شدید احتجاج کیا ہے ۔

مفلسی کی کشم بسیار کہ سخاوت دریں زمانہ کم است 1
ی خورد فاقہ مرا قلم نام گویا بے خورش جسم روا نیست روانم گویا 2
وجہی با چنیں فضل و ہنر بے سیم دزر منیش بہ اقلیم دگر رد خیز تاکہ در دکن باشی 3
فاقہ کشی اور مفلسی پر اتنی آہ و بکا ایک صوفی کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں جن میں وجہی نے مذہب بدلنے کی بات سوچی ہے ۔

وقت کہ زایماں و یقین بر کردم ہم در طلب مذہب دیگر کردم
زین فاقہ سے روز داست اگر در دیں کلیم ایم و کافر کردم 4
مفکرین کا قول ہے کہ ”تنگ دستی کی انتہا کفر کے راستے پر بھی لے جاسکتی ہے“ یہ قول عام انسان کے لئے تو شاید درست ہو لیکن صوفی کے لئے نام سازگار حالات اس کی آزمائش و امتحان اور نامساعد حالات میں ثابت قدمی نفس پر فتح کا حکم رکھتی ہے اس لئے ایسے وقت میں اگر کوئی شخص صبر و استقلال کا دامن چھوڑ دے تو ہم اسے صوفی کیسے مان سکتے ہیں۔ اب رہی تاج الحقائق کے متصو خانہ رنگ کی بات تو چونکہ داخلی شہادت کی عدم موجودگی کی بناء پر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہی نہیں کہ یہ وجہی کی تصنیف ہے اس لئے اس کتاب کے صوفیانہ ماحول کی روشنی میں وجہی کو صوفی ثابت کرنا ٹھیک نہ ہوگا۔ وجہی کی مستند نثری تصنیف سب رس میں اکثر مقامات پر دنیوی مسائل کے متعلق بحث کی گئی ہے۔ لیکن یہ وجہی کے صوفی ہونے کا ثبوت نہیں۔ ہاں ہم کہہ سکتے ہیں کہ وجہی تصوف کے مسائل سے

1. دیوان وجہی ص 49 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

2. دیوان وجہی ص 322 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

3. دیوان وجہی ص 157 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

4. دیوان وجہی ص 168 مخطوط نمبر 511 مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

بخوبی واقف تھا اور وسیع مطالعے، گہرے تجربے اور صاحب قلم ہونے کی وجہ سے تصوف یا کسی بھی مسئلہ کی تشریح بخوبی کر سکتا تھا۔

جس طرح وجہی کا سنہ پیدائش قیاسات پر مبنی ہے، اسی طرح اس کے سنہ وفات کے متعلق قطعیت سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ وجہی نے سنہ 1076ھ اور سنہ 1083ھ کے درمیان وفات پائی کیونکہ ابن نشاطی نے اپنی ”مشنوی پھولبن“ میں ان تمام شعراء کا ذکر کیا ہے جو اس وقت تک فوت ہو چکے تھے لیکن ان میں وجہی کا نام شامل نہیں۔ پھولبن کا سنہ تصنیف 1076ھ ہے جیسا کہ ان اشعار سے ظاہر ہے۔ صفادار اس کے دیک ہر ایک جن میں رکھیا ہوں نانوں اس کا پھولبن میں اتھا تاریخ تو لایا یہ گلزار اگیارہ سو کوں کم تھے بسیں پہ چارے اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ 1076ھ تک وجہی بقید حیات تھا کیونکہ اگر وجہی اس وقت تک فوت ہو چکا ہوتا تو ابن نشاطی گذرے ہوئے شعرا محمود، فیروز اور شیخ احمد وغیرہ کے ساتھ وجہی کا ذکر بھی ضرور کرتا کیونکہ وجہی کسی بھی طرح ادبی میدان میں ان شعراء سے پیچھے نہ تھا۔ مرحومین کا ذکر ابن نشاطی نے یوں کیا ہے ۔

نہیں وہ کیا کروں فیروز استاد کہ دینا شاعری کا کچھ مری داد
اے صد حیف جو نہیں سید محمود کہتے پانی کوں پانی دود کوں دود
نہیں اس وقت پر وہ شیخ احمد سخن کا دیکھتے ہاند یا سو میں بند
حسن شوقی اگر ہوتا تو الحال ہزاراں بھیجتا رحمت منج اپراں
اچھے تو دیکھتا ملا خیال یو میں برتیا ہوں سو صاحب کمالی جے
اسی طرح یہ بات بھی یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ وجہی 1083ھ تک فوت ہو چکا تھا۔ اس لئے کہ طبعی نے اپنی مشنوی ”بہرام و گل اندام“ (سنہ تصنیف 1083ھ) میں وجہی کا جس طرح ذکر کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وجہی اس وقت تک انتقال کر چکا تھا۔

1. پھولبن از ابن نشاطی مرتبہ عبدالقادر مردوی ص 23

2. پھولبن از ابن نشاطی مرتبہ عبدالقادر مردوی ص 17

لکھا میں جو یو مثنوی بولنے یو موتیاں گچھل ڈھال تیو رولنے
یو دجہمی میرے خواب میں آئے کر مکہ اپنا سورج ناد دکھلائے کر
سراسر سنیا جو میری مثنوی کہیا بات طبعی ہے تیری نوی
ہو خوش حال سن کر یو باتاں میرے ابس کے لے باتاں میں باتاں میرے
بڑے پیار سوں اپنا یو دے مثل سنیا سو پڑیا خواب سے میں اچھل لے
ڈاکٹر جمال شریف اپنے مقالے میں دجہمی کے سنہ وفات پر بحث کرتے ہوئے کہتے
ہیں:

”مرتب مقالہ کو دجہمی کی ایک اور تصنیف عقاید دجہمی ملی ہے جو جمادی
الآخر 1081ھ کی خود دجہمی کی نوشتہ ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ دجہمی
1081ھ تک بقید حیات تھا۔ اس لئے قیاس ہوتا ہے دجہمی نے عقائد
دجہمی تصنیف 1081ھ کے بعد اور مثنوی بہرام وگل اندام 1083ھ سے
قبل 1081ھ 1083ھ کے درمیان انتقال کیا۔“²

لیکن عقائد دجہمی (مخطوط مجامع نمبر 70 کتب خانہ آصفیہ) کے مطالعہ سے معلوم ہوتا
ہے کہ اس تصنیف کا مصنف اسد اللہ دجہمی سب رس نہیں بلکہ شیخ وحی الدین ثانی بن پیر
عینی ہیں۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ جو سنہ تصنیف اس میں دیا گیا ہے وہ بھی 1076ھ اور
1083ھ کے درمیان ہی ہے۔

ادارۂ ادبیات اردو کے ایک نسخہ کے ترقیے کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ دجہمی
حضرت برہنہ شاہ صاحبؒ کی درگاہ میں مدفون ہے۔ ترقیے کی عبارت حسب ذیل ہے۔
”تمام ہوئی کتاب سر، رس تصنیف مقبول الہی حضرت شاہ دجہمی قدس سرہ
کی کہ جن کی تربت پاک درگاہ میں حضرت برہنہ شاہ صاحب قدس سرہ
کے ہے روز پنج شنبہ کہ بارہ گھڑی دن باقی تھا۔ بارہویں رجب کہ مہینہ
کی۔ نہ ایک ہزار ایک نود و چھ کا تب پچارہ غلام حسین غلامی ولد پیر محمد

1 دیباچہ بہرام وگل اندام منقول از اردو شہ پارے، ص 88

2 دکن میں اردو شاعری کا ارتقا دلی سے پہلے از ڈاکٹر جمال شریف ص 297

غوث بخاری کا بھٹے دونوں کو حق تعالیٰ مقام پلغراب پہنچا۔¹
 ممکن ہے کہ دچھی حضرت برہنہ شاہ صاحب قبلہؒ ہی کی درگاہ کے احاطے میں مدفون
 ہو۔ لیکن اب اس احاطے میں تقریباً (20) قبور کے نشان موجود ہیں اور کسی قبر پر کوئی ایسا
 کتبہ نہیں ہے جس سے صاحب قبر کا اتنا پتہ معلوم ہو سکے۔

وجہی کی دیگر تصانیف

وجہی دور قطب شانی کا وہ خوش قسمت فنکار ہے جس کی لکھی نثری و منظوم ہر دو نگارشات مل جاتی ہیں۔ نثر میں سب رس تو ہے ہی ایک بلند پایہ چیز لیکن مثنوی قطب مشتری بھی قطب شانی دور کی مثنویوں میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ اس مثنوی کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس زمانے کے دکنی شعراء کی طرح وجہی نے کسی فارسی تصنیف کو اپنا ماخذ نہیں بنایا بلکہ یہ اس کا اپنا اپنی کارنامہ ہے۔ اس مثنوی کے متعلق قیاس کیا جاتا ہے کہ اس میں درپردہ محمد قلی قطب شاہ اور بھاگ متی کے عشق کی داستان بیان کی گئی ہے لیکن مثنوی میں جو قصہ بیان کیا گیا ہے اس سے بہ ظاہر ایسی کوئی بات معلوم نہیں ہوتی۔

یہ مثنوی جیسا کہ خود وجہی نے لکھا ہے 1018ھ میں بارہ دن میں پوری کی گئی۔

تمام اس کیا دیس بارا نے

سنہ یک ہزار ہور اٹھارہ نے¹

قطب مشتری کی تصنیف کے وقت وجہی کی شہرت عروج پر پہنچ چکی تھی اور اس وقت تک وہ بادشاہ کا منظور نظر شاعر بن چکا تھا۔ چنانچہ اس مثنوی میں وجہی نے اپنے ہم عصر شعراء پر

1. قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 109

خوب طر کیا ہے اور ان کی منظوم تصانیف کے غیر اچھی ہونے پر لعن طعن کی انتہا کر دی ہے۔ وچئی کے حالات زندگی کے سلسلے میں اس قسم کے اشعار پیش کئے جا چکے ہیں۔ اس مثنوی کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وچئی نے اس مثنوی کے آغاز میں ایک منظوم باب ”در شرح شعر گوید“ کے عنوان سے قلم بند کیا ہے جس میں وہ بتاتا ہے کہ شعر نہ صرف سلیس ہو بلکہ الفاظ و معنی میں باہم ایسا ربط ہو کہ دونوں ایک جاں معلوم ہوں۔ بڑی تعداد میں کمزور اور پھیکے اشعار تحریر کرنے سے بہتر ہے کہ ایک شعر کہا جائے اور بہتر کہا جائے۔ وچئی نے الفاظ کے انتخاب میں موزونیت اور معنی آفرینی پر زیادہ زور دیا ہے۔ تقلید کو وہ کوئی قابل تعریف بات نہیں سمجھتا۔ اچھا شاعر اس کی نظر میں وہی ہے جو اپنے دل سے اپنی طبیعت سے نئے نئے مضمون باندھے۔ ان سب باتوں کو اشعار کے پیرائے میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ 1

کتا ہوں تجے پند کی ایک بات	کہ ہے فائدہ اس نئے دھات دھات
جو بے ربط بولے توں بتیاں بچیں	بھلا ہے جو یک بیت بولے سلیس
جسے بات کے ربط کا فام نہیں	اسے شعر کہنے سوں کچ فام نہیں
نکو کر توں لئی بولنے کا ہوس	اگر خوب بولے تو یک بیت بس
دو کچ شعر کے فن میں مشکل اچھے	کہ لفظ ہو معنی یو سب مل اچھے
اسی لفظ کوں شعر میں لیا نہیں توں	کہ لیا ہے استاد جس لفظ کوں
اگر فام ہے شعر کا تج کوں چھند	چنے لفظ لیا ہو معنی بلند
رکھیا ایک معنی اگر زور ہے	دلے بھی مزا بات کا ہو ہے

آگے چل کر لکھتا ہے:

نوا دل تے لیا تا ہے مشکل کتا	کہ آسان ہے دیکھ کر بولنا
جکوی یوں کرے اس میں کچھ فام نہیں	ہنر دیک سکتا بڑا کام نہیں
ہنروند اس کوں کھیا جائے گا	جکوی اپنے دل تے نو الیائے گا 1

لکھا میں جو یو مثنوی بولنے یو موتیاں نچھل ڈھال تیو رولنے
یو وچہی میرے خواب میں آئے کر مکہ اپنا سورج تاد دکھلائے کر
سراسر سنیا جو میری مثنوی کہیا بات طبعی ہے تیری نوی
ہو خوش حال سن کر یو باتاں میرے اپس کے لے ہاتاں میں ہاتاں میرے
بڑے پیار سوں اپنا یو دے مثل سنیا سو پڑیا خواب سے میں اچھل¹
ڈاکٹر جمال شریف اپنے مقالے میں وچہی کے سنہ وفات پر بحث کرتے ہوئے کہتے
ہیں:

”مرتب مقالہ کو وچہی کی ایک اور تصنیف عقاید وچہی ملی ہے جو جمادی
الآخر 1081ھ کی خود وچہی کی نوشتہ ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ وچہی
1081ھ تک بقید حیات تھا۔ اس لئے قیاس ہوتا ہے وچہی نے عقائد
وچہی تصنیف 1081ھ کے بعد اور مثنوی بہرام دگل اندام 1083ھ سے
قبل 1081ھ 1083ھ کے درمیان انتقال کیا۔“²

لیکن عقائد وچہی (منظوم مجامع نمبر 70 کتب خانہ آصفیہ) کے مطالعہ سے معلوم ہوتا
ہے کہ اس تصنیف کا مصنف اسد اللہ وچہی سب رس نہیں بلکہ شیخ وچہی الدین ثانی بن پیر
عیمیٰ ہیں۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ جو سنہ تصنیف اس میں دیا گیا ہے وہ بھی 1076ھ اور
1083ھ کے درمیان ہی ہے۔

ادارۂ ادبیات اردو کے ایک نسخہ کے ترقیے کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وچہی
حضرت برہنہ شاہ صاحبؒ کی درگاہ میں مدفون ہے۔ ترقیے کی عبارت حسب ذیل ہے۔
”تمام ہوئی کتاب سر، رس تصنیف مقبول الہی حضرت شاہ وچہی قدس سرہ
کی کہ جن کی تربت پاک درگاہ میں حضرت برہنہ شاہ صاحب قدس سرہ
کے ہے روز پنج شنبہ کہ بارہ گھڑی دن باقی تھا۔ بارہویں رجب کہ مہینہ
کی سنہ ایک ہزار ایک نو و دچھ کا تب پچارہ غلام حسین غلامی ولد پیر محمد

1. دیباچہ بہرام دگل اندام منقول از اردو شہ پارے، ص 88

2. دکن میں اردو شاعری کا ارتقا دلی سے پہلے از ڈاکٹر جمال شریف ص 297

فوت بخاری کا بخشے دونوں کو حق تعالیٰ مقام و پلغراپ پھولند۔“¹
 ممکن ہے کہ وجہی حضرت برہنہ شاہ صاحب قبلہؒ ہی کی درگاہ کے احاطے میں مدفون
 ہو۔ لیکن اب اس احاطے میں تقریباً (20) قبور کے نشان موجود ہیں اور کسی قبر پر کوئی ایسا
 کتبہ نہیں ہے جس سے صاحب قبر کا اتنا پتہ معلوم ہو سکے۔

1. نسخہ سب رس از وجہی منقول نمبر 800 مملوکہ ادارۃ ادبیات اردو

وجہی کا یہ باب اردو شعریات اور فن تنقید پر پہلی تحریر ہے۔ چنانچہ قطب مشتری کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ خود وجہی کا کلام اس کے تصور شعری کے مطابق بہت سلیس، رواں اور ساتھ ہی ساتھ حسن بیان سے مزین ہے۔

سب رس کی طرح قطب مشتری میں بھی انسانی نفسیات اور قانون فطرت کے تعلق سے بڑی گہری باتیں مل جاتی ہیں مگر اعتدال کے ساتھ مختصر اور کہیں کہیں مثلاً ایک جگہ وجہی کہتا ہے :

دکھیا کوئی تو اس دور میں آج کس نہ کہہ دو دکھ اپنا دکھیا باج کس
دکھیا تیرے دکھ کا سنگاتی ہے تیرے دکھ کی بات اسکوں بھاتی ہے
سکیا کے کئے جا کے دکھ بولے جو ابس پر ہنسا لینا سنگتا ہے وہ
دکھیا دکھ تے خوش ہو سکیا سکھ ستی نہیں سک کوں نسبت ہے کچھ دکھ ستی
سکیا کس کے دکھ کوں اپڑتا نہیں کہ سکیاں کوں دکھیاں سوں پر تا نہیں¹
ایک اور مقام پر لکھتا ہے :

کہ جگ میں چلی ہے یو بات ہر کہیں غرض دند کوں عقل اچھتی نہیں
اتاول توں کرتا اھے کیا سب صوری ستی کام ہوتا ہے سب
چمن میانے آکر چنیا پھول کن سو کانے کیرا زخم تک کھائے بن
بہار آخر ہے ہور اول سودے جو غم دیکھتے شادی اس البتہ ہے
صوری تے خوبی ہے آخر نہ ڈر کہ لوگاں کتے ہیں صوری ظفر²
معتوق کی فطری بے وفائی کے متعلق وجہی کا بیان ملاحظہ ہو۔ یہاں وجہی نے بڑی خوبی سے اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ اگر تو دنیا میں بوئے وفا تلاش کرے گا تو سوائے مایوسی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ جسے تو وفادار سمجھے گا وہی تیرے اعتماد کو ٹھیس لگائے گا۔ اس لئے اگر تجھے دل لگانا ہی ہے تو تو خدا سے لوگا کیونکہ معبود حقیقی ہی تیرے ہر وقت کا مددگار و غم خوار ہے۔

1 قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 57

2 قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 99

جسے یار کہتے سو کیس یار نہیں اگر ہے تو بھی کوئی وفادار نہیں
 وفادار سو یار کرتا ہے توں اس سات ہو یار اگر یار ہے
 نکل ایسے کاماں تے آتا بھلا محبت خدا سوں لگانا بھلا
 توں جس سات جیولانے کوں جائے گا تجے سٹ دو دوسریاں سوں جیولائے گا
 نہ یاری کے لائق ہر ایک یار ہے ہزاراں میں یک کوئی وفادار ہے
 ہر ایکس کوں جیویو کہ لایا نہ جائے زمانا برا کیس پیتا نہ جائے
 کہ جس کو پیتا کر توں جیولائے گا اسی تے توں آخر دغا کھائے گا¹
 قطب مشتری میں دہچی نے منظر نگاری کا وہ کمال دکھایا ہے کہ جیتی جاگتی تصویریں
 سامنے آجاتی ہیں۔ مثلاً ایک موقع پر دہچی نے ایک باغ کی تصویر کشی اس خوبی سے کی ہے
 کہ قاری خود اپنے آپ کو اس باغ میں محسوس کرتا ہے۔ جہاں ہفتے کی زلفیں مشک بار ہیں
 اور سرودھو رقص، درخت خار آلود ہوا سے جھومتے کھڑے ہیں اور طیور کے نئے سرود کی
 کیفیت پیش کرتے ہیں۔ کلیاں صراحیاں ہیں تو پھول پیانے جہاں ندیم صفت سانولی
 باتونی شوخ بلبلیں اپنی دلچسپ حرکتوں سے مور، طوطے اور ہنس کو بے اختیار ہنسنے پر مجبور
 کر دیتی ہیں۔

یکا یک دیا ایک نزدیک باغ ہوا اس کے باساں تے ترسب دماغ
 کہ پاتاں کے پردیاں کو سب پھاڑ کر پھلاں جھانکتے تھے سراں کاڑ کر
 ہفتہ مشک پائی تھی ہال میں سرودھو رقص کرتے تھے آحال میں
 سروداں سو مرغیاں کے نالے تھے داں صریاں کلیاں پھول پیالے تھے داں
 سو رنگ سانولے خوب باتاں بھرے ندیم ہو کے بلبل جو چالے کرے
 سو طاؤس پٹکھی طوطی کبک ہنس پکڑ پیٹ لڑنے لگے ہنس ہنس
 وہ سب خوش ہو بلبل کے چالیاں اُپر اچھلتے اتھے مست ہو ڈالیاں اوپرے

1 قطب مشتری از دہچی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 44

2 قطب مشتری از دہچی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 59

تشبیہ و استعارے میں بھی وجہی نے کافی ندرت سے کام لیا ہے۔ مثلاً صاف شفاف چہرے پر مخمور آنکھوں کو کنول پر پانی کے قطروں سے، رخسار پر زلفوں کی لٹوں کو گلال پر سنبل کے سایے سے تشبیہ دی ہے۔

نہیں دوست چنچل کے اچھیں بچہ مکھ زل کے
کنول پر بند جیوں جل کے سو رہ رہ باوتے ہلتے 1
لٹاں آرھیاں یوں سو دھن گال پر
کہ سنبل کی جیوں چھانوں گلال پر 2
ایک اور خوبصورت تشبیہ ملاحظہ ہو ۔

زر تار تار کے رچ پر گال پر سہاتے
یا چاند کے کنارے خوش رنگ چندنی ہے 3

ان تمام خوبیوں سے قطع نظر قطب مشتری میں وجہی ایک کامیاب قصہ گو کا فرض انجام نہ دے سکا۔ قطب مشتری ایک طریقہ قصہ ہے اور قصہ گوئی کے لئے پلاٹ اس کے اجزا کا آپس میں ربط و تسلسل، کرداروں کا انتخاب اور ان کے حرکات و سکنات کو بڑے ماہرانہ انداز میں پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وجہی کے یہاں قصہ کا پلاٹ ہی کافی کمزور اور گھسا پٹا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ قلی قطب شاہ کی تعریف و توصیف کے لئے ہی ساری مثنوی قلم بند کی گئی ہے کیونکہ جہاں بھی قلی قطب شاہ یعنی ہیرو کی مدح سرائی کا موقع ملا ہے۔ وجہی نے مبالغے کی حد تک متائش کی ہے۔ دوران قصہ عشق، دل اور محبت وغیرہ پر بھی بحث کی گئی ہے۔

کردار نگاری میں بھی وجہی بہت زیادہ کامیاب نہیں کیونکہ قطب مشتری میں کوئی جاندار کردار نظر نہیں آتا۔ مرکزی کردار کو اس قدر اوصاف حمیدہ سے مزین کیا گیا ہے کہ دماغ

1 قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 38

2 قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 65

3 قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص 98

قبول نہیں کرتا۔ ہیرو کو غیر معمولی ذہین بھی بتایا گیا ہے، لیکن اس کی ذہانت کا کمال بھی کہیں نظر نہیں آتا۔ اسے ہر قدم پر دوسروں کے مشورے درکار ہیں۔ ایک شہزادے کے کردار کے لئے جس بردباری، توازن و سنجیدگی کی ضرورت ہے قطب مشتری کا ہیرو ان اوصاف سے محروم نظر آتا ہے۔ جہاں کہیں شجاعت کا موقعہ آیا ہے وہجی نے اسے بھی غیر ضروری مبالغے سے بوجھل بنا دیا ہے۔ ویسے ہیرو کی وطن پرستی اور انسان دوستی بے شک متاثر کن ہے۔

دوسرا اہم کردار مشتری کا ہے جو بنگلہ دیش کی شہزادی اور قصہ کی ہیروئن ہے۔ اسے بھی ہر قدم پر اپنی وایا کے مشورے کی ضرورت ہے۔ اپنے جذبے میں صادق ہے اس لئے بنگلہ دیش کی حکومت چھوڑ کر شہزادے کے ساتھ دکن چلی آتی ہے۔ یہ مستقل مزاجی اس کے کردار کا واحد جائدار پہلو ہے۔ مشتری کی بہ نسبت مہتاب پری اپنے ایثار اور مخلصانہ طرز عمل سے قاری کے ذہن پر اچھا اثر چھوڑتی ہے۔ زہرہ اور مرغ خاں کے کردار بھی بس یوں ہی سے ہیں۔

قطب مشتری اپنے دور کی تہذیب و تمدن کی بہت کچھ عکاسی کرتی ہے۔ اس زمانے کے درباروں کا ماحول، محلوں کی سجاوٹ، بادشاہوں کی عوام کے ساتھ رواداری اور حیدرآبادی گنگا جسنی تہذیب کے متعلق کافی معلومات اس مشوی سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ قطب مشتری میں موقع موقع سے چند غزلیں اور رباعیات بھی پیش کی گئی ہیں۔ جو واقعات میں تسلسل پیدا کرنے یا قصے کو آگے بڑھانے میں مدد دیتی ہے۔ مختلف بیاضوں میں بھی وہجی کی چند اور غزلیں اور مرچے مل جاتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہجی نے قصیدے بھی لکھے ہوں لیکن اب وہ ہمارے دسترس سے باہر ہیں۔ وہجی کی غزلوں کا لب و لہجہ سادہ و شیریں ہے اور اس پر ہندی شاعری کا اثر صاف دکھائی دیتا ہے۔ سلطان قلی قطب شاہ کی طرح وہجی نے بھی مسلسل غزلیں لکھی ہیں جن میں بالعموم جذبات کی ترجمانی کی گئی ہے۔ قطب مشتری میں شامل وہجی کی یہ رباعیات نہایت معمولی درجے کی ہیں جبکہ گولکنڈہ اور بیجاپور کے دوسرے شعرا نے اس صنف کو بڑی خوبی سے برتا ہے۔ اب چونکہ وہجی نے

ان رباعیات کو مثنوی میں ایک خاص مقصد کے لئے استعمال کیا ہے شاید اسی وجہ سے وہ ان پر پوری توجہ نہ دے سکا۔ اس طرح یہ رباعیات اس مثنوی میں بس ایک رابطہ کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہیں۔ ان کی اپنی علیحدہ کوئی خاص ادبی حیثیت نہیں۔

سب رس اور قطب مشتری میں یہ غزلیں اور رباعیات موجود ہیں اس لئے ان کا نمونہ یہاں پیش کرنا غیر ضروری سمجھا گیا ہے۔ دہجی کے اب تک دو مرثیے دریافت ہوئے ہیں ان مرثیوں پر دہجی کے حالات زندگی کے باب میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

ماہِ سیما و پری رخ

گارساں دتاسی نے ایک مثنوی ماہِ سیما و پری رخ بھی دہجی سے منسوب کی ہے لیکن اب تک اس مثنوی کا کوئی نسخہ دستیاب نہ ہو سکا۔¹

تاج الحقائق

تاج الحقائق ایک عرصہ دراز سے محققین کے درمیان زیر بحث رہی ہے اور یہ امر زیرِ غور رہا ہے کہ آیا یہ دہجی مصنف سب رس کی تصنیف ہے یا کسی اور کی۔ عبدالحق و ڈاکٹر زور نے اسے دہجی کی تصنیف قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ صاحبہ اسے شاہ وجہ الدین گجراتی کی تصنیف بتاتی ہیں جبکہ جناب نور السعید اختر نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں تاج الحقائق کو دہجی کی تصنیف قرار دیا ہے۔

تاج الحقائق کے مصنف کے تعلق سے ڈاکٹر نور السعید اختر کا یہ خیال صحیح ہے کہ یہ حضرت شمس العشاق کی تصنیف نہیں۔ کتب خانہ سالار جنگ کے نسخے میں حضرت شمس العشاق کا نام قوسین میں ہونا یقیناً اس کے الحاقی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ تاج الحقائق کا شاہ دہجی الدین گجراتی کی تصنیف ہونا بھی کچھ قرین قیاس نہیں۔ شاہ صاحب نے منسوب

1 خطبات گارساں دتاسی ص 158 (سید ضامن علی نے اپنی کتاب جائزہ زبانِ اردو میں لکھا ہے کہ اس مثنوی کا ایک نسخہ حافظ صاحب اللہ آبادی کے کتب خانہ میں محفوظ ہے لیکن ابھی تک اس بات کی توثیق نہ ہو سکی)

ایک ”کتاب بحر الحقائق“ ہے لیکن جیسا کہ ڈاکٹر اختر نے وضاحت کی ہے یہ رسالہ شاہ صاحب کی تصنیف نہیں بلکہ ان کے ملفوظات ہیں۔ جن کو ان کے مریدوں نے جمع کر کے بحر الحقائق رسالہ نام رکھ دیا ہے۔

البتہ ڈاکٹر اختر مختلف محققین کے اس قیاس کو قبول کرتے ہیں کہ تاج الحقائق کی زبان سب رس کی زبان سے ملتی ہوئی ہے چنانچہ انہوں نے سب رس تاج الحقائق اور قطب مشتری کا تقابلی تجزیہ کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ بھی وجہی ہی کی تصنیف ہے اس تقابلی تجزیے کو انہوں نے الف، ب اور ج تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

حصہ الف میں ڈاکٹر اختر نے یہ وضاحت کی ہے کہ شاہ وجہ الدین علوی قادری تھے اور بحر الحقائق میں انہوں نے قادریہ مسلک کی وضاحت کی ہے۔ برخلاف اس کے تاج الحقائق میں چشتیہ مسلک کو پیش کیا گیا ہے جو وجہی کا مسلک ہے۔ قادریہ اور چشتیہ مسلک کے فرق کو استدلال کی بنیاد بنانا ایک حد تک قابل قبول ضرور ہے لیکن ان دو مسالک کے فرق و اشتراک کا جب تک وضاحت کے ساتھ جائزہ نہ لیا جائے قطعیت کے ساتھ کوئی حکم لگانا مشکل ہے۔ اس لئے کہ ہر زمانہ میں ایسے لوگ بہ کثرت موجود رہے ہیں جنہوں نے دونوں سلسلوں سے فیض حاصل کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے سلوک و تعلیمات میں قادریہ اور چشتیہ تعلیمات اس طرح گھل مل گئی ہیں کہ ان پر کسی ایک نام کا ٹھپہ لگانا مشکل ہے۔ اس لئے بھی کہ قادریہ اور چشتیہ سلاسل کی بنیادی تعلیمات کم و بیش یکساں ہیں، بجز اس کے کہ چشتیہ سلسلے میں عشق پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور قادریہ مسلک میں سپردگی اور عبودیت پر۔

ڈاکٹر اختر نے تاج الحقائق، سب رس اور قطب مشتری کے مشترک جملوں اور لفظوں کی فہرست بھی دی ہے۔ مثلاً

عرش و کرسی، لوح و قلم حنی کھانا، نفر چاکری چور نوالے حاضر، جوتے کے موں میں روٹی موئے کے موں میں مائی، مایک موتی، وحی و الہام، لیکن ان الفاظ کا اشتراک کسی بھی صورت سے مصنف کے اشتراک پر دلالت نہیں کرتا۔ اس لئے کہ ان الفاظ کی تخصیص وجہی

کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اس دور کے ہر مصنف کے پاس یہ الفاظ مل جاتے ہیں۔ ”نفر چا کری چور نوالے حاضر“ ایک کہاوٹ ہے جو اب بھی دکھنی زبان میں زبان زد خاص و عام ہے۔ اسی طرح چوتے کے موم میں روٹی، مومے کے موم میں مائی“ یہ کہاوٹ بھی آج تک دکن کی بڑی بوڑھیوں کی زبان سے سنی جاتی ہے۔

محاورے اور کہاوٹ کا اشتراک بھی مصنف کے اشتراک پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ ایک عہد کا مصنف جو محاورے استعمال کرے گا دوسرا مصنف بھی وہی استعمال کرے گا، مقولے، احادیث اور آیت کے تعلق سے بھی یہی کہا جاسکتا ہے۔ ”النادر کا المعدوم“ کا مقولہ آج بھی تھوڑے لفظی تغیر کے ساتھ اہل علم کی زبان پر ہے ”رایت ربی فی صورت امرڈ“ حدیث میں امرڈ کا لفظ عربی نہیں لیکن اکثر دکھنی تصانیف میں اسے یوں ہی استعمال کیا گیا ہے۔ ”یومنون بالغیب“ آیت کے تعلق سے بھی یہی دیکھنے میں آیا ہے۔ اکثر تصوف کی مثالوں میں جہاں کہیں غیب کی بحث آتی ہے یہ آیت نقل کر دی جاتی ہے۔ یہی حال جانوروں اور پھلوں کے نام کا ہے۔۔۔

ویسے یہ ممکن ہے کہ تاج الحقائق و جہی کی تصنیف ہو لیکن ابھی ایسی کوئی داخلی یا خارجی شہادت دستیاب نہیں ہو سکی جس کی بنا پر ہم وثوق کے ساتھ اسے و جہی سے منسوب کر سکیں۔

تمثیل نگاری

تمثیل نگاری یا (Allegory) ادب کے لئے کوئی نئی چیز نہیں۔ دنیا کے تقریباً ہر بڑے ادب نے ابتداء ہی سے اس طرز بیان کو اپنایا ہے۔ یہ کبھی خاموش احتجاج کا ایک ذریعہ بھی رہی ہے، جس کے ذریعہ بے بس محکوم طبقہ ہند و فصیح کو اشارات و کنایات کے پردے میں مطلق العنان حکمرانوں تک پہنچانے کی کوشش کرتا رہا ہے اور کبھی اسے عوام کو دینی و دنیاوی حقائق و رموز سے بآسانی روشناس کروانے کا ایک دلچسپ طریقہ خیال کیا گیا ہے۔ (Allegory) یعنی تمثیل دو یونانی لفظوں کا مرکب ہے۔

ALLOS = ANOTHER ANY AGORENT = TO SPEAK IN THE
ASSEMBLY TO HARANGNE (AGORA) = AN ASSEMBLY THE
FORUM AGORIA TO BRING TOGETHER -1

یعنی جس میں ایک بات کہہ کر دوسری بات مراد لی جاتی ہے۔ اس تعریف کے مطابق Allegory کو اردو میں عام طور پر تمثیل یا تمثیلیہ کہا جاتا ہے لیکن بعض حضرات نے اسے رمزیہ، مثالیہ اور مجازیہ کا نام بھی دیا ہے۔ انگریزی اور اردو کے ادیبوں نے اپنے اپنے طور پر اس طرز بیان کی تشریح کی ہے۔ مثلاً ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں:

”تمثیل نگاری ایک صنف ہی نہیں یہ مختلف اصناف نظم و نثر مثلاً مثنوی انشائیہ، ڈراما

وغیرہ میں ہو سکتی ہے۔ اسے اسلوب کہنا بھی ٹھیک نہیں، کیونکہ یہ سب رس اور گلزار سرور کے مرصع اور منجلی طرز نگارش میں بھی ملتی ہے اور شرر اور راشد الخیری کی سلیس انشا میں بھی۔ اسلوب در اسلوب نہیں ہو سکتا۔ اسلوب کا تعلق ہیئت اور الفاظ سے ہے جبکہ تمثیل خالص معنوی فن ہے۔ تمثیل کو بیان کی ایک تکنیک ایک صفت کہہ سکتے ہیں.....

تمثیل کے کردار، دراصل کسی دوسرے کردار کے نمائندہ ہوتے ہیں ان سے وہ مراد نہیں جو ظاہراً نظر آتا ہے بلکہ ان کے نیچے موج تہ نشین کی طرح کچھ اور معنی چھپے رہتے ہیں۔ اس طرح تمثیل استعاروں کی ایک زنجیر ہوتی ہے۔¹

عزیز احمد بھی اسے طرز بیان کی ایک قسم بتاتے ہیں لیکن تمثیل کی بہ نسبت تمثیلیہ کے لفظ کو وہ زیادہ مناسب سمجھتے ہیں۔

”بیانیہ ادب کی ایک وہ قسم ہوتی ہے جس میں حکایات یا بیان بہ وقت واحد دو سطحوں پر حرکت کرتا ہے۔ بیان کے ایک حقیقی معنی ہوتے ہیں ایک مجازی۔ حقیقی معنی کے مختلف پہلوؤں کو مجازی اجسام دیے جاتے ہیں اور ان اجسام کے تعلق، حرکت یا تصادم سے حقیقی معنی پیدا ہوتے ہیں۔ اس قسم کے بیانیہ ادب کو مثالیہ کہتے ہیں۔“²

ڈاکٹر سلام سندیلوی نے Allegory کا اردو ترجمہ رمزیہ کیا ہے اور اس کے متعلق ان کا خیال ہے۔

”رمزیہ کو انگریزی میں Allegory کہتے ہیں اور اردو میں Allegory کے ترجمے مختلف لوگوں نے کئے ہیں۔ چنانچہ رمزیہ، تمثیلیہ، مثالیہ اور مجازیہ وغیرہ ترجمے کئے گئے ہیں مگر میرے خیال میں Allegory کا مناسب ترجمہ رمزیہ ہی ہے۔ رمزیہ میں غیر مرئی خیال کو مرئی خیال سے تصور کر لیا جاتا ہے یا یوں سمجھئے کہ غیر مادی اشیا کو مادی صورت میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ خصوصاً جذبات اور ذہنی کیفیات کو تشخص اور متشکل کر دیا جاتا ہے اور ان کو انسانی لباس میں پیش کیا جاتا ہے۔ مثلاً صداقت، شجاعت اور ذکاوت وغیرہ مجرد خیالات

1. اردو میں تمثیل نگاری از ڈاکٹر گیان چند جین آج کل جون 1965ء، ص 3

2. سب رس کے ماخذ اور مسائل احوال و نقد دہجی ص 14

ہیں۔ انہیں خیالات کو ہم متشکل کر سکتے ہیں۔ پھر ان کو انسانی جامہ پہنا سکتے ہیں اور انسانی کرداروں سے آراستہ کر سکتے ہیں۔¹

انگریزی ادیب ایم پالن پارکر (M.Pauline Parkar) نے Allegory of the faerie queen میں لکھا ہے:

Allegory is not a literary device which can be out grown or superseded. Allegory implies a narrative but the agents and the adjuncts will include image per sonification, types, symbols and by their mean the mind, which can seldom apprehend any thing which has not first been presented to the senses, will grasp the writers conception for more strongly than if it were stated directly. But in abstract terms.²

(Encyclopaedia Britannica) میں تمثیل کے متعلق لکھا گیا ہے:

A figurative representation conveying a meaning other than that and in addition to the literal it is generally treated as a figure or rhetoric, but the medium of representation is not necessarily language allegory may be addressed to the eye. And is often embodied in painting sculpture or some form of mimetic art.³

Encyclopedic Dictionary میں تمثیل کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

A discourse designed to convey a different meaning from that which it directly expresses. A figure of speech or a literary composition in which a speaker or writer gives forth not the actual narrative description or whatever else he seeks to present but one so much resembling it as on reflection to suggest it and bring

1. سب رس کا مرتبہ انداز احوال و نقد و تجزیہ، ص 147

2. Allegory of the faerie queen p.31

3. Encyclopaedia Britannica p.645 Vol.1

it home to the mind with greater force and effect that it had been told directly.¹

پس اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ تمثیل یا تمثیلیہ ادبی صنف کی کوئی قسم نہیں نہ تو اسے اسلوب ہی کہا جاسکتا ہے بلکہ یہ طرز بیان کی ایک قسم ہے جس میں اصل قصے کے ساتھ اشاریت اور تشخص کے پردے میں متوازی خطوط پر کردار کے فعل اور مقام و ماحول کی گہرائیوں سے افکار و مطالب کے دوسرے پہلو بھی ابھرتے ہیں جن سے کسی شاعر یا ادیب کی نوشت کاری کا حقیقی مقصد سامنے آتا ہے۔ اس طرح Allegory یا تمثیلہ کے قاری کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ نہ صرف قصے کے ظاہری اور ”سامنے“ کے پہلو اس کے پیش نظر رہیں بلکہ قصے کے ڈھکے ہوئے خدوخال پر بھی اس کی نگاہ مرکوز رہے۔ یہ تمثیلہ بسا اوقات بیدھے سادے سے قصے ہوتے ہیں جو استعارتا گہرے اخلاقی و روحانی افکار و معنی کی نشان دہی کرتے ہیں اور پند و موعظت ان کا شعوری مقصد ہوتا ہے۔ یہ تمثیلی تخلیقات بھرپور اور طویل بھی ہو سکتی ہیں یا پھر یکسر مبہم اور مختصر۔

یہ لحاظ بیت تمثیل نظم و نثر اور ناول کے رنگ و برگی روپ میں سموئی جاسکتی ہے۔ جانوروں اور پرندوں کے بھیس میں کہی ہوئی کہانیاں جیسے انوار، سہیلی، منطق الطیر کلیہ و دمنہ اور کتاب مقدس (خصوصاً مسیحی انجیل) کی تشبیہی تمثیلات اسی تمثیلہ یا Allegory

1. Encyclopaedic dictionary p. 142 Vol. 1

2. Symbolism

3. Personification

4. Character and action

۵ انگریزی میں اس طرز کو فیبیل (Fable) کہتے ہیں فیبیل کے کردار حیوان یا بعض اوقات غیر ذی روح ہوتے ہیں جو انسانوں کی طرح برے لگتے ہیں۔ مختصر کہانی کے انجام میں کوئی اخلاقی سبق پوشیدہ رہتا ہے۔
۶ اسے مثالیہ (Parable) کہہ سکتے ہیں۔ اس کے کردار اکثر حیوان ہوتے ہیں۔ اور پلاٹ فیبیل کی بہ نسبت زیادہ قرین امکان اور فطری ہوتا ہے۔ حیرانوں کے معنی تقابل کے ہیں اس لئے اس میں کسی تقابلی دلیل سے کوئی اصول ثابت کیا جاتا ہے۔

کے ہولکوں مظاہر ہیں۔ انگریزی ادب کے اخلاقی¹ تا تک مثلاً قلعة استقامت² اور نسل آدم³ اسی طرز بیان اور دہرے مطالب و معنی کے حامل ہیں۔ یہی حال رد ہائے و گرگ کا ہے جو حیوانی⁴ کرزپے کے ضمن میں آتا ہے۔

ذیل میں دنیا کی چند اہم زبانوں کی تمثیلی تخلیقات کا سرسری ذکر کیا جاتا ہے۔ انگریزی ادب کی اہم اور طویل تخلیقات میں سے چند یہ ہیں:

1۔ پیرس کسان⁵ کا خواب از ولیم لیاگ لینڈ⁶

2۔ پری زاد⁸ ملکہ از سرتاج اشعرا اسپنر⁹

3۔ متاع¹⁰ از بن جانسن¹¹

4۔ زائر کے معراج¹² مدارج از جان بکن¹³

اس ضمن میں گیلام ڈلوری کا رومان گل بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس کا سنہ تصنیف اندازاً دستور العشاق سے تقریباً ساڑھے چار سو سال قبل بتلایا جاتا ہے۔ گیلام ڈلوری کو اس بے مثل شہ کار کے لئے مواد ایک فرانسیسی شاعر کرے تیان دندرے (Chretien troyes) کے یہاں ملا۔ لیکن گیلام ڈلوری اپنے اس کارنامے کو مکمل نہ کر سکا۔ تا مکمل ہے کو ایک اور فرانسیسی شاعر ژان دیون (Jeandemeum) نے پورا کیا۔

جہاں تک عربی و فارسی کے ابتدائی ادب کا زمانہ ہے ہمیں تمثیل کا کوئی روپ نظر نہیں آتا۔ سوائے شیخ تنتر¹⁴ کے تراجم کے۔ جیسے ہم تمثیل تو نہیں، ماجرائیہ (Fuble) کی صف

1. Morality Plays

2. The Castle of the Perseverance

3. Man kint

4. The Fox and The Wolf

5. Beastepic

6. Piers plowmans deram

7. W. Langland

8. پری زاد ملکہ چھ جلدوں میں ہے جو 1580-1596 کے درمیان لکھی گئی۔

9. 1552-1599, Spenser

10. Poetaste سنہ تصنیف 1601ء

11. Ben Jonson (1537-1572)

12. Pilgrime Progress (باقی صفحہ 51 پر)

میں لے سکتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شیخ تنزرا کا ترجمہ سب سے پہلے پہلوی زبان میں نوشیروان (531-79) کے حکم سے حکیم برزویہ نے اندازاً سنہ 550ء میں کیا جس کو سب سے پہلے عربی زبان میں عبداللہ بن المفتح نے تقریباً 1365ء میں منتقل کیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن علی یا بلال اسوازی، سہیل بن ہارون، ربان بن عبدالحجید اقاشی لاحق وغیرہ نے نظم و نثر میں اس کو منتقل کیا۔¹

فارسی ادب میں شیخ تنزرا کے کئی تراجم مشہور ہیں اس ضمن میں سب سے پہلے رودکی² کا نام آتا ہے جس نے کلیلہ دمنہ کا ترجمہ ساسانی زبان سے پہلوی زبان میں منتقل کیا۔ یہ مشہور منظوم ترجمہ اب ناپید ہے۔ اس کے کچھ اشعار تحفۃ الملوک اور فرہنگ اسدی طوسی کے ذریعے دستیاب ہو جاتے ہیں۔ اس ادبی خدمت کے صلہ میں رودکی کو انعام³ بھی دیا گیا تھا۔ ایک اور شاعر ابوالمعالی نصر اللہ بن عبد الحمید نے کلیلہ دمنہ کا ترجمہ بہرام شاہ غزنوی کے دور حکومت (1517ھ-1547ھ) میں کیا ہے۔ موجودہ کلیلہ دمنہ جس میں اصل ہندی پر دو تین ایرانی اور اسلامی حکایتیں بڑھا دی گئیں اسی کا ترجمہ ہے۔⁴

تیوری دور کے ایک اور شاعر ملا حسن واعظ کاشفی نے بھی انوار سہیلی کے نام سے اس مشہور و معروف ماجرائے کا ترجمہ کیا ہے۔ لیکن بہترین ادبی صلاحیتوں کے استعمال کے باوجود یہ ترجمہ نصر اللہ کے پائے تک نہیں پہنچ سکتا۔⁵

(گزشتہ سے پوسٹ) 13 John Bunyan، (1688-1528)

14 جانوروں کی زبان میں کہی ہوئی یہ دنیا کی مشہور کتابوں میں سے ایک ہے۔

چونکہ اس میں جانکیہ کا بھی ذکر اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ سنہ 300 ق م سے پہلے کی نہیں ہے۔ محققین کی رائے ہے کہ سنہ 200 ق م میں کشمیر کے راجا سدوشن یا امرشکتی کے لڑکوں کی تربیت کیلئے دشمنو شرمائے یہ کتاب قلم بند کی۔ رجبہ کے لڑکوں کا رجحان جانوروں وغیرہ کی جانب زیادہ تھا۔ اس لئے مصنف نے انہیں کے پردے میں یہ نصیحت آمیز کتاب لکھ کر انہیں امور سیاست میں کامل کر دیا۔

1. شالی ہندی اردو نثری داستانیں از ڈاکٹر گیان چند جین، ص 576

2. رودکی ساسانی دور کا مشہور شاعر جس نے 329ھ میں وفات پائی

3. چالیس ہزار درہم انعام رودکی کو اس منظوم ترجمہ پر ملا

4، 5. تاریخ ادبیات ایران از ڈاکٹر رضا زادہ شفق مترجمہ سید مبارز الدین رفعت، ص 309، 446

شیخ فرید الدین عطار کی مثنوی ”منطق الطیر“ بھی اسی ماجرایہ (Fable) طرز پر لکھی گئی ہے اور فارسی ادب میں نمایاں جگہ رکھتی ہے۔ اس مثنوی میں بتلایا گیا ہے کہ سارے پرندے یکجا ہو کر اپنے ”شہریار“ کی تلاش میں نکلتے ہیں لیکن راہ وصال کی دشواری دیکھ کر بجز تیس سی مرغ کے سب ہی نے ہمت چھوڑ دی۔ بہر حال یہ تیس سی مرغ طلب، عشق، معرفت، استغناء، توحید، حیرت اور فنا کی خطرناک سات وادیاں طے کر کے اپنے شہریار کی بارگاہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے لیکن وہاں پہنچنے پر انہیں معلوم ہوا جیسے وہ آئینے کے رو برو کھڑے ہوں کیونکہ جب انہوں نے اپنے شہریار کو دیکھنا چاہا تو انہیں کچھ بھی نظر نہ آیا سوائے ان ہی کے۔ تب انہیں معلوم ہوا کہ اصل ”شہریار سی مرغ“ تو خود ان ہی میں موجود ہے جسے وہ بے خبری اور جہالت میں خارج میں تلاش کرتے رہے۔

منطق الطیر کے بعد ہی فارسی میں پھر کلیلہ و منہ طرز کی کتاب ”مرزبان نامہ“¹ کے نام سے دستیاب ہوتی ہے جسے سلجوقی دور میں قلم بند کیا گیا۔

سعدیؒ نے گلستاں اور جاتیؒ نے صمدیہ الاررار میں ہند و فصاحت اور اخلاقی و روحانی موضوعات کو از راہ تمثیلی حکایات کے پیش کیا ہے۔ لیکن ان کی یہ کوشش تمثیل کی مبہم شکلیں ہیں۔ ان کے بعد بھی کئی شعرا نے اپنی مثنویوں میں کہیں کہیں اسی طرز بیان کو استعمال کیا ہے لیکن اس وقت تک کوئی مکمل تمثیلی کارنامہ قلم بند نہیں کیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ بہ عہد شاہ رخ مرزا (آٹھویں صدی ہجری) فتاحی نیشاپوری نے مثنوی دستور العشاق اور قصہ حسن و دل لکھ کر فارسی ادب میں ایک معرکتہ الآرا چیز پیش کی۔ یہ فارسی ادب کی پہلی داستان ہے جس میں فتاحیؒ نے نہایت مشاقانہ انداز میں ان فنی لوازمات کو پورا کیا ہے جو ایک تمثیلی شہ پارے کے لئے ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ فتاحیؒ نے اتنی چابک دستی

1. ساتویں صدی ہجری کی ابتدا میں سعد الدین نے طبرستانی سے فارسی میں منتقل کیا۔

2. شرف الدین مصلح بن عبداللہ سعدی، ایرانی ادب کا درخشاں ستارہ ہیں۔ سنہ 608ھ کے قریب پیدا

ہوئے اور 791-794ھ کے درمیان وفات پائی

3. نور الدین عبدالرحمن جاتی، متوفی 898ھ

اور ایسے منجھے ہوئے رنگ میں اتنی عمدہ تمثیل کس طرح تخلیق کی ہوگی جبکہ اس سے پہلے اس قدر مکمل تمثیل فارسی ادب میں نہیں لکھی گئی تھی۔

جہاں تک سنسکرت ادب کا تعلق ہے۔ بیچ تنزاکے علاوہ ماجرائیہ (Fable) اور مثالیہ (Parable) طرز کی کئی چیزیں مل جاتی ہیں۔ اس قسم کی اکثر داستانیں ”بھگوت گیتا“ اور ”مہابھارت“ میں موجود ہیں، لیکن نویں صدی سے قبل مکمل تمثیل یہاں بھی نظر نہیں آتی۔ چین اور پالی کے بدھ مت ادب میں ماجرائیہ کہانیاں بڑی تعداد میں مل جاتی ہیں۔ چین ادب کو ہندوستان کے سارے ادب پر اس طرح فوقیت ہے کہ موجودہ معلومات کی روشنی میں پہلی مکمل تمثیل اسی ادب میں ملتی ہے۔ سدھارشی¹ نے اپنا یہ کارنامہ (Upamitibhava Parapancakatha) کے نام سے 906ء میں مکمل کیا۔²

اس قصے میں بنیادی کہانی سے گٹھے ہوئے کئی اور قصے ہیں جس میں بدبختی، ثابت قدمی، رحم دلی، راست نگاہی (یا پرکھ)، علم، صبر، شرافت، ایمانداری، آزادی، قناعت اور عصمت جیسی غیر مجرد صفات کو انسانی روپ میں پیش کیا گیا ہے۔ سدھارشی نے یہ قصہ سنسکرت سے واقف ایک خاص طبقے کے لئے لکھا تھا کہ جو تعلیم یافتہ ہوں اور قصے میں بتلائی مذہبی ہدایات کو بخوبی سمجھ سکیں۔

سدھارشی کے اس کارنامے کے بعد کرشن مسرہ کے تمثیلی سنسکرت ڈرامے پر بھی چند اودے کا درجہ ہے جو سنہ 45-1051ء کے لگ بھگ لکھا گیا۔ جناب دیوی سنگھ³ چوہان نے اسے دستور العشاق کا ماخذ بتلایا ہے۔

1. History of Indian Literature کے ذریعے بس اتنا معلوم ہوتا ہے کہ سدھارشی اکھا کاربھے کا بھائی تھا۔ غلط صحبت نے گھر سے بے گھر اور بالآخر چین جماعت میں شامل ہو کر جوگی بن گیا۔

History of Indian Literature by Winternitz p.526

Sanskrit Drama its origin, development Theory and Practice by Keith. p.83

3. جناب دیوی سنگھ چوہان مرہٹی ساہتیہ پریکا اپریل 1968ء نمبر 68، صفحہ نمبر 122 پر اپنے مضمون ”پر بھو چندر اودے اور دستور العشاق“ کے ذریعے بتاتے ہیں کہ اس تمثیلی ڈرامے کی مقبولیت کا یہ عالم رہا ہے کہ صرف گہرائی زبان میں دس بار اس کا ترجمہ کیا گیا۔ مرہٹی زبان میں پر بھو چندر اودے

اس ڈرامے کا سارا قصہ ”علم الہی“ اور ”نظر بچان“ کی راہ وصال کی دشواریوں حریف انتشار کی بے جادغل اندازیوں اور بالآخر باہم ملاپ پر مشتمل ہے۔ اس ڈرامے کو اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ دنیا کی کئی دوسری زبانوں میں بھی بارہا اس کا ترجمہ ہوتا رہا۔^۱ گیارہویں صدی عیسوی کے بعد بھی سنسکرت اور چین ادب میں کئی تمثیلی کہانیاں اور ڈرامے لکھے گئے، لیکن جہاں تک اردو ادب کا تعلق ہے ”سب رس“ سے پہلے حضرت گیسو دراز کا فارسی رسالہ ”شکارنامہ“ واحد شاہ پارہ ہے جو تمثیل اور بہت کچھ پہیلی کی طرز پر مبنی ہے۔ لیکن شکارنامے کے اردو متن کے تعلق سے ابھی تک قطعیت کے ساتھ ثابت نہ ہو سکا کہ یہ خواجہ صاحب ہی کا ہے یا ان مصنفین کا جنہوں نے شکارنامہ کے اردو متن کے ساتھ اردو میں تشریحات قلم بند کئے ہیں۔

مصنف یاد خواہواری اور منودے نامک (مصنف اے راؤ کر) سنہ تصنیف 1908ء پر بھوچندر اودے سے متاثر ہیں۔

چوہان صاحب نے پر بھوچندر اودے سے سبھارتی تراجم کی فہرست اس طرح پیش کی ہے۔

- 1- جن پر بھاجاریہ تیرھویں صدی عیسوی
- 2- جن پر بھی تیرھویں صدی عیسوی
- 3- بے شکھر سوامی 1405ء
- 4- پنجم 1489ء
- 5- ہر سند 1525ء
- 6- سومتی ترنگ 1665ء
- 7- دھرم مندر 1683ء
- 8- جن درسن 1733ء
- 9- پر بھانند 1743ء
- 10- چوہرام بھٹ 1743ء

سب رس کا ماخذ

وجہی کا اسٹائل

قصہ سب رس اگرچہ وجہی کی اپنی تخلیق نہیں، پھر بھی تالیف ہونے کے باوجود اپنی گونا گوں خصوصیات کی وجہ سے یہ تصنیف کا درجہ رکھتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالحق نے سب سے پہلے اس بات کا انکشاف کیا کہ سب رس دراصل فتاحی¹ نیشاپوری کی مثنوی دستور العشاق² سے ماخوذ ہے جسے بعد میں فتاحی نے قصہ حسن و دل (نثر) اور شبستان خیال کے

نثرین شلا کے مقدمہ دستورالعشاق سے فتاحی کے متعلق بس اتنا معلوم ہوتا ہے کہ محمد یحییٰ بن سبک فتاحی خراسان نیشاپور کے ایک مشہور شاعر ہیں جن کا تعلق شاہ رخ مرزا کے دور سے ہے اور جو 1448ء میں فوت ہوئے۔ فتاحی نے اگرچہ اپنی دوسری تصانیف میں اسرار اور غماری تخلص بھی استعمال کیا ہے لیکن فتاحی تخلص زیادہ مشہور ہوا۔ ان کی دس دوسری تصانیف اور ایک تعبیر نامہ خواب کا بھی ذکر ملتا ہے۔ طبیعت میں قناعت پسندی تھی اس لئے دربار سے دور ہی دور رہے۔ مختلف تذکروں میں ان کی قادر الکلامی کا اعتراف کیا گیا ہے۔ شاعر ہونے کے علاوہ اپنے دور کے وہ ایک اچھے خوش نویس بھی تھے۔ فتاحی کا سب سے بڑا ادبی کارنامہ مثنوی دستورالعشاق ہے (سنہ تصنیف 1436ء) جسے شبستان خیال اور پھر نثری جامہ پہنا کر قصہ حسن و دل کے نام سے بھی پیش کیا گیا ہے۔ اس قصہ کی مقبولیت کا یہ عالم رہا ہے کہ مختلف زبانوں اور مختلف ادوار میں یہ بار بار شائع ہو چکا ہے۔

2۔ اس قصہ کی بنیاد آب حیات کی تلاش پر رکھی گئی ہے جس کا تعلق قدیم انسانوں کے ایسے سلسلے سے ہے جو دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلا ہوا ہے۔ کبھی یہ تلاش کسی پھول کی ہوتی ہے

نام سے الگ الگ بھی لکھا ہے۔ دستور العشاق قصہ حسن و دل اور سب رس کے تقابلی مطالعہ سے قیاس ہوتا ہے کہ وجہی کے پیش نظر شاید قصہ حسن و دل ہی تھی کیونکہ جن امور کا ذکر دستور العشاق میں تفصیل سے کیا گیا ہے وہ حسن و دل میں برائے نام ہیں یا ہیں ہی نہیں۔ سب رس میں بھی ایسا ہی ہے۔ مثلاً حسن کی بارگاہ میں پہنچنے پر حسن نظر سے کئی سوالات کرتی ہے اور نظر کی طرف سے ان کے جوابات بڑے مدلل اور برجستہ انداز میں دیتے جاتے ہیں لیکن یہ سوال و جواب صرف دستور العشاق میں ہیں۔ ناموس بادشاہ کے رو برو نظر اور غمزہ کی پر معرفت باتیں قصہ حسن و دل اور سب رس میں نہیں ہیں۔ لیکن دستور العشاق میں ہیں۔ حسن و دل کی شادی کے موقع پر قامت، زلف اور دیگر امرا کی جانب سے دی گئی دعوتوں کا ذکر صرف دستور العشاق میں ہے۔ دستور العشاق کے آخری حصے میں حضرت خضر کی پر معنی تقریر ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ دل، رزق، توبہ اور زہد

اور کبھی کسی ظرف (برتن) کی، کبھی کسی لا جواب حینہ کی یا کسی نایاب پتھر کی گویا یہ ایک طرح سے راز عشق، راز حیات یا راز حسن کی بھی تلاش ہے۔ دستور العشاق یا سب رس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ ملک مغرب کے بادشاہ کا بیٹا دل اپنے مصاحبین سے آب حیات کا ذکر سن کر اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور اپنے مصاحب خاص نظر کو آب حیات کی تلاش میں روانہ کرتا ہے۔ نظر بہت سی کڑی منزلیں طے کرتا ہوا بہر حال آب حیات تک پہنچ ہی جاتا ہے جو ملک مشرق کے بادشاہ عشق کی لڑکی شہزادی حسن کے تصرف میں ہے۔ حسن اپنے مقرب خاص خیال اور نظر کے ذریعہ دل کو چشمہ آب حیات کی مہر روانہ کرتی ہے۔ اب دل کو آب حیات کے ساتھ حسن کی بھی دھن لگ جاتی ہے لیکن یہ بات عقل بادشاہ کو پسند نہیں۔ چنانچہ عقل و عشق میں ایک زبردست معرکہ چھڑ جاتا ہے جس میں عقل کو شکست ہو جاتی ہے حسن کے رازداروں، دفا، ناز اور زلف کی مدد سے دل اور حسن ملتے ہیں لیکن غیر کی فعل اندازی پر پھر ٹھٹھڑ جاتے ہیں۔ کافی سرگردانی کے بعد آخر کار ہم دردوں کی کوشش سے عشق و عقل میں دوستی ہو جاتی ہے اور حسن و دل کو دائمی رشتے میں باندھ دیا جاتا ہے۔ اس سارے قصہ کو تشیل کے رنگ میں بڑی خوبی سے پیش کیا گیا ہے۔ اس میں کچھ مجردات (Abstrats) کو متشکل کر دیا گیا ہے جیسے عقل، عشق ناموس، خیال، غمزہ حسن اور توبہ وغیرہ دوسری طرف کچھ موجودات (Concretes) مثلاً دل، زلف، قامت کو بھی متشکل کر دیا گیا ہے اور اس طرح ہر دو قسم کے کرداروں کو انسانی پیکر میں چیں کیا گیا ہے۔

کون ہیں۔ نظر ہمت رقیب، قامت، زلف وغیرہ سے کیا مراد ہے۔ گلشن رخسار اور شہر دیدار کیا ہیں اور عقل و عشق کی کیا حقیقت ہے لیکن قصہ حسن و دل اور سب رس میں یہ توجیہ نہیں ہے۔ حضرت خضرؑ کی تشریح اس طرح ہے:

مجاز (عشق مجازی)	حقیقت (عشق حقیقی)
دل	قلب
چشمہ آب حیاں (دہن)	عین شریعت (خن)
نظر	فکر صواب
ہمت	فیض راہ میں
دیار عشق	عرفان خدا
شہر دیدار	شہوت حضرت
حسن	حسن اخلاق
رقیب	نفس دون
قامت	طریق اعتدال
زلف	حکمل اللہ
خال	سواد الوجہ
وہم	نفس وحشت افزا
غمرہ	عین لطف حق
مہر	مہر الہی
ناز	نشان بے نیازی
تبسم	قل یا عبادی
لعل	مشرّب ذوق
باغ و چشمہ آشنائی	عین یقین
غیر	ایلیس 1

وجہی نے گلشن رخسار میں دل اور حضرت نصرت کی مختصر سی ملاقات پر ہی اکتفا کیا ہے اور آنکھوں ہی آنکھوں میں تمام اسرار حل کر دیے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالحق کی رائے ہے کہ اس طرح سب رس کی تمثیل نامکمل، ناقص اور تشنہ رہ گئی ہے۔ لیکن تمثیل فن پاروں کے لئے تشریحی بیانات کی ویسے بھی کچھ خاص ضرورت نہیں رہتی، کیونکہ تمثیل باشعور اور پڑھے لکھے طبقے کے لئے لکھی جاتی ہے کہ اس میں چھپے ہوئے اسرار اور رمز و کنایات سے بخوبی لطف اندوز ہو سکیں۔ اس لئے سب رس میں حضرت نصرت کی وضاحتی بیان کے نہ ہونے کو ہم تمثیل کا نقص نہیں کہہ سکتے۔

جناب دیوی سنگھ چوہان نے اپنے ایک طویل مضمون میں اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ دستور العشاق سنسکرت الاصل ہے۔ چوہان صاحب کا خیال ہے کہ کرشن معرا کا تمثیلی سنسکرت ڈرامہ پر بھو چندر اودے جو 1045ء-1050ء کے قریب لکھا گیا ہے دستور العشاق کا ماخذ ہے کیونکہ دونوں قصوں کے پلاٹ، کردار، طرز نگارش اور مطلع نظر میں یکسانیت پائی جاتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں قصوں کا سرسری مطالعہ ہی اس بات کی تردید کر دیتا ہے کہ دستور العشاق، پر بھو چندر اودے سے ماخوذ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دونوں قصوں میں تصوف و عرفان کا رنگ موجود ہے لیکن جہاں تک پلاٹ اور کردار کا تعلق ہے دونوں قصوں میں اس حد تک یکسانیت اور موزونیت نہیں پائی جاتی کہ پر بھو چندر اودے کو دستور العشاق کا ماخذ قرار دیا جائے۔ اگر تمثیل اور متصوفانہ انداز کی بنا پر ایسا کہا گیا ہے تو جینی ادب میں اس طرح کے کئی قصے مل جاتے ہیں جنہیں اخلاقی یا مذہبی نقطہ نظر کی وضاحت کے لئے مجاز اور حقیقت کی دوہری سطحوں پر پیش کیا گیا ہے۔

Sanskrit Drama its origin development thoery & practice by

Kieth سے ذیل میں پر بھو چندر اودے کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

The supreme reality which is truly one but is united with illusion has a son sprit who given has two children discrimination

1. ”پر بھو چندر اودے اور دستور العشاق“ از دیوی سنگھ چوہان، سرہٹی سماجہ پریکاشن اپریل سنہ 1969ء

(Vivaka) and confusion (moha). The poestrity of the latter has largely gaitned in strength and the position of the former and his off spring menaced this is told us at the out set of the Drama by love in converse with desire. The former is sure he has done much to at tar the result ation one has done much to attain the result the one danger is the old postrity that there will arise knowledge (Prabodha) and judgement or science (Vidya) from the union of the discrimination and theology, unpanisad but the set two are long since parted another reunion seems unlikely. The two, however, flee before the approach of the king discrimination who is talking with reasom (Mati). one of his wives, to his joy he fined that she is in favour of his reunion with theology. She is fain to bring about in act II we find confusion in fear of overthrow. He hastens by the use of falsity (Dambha) to secure Benaras as the key of the world, egoism. Grand father of fals visit is the city and discovers to his joy. His relative confusion enters in triumphant pomp his new capital. The materialist carraka supports him. But there is bad news, duty is rising in revolt. Theology meditates reunion with discrimination confusion bids his minions cast piety daughter of faith (Craddha) in prison and orders. Heresy (Mithyadristi) to separate theology and faith. In act III piety appears supported by her friend, she has lost her mother faith and is in sad flight, even dreaming of suicide, from which piety dissuades her.

In act fifth is in great distressless.of a danger. She and duty have escaped from a demoness who has saved them. She brings a message to discrimination to start the battle. He musters his leader, contemplation patience, contentment and himself goes to Banaras, which he describes. In act V the battle is over, confusion and his fesrring are dead but sprit is disconsolated,

mourning the loss of confusion and activity. The doctrine of Vyasa, the Vedanta, appears, disabuses his mind of error, and he resolves to settle down as a hermit with the one wife worthy of him in activity. Act VI shows us the ancestor of ah being, he is still under the influence of confusion who, before dying, dispatched to him spirits to confuse him and his companion, illusion, favour their efforts but his friend reasoning shows him his errors and he drives them away. Peace of heart reunites theology and discrimination. She tells of her mishaps with cult and exegesis. Nayana and Samkya and reveals to being that he is the supreme lord. This, however is too much for his intellect, but the difficulty is cleared away by judgement, which is the immediate supernatural child of the reunion of the spouses. The appearance of the trust (Bhakti) in visnu to applaud the result terminates the drama. p.251-253

پس اب اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ دستور العشاق اور پربھو چندر اودے کے پلاٹ میں کچھ یکسانیت نہیں۔ ہاں ایک دو کرداروں کے نام پربھو چندر اودے میں وہی ہیں جو دستور العشاق میں ہیں لیکن ان کرداروں کے عمل اور برتاؤ میں کسی قسم کی مناسبت نہیں۔ اکثر دستور العشاق کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ایک لوک کتھا ہے لیکن دستور العشاق کو موجودہ شکل میں لوک کتھا کسی بھی طرح تسلیم نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ جہاں تک لوک کتھا کا تعلق ہے یہ ادبی حسن سے معرا خالص عوامی چیز ہوتی ہے جو اکثر ماجرائیہ (Fable) کی شکل میں مل جاتی ہے۔

دستور العشاق کے ماخذ کے بارے میں اتنا قیاس کیا جاسکتا ہے کہ شاید فتاحی کو ایران یا ہندوستان کی کسی قدیم داستان سے ”کچھ“ مواد مل گیا ہو جس کے واقعات و کردار کو اس نے وسیع کیونٹس پر تمثیلی رنگ میں پیش کر دیا ہے۔ لیکن چونکہ اب تک ایسے کسی قصے کا پتا نہیں چل سکا جسے دستور العشاق کا محرک سمجھا جائے اس لئے ہم اس امر سے بھی گریز نہیں کر سکتے کہ یہ فتاحی کی اپنی تخلیق بھی ہو سکتی ہے۔ اس بحث سے قطع نظر قصہ حسن و دل ہے

ایک پر لطف چیز لیکن اس دلچسپ قصہ کو بھائے دوام کی منزل تک پہنچانے کا سہرا بڑی حد تک فتاحی کی جادو بیانی کے سر ہے۔ گویا فتاحی ایک کامیاب فنکار ہے کہ اس نے اپنے زور قلم سے دنیائے ادب کی توجہ ایک زمانے تک اپنی جانب مبذول رکھی۔

یہی بات ہم وچّی کے بارے میں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب اس نے سب رس جیسی نئی چیز پیش کرنے کا دعویٰ کیا تو وچّی کی یہ تعلیٰ اسلوب کے بارے میں تھی جسے اس کے معاصرین نے بلا کسی پس و پیش کے قبول کر لیا کیونکہ وچّی کے متقدمین اور ہم عصر صرف میدانِ نظم کے سورما تھے۔ وچّی سے پہلے اور وچّی کے ایک عرصہ بعد تک محفلِ نثر سنسان ہی پڑی رہی۔ ایک دو نثری چیزیں جول جاتی ہیں تو وہ بھی مذہب و فقہ جیسے موضوعات پر مبنی ہونے کی بنا پر ادبی دل کشی سے خالی ہیں۔ اس لئے جب وچّی نے مقفیٰ مسجع نثر میں حکیمانہ انداز و دلکش اسلوب سے مزین سب رس پیش کیا تو اس کے معاصرین کے لئے یہ ایک چونکا دینے والی بات تھی۔ وچّی کے اس نثری کارنامے سے وہ اتنا متاثر ہوئے کہ قصے کے غیر اپنی ہونے اور خود ان کے ادبی کارناموں کے تعلق سے وچّی کی تلخ گوئی کے باوجود وچّی کے اس دعوے کو کہ

”آج گن کوی اس جہان میں ہندوستان میں ہندی زبان سوں اس

لطافت اس چہداں سوں نظم ہو رنٹر ملا کر گلا کر یوں نیں بولیا اس بات

کوں اس نبات کوں یوں کوی آب حیات میں نیں گھولیا۔“

بلا کسی اعتراض کے قبول کر لیا۔ سب رس کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ وچّی کے تتبع میں کئی شعرا نے قصہ حسن و دل کو اپنی جودت طبع کا مرکز بنایا۔ یہ اور بات ہے کہ وچّی تک کوئی پہنچ نہ سکا۔ یہی نہیں بلکہ وچّی کے درسِ دانش سے متاثر ہو کر ابنِ نشاۃ نے مثنوی پھول بن میں سب رس کے چھ اشعار اپنے بیان میں وزن پیدا کرنے کے لئے نقل کر دیے ہیں۔

1. وچّی کے معاصرین بھی یقیناً قصہ حسن و دل سے واقف رہے ہوں گے۔

2. ان اشعار کی نشاندہی ”سب رس کا متن“ کے تحت کر دی گئی ہے۔

وجہی کے لئے اتنا منظم ادب پارہ قلم بند کرنا کچھ مشکل بھی نہ تھا، کیونکہ وہ خود بھی ایک کبہ مشق شاعر تھا۔ تخیل کی بلند پروازی اور خیالات کی ندرت اس کے قدرتی اوصاف تھے۔ زبان پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔ یہی وجہ ہے کہ دلکش مسجع و مقفی عبارت وہ بلا تکلف لکھتا چلا جاتا ہے۔ حالانکہ بڑے بڑے نثر بھی اس میدان میں ڈلگا جاتے ہیں لیکن وجہی کا ماہر قلم جب بیان میں زور پیدا کرنے کے لئے جوش میں آتا ہے تو ہم قافیہ الفاظ کی بھرمار کر دیتا ہے اور کہیں اس بات کا ذرا بھی شبہ نہیں ہوتا کہ یہ آوروں ہے۔ کہیں کہیں تو ایک ہی قافیہ میں متعدد جملے لکھ دیے گئے ہیں۔ مثلاً

1- خدا قادر، خدا حاضر، خدا ناصر

2- یو قدرت اللہ ہے، یو اسرار اللہ ہے، یو ہاتف اللہ ہے، لا الہ الا اللہ

3- یو کتاب سب کتاباں کا سر تاج، سب باتاں کا راج، ہر بات میں سو سو معراج، اس کا سواد سمجھے نا کوئی عاشق باج، اس کتاب کی لذت پانے عالم سب محتاج

4- ناموس بادشاہ انوکوں دیکھ مال ملک سب چھوڑیا، کچھ نہ لوڑیا، قلندر ہوا، سمندر ہوا، فقیر ہوا، بے تدبیر ہوا، اسیر ہوا

5- کرامت کتے سو عقل تمام، جکچہ دنیا میں ہوا سب عقل کا کام، عقل تے ہوا سب حلال ہو، حرام، عقل تے پکڑیا فرق خاص ہو، عام، عقل تے رکھے ہر ایک کا نام، نہیں تو کاں تھا صبح ہو، شام، شیشہ ہو، جام، پستا بادام، صیاد دام، صاحب غلام

6- عشق کی آگ میں جلیا سو وجود، یار خاطر تملیا سو وجود، کمال وجود، واصل وجود، صاحب حال وجود، صاحب اقبال وجود

انتہا یہ ہے کہ آیوں، حدیثوں، کہاوتوں اور مقولوں کے ساتھ بھی وجہی نے ہم قافیہ جملے لکھ دیے ہیں۔

1- دو بے حد اس کی صفت کوں کاں ہے حد، ”احد صمد لم یلد ولم یولد“

2- مبارک ہے جاگے تیرے نصیب، کہ ”نفر من اللہ وفتح قریب“

3- یاں چرا نہ چون، جیوں عربی میں کتا ہے، ”کن فیکون“

- 4- ہور گولیہار کے فہیم، انوبی یوں کہتے ہیں ”اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم“
- 5- یوہی ایک حدیث ہے پہچان، کہ ”الانسان مراة الانسان“
- 6- پروردگار کی نہایت کون دیکھنے لگے قصد کرن، تو رسولؐ کہے کہ ”اللھم زدنی تحیراً“
- 1- فارسی میں یوں بولتے ہیں کہ کوڑ پر پردائے ہیں فراسوشی، جواب ابلہاں خاموشی
- 2- اس بات کا کون پایا کھوج ”کہاں گنگا تیلی کہاں راجا بھوج“
- 3- یو اپنی جاگا پر تے نیس ہلتا، بقول اہل ہند ”چکنے گھڑے پر پانی ڈھلتا“
- 4- رام جو جان کر راون پر آئے ”گھر کے بھیدی تے لکا جائے“
- 5- اصل تے کچھ خطائیں کم ذات تے وفا نیس

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وچہی ہندی، فارسی اور عربی زبان پر اس قدر قادر تھا کہ جب بھی اس نے ضرورت محسوس کی ہے، بلا جھجک ان زبانوں کے ضرب الامثال، مقولوں، کہاوتوں، اشعار اور دوہوں سے بیان میں حسن اور زور پیدا کر دیا ہے۔ علاوہ اس کے زندگی کے وسیع تجربہ کی روشنی میں وچہی نے ایسے نکات بیان کئے ہیں اور ایسی چست زبان استعمال کی ہے کہ جگہ جگہ سب رس کے جملے ضرب الامثال معلوم ہونے لگتے ہیں۔

1- مست ہتی، بادشاہ ہور باگ، یوتینو ایک جنس کی آگ

2- ہوتا ہے تقدیر کا کرنا ولے آدمی تدبیر نہ بسرنا

3- حیات باؤ کا ہلنا جلنا، اس حیات پر ایتا کیا اچھلنا

4- کوتیاں کوں سلک دئے تو سوں چائے آتے

5- جتنا قاعدہ اتنا فائدہ

سب رس میں نادر تشبیہات کی بھی کمی نہیں جو وچہی کے اعلیٰ ذوق کی ترجمان ہیں

ملاحظہ ہو۔

10- عقل میں کاکھوت جوں ریشم میں سوت، جوں دود میں چھاچ، جوں پانچ میں کاج

جوں شیرے میں میرا جوں ابلے زیرے میں کالا ذیرا

2- عشق میں بدنامی جوں کھانے میں نمک، جوں دیوے میں جھمک، جوں محبوب میں

تھک

3- بڑی عقل میں نہنی ملے تو یوں ہے خانجی، جوں شراب میں تازی، جوں دود میں کانیجی۔

وجہی نے سب رس میں نہایت عمدگی سے استعاروں کا استعمال کیا ہے اس کے علاوہ کناہ اور مجاز مرسل کی بھی سب رس میں کی نہیں۔ مثلاً

1- امید کے چمن میں تے گود پھر پھر کر پھول چنیا

2- حیف نہیں کہ یو بات ناداں کے کان میں پڑے، پھول کا چمن جا کر خارستاں میں

پڑے

3- برقعے سوں جیولایا گھنگھٹ میں دغا کھایا

4- مومن میں تے بول نکلیا پھچھیں کیا پھر کر آتا ہے، تیر کمان سوں چھوٹا تو کیا

سنجالیایا جاتا ہے

5- آرسی ہات میں ہو مومن دیکھنے نہیں آتا، کھیساکر میں ہو نقد لینے نہیں آتا

6- اس چمن کی کلی باس مہکاوے گی، ولے جو کوئی خام ہے، جسے زخام ہے، اسے کیا

باس آوے گی

7- القصہ کیتک وقت کوں سورج نے سرکاڑیا آسمان کا پردا پھاڑیا

8- محنت کا چھاڑ راحت کے پھل باہر آوے

9- خلق کے مومن میں آکر پڑی بات، آسمان ٹوٹا تو کون دیتا بات

10- دیوا گھر میں روشن ہوا پھچھیں جوت کوں کہاں لے جانا

وجہی نے سب رس میں تصوف کے اکثر موضوعات پر بڑی خوبی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور ساتھ ہی اخلاقی، نفسیاتی اور عام دنیاوی مسائل پر بڑی دلچسپی کے ساتھ سیر حاصل بحث کی ہے اور یہ فکر انگیز اور سبق آموز باتیں سب رس کا بہترین سرمایہ ہی نہیں اردو کے ابتدائی انشائیے بھی ہیں جن میں فکر کی گہرائی بھی ہے اور تجربہ کی پختگی بھی۔ انہیں کے ذریعہ وجہی نے نہایت سلاست، روانی اور شگفتگی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

ایک طرح سے یہ وجہی کے ہی خیالات نہیں بلکہ اس دور کے عام معاشرتی تہذیبی و اخلاقی رجحانات کا آئینہ بھی ہیں۔ وجہی نے سب رس میں بادشاہ کا رتبہ بادشاہ کے فرائض، عشق، عقل، مالک و نوکر اور ان کے فرائض ہمت و استقلال خودداری وغیرہ وغیرہ پر نہایت پر مغز بحث کی ہے اور اس ساری غلفتہ بیانی کا تعلق کسی نہ کسی طرح قصہ کے کرداروں یا قصہ کے مختلف پہلوؤں سے ہے۔ ان کی اپنی الگ کوئی انفرادی حیثیت نہیں۔

اسد اللہ وجہی کے یہ انشائیے وجہی کی دانشمندی، باریک بینی اور فکر کی گہرائی کو ہی ظاہر نہیں کرتے بلکہ ڈاکٹر شیخ آدم کے اس خیال کی تردید بھی کر دیتے ہیں کہ

”یوں تو دنیا کی مختلف زبانوں میں انشائیے کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں لیکن انگریز نثر نگاروں نے اسے صحیح معنوں میں ایک علیحدہ صنف نثر کی حیثیت بخشی، جیکن اڈرین اسٹیل، چارلس لیب اور ہزلٹ وغیرہ نے کئی لازوال انشائیے لکھے اور یہی انشائیے اردو ادیبوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ مفعل راہ بنے۔“¹

بہر حال سب رس کے انشائیوں کا ٹھیٹھ ہندوستانی رکھ رکھاؤ، ہندوستانی ماحول، معاشرت اور ہندوستانی انداز فکر خود اس بات کی قوی دلیل ہے کہ یہ فرانسیسی، انگریزی یا کسی اور مغربی ادب کی دین نہیں بلکہ خالص ہندوستانی ادب، سماج اور فکر و خیال کا تقاضہ اور دین ہیں۔

ذیل میں چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں:

ماں باپ

”ماں باپ مجازی خدا، انوکے حکم سے کیوں ہونا جدا، انوکے دنیا میں لیائے،
انوکے دنیا دکھائے، انوکے پرورش کئے، بڑھائے، انوکے بے ادبی کیوں کریا
جائے، انوکے خوش تو ہر دو جہاں میں فتح بازی، انوکے خوش تو خدا، رسول راضی،

1. مقدمہ انشائیہ مرتبہ ڈاکٹر آدم شیخ

انوکوں ابس تے راضی رکھنا، انو کی دعا لینا، انو سوں ادب سوں چلنا،
 انوکوں دعا دینا، یو بہوت ادب کی ٹھاوں ہے، تو یجہ لگن خوبی ہے جو لگن سر
 پر انو کی چھاوں ہے۔ ماں باپ کی مہر دسرے میں نا آسی، یو مہر کوئی
 دسرے میں نا پائی، بڑا مکہ مدینہ سوماں باپ، صبا اٹھ انو کاموں دیکھے تو
 چھڑتے سب باپ، اگر خدمت میں جنم اپنا کہوے گا تو بی ماں باپ کا
 اترائی کوئی کیا ہوے گا۔ ماں باپ کی رضا میں چلتا سوو ادب دار،
 بہوت نیک بخت برخوردار۔“

اپنے دل کی بات

”دنیا تماشے کی ٹھار ہے، ولے جو کوئی عاقل ہے وہ اپنی جاگا بہوت
 ہوشیار ہے۔ در و دیوار تے بچکنے کی جاگا ہے۔ اپنے جیو کے یار تے بچکنے
 کی جاگا ہے فرد۔“

ز شمع خانہ ہم اسرار خوانی پارہ کم کن

ز نامحرم چہ غم داری حذر از یار محرم کن

جوں توں ایکس کون اپنے جیو کی بات چتا کرکتا کہ یو میرے جیو کا یار
 ہے، تیوں اس یار کوں بی ایک جیو کا پیار ہے۔ اس کا بی اس یار پر اعتبار
 ہے۔ یو راز کسے نہ بول سی کر خاطر قرار ہے۔ اس بھروسے یو تیرے راز
 کی بات جا کر اس اپنے جیو کے یار کسے کتا اسے یار کر پیتا ہے۔ جیو نہیں
 ریتا جاں جیو پیتا تاواں ہر یک بات کسے کوں دل میں کچھ ملاحظہ نہیں آتا۔
 یو چہ یار کوں یا ریا کوں یا رکتے کتے بھیتر کی چھپی بات باہر جاتی تدبیر کا
 بند ٹوٹا، یک آدھے وقت میں سوکیں کی بار آتی۔ یار کوں یار کسے نفر چاکر
 سنیا ایک بات پر چار باتاں زیاست بنیا۔ ایساں باتاں سننے بھلے آدمی
 کے نقشاں چنے ہیوم ملتا چوندر تے چھیں وہ غلط میں کی جھلی بات کو نچے
 کو نچے بازاریں بازار پھرتی۔ اس بات کی یو ہے جڑ، اسے نہیں خبر۔ یو
 حیران ہوتا، پریشان ہوتا۔ کتاواے یو بات تو میں غلط میں فلانے سوں

ہیں اور میدان کا رزار کے لئے بہادر سپاہی عشق اور حسن کے سب ساتھی دل اور عقل کے مصاحبین سے زیادہ باعمل ہیں جن میں چستی و چالاکی بھی ہے اور بوئے وفا بھی۔ نظر اگرچہ عقل و دل سے زیادہ باعمل کردار ہے اور ابتدائے قصہ میں وہ ایک مخلص مصاحب کے کردار میں سامنے آتا ہے لیکن موقع ملتے ہی دل سے پہلے آب حیات پینے کی کوشش اس کے کردار کو کمزور کر دیتی ہے۔ عقل کی فوج مع سپہ سالار کے صرف اچھے وقت کی ساتھی ہے کیونکہ عشق کی فوج سے شکست کھاتے ہی عقل کی فوج بادشاہ اور شہزادے کو چھوڑ کر خود فرار ہو جاتی ہے۔ فوج کی یہ پست ہمتی اور دغا بازی عقل کی کمزور حکومت کا ثبوت ہے۔ عقل کے سپہ سالاروں میں صرف ہمت ہی ایسا ہے جو باہمت بھی ہے اور مخلص بھی۔ عقل و عشق کا میل اسی کی سعی کا نتیجہ ہے۔

جہاں تک منظر نگاری کا تعلق ہے وہجی نے حقیقت سے زیادہ شاعرانہ مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے اور یہ منظر نگاری بھی بس یوں ہی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہجی نے اس خصوص میں کچھ زیادہ دلچسپی نہیں لی۔ حالانکہ سب رس میں اس کے مواقع کچھ کم نہ تھے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

کوہ زہد کا منظر

”باٹ میں دیکھیا ایک ڈوگر عظیم الشان، وسرا اسمان۔ ہریک کھورے میں اس کے چاند سورج کا مکاں، ہریک جھاڑ کی تیل اس پر جوں کہکشاں۔ خیال کا ہاتھ اس پر نہیں اپنوتا خیال چڑچڑاگر پڑتا نظر اس کی بلندی پر نہیں جاتی کچھوٹی پھر پھر آتی جیونیں رہیا اس ڈوگر کے نزدیک گیا۔“

شہر دیدار

”چھاڑیاں ڈالیاں سب پھولاں سوں بار پھولاں سب تادر سب اجنباسب اوتار بیت“

صفت اس باغ کی گر کوئی سناوے
عجب کیا رشک جو جنت کوں آوے

مقبول وہاں ہر پھول پھلتا، پاتیں پات جیو بھلتا عاشق دیکھ وہاں جیو کھوتا ہر
پھول میں لاک طلسم لاک ٹوتا رنگ اس کا کرے آنکھیاں، سوں ہم آنکوشی
باس اس کی تمام داردے بے ہوشی۔ طوبی سوں دعا کرتی ہر چھاڑ کی
ڈالی، اس نادر پھولاں سوں بھریا ہے چمن کیس نہیں خالی۔ عاشق ہوا سو
کجھیا یو مانا جنے یو پھول دیکھا سو ہوا دیوانا۔“

حسن اور دل کے بیاہ کے موقع پر سجادت و آرائش کی تفصیل و جتنی نے اس طرح پیش
کی ہے۔

”ذیرے ٹھاریں ٹھار دیے۔ گھر سنوارے جاگا، جاگا نقش نگارے، صدر
بچھائے، پاچے، رنبھا، اربسی میکا پاتراں آکرنا چے، ٹھاریں ٹھار آرائش
کئے۔“

وجہی نے پوری کتاب میں صرف حسن کا سراپا تفصیل سے پیش کیا ہے۔ اس کے
باوجود اس سے حسن کی کوئی واضح تصویر ہمارے سامنے نہیں آتی کیونکہ اس سراپا نگاری میں
صرف شاعری ہی شاعری ہے۔ مبالغہ ہی مبالغہ ہے۔

”حسن نار اوتار، خوش دیدار، خوش گفتار، دیدیاں کاسنگار، دل کا ادھار،
پھول ڈالی تے خوب لکٹی، چلنے میں ہنس کون ہلکتی رادیں تے میٹھی بولے
بات آواز تے قری کوں کرے شہ مات۔ کنول کے پھول کی پتکویاں
جیسے ہات چمن میں پھول شرم حظورالاج تے آسمان پر چڑے چاند سور
مست ہتی تے مغرور ماتی بھاتی، کسے خاطر میں نہیں لیا تی۔ بال جانو گالے
ناگ، گال جانو عشق کی آگ، بیت۔“

یو موہن دھن عجائب موٹی ہے

سورج اس کے درس کا درسی ہے

اس کیاں آنکھیاں جانولا لے، جانو شراب کے پیالے۔ دانتاں دیکھ موتی

کے دانے گھر گھر پھرتے ہو کر دیوانے۔“

سب رس سے شاہی محفلوں کا بھی کچھ حال معلوم ہو جاتا ہے۔ بزم شاہی میں شراب کا

دور ضروری سمجھا جاتا تھا۔ شاعر لطیفہ گو، حاضر جواب، قصہ گو وغیرہ محفل کے لطف کو دو بالا کرتے تھے۔ دربار میں وزراء اور امراء کا خاص اثر ہوا کرتا تھا۔ بادشاہ جس کی عزت بڑھاتے اسے پان سے نوازا کرتے۔ حکمران کے لئے ضروری سمجھا جاتا تھا کہ وہ اپنی رعایا سے شفقت آمیز برتاؤ رکھیں۔ سلاطین عموماً عادل تھے اور عیش و عشرت کے دلدادہ ہوا کرتے تھے۔ بادشاہوں کی خصوصیات بتاتے ہوئے اکثر وچھی نے مبالغہ سے کام لیا ہے۔ لیکن کہیں کہیں ان کی کمون مزاجی کی طرف بھی صاف صاف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ جیسے

”مست ہتی بادشاہ ہور باگ، یوتیو بھی ایک جنس کی آگ اس آگ بڑے
سوں تھوڑے کوئی سلامت بھار آئے۔“

”جوں شراب کا اثر تیوں بادشاہاں کا پیار ایسے پیار کوں کیا اعتبار۔ تل
میں اترے تل میں چڑے۔ ایسی جاگا ہوشیار اچھو کیے ہیں بڑے۔“

یہ صاف کوئی وچھی کی جرأت مندی دے باکی کی دلیل ہے۔ سب رس سے عوام کے رہن سہن اور ملبوسات کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ صرف عورتوں کے چند زیورات مثلاً آری، ہار، نتھ، چوڑی اور گھنگھرو وغیرہ کا علم ہوتا ہے۔ ہر حال اتنی ساری خوبیوں اور چند کمزوریوں کے ساتھ سب رس کو وچھی کے دعوے کی تائید میں گنج العرش، بحر المعانی ماننے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

کیا تھا، دوہلی ایک بہانے سوں کیا تھا۔ یو بات بہار کیوں پڑی، یو بات
غیر بہار کیوں پڑی۔ توں اپنی بات کوں آپے نیں چھپا سکیا جب تو
دسرا تیری بات نہ چھپا کر کے بولے تو کیا عجب۔“

سب رس ایک داستان ہے اس لئے اس میں پلاٹ، کردار، ماحول اور منظر نگاری
وغیرہ سب موجود ہیں۔ جہاں تک قصے اور پلاٹ کا تعلق ہے وہ جتنی اس ذمہ داری سے بری
ہے۔ یہ تو اسے بتایا مل گیا تھا۔ ویسے قصہ اپنے موضوع کے لحاظ سے دلچسپ ہے جسے
تمثیلی انداز نے چار چاند لگا دیے ہیں۔ اس میں داستانی روایات سے بھی کام لیا گیا ہے۔
جیسے نظر اور غزہ کی ماں کا دونوں بھائیوں کے بازو پر لعل باندھنا، زلف کا نظر کو ہال دے کر
یہ کہنا کہ مصیبت کے وقت انہیں جلاتے ہی وہ حاضر ہو جائے گی اور سب سے بڑھ کر حسن کی
یا قوتی انگشتی جس کی خاصیت یہ ہے کہ جو بھی اسے منہ میں رکھ لے سب کو دیکھے اور سب کی
نظر سے پوشیدہ بھی رہے۔ اس طرح کی چیزیں سب رس میں موجود ہیں جو ہماری قدیم
داستانوں کی اہم خصوصیات میں سے ہیں جن کے بغیر قصہ بے مزا اور پھیکا سمجھا جاتا تھا۔
سب رس کے کردار کم و بیش سب ہی اسم باسکی ہیں۔ البتہ رقیب و عقل کے کردار اپنی
روایتی تصور پر پورے نہیں اترتے۔ رقیب جو کچھ بھی کرتا ہے وہ اپنی بیٹی غیر ہی کی ایما پر
کرتا ہے۔ بذات خود اسے ہیرو ہیروئن سے کوئی ذاتی پر خاش نہیں۔ حسن اور عشق کے کردار
زیادہ تابناک ہیں۔ حسن زیور حیا سے عاری ہے لیکن ذہانت اور خوبصورتی میں بے مثل
ہے۔ دیکھا جائے تو قصہ کا سب سے جاندار کردار یہی ہے جو خویوں کے ساتھ ہی ساتھ
عورت کی بعض فطری کمزوریاں بھی رکھتا ہے۔ ہیرو یعنی دل اپنی دھن کا پکا اور با وفا ہے،
لیکن بے عمل کیونکہ اس کے سارے کام اس کے مصاحب و غم خوار ہی کرتے ہیں، نہ تو
میدان رزم میں ہی اس نے بے مثل بہادری دکھائی ہے اور نہ ہی رزم میں غیر معمولی
دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ عقل بھی بس نام ہی کا عقل ہے۔ جس کی ساری عقل مندی وہم
کے مشوروں پر منحصر ہے جبکہ عشق ایک باجروت سلطان ہے جس کے دربار میں دانشمند امراء

ہیں اور میدان کا رزار کے لئے بہادر سپاہی عشق اور حسن کے سب ساتھی دل اور عقل کے مصاحبین سے زیادہ باعمل ہیں جن میں چستی و چالاکي بھی ہے اور بوئے وفا بھی۔ نظر اگرچہ عقل و دل سے زیادہ باعمل کردار ہے اور ابتدائے قصہ میں وہ ایک مخلص مصاحب کے کردار میں سامنے آتا ہے لیکن موقع ملتے ہی دل سے پہلے آب حیات پینے کی کوشش اس کے کردار کو کمزور کر دیتی ہے۔ عقل کی فوج مع سپہ سالار کے صرف اچھے وقت کی ساتھی ہے کیونکہ عشق کی فوج سے شکست کھاتے ہی عقل کی فوج بادشاہ اور شہزادے کو چھوڑ کر خود فرار ہو جاتی ہے۔ فوج کی یہ پست ہمتی اور دغا بازی عقل کی کمزور حکومت کا ثبوت ہے۔ عقل کے سپہ سالاروں میں صرف ہمت ہی ایسا ہے جو باہمت بھی ہے اور مخلص بھی۔ عقل و عشق کا میل اسی کی سستی کا نتیجہ ہے۔

جہاں تک منظر نگاری کا تعلق ہے وچہی نے حقیقت سے زیادہ شاعرانہ مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے اور یہ منظر نگاری بھی بس یوں ہی سی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وچہی نے اس خصوص میں کچھ زیادہ دلچسپی نہیں لی۔ حالانکہ سب رس میں اس کے مواقع کچھ کم نہ تھے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

کوہ زہد کا منظر

”ہاٹ میں دیکھیا ایک ڈوگر عظیم الشان، دُسر اسمان۔ ہر یک کھورے میں
اس کے چاند سورج کا مکاں، ہر ایک جھاڑ کی تیل اس پر جوں کہکشاں۔
خیال کا ہاتھ اس پر نہیں اپڑتا خیال چڑچڑا گر پڑتا نظر اس کی بلندی پر نہیں
جاتی کچھ آتی پھر پھر آتی جیو نہیں رہیا اس ڈوگر کے نزدیک گیا۔“

شہر دیدار

”جھاڑیاں ڈالیاں سب پھولاں سوں بار پھولاں سب نادر سب
اجنباسب اوتار بیت“

صفت اس باغ کی گر کوئی سناوے

عجب کیا رشک جو جنت کوں آوے

سب رس کے مماثلات

قصہ حسن و دل کی مقبولیت کا یہ عالم رہا ہے کہ نہ صرف مشرق بلکہ مغربی ممالک کے مصنفین نے بھی اس معرکہ الآرا قصہ کا ترجمہ اپنی اپنی زبان میں پیش کیا ہے۔ مولوی عبدالحق نے اس ضمن میں گرین شیلڈ کے ”مقدمہ دستور العشاق“ کے ذریعہ کافی روشنی ڈالی ہے جبکہ خود گرین شیلڈ کو دستور العشاق کے مماثلات کے متعلق ساری باتیں جرمن ڈاکٹر روڈ الف دوراک کے مرتبہ دستور العشاق کے مقدمہ سے حاصل ہوئی تھیں۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے یورپین مصنف آر تھر برون کا نام آتا ہے جس نے 1801ء میں اس قصہ کا ترجمہ ڈبلن سے شائع کیا۔ دوسرا ترجمہ ولیم پرائس نے کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر دوراک کا جرمن ترجمہ 1889ء میں اور گرین شیلڈ کا انگریزی ترجمہ 1926ء میں شائع ہوا۔

1. بعض محققین دستور العشاق کا ماخذ پر بھوچندر لودے ثابت کرتے ہوئے قصہ حسن و دل کے مماثلات کا سلسلہ پر بھوچندر لودے سے جوڑ دیتے ہیں لیکن جبکہ ثابت ہو گیا ہے کہ دستور العشاق پر بھوچندر لودے سے ماخوذ نہیں قصہ حسن و دل پر مبنی تمام کتابوں کا محرک صرف دستور العشاق ہی کو مانا جائے گا۔

2. سنہ اشاعت 1926ء
3. ڈاکٹر روڈ الف نے دستور العشاق کے مختلف نسخوں کا مقابلہ کر کے 1889ء میں عالمانہ تنقید کے ساتھ اسے شائع کیا۔

ترکی شاعروں نے بھی اس قصہ میں کافی دلچسپی لی۔ چنانچہ اس سلسلے میں چار ترکی شاعروں لامتی، آہی، والی اور صدیقی کا ذکر ڈاکٹر دوراک نے اپنے مقدمہ میں کیا ہے۔ لامتی چلی، بواسہ (ترکی) کا باشندہ تھا۔ اپنے زمانے کا مشہور شاعر گزرا ہے۔ حسن و دل کے علاوہ اس کی دامت و عذرا اور دیگر کئی نظمیں کافی مشہور ہوئیں۔ 939ھ (1531ء) میں انتقال کیا۔

آہی ایک سوداگر کا لڑکا تھا جس نے ترک سلطان سلیم کے عہدہ میں اوائلی زندگی قسطنطنیہ میں معمولی ملازمت پر بسر کی اور آخری ایام زندگی تک مدرس کے فرائض انجام دیتا رہا۔ اس کی دو منظوم تصانیف ہیں شیریں و پردیز اور دوسری حسن و دل جو 1277ھ (1800ء) میں استنبول سے شائع ہوئی۔ آہی کا انتقال 925ھ (1517ء) میں ہوا۔ صدیقی اور والی کے حالات زندگی کا پتہ نہ چل سکا۔ ان دونوں نے بھی فتاحی کے قصہ حسن و دل سے خوشہ چینی کی ہے اور اسے نظم کا جامہ پہنایا ہے۔

ہندوستان میں ایسے شعراء اور نثر نگاروں کی ایک طویل فہرست ملتی ہے۔ جنہوں نے اس قصے کو اپنے اپنے رنگ میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ 1993ھ (1585ء) میں مولانا صلاح الدین نے اس قصے کو نظم کیا۔ یہ ملاحظہ کاشی کے شاگردوں میں سے تھے۔ اکبر کے زمانے میں ایران سے ہندوستان آئے اور یہیں بس گئے۔

داؤد الملحی نے 26 شعبان 1054ھ (18 اکتوبر 1644ء) میں قصہ حسن و دل کو نظم کیا۔ اسی کا ایک بہترین نسخہ کتب خانہ جامعہ بمبئی میں موجود ہے۔ کتابت کی غلطی کی بنا پر ایک عرصہ تک ان کا تخلص اچھی سمجھا جاتا رہا ہے۔ مذکورہ نسخے کی کتابت خود الملحی نے کی ہے جس کے متن میں کئی بار انہوں نے اپنا تخلص استعمال کیا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کا تخلص اچھی نہیں بلکہ الملحی ہی ہے۔

ملا جاتی ہے خود تاریخ گوئی میں یکتا تھے۔ اور نگ زیب نے انہیں نامدار خاں کا خطاب عطا کیا تھا۔ 1099ھ (1683ء) میں انہوں نے حسن و دل کو نظم کا جامہ پہنایا۔ بیدل تخلص رکھنے والے دو شاعر عہد عالم گیر میں گزرے ہیں۔ ایک عبدالقادر بیدل اور

دوسرے خواجہ محمد بیدل۔ آخر الذکر نے 1095ھ (1684ء) میں قصہ حسن و دل کو نثر میں پیش کیا۔

مرزا محمد خاں عالی ایک صاحب دیوان شاعر گزرے ہیں۔ ان کی کم و بیش دس گیارہ تصانیف کا پتا چلتا ہے جس میں حسن و دل کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل رہی۔ یہ عہد عالم گیر کے منصب دار تھے۔ عالم گیر نے انہیں 1104ھ (1692ء) میں شاہی مطبخ کا ناظم اعلیٰ مقرر کر کے نعمت خاں کے خطاب سے سرفراز کیا تھا۔ بعد میں جب جواہر خانے کے داروغہ مقرر ہوئے تو مقرب خاں کا خطاب عطا کیا گیا۔ شاہ عالم کے زمانے میں دانشمند خاں کا خطاب پایا۔ انتقال سنہ 1121ھ (1709ء) میں ہوا۔

عرض دکن میں دہلی کے علاوہ کئی اور شاعروں نے قصہ حسن و دل کو اپنے زور قلم کا مرکز بنایا ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں خواجہ خیر الدین، سید شاہ حسین ذوقی، بیر اللہ بھرتی، محمد ولی اللہ قادری اور حاکم دکنی کی لکھی چیزیں مل جاتی ہیں۔

خواجہ خیر الدین نے 1264ھ میں اس قصہ کو اپنی مثنوی میں پیش کیا۔ یہ دہلی کے خوش چیں معلوم ہوتے ہیں۔ کہیں کہیں قصے اور کرداروں میں اپنی طرف سے اضافہ بھی کر دیا ہے۔ پند و مواعظ کے شوقین معلوم ہوتے ہیں۔ زبان بہت سلیس اور رواں ہے۔

سید شاہ حسین ذوقی کی ”وصال العاشقین“ بھی اس ضمن میں کافی مشہور رہی۔ عہد اورنگ زیب کے اس پر گو شاعر کا لقب بحر العرفان تھا۔ وصال العاشقین کے علاوہ ان کی تصانیف میں منقبت غوث اعظمؒ، وفات رسولؐ و معراج، قصہ منصورؒ اور ماں باپ نامہ کا بھی ذکر ملتا ہے۔ انہوں نے مرعے اور غزل کے میدان میں بھی طبع آزمائی کی تھی۔ مذکورہ قصہ کہیں کہیں دہلی سے مختلف ہے۔ تقریریں خوب کرتے ہیں۔ الفاظ کے یہ طوطا مینا ابتدائی حصے میں کثرت سے ہیں۔ باقی ماندہ مثنوی میں یہ جوش کم اور کہیں بالکل نہیں ہے۔ وصال العاشقین کا سنہ تصانیف 1109ھ (1697ء) ہے۔

بیر اللہ بھرتی نے بھی 1114ھ (1702ء) میں اس مشہور و معروف قصہ کو گلشن حسن و دل کے نام سے قلم بند کیا۔ یہ بیجاپور کے مشہور شاعر گزرے ہیں۔

حیدرآباد کے ایک اور بزرگ سید محمد ولی اللہ قادری نے بھی اس قصہ کو پیش کیا ہے۔ ان کی کتاب کا نام بھی سب رس ہی ہے۔ یہ قادر یہ سلسلے کے ایک باکمال صوفی تھے۔ گنج اور معرفت السلوک آپ کی دیگر تصانیف ہیں۔ 1157ھ (1747ء) میں رحلت پائی۔ ایک غیر معروف شاعر حاکم دکنی نے بھی کم و بیش اسی انداز کی ایک مثنوی لکھی ہے۔ ایٹ سینٹرل لائبریری میں اس کا ایک نسخہ اور کتب خانہ سالار جنگ میں دو نسخے موجود ہیں۔ منہ تصانیف معلوم نہ ہو سکا۔

کوکن کے شاعر عطائی نے بھی اپنی مثنوی ”رسالہ دل پسند“ میں قصہ حسن و دل سے مدد لی ہے۔ یہ ایک پرگو شاعر تھے۔ انہیں کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ مذکورہ مثنوی انیسویں صدی کی معلوم ہوتی ہے۔ اس میں زیادہ تر ہندی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

سب رس اور مسائل تصوف

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے اسد اللہ دجٹی کو صوفی ماننے میں تو تامل ہے لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وہ مسائل تصوف سے پوری طرح آگاہ تھا۔ چنانچہ سب رس کے ذریعہ دجٹی نے ذات و صفات، وحدۃ الوجود، فنا فی اللہ بقا باللہ ولایت و نبوت، راگ، خطرہ، ذکر شغل، عشق الہی، عشق مجازی جیسے کئی موضوعات اور ان مسائل کے ایک ایک پہلو کو آیات احادیث، عربی و فارسی مقولوں، فارسی، ہندی اشعار کے ذریعہ اس سلاست اور وضاحت سے پیش کیا ہے کہ عام سے عام قاری بھی بڑی حد تک حقیقت کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے۔ ذیل میں چند مثالیں پیش ہیں۔

ذات و صفات

بعض صوفیوں کا نظریہ ہے کہ خدا کی ذات اور صفات ایک ہی ہیں۔ صفت سے مراد یہ ہے کہ ذات خداوندی نے کسی خاص صفت کے ساتھ ظہور فرمایا اور اسی صفت کے اعتبار سے کسی خاص نام سے موسوم ہوئی اسی لئے صوفیہ ذات الہی کو صفات الہیہ میں تلاش کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ دجٹی نے بھی سب رس میں اسی بات کی تلقین کی ہے۔

”ذات، ذات صفات ہے، ذات تے جو کچھ نکلیا سوبی ذات ہے۔ جوں

آفتاب ہو اس کا نور اگر آفتاب نا اچھے تو نور کیوں ہوئے مشہور اگر آفتاب
 میانے تے جاوے، نور آفتاب میں تے نکلیا تھا۔ سوبی آفتاب میں
 ساوے سور کون نور کتے ہیں نور ہے تو سور کتے ہیں۔ نور تے آفتاب ہے
 نیں تو آفتاب کون کتا۔ اثر تے شراب ہے نیں تو شراب کون کتا۔ باس
 تے پھول نے شرف پایا۔ باس تے پھول کہوایا۔ جوت تے جوہر نے
 پایا رسول۔ معنی تے بیٹھا لگتا بول۔ جوں خدا کے رسول نے محبوب رب
 العالمین نے صاحب آسمان زمین نے فرمائے کہ تھکراو نی صفات اللہ ولا
 تفکراو نی ذات اللہ۔ یعنی ذات کون صفات میں ڈھونڈیں گے تو
 پاویں گے صفات کون چھوڑ دیے تو ذات لک کدھرتے آئیں گے۔“

وحدة الوجود

صوفیہ کے ایک مکتبہ فکر نے اس مسئلہ کی وضاحت بڑی تفصیل سے کی ہے۔ یہاں
 مختصراً اسی ضمن میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ عالم ظاہری خدا ہی کا مظہر ہے وجود کے لحاظ سے
 یہ نہ غیر خدا ہے اور نہ اللہ کے علاوہ جسے ماسوا کہتے ہیں۔ بڑی تعداد میں ہمارے شعراء
 نے کثرت سے اس موضوع پر اشعار قلمبند کیے ہیں۔ چنانچہ شاہ نیاز کہتے ہیں۔

یار کو ہم نے جا بجا دیکھا کہیں ظاہری کہیں چھپا دیکھا
 کہیں ممکن ہوا کہیں واجب کہیں فانی کہیں بقا دیکھا
 کہیں بولا ملنی وہ کہہ کے است کہیں بندہ کہیں خدا دیکھا
 اور وحشی کہتا ہے :

”یو انسان سرئی وانا سرہ کاٹھاں ہے۔ یہاں جدائی کی جاگائیں خدا ہو
 بندے کا ناؤں ہے۔ ایک جھاڑ ایک ڈالی سج۔ جھاڑ ڈالی کون جدا
 کرکھو جانو۔ ڈالی تے جھاڑ سہاتا ہے پچانو۔ پھول، پھل سب ڈالی کون
 آتے بار پھول ہو پھل ہو ڈالی جھاڑ کا سنگھار، عارقاں جتنے نشانیں
 دیتے۔ ناداں چپ اپس کون جدا کر لیتے دل میں اپنے دوئی آئی۔ ڈالی
 تے اپس کون جھاڑ کون جدا کر جانے۔ ایک جھاڑ اسے کتیاں ڈالیاں

سن۔ ہر ایک ڈالی میں جس جس کے گن۔ اس ڈالی میں رنگ رنگ پھلے
جس پھول پھول کتا میں ڈالی میں تے آیا۔ ڈالی کتی میں جھاڑ میں تے
آئی سب جھاڑ ہے مگر بھول۔“

فتا فی اللہ بقا باللہ

صوفیوں نے فنا کے بغیر بقا کو ناممکن قرار دیا ہے۔ فنا کے معنی اصلاحاً یہ لئے جاتے
ہیں کہ خدا اور بندے کے درمیان فرق کرنے کی تمیز نہ رہ جائے۔ روح کی بصیرت جمال
الہی کے مشاہدے میں اس طرح جذب ہو جائے کہ اسے سوائے اللہ کے کچھ نظر نہ آئے۔
اسے فتا فی اللہ کہتے ہیں۔ اسی مقام پر منصورؒ نے انا الحق کہا تھا۔ اسی کے بعد وہ مقام ہے
جبکہ سالک حق کو تمام موجودات میں دیکھے۔ اس طرح کہ حق ہر جگہ ایک علیحدہ صفت اور
شان کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔ یہ بقا باللہ کا رتبہ ہے یہاں سالک وحدت کو کثرت میں اور
کثرت کو وحدت میں دیکھتا ہے۔ اس سے بلند مقام کوئی نہیں۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی
چاہئے کہ فنا سے مراد ہستی کی فنا نہیں بلکہ غیریت اور دوئی کی فنا ہے جسے انا یعنی ”میں“
بھی کہتے ہیں۔

مندرجہ ذیل عبارت میں وحشی نے بڑی جامع مثال کے ذریعہ فنا کے اس تصور کو بیان
کیا ہے۔

”بے جان انہڑایا اپنے طلب سوں انہڑایا ہے جان کوں انسان کے جو
دل میں خطرا آکر دوئی پاڑتا ہے۔ دو خطرا اگر دور کرے تو تمام اپس کوں
نور کرے۔ ذات کو انہڑے کل کائنات کوں انہڑے۔ بنڈا بنڈی تھے جدا
ہوئے۔ ایچ خدا ہوئے۔ اول دودچ تھا۔ دودچ کا دھیس ہوا۔ دھیس کا
چھاج ہوا تمام۔ ہور چھاج میں مشعت کرتے کرتے کچہ نکلیا اسے
مسکار کھے نام۔ جو مسکا آگ کی آئچہ کھایا ہور صوت پایا کھیو کہوایا۔ دود
اپس کوں گنواہا۔ بنڈا یوئ اپس کوں گنوائے تو خدا کہو اے۔ اگر خدا میں
فتا ہونے لگی۔ ہے تو توں اتنا جان آپ نہ اچھتا میانے میاں آخر دودچ
جموے تو دیں ہوتا ہے دودچ چھاج مسکا ہو کر کس کا کس ہوتا ہے پچھیں

اس کھو میں یک سہاں ہے کہ اسے دودھ بندہ میں خدا میں توجہ کئے
ہیں۔ اپس کوں پاک کر خدا سوں انہڑے میں ہنر ہے۔“

ولایت و نبوت

خدا کا قرب حاصل کرنے والا بندہ ولی کہلاتا ہے اور جس کسی بندے کا انتخاب اللہ تعالیٰ پیغام و ہدایت کے لئے کر لیتا ہے اسے نبی کہتے ہیں۔ نبی ہر حال میں برتر ہے لیکن نبی کی ولایت نبی کی نبوت سے بھی افضل ہے۔ کیونکہ ولایت میں توجہ خدا کی جانب مبذول ہوتی ہے جبکہ نبوت میں بندوں کی طرف اس لئے بعض صوفیہ نے جو ولایت کو نبوت سے برتر مانا ہے تو اس سے مراد نبی کی ولایت ہے۔ اب دیکھئے دجہلی نے اس بات کی صراحت کس ڈھنگ سے کی ہے:

”محمدؐ نبی علیٰ ولی، نبوت خدا کی پیشوائی ولایت محبوبی ہو اور استغنائی، نبوت کار سازی، ولایت بے نیازی ولایت ہار گلے یار کا نبوت دھندا گھروار کا۔ ولایت آکر نبوت آتی۔ نبوت آئی تو کیا ولایت جاتی فرق دھندے کا ٹک میاں آتا۔ کسے کچھ سہڑتا، کوئی کچھ پاتا۔ حضرت کہیں ”خدا شاہدا انا علیٰ من نور واحد“ تن سوں تن جیوسوں جیودم سودم۔ نبوت محمدؐ پر ولایت علیؑ پر ختم۔ ابابکرؓ ہو عثمانؓ جنوں کی نیکی جاننا سب جہان حضورؐ کے یاراں ہیں بزرگواراں ہیں یکس تے ایک سب بھلے جوں خدا رسول فرمایا تھا تیوں چلے۔ لاف نیں کئے۔ خلاف نیں کئے۔ حق پر چلن ہارے اچھے اچھے ہیں۔ خدا کے پیارے اچھے اچھے ہیں۔ حضرت کے یار جنوں سوں حضرت کرتے تھے پیار۔ آخر بعد از حضرت بیٹھے حضرت کی ٹھار۔ بیت

ہر ایک حال خدا کوں یقین سوں چپنا
ولایت ہو نبوت یو قرب ہے اپنا
ولایت کی جاگا پر نبوت کی جاصدر ایکس تے ایک خوب ایکس تے ایک
”خوب تر۔“

راگ

راگ و نغمہ حرکات ہیں وجد کے جو ایک کیفیت ہے اور سالک کے دل پر وارد ہو کر باطن کی موجودہ ہیئت کو بدل دیتی ہے۔
وجہی نے راگ کے اثرات کو اس طرح پیش کیا ہے:

”جس کا راگ اس ہے وہ عشق کا جسم ہے۔ اس جسم میں عشق کا جان ہے۔ اس جان میں سجان ہے۔ اس سجان میں عشق کوں شک لیا تا کافری ہے۔ بے دردی بے روشی، بدگوہری ہے عشق کی صورت و لے پکڑنے گئے تو ہات میں نہیں آتی، عاشق کوں بہت بھاتی دل کے انکھیاں سوں دیکھے تو دیکھی بی جاتی۔ عاشق کو آگ ہو جالے۔ عاشق کا دل نرم۔ یو تو بادِ سموم، بہت گرم راگ میں عجب ہے تاثیر، عاشق کے دل کوں یوں لگتا جوں تیر بہتے پانی کوں کھڑا کرے، اڑتے جناور کو پاڑے دانا کوں دیوانہ کرے۔ ہشیار کوں مست کر بچھاڑے۔ راگ ہونچ میں عاشق زار زار روتا، بے اختیار روتا، ہا کاں مار مار روتا، پکار پکار روتا، سینا پھوڑ دل کوں آگ لگاتا۔ و لے سننے سننے ہرگز جیونین بھگتا۔ درویشاں کوں حال آتا ہے۔ ہزار ہزار دل میں خیال آتا ہے۔“ بیت

سرود چوست کہ چندیں فنون عشق در دست
سرود محرم است و عشق محرم اوست

خطرہ

وہ خیال جو سالک کے دل میں فکر و ذکر کے دوران خلل اندازی کے لئے آتا ہے خطرہ کہلاتا ہے۔ یہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک شیطانی اور دوسرا رحمانی۔
وجہی نے اسی خطرے کی بابت لکھا ہے:

”جس نے سب کچھ پانا، اس کی عبادت میں ہر خطرے کیوں ميانے مياں لیا۔ جو کوئی صاحب دل ہیں، انوکے دل اس گل میں نہ بھاسیں،

انوکے دلاں پر ایسے خطرے ہرگز نہ آسیں، خدا بخیر دل میں تے سب
کازے بھیجیں خطرے کیوں آتے آڑے۔ اگر اس کے دل پر کچھ باقی
ایسے گاتو ہوو خطر آوے گا اس کی مشغولیت میں خلل بھاوے گا۔“

اسی بات کی وضاحت ممکن نے اس طرح کی ہے ۔
جس کو کہ تعلقات ہوتے ہیں کم
چنداں نہیں آتے اس کے دل میں خطرات
اب چونکہ سلوک کی راہ میں اس خطرے کی دفع ضروری ہے۔ اسی لئے وجہی نے ایک
جگہ لکھا ہے :

”عارف کوں ضرور ہے کہ یو تحقیق کر جاننا نفسانی خطرہ ہوو رحمانی خطرا
کون سو پہچاننا نفسانی، شیطانی خطرے کوں سر بھار کاڑنے نہ دینا اس
خطرے کوں بہوت قید سوں رکھنا۔ جاگا نازک ہے۔ پردا پھاڑنے نا دینا۔
نعوذ باللہ اگر نفسانی خطرا بھار نکلے۔ خوری پر پاؤں دے گلا چنگلے۔ گنہ گار یو
خطرا کرتے ہیں۔ شرمسار یو خطرا کرتے ہیں اگر مرد ہے تو صاحب حال تو
اس نفسانی خطرے کوں سنجال۔ تیرے رہزن سو یوچ ہیں۔ تیرے دشمن
سو یوچ ہیں۔ دشمن کوں پیتا نا خوب نہیں ہے، انو میں مل جاتا خوب نہیں
ہے۔“

ذکر و شغل

ذکر و شغل کے متعلق صوفیہ کرام کی وضاحت ہے کہ ذکر کی دو قسمیں ہیں ایک لسانی
اور دوسرا قلبی۔ اول الذکر صرف زبان سے متعلق ہے اور موخر الذکر دل سے اور جہاں تک
شغل کا تعلق ہے یہ زبان اور الفاظ کے بجائے تصور اور معنی سے متعلق ہوتا ہے ویسے ذکر
بہ معنی یاد کے بھی لئے جاتے ہیں۔ وجہی نے سب رس میں ذکر اور شغل کی بڑی تاکید کی
ہے اور اس کی اہمیت پر اس طرح روشنی ڈالی ہے۔

”اس پانچ وقت ظاہری نماز کے خارج جو عبادت ہے سو شغل ہوو ذکر

یو بہوت دور اندیشی یو بڑی فکر یو مرداں کا کام ہے۔ یو صاحب درداں کا کام ہے جو خدا کے خاصے، عین خدا کے محرم بے یاد ہرگز خالی نہیں۔ انوکا آتا جاتا دم آپے ہو رہا خدا باقی دل تے سب کئے جدا۔ انوکا ہم راز انوکا محرم اللہ چڑتا دم اللہ اترتا دم الا اللہ جولا الہ الا اللہ کا سچ دل میں ثبوت پایا۔ خاطر میں بھی خوب آیا خدا نے یہاں کچھ سچایا سمجھیں چڑتا دم اترتا دم بی اللہ اللہ کہتا آتا ہے۔ بندہ خدا سوں یار ہوتا ہے۔ بندہ خدا کوں بھاتا ہے جیوں شراب کی مستی چڑھتی۔ تیوں محبت کی مستی چڑھتی، بندے ہو خدا میں یاری بڑتی۔ عاشقیت ہو معشوقیت اگر کھڑی رہتی ناز ہو ناز کیاں باتاں کہتے۔ محبت زور ہوتا کام کچھ ہو رہتا۔“

عشق الہی

عشق الہی کے تعلق سے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ کے ذریعہ بھی تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ جب یہی محبت انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو حصول سوائے اللہ کے کچھ نہیں رہ جاتا۔ جس کے لئے کہا گیا ہے کہ یومدون وجہ سب رس میں عشق حقیقی کا بیان اس طرح ہوا ہے:

”عشق خدا کی ذات ہے چھپا رہتا جو کوئی یو باٹ پایا وہ آخر یونچہ کہتا یہاں جسم کوں دیکھنا مشکل ہے جان کوں کیوں دیکھا جاتا۔ تخت کون دیکھنے نہ پاوے، سلطان کوں کیوں دیکھا جاتا، جسم ہو جان کا ایک معنا ولے اتا ہے کہ جو بات تک سمجھی جانا عشق ہو خدا جدا نیچ۔ بات جدا پن بھید و پچ عشق ہوتا ہے جہاں تمام وہا نیچہ خدا ہے بلکہ دو چہ خدا ہے والسلام واصلان نے بولے ہیں واللہ اذا تم العشق فهو لله۔ رباعی:

دیتا ہے نفاغیر رہتا ہے جمرے لگ

دو میں تے اسے جان نہ دے ترے لگ

گو پیسوں مل پیوچ ہوتا سنگا ہے

تو یاد کر اس پیو کوں ایس برے لگ

اسی سلسلے میں ایک اور جگہ وجہی نے لکھا ہے:

”جتنے عاتلاں نے عقل دوڑائے۔ آخر عشق کی بے آرا می میں آکر آرام
پائے عشق میں جاتوں عقل میں کی آتا۔ سمجھنے کا بیج سو سمجھا کیوں جاتا جو
گلن توں سب تے بے طمع ناہوی، عشق میں آئے بغیر خاطر جمع ناہوی
اگر مرد ہے تو عشق اپنا کمال کوں اپڑا۔ فراق میں کی ہلاک ہوتا، ایس
کوں وصال کوں اپڑا۔ جو عشق تیرا نہایت کون اپڑے گا اس دھات
پھچیں دل آپے بول اٹھے گا تیرے مراتب کی بات قال حال ہوتا ہے۔
فراق وصال ہوتا ہے جو کچھ دل میں تے آپے آتا ہے، اپنی محبت کی
قوت وہاں پایا جاتا ہے خدا کا ہونے ملگتا ہے تو کچھ خدا کے کام کر جو
کوی اپڑے ہیں انکی بات قائم کر ہمیں عاشق فدا کی۔ فدا ہونا ہمارا
احتشام، کیا ہے کیا ہوئے گا اس باتاں سوں ہما کیا کام ہما خدا کوں
ایک جاننا ہوور اس کا محبت ہے فرض۔“

عشق مجازی

صوفیوں کا خیال ہے کہ دنیا عشق الہی کی مظہر ہے۔ لیکن اس کے مظاہر حسن نظر کے لحاظ
سے جدا جدا ہیں۔ جس طرح آئینہ میں عکس آفتاب، آئینہ کے استعداد کے مطابق ظاہر ہوتا
ہے کہ تاہین آئینے کو ہی سکتے رہ جاتے ہیں لیکن اہل نظر آئینے میں آفتاب حقیقی کو دیکھ لیتے
ہیں اور اس طرح مجاز کے راستے سے حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں۔ چنانچہ شاہ نیاز کہتے ہیں۔

اگرچہ میں سیریتاں دیکھتا ہوں

ولے جلوہ حق عیاں دیکھتا ہوں

اور سب رس میں اسی بات کی وضاحت یوں کی گئی ہے :

”عشق مجازی عجب تماشے کی ہے بازی جو عشق مجازی اپڑا کمال، تو عین
ہوتا ہے حقیقی کا وصال اگر توں عاشق دانا، دیوانا ہے تو مجاز تے حقیقت پر
آنا واصلان کی ہے پرمست کہ حدیث ہے کہ الجاز قطرة الحقیقت یعنی
حقیقت کی سیڑھی ہے مجاز۔ مجاز کی سیڑھی پر جاویں گے تو حقیقت کا

پاویں گے راز۔ ظاہر تے باطن کوں جانا۔ ظاہر تے باطن کوں پانا، کیا
 واسطہ کہ جاں بات کا مایا ہے۔ وہاں یوں آیا ہے کہ من کسان فی ہذہ
 الاعمی فہو فی الآخرۃ اعمی یعنی جو کو یہاں اندھلا ہے سو وہاں
 اندھلا ہے۔ یو بات خرافات نیں یو بات ادھر ادھر کی بات نیں۔ جہاں
 لگن گوالیر کے ہیں، گئی انوتے یو بات گئی ہے سنی دوہرا۔

جن کوں درکن ات ہے تن کو درکن ات

جن کوں ات درکن نیں تن کوں ات نہ ات

حسب بالا اقتباسات سے ظاہر ہے کہ وجہی نے تصوف اسلام کے مقررہ فکر و مسائل
 میں نہ اپنی جانب سے کچھ اضافہ کیا ہے نہ انحراف بلکہ ان عام مسائل ہی کو موقع محل کی
 مناسبت سے نہایت خوبصورتی اور وضاحت سے پیش کر دیا ہے۔

یہی دور میں جبکہ بیجاپور کے مصنفین تصوف اور دیگر مسائل دین پر مسلسل اور مبسوط
 کتابیں لکھ رہے تھے وجہی نے صرف اپنی ایک ہی کتاب یعنی سب رس کے ذریعہ
 گوکلنڈے کے میزان لوح و قلم کے ادب و تصوف دونوں پلزدوں میں توازن پیدا کر دیا ہے۔

سب رس کی زبان

بہ لحاظ صرف

اسم عام

اسم کیفیت

سب رس میں اسمائے کیفیت تین طرح سے بتائے گئے ہیں۔

(1) اسم سے (2) صفت سے (3) فعل سے

اسم سے بننے والے اسمائے کیفیت جیسے بھائی سے بھائی پن، نذر سے نفرائی، دوست

سے دوست داری

1- یو وقت بھائی پنے ہو ریاری کا وقت ہے

2- نفروہچہ جو کر جانتا ہے نفرائی

3- دل داشتی ہو دوست داری کا وقت ہے

(2) صفت سے بننے والے اسمائے کیفیت، پن اورئی کے اضافے سے

1- نہن پن میں نظر ہو ر غمزے کی ماں نے کچھ فکر کی تھی

2- کڑ والی میں کون رکھے بیٹھائی

(3) فعل سے بننے والے اسمائے کیفیت اور ث کے اضافے سے

1- انوکا چلتا جدا ہے

2- اچاٹ ہرگز نہیں جاتا، تھلاٹ ہرگز نہیں جاتا (موجودہ اردو میں و، ٹ کا اضافہ کیا جاتا ہے، جیسے تھلاہٹ) بعض اسمائے کیفیت ایک لفظ کی تکرار یا دو لفظوں کو ملا کر بھی بنائے گئے ہیں۔

1- جانو قدیم آشنا جانو قدیم جان پہچان

اسم ظرف

اسم ظرف زماں: سب رس میں اسم ظرف زماں کے لئے اکثر ہندی الفاظ سے مدد لی گئی ہے۔

1- یوسیم ہوو زر صدقا ہے ایک تل کی خوشی پر

2- گنگا بھی دھوپ کالے میں نہیں، برشکالے میں بڑی جنگل کا چھاڑا سے کد ہیں پھول پھل کد ہیں پت چھری۔

اسم ظرف مکاں: فارسی اور ہندی کی چند علامتیں لگا کر۔

1- فارسی علامات کے ذریعہ سے

(1) ستان کے بڑھانے سے

1- پھول کا چین جا کر خارستان میں پڑے

2- یو پانی اگر مہر کی موج اچاوے تل میں عالم کو گلستاں کر دکھلاوے

3- اس مصلیٰ و نکشا قامت کے بستان میں ایسے نادر مکان میں دونو آئے

(2) زار کے بڑھانے سے

1- اس لطافت کے لالہ زار کوں

2- اس شہر دیدار میں دیکھیا رخسار عجائب گلزار

3- غمزا نرگس زار میں اس عشویاں کے گلزار میں مست پھرتا تھا

(3) گاہ کے بڑھانے سے

1- ع شکار گاہ ہے اس کا حقیقت ہو مجاز

2- یو دو درگاہ نہیں کہ یہاں کسی کا سر قبول پڑتا

(4) خانہ کے بڑھانے سے

1- صاحب کارسوں مقصود کار خانہ کے یاد آتا

2- اسے کا ہے کون جیل خانے کی چنت

2- ہندی علامات کے ذریعہ سے

(1) واری، واڑی اور باڑی کے بڑھانے سے

1- اس شہر کے آس باس تمام پہلواری تمام پھولاں کی باس

2- پھول کون پھول واڑی کرے

3- اس ڈوگر تلے ایک پھول باڑی تھی

لوازم اسم

جنس: تقدیم اردو میں تذکیر و تانیث کا کوئی خاص قاعدہ مقرر نہیں رہا ہے۔ اس لئے سب رس میں بہت سے ایسے اسما کو مذکر لکھا گیا ہے جو موجودہ اردو میں مونث ہیں اور اسی طرح بہت سے مذکر اسما کو مونث لکھا گیا ہے۔ عربی اور فارسی کے بہت سے مونث الفاظ سب رس میں مذکر لکھے گئے ہیں۔

1- انوکا راہ روش انوکا چلنت جدا ہے

2- انوکوں بھی ہو رکا ہے کانیں ہوس

3- خدا کے درگاہ امیدوار ہو کر رضا دیا

4- شراب نے کیا کیا

5- بادشاہاں کا عمر دراز

6- پانچ وقت کا نماز کرنے کا جوں شرط ہے

7- تیرے دل میں غذا کا نیت نہیں
وہ اساجن کے آخر میں ت ہو موجودہ اردو میں عموماً مونث لکھے جاتے ہیں، لیکن قدیم
اردو میں یہ مذکر استعمال ہوئے ہیں۔ چنانچہ سب رس میں بھی یہ مذکر ہی لکھے گئے ہیں۔

1- ہمناد اکوں ایک جاننا ہو اس کا محبت ہے فرض

2- دنیا کا لذت تو پو شراب

3- عزت مسلمان کا مایا

4- عاشقان کے دلاں کا ضیافت

5- ع گیا عداوت اور ہٹ دور ہوا

6- اس شہر کے عمارتاں جیسا کسی شہر میں کوئی آج لگن نہیں بندھایا
دوسری طرف بہت سے مذکر اس کو سب رس میں مونث لکھا گیا ہے۔

1- مقصود حاصل ہوئی

2- ہماری سلامتی کی فاتحہ پڑے گا

3- تجے کا ہے کو دسرے کی ذکر

4- اگر کوئی بڑے کی ادب رکھیا تو ننھا نہیں ہوتا

سب رس میں کئی اسما ایسے بھی ہیں جنہیں مذکر اور مونث دونوں طرح سے لکھا گیا ہے

1- اپنے ناؤں کا علم اچایا

نیم ہو دھرم کی نالوں بادشاہی ہے

2- گیا عداوت ہو رہٹ دور ہوا

دشمن اگر چٹئی ہے تو بی عداوت سرچڑھے گی

3- جاں عزت نا اچھے گاواں کیا سواد دیوے گا پسنا

عزت مسلماناں کا مایا

تعداد

اسم کی تعداد میں تبدیلی دو صورتوں میں ہوتی ہے۔ ایک وہ صورت جبکہ اسم کے بعد

حروف ربط نہ آئیں دوسری صورت یہ کہ اسم کے بعد حروف ربط استعمال ہوں۔ ذیل میں پہلے ان تبدیلیوں کی تفصیل بتائی جاتی ہے جبکہ ۲-سا بغیر کسی حرف ربط کے آتے ہیں۔

سب رس میں ایسے واحد مذکر الفاظ جو ”الف“ یا ”ہ“ پر ختم ہوتے ہیں اردو کے عام قاعدے کے مطابق جمع میں ”الف“ اور ”ہ“ یا ”ی“ مجہول سے بدل دیے گئے ہیں۔

1- اتنے ولے سب فئے

2- چھپاتے چھپاتے ہزار یردے پھاڑیا

3- دائم تماشے دیکھتی پھرتی تھی

ایسے واحد مذکر الفاظ جن کے آخر میں ”الف“ یا ”ہ“ نہ ہو سب رس میں ان کی جمع ”اں“ سے بنائی گئی ہے۔

1- جیوتیوں دلادراں کوں جمع کرنا ضرور ہے

2- گلے میں چاروں طرف گوہراں

3- ع باتاں بولتے آتیج سن میں

4- دوتاڑاں بلا ہے

مولوی عبدالحق کی مرتبہ سب رس میں ایک جگہ بات کی جمع باتوں بھی نظر آتی ہے جبکہ دیگر نسخوں میں بات کی جمع باتاں ہی ملتی ہے۔

قدیم اردو میں فاعل اگر جمع مونث ہو تو فعل کی جمع بھی ”اں“ ہی سے بنائی جاتی ہے سب رس میں بھی یہی قاعدہ ملتا ہے۔

1- یہی استریاں ہیں جنودنیا میں نانوں کریاں ہیں

2- حوراں ترستیاں ہیں اس باغ کے پھول کا طرہ لانے

3- بعض عورتاں مرداں خاطرستیاں ہونیاں ہیں

قدیم اردو میں اگر مضاف جمع مونث ہو تو حرف اضافت کی بھی جمع بنائی جاتی ہے لیکن ایسا ہمیشہ نہیں ہوتا۔ سب رس میں بھی ایسی مثالیں مل جاتی ہیں۔

1- یو عورتاں نہیں خدا کیاں بلایاں ہیں

2- چمچے کوں دو کھڑکیاں ہیں کالیاں بہت بڑے مول کیاں
لیکن بعض اوقات حرف اضافت کے خلاف بھی عمل ہوتا ہے جیسے
1- نظر کی اکھیاں بانڈیا

حروف ربط کے آنے سے سب رس کے اسما میں جو ردوبدل نظر آتا ہے ذیل میں
انہیں پیش کیا جاتا ہے۔

ایسے الفاظ جن کے آخر میں ”الف“ یا ”ہ“ ہو وہ حرف ربط کے آنے سے یائے مجہول
سے بدل جاتے ہیں۔

- 1- جکوی خلینے کوں سمجھا سو خدا کوں سمجھا
 - 2- غزے کے لشکر کوں بھی غزے کی عادت پڑی
 - 3- سونے کے پانی سوں لکھ رکھنا یو تیری بات
 - 4- جے اس شناس کے پیالے سوں مے ہیں
- سب رس میں ایسے بھی جمع مذکر الفاظ ملتے ہیں جن کے بعد حروف ربط آنے سے جمع
کی علامت بدستور قائم رہتی ہے۔

- 1- اس خطریاں کوں بہوت قید سوں رکھنا
- 2- بادشاہاں کے دل پراچھتا ہے کہ اپس کے دور کے لوکاں اپس سے خوش حال
اچھیں

- 3- ع بڑیاں کی راضی سے جو کام ہوئے گا
 - 4- واں دیکھیں بڑیاں کا کیا حال ہے ہور بھلیاں کے ہات میں کیا آتا ہے
- موجودہ اردو میں اسم مونث ہو تو حرف ربط کے آنے کے بعد جمع مونث کا ”اں“ یا ی
”وں“ میں بدل جاتا ہے لیکن قدیم اردو میں حرف ربط کے آنے کے بعد بھی جمع کی
علامت ”اں“ بدستور قائم رہتی ہے۔ سب رس میں بھی یہی قاعدہ ملتا ہے۔

- 1- عورتاں کوں فولاد کا دل
- 2- آنکھیاں کوں مچے لے دن رات کرتیاں

3- صحن اس کا موتیاں سوں بھریا

4- یو کتاب سب کتاباں کا سرتاج، سب باتاں کا راج

5- موتیاں کی موجاں کا میں دریا ہوں

صفت

صفت ذاتی : سب رس میں صفت ذاتی عموماً دو لفظوں کو ملا کر بنائی گئی ہے۔ دو ہندی، دو فارسی، فارسی عربی، فارسی ہندی الفاظ ملا کر صفت ذاتی بنانے کا قاعدہ سب رس میں کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔

1- نیک بخت، برخوردار، شیریں گفتار

2- گذریا تھا موقعا بولیاں حسن چھند بھری، اوتار استری یاس

3- دونو روشن ضمیر

4- دو گلگوں بچن نے بولی کہ کیا فایدا

5- ایسے خوش باس کے پھول اجیوں کسی باغ میں نیں ٹہلے

6- وچہی بہو گئی گن بہریا

موجودہ اردو کے سا اور سے کی طرح قدیم اردو میں سرکا، سوں، تے جیسے اور تے (تھے) وغیرہ کا استعمال نظر آتا ہے۔ ان سے مشابہت، مبالغہ یا مقابلہ ظاہر ہوتا ہے۔ سب رس میں صرف تے، سوں اور جیسے استعمال ہوا ہے۔

1- راویں تے مٹی بولے بات، آواز تے قمری کوں کرے شہ مات

2- بال سوں باریک اس کا تیر

3- آفتاب جیسا جمال

قدیم اردو میں بھی چند علامتیں ایسی ہیں جو منفی صفات کے طور پر استعمال ہوئی ہیں۔ سب رس میں بھی صفات کے آگے تا، نہ، بد اور بے بڑھا کر منفی صفات بنائی گئی ہیں۔

1- تا سے

نا اہل پاس جو سوال کرتا وہ جیوتا نہیں مرتا ہے

2- نرے

وہ چھاڑا بیچ نراس

3- بے سے اور بد سے

بے حیا، بے ایمان، بدکار، بدگمان، بے اعتبار کی اعتباری نہیں۔

صفت اعدادی

عدد معین: سب رس میں عدد معین کا استعمال اسی طرح ہوا ہے جیسے مروجہ اردو میں رائج ہے البتہ ایک مثال مختلف ہے یعنی یکس (ایکس) یہ لفظ سب رس میں مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسے۔

ہر ایک کے معنی میں

1- ہر ایکس کوں ہر یکس سے قول قرار

کسی کے معنی میں

1- لھوے تے لوکاں ڈرتے ہیں تو آکر یکس کی طاعت کرتے ہیں

عدد غیر معین کے لئے سب رس میں کینک، لئی، سب، جتے، ایٹی اتنے، کئی بھوت،

بھت، بھوت کا استعمال کیا گیا ہے۔

1- القصہ کینک وقت کوں سورج نے سرکاڑیا

2- معشوقاں میں لئی نازاں لئی چھنداں ہیں

3- عشق سب جاگا حاضر ناصر

4- جیتے اس شناس کے پیالے سوں متے ہیں

5- ایٹی مشقت ایٹی محنت میں اس خاطر کیا

6- اتنے دے سب فتنے

7- یادگار ہوا جھے گا دنیا میں کئی لاکھ برس

8- بھوت سمجھیا کوئی تھوڑا

9- عقل کوں خدا بھت دور

10- برے لوکاں بھوت، بھلے لوکاں تھوڑے

بعض اوقات معین عدد بھی سب رس میں غیر معین کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔
موجودہ اردو میں بھی یہی قاعدہ مروج ہے۔

صفت ضمیری

صفت ضمیری کی خصوصیت یہ ہے کہ جب وہ کسی اسم کے ساتھ آتا ہے تو صفت بن جاتا ہے اور جب تنہا استعمال ہوتا ہے تو ضمیر کا کام دیتا ہے۔ سب رس میں بھی ”وڈ“ اور ”پو“ انہی خصوصیات کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔

1- شراب میں مستی نیں وڈ شراب کیوں چڑھے گا

2- پو کتاب منج العرش بحر العانی ہے

ضمائیر

ضمیر شخصی: سب رس میں ضمیر متکلم کے لئے حسب ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں

ضمیر متکلم

حالت	واحد	جمع
فاعلیٰ حالت	میں، آپے	ہمنا ہمیں
مفعولیٰ حالت	منے، مجھے، منج، مجھ	ہمنا، ہمنا کوں
اضافیٰ حالت	منج، منجھ، میرا، میری	ہمارا

(1) ضمیر متکلم فاعلیٰ حالت: واحد میں، آپے

1- میں سواں ہارغ میں اسے دی دھاق

2- جو نماز کوں جائے تو پو جاننا کہ آپے خدا کے حضور میں جاتا ہوں

ضمیر شکلم فاعلی حالت : جمع ہوتا، ہمیں

- 1- ہمنا خدا کوں ایک جاننا ہو اس کا محبت ہے فرض
- 2- ہمیں تمہیں مل کر جائیں گے
- (2) ضمیر شکلم مفعولی حالت : مجھے واحد، مجھے، مجھے، مجھے

- 1- دل مجھے پیچے گا تو میں بے اختیار ہوں
- 2- تو مجھے ہے دل کوں ملانے کا ضمان
- 3- ع نہ مجھ خوشبو کی خوش لگتی نہ مجھے سنگار یاد آیا
- 4- مجھے دیکھو، مجھے، سمجھو مجھے پاؤ

ضمیر شکلم مفعولی حالت : جمع ہوتا، ہمنا کوں

- 1- اس باتاں سوں ہمنا کیا کام
- 2- اپنے باطن کی صورت ہمنا کوں دکھلاؤ
- (3) ضمیر شکلم اضافی حالت : واحد، مجھ، میرا، میری، مجھ
- 1- کیا مج میں ناز ہوا غزا نہیں

2- میرا بات سب کے اوپر در ہوا

3- فقیری میری بڑائی ہے

4- اس تازے آب حیات کی بات کئے طاقت میں مجھ نے

ضمیر شکلم اضافی حالت : جمع ہمارا، ہماری

- 1- دانا موم دل ہے دانش کی آگ پر گلے گا ہمارا ہے ہمارا حکم اس پر چلے گا
- 2- جو کوئی بات ہماری چلیا دو ہمارا ج ہے

ضمیر مخاطب

حالت	واحد	جمع
فاعلی حالت	تو، توں	تم، تمنا، تمہیں

مفعولی حالت	تجہ، تجے، تجھے	تمہیں
اضافی حالت	تیرا، تیری	تمہارے
(1) ضمیر مخاطب فاعلی حالت: واحد، تو، توں		

- 1- میں بولیا نشانِ اتال تو سمجھ پہچان
- 2- پوچھیا کہ تو کون ہے تیرا مقصود کیا ہے، تو کاں تے آیا
- 3- خدا کے درگاہ امیدوار ہو کر رضا دیا کہ توں جا
- 4- توں اس چشمے کو ڈھونڈتا دنیا مینے

ضمیر مخاطب فاعلی حالت

- جمع: تم، تمنا، تمہیں
- 1- تم دونوں کی شرم سار ہوں
 - 2- ہمتا تمنا میں کیا جدائی ہے
 - 3- ہمیں تمہیں مل کر جائیں گے

(2) ضمیر مخاطب مفعولی حالت

- واحد: تجہ، تجے، تجھے
- 1- شاباش تجہ سوں، مشورت کری ساری رات
 - 2- تجے کام آئے گا وہاں کی روش سمجھائے گا
 - 3- خدا تجھے فرصت دیا ہے
- ضمیر مخاطب مفعولی حالت: جمع۔ تمہیں
- 1- تمہیں دو پھول، دو تارے

(3) ضمیر مخاطب اضافی حالت

واحد: تیرا، تیری

- 1- یہاں کیا ہے تیرا کام
 2- تیری عقل پر میں واری
 ضمیر مخاطب اضافی حالت : جمع۔ تمہارے
 1- ہمارے تمہارے میانے میاں پروردگار ہے

ضمیر غائب

حالت	واحد	جمع
فاعلی	اے، دو، ان نے، او، وہ، او نے	انہو
مفعولی	اس، اسے، اس کوں	انوکوں، اینوکوں
اضافی	اس کا	انوکاں، اینوکا

(1) ضمیر غائب فاعلی حالت

- واحد : اے، دو، اُن نے، او، وہ، او نے
 1- اے سب جانیا
 2- دو ہمیشہ کھڑا ہے
 3- ان نے عشق کی مایا پایا چہ نہیں
 4- اولیبا سچے سوں توں یار تھا
 5- اس کا کام وہ جانے
 6- جے خلیفہ کون نہیں سمجھا او نے¹ کیا سمجھے

ضمیر غائب فاعلی حالت

جمع : انہو

- 1- غیب کے پردے انہو کیوں کھولتے

(2) ضمیر غائب مفعولی حالت

واحد: اس، اس کوں، اسے

- 1- اس جھے کوں دو کھڑکیاں ہیں کالیاں
- 2- اس مہر کوں اس سحر کوں کھیا جا
- 3- اگر ہزار بھلا ہے بی اس کوں کوں پیتائے
- 4- اسے فیض انپڑے ہستا کوں ثواب

ضمیر غائب مفعولی حالت

جمع: انوکوں، اینوکوں

- 1- وہاں تے انوکوں مار مار کر بہار نکالتے
- 2- اینوں کوں یک وقت کر کے یاراچہ

(3) ضمیر غائب اضافی حالت

واحد: اس کا

- 1- اس کا ناؤں رزق

ضمیر غائب اضافی حالت

جمع: انوکا، اینوکا

- 1- انوکا عشق فاش ہوا
- 2- اینوکا دل ہات لے، اینو کے موں کی بات لے

ضمیر موصول

حالت	واحد	جمع
فاعلی حالت	جن نے، جنے، جو	جنوں، جنو
مفعولی حالت	جسے، جس کوں	جنوں کوں، جنوکوں

جنو کا، جنو کی

اضافی حالت جس کا

(1) ضمیر موصول فاعلی حالت

واحد: جن نے، بنے، جو

- 1- جن نے جو کچھ پایا سو ہمت ہو رہی تھی سو پا پا
- 2- بنے بنیا اسے گھائل ہونا ہے
- 3- اس کتاب کو دو سمجھے گا جو کوئی صاحب راز ہے

ضمیر موصول فاعلی حالت

جمع: جنوں، جنو

- 1- جنوں سمجھتے ہیں باتاں کے بندیاں
- 2- اس کے فرمائے پر جنو چلے، ہر دو جہاں میں ہوئے پہلے

(2) ضمیر موصول مفعولی حالت

واحد: جسے، جس کوں

- 1- جیسے جیوں منگتا اسے دوں رکھتا
- 2- ع گھر دہنی دوچہ جس کوں گھر ہے خوب

ضمیر موصول مفعولی حالت

جمع: جنوں کوں، جنو کوں

- 1- جنوں کوں دیکھنے کا قدرت نہیں
- 2- جنو کوں معراج ہوئی کہتے

(3) ضمیر موصول اضافی حالت

واحد: جس کا

1۔ جس کا نانوں خدا ہے

ضمیر موصول اضافی حالت :

جمع: جنو کے، جنوں کے جنوکی (جنو کا کی مثال سب رس میں نہیں)

1۔ جنو کے دل میں خدا کا کچھ محبت آیا تھا، جنوں کے دل میں دانش نے کیا تھا گھر

2۔ جنوں کی نیکی جانتا سب جہاں

ضمیر استفہام

جمع	واحد	حالت
کن	کون، کن، کنے	فاعلی حالت
	کسی، کس کوں، کس تے (بہ معنی کس سے)	مفعولی حالت
	کس کا	اضافی حالت

(1) ضمیر استفہام فاعلی حالت

واحد: کون، کن، کنے

1۔ کون بچ سکتا خدا کی گت

2۔ دل کی صفائی کن نے پائی

3۔ کسے کیا کہے کنے کیا کیا

ضمیر استفہام فاعلی حالت

جمع: کن

1۔ کن نے ماریا کر بہت دائیاں

(2) ضمیر استفہام مفعولی حالت

واحد: کس، کس کوں، کس تے

- 1- کس عاشق کوں یو طبع، بتا کون، عاشق اس کام پر ہے
 - 2- بقرے مٹے دودین ہارا ہے، نیس دیابی کس کوں کیا چارہ
 - 3- جو کچھ بادشاہاں کے دل پر آتا وہ کس تے رکبیا نیس جاتا
- ضمیر استفہام مفعولی حالت جمع کے لئے قدیم اردو میں کے کوں، کا استعمال کیا جاتا ہے، لیکن سب رس میں اس کا استعمال کہیں نظر نہیں آتا۔

(3) ضمیر استفہام اضافی حالت

واحد: کس کا

- 1- عشق کوں کس کا ڈر، (ضمیر استفہام اضافی حالت جمع کے لئے قدیم اردو میں ”کن کا“ استعمال کیا جاتا ہے، سب رس میں یہ نظر نہیں آتا)
- کوں کی طرح کیا بھی ضمیر استفہام ہے لیکن اس کا استعمال ہمیشہ بے جان کے لئے ہوتا ہے۔ سب رس میں اس کا استعمال اسی طرح کیا گیا ہے۔
- 1- اس کوٹ کا ناؤں کیا ہے

ضمیر اشارہ

ضمیر اشارہ قریب

واحد: یو، اے، ان، انے، یا اپنی، اس

- 1- یو عقل تھا ایسے کیوں بھایا
- 2- اگر اے دعوانا کر جاتا تو کیا جانے عقل پر کیا دکھ آتا
- 3- ان آب حیات نے، اس آب حیات کا رکھیا ہے لاج
- 4- انے پکڑیا تھا خاموشی
- 5- اس باغ کی خبر تو کیوں پایا

ضمیر اشارہ قریب جمع

جمع: انو، انوں

1- کج فای کی انوکوں کیا کی

2- انوں کوں کاں کا آرام

ضمیر اشارہ بعید

واحد: وہ، وہ، او

1- وہ ہمیشہ کھڑا

2- اس کا کام وہ جانے

3- اولیبا سچے سوں تو یار تھا

ضمیر اشارہ بعید

جمع: انوں

1- انوں کوں کاں کا آرام

ضمیر تنکیر

فخص کے لئے کوی (کسی بھی استعمال کیا جاتا ہے لیکن سب رس میں اس کا استعمال نہیں کیا گیا) اشیاء کے لئے کچھ

فاعلی حالت

کوی

1- کوی کیوں اسے کہے کہ یوں ہے

مفعولی حالت

کسی کوں

1- ع جنے جو دل کوں لیا ہات کسی کوں دیا

اضافی حالت

کسی کی، یا کسی کا، کسی کے

- 1- پسند کسی کی کاں بھاتی
 - 2- نہ کسی کا دہاک، نہ کسی کا ڈر
 - 3- جو کوئی یوں کسی کے دنبال لگ لگ پیٹ بھرے
- کوئی کی طرح کچھ بھی ضمیر تنگیر ہے۔ سب رس میں کچھ، کچ، کچ یہ تینوں شکلیں ملتی ہیں۔

- 1- سرداں میں کچھ ٹھاؤں اچھنا، کچھ ناؤں اچھنا
 - 2- ع کد ہیں کچے ہے، کد ہیں سو کچے کا کچ
- جب ضمیر تنگیر ”کچھ“ تکرار کے ساتھ آتی ہے تو کسی یا قلت کے معنی دیتی ہے اور کچے کا کچ، کچ، کچھ کوں کچھ حالت کی تبدیلی کو ظاہر کرتے ہیں۔ سب رس میں ان کا استعمال اسی طرح ہوا ہے۔

- 1- اس سنے کی ترکیب کوں کچھ دارداں کا موپ درکار ہے
- 2- صورت آدی کی اور سیرت کچے کا کچ
- 3- بھلا آدی کچے کرتا یوں کچے کوں کچھ پاتے
- 4- سب رس میں جو کے ساتھ کوئی کا استعمال بھی ہوا ہے جو عمومیت کے معنی دیتا ہے۔

- 1- جکوئی خوب کوں کہے ہو کوئی برمانے
- جو کے ساتھ کچھ بڑھا کر تکمیل کے معنی بھی پیدا کئے گئے ہیں
- 1- جو کچھ پانا تھا سو محمد نے پایا
- سب رس میں بعضے اور فلانے بھی ضمیر تنگیر کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔

- 1- فلانے کی فلانے پر نظر ہوئی
- 2- بعضے کہتے ہیں کہ خدا کوں دیکھا جائے

فعل

قدیم اردو میں فعل ناقص عموماً پڑتا، ہونا وغیرہ ہوتے ہیں۔ سب رس میں بھی یہی

افعال ناقص مل جاتے ہیں۔

علاوہ اس کے سب رس میں تھے، تھی، تھیاں، اتھا، ہے، اے، تھا، ہیں بھی افعال ناقص آئے ہیں۔

- 1- جانو کد ہیں، آچھ نہ تھے، جانو آشناچھ نہ تھے
 - 2- پاکی سوں ہم دست ہوتی تھی، پاکی سوں دل کوں دیکھ دیکھ مست ہوتی تھی
 - 3- جو کچھ باتاں بولنے کیا تھیاں
 - 4- ع عاقل اتھا تو جیو بھلانے یوگت کیا
 - 5- اتا پر آنا دیکھا دی وقت بے اختیار میسر ہوتا ہے
 - 6- ع جہاں کچھ ہے وہاں سب اے ظہور اس کا
 - 7- نظر رخسار کے گلزار کا نظار کرتا تھا
 - 8- فارسی دُش مندان جنوں سمجھتے ہیں باتاں کے بنداں
- سب رس میں بعض دفعہ فعل ناقص محذوف بھی کر دیا گیا ہے۔
- عشق ہم باطن، ہم ظاہر

زمانہ

ماضی

ماضی مطلق: سب رس میں ماضی مطلق بنانے کے لئے مصدر کی علامت ناگرا کر عموماً یا بڑھا دیا گیا ہے۔

- 1- جنے دل کوں جلا یا اُنے کچھ پایا
 - 2- لشکر اپنا سب دیکھیا
- اکثر ماضی مطلق الف بڑھا کر بھی بنایا گیا ہے
- 1- قامت جو نظر کوں رقیب کے سنگات دیکھا
- ماضی مطلق واحد مونث کے لئے مصدر کے مادے کے بعد ”ی“ کا اضافہ کیا گیا ہے

1- حسن کا آواز سنی، کبھی کہہ سنچہ ہے

2- اس خاطر زلیخا نے کیا کری

3- ان نے مجھ سوں یوں کری بات

ماضی قریب

سب رس میں ماضی مطلق کے بعد ہیں، ہے یا ہوں کا اضافہ کر کے ماضی قریب بنایا گیا ہے۔

1- ایسے دہتا، ریاں کوں توچہ لوکاں مارے ہیں

2- بسم اللہ کا معنی بسم اللہ کے ایک لفظ میں رکھیا ہے کریم

3- جاتا ہوں کر منگیا رضا

ماضی بعید

ماضی مطلق کے بعد تھا، تھی اور تھے کے اضافہ سے ماضی بعید بنایا گیا ہے

1- غمزا زگس زار میں عشویاں کے گلزار میں ست پھرتا تھا

2- اول کے پیغمبراں کوں بی یے آئے اتری تھی

3- حضرت کتے یک دیس نکس کے گھر گئے تھے مہمان

ماضی استمراری

مروجہ اردو کی طرح سب رس میں بھی فعل مضارع کے بعد تھے، تھی، تھیں، تھیں، تھیں کے اضافے سے ماضی استمراری بنایا گیا ہے۔

1- جو جبرئیل خدا کے پاس تے خبر لیا تھا تو آدمی کی صورت ہو کر آتا تھا

2- جو باتاں خدا کوں بھاتیاں جہیں سوباتاں دلچ میں تے آتیاں تھیں

ماضی احتمالی

سب رس میں ماضی احتمالی بنانے کے لئے ماضی مطلق کے بعد اچھے گا اچھے گی کا اضافہ کیا گیا ہے۔

- 1- تاراں کی زنجیراں سوں جکڑ کر عقل جاں گیا اچھے گا وہاں تے پکڑ کر لیا
- 2- جدہاں تے جو کوئی دنیا میں آیا اچھے گا عجب ہے جو کوئی ایسا دغا کھایا اچھے گا

ماضی شرطیہ

سب رس میں ماضی شرطیہ بنانے کے لئے مصدر کی علامت گرا کر تا، تی، یا تے کا اضافہ کیا گیا ہے۔

- 1- اگر محمدؐ تا ہوتا تو دین ہو ردینا تا ہوتا
 - 2- اگر توں خیال ہو رہیسم کوں کہہ کر منے دار وے بے ہوشی تا پلاتی تو منج پر ہو رہی
- پراپتی بلا کی آتی۔

حال

مروجہ اردو کی طرح قدیم اردو میں بھی فعل حال بنانے کا قاعدہ یہ رہا ہے کہ مصدر سے علامت تا حذف کر کے تا کا اضافہ کرتے ہیں۔ واحد مذکر مخاطب اور واحد مذکر غائب کی صورت میں تا کے بعد ہے کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ واحد متکلم میں ہوں کا اضافہ کرتے ہیں اور جمع غائب اور جمع متکلم میں ہیں کا اضافہ کرتے ہیں۔ جمع مخاطب میں ہوں کا اضافہ۔ جمع مذکر غائب اور جمع مذکر متکلم میں تا کے الف کو یائے مجہول سے بدل دیتے ہیں۔ مونث کے دوسرے صیغوں کے لئے تا کے الف کو یائے معروف سے بدل دیتے ہیں اور جمع مونث کی صورت میں ”اں“ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

واحد مذکر مخاطب

- 1- اگر تو ملتا ہے کہ خلق تے منے

- 2- توں کچھ کتا سوچ کتا ہے

واحد مذکر غائب

- 1- اس ڈوگر پر ایک کہنا بڑا اچھا ہے

- 2- رقیب دیکھتا ہے جو نظر میں جد ہر دو ٹوٹتا ہے بی کدہر نہیں

3- تو کا توبچہ دیکھا ہے جو زلف حاضر ہو آئی

واحد مذکر متکلم

1- دو آبِ حیات جو میں منگتا ہوں اسے کون پہچانے

2- ع روتا ہوں میں سو خونِ جگر تجہ فراق نے

جمع مذکر غائب

1- فارسی کے دانشمنداں جنو بکھتے ہیں باتاں کے بنداں

سب رس میں حالِ مطلق کے لئے تیں کا اضافہ ملتا ہے

1- دو دل ایک ہوتیں جھٹ تے

واحد مؤنث متکلم

1- ع جہاں میں دیکھتی ہوں وہاں مجھے اس کاج مویں دستا

2- میں جانتی ہوں کس پانی سوں غیر ہوئی عاشق کی خاک

3- میں بی آرسی میں ابس کوں دیکھتی ہوں، ابس کوں جانتی ہوں، ابس کی خوبی

پہچانتی ہوں۔

جمع مؤنث مخاطب

1- اگر تو اور وہ دونوں مل کر آتے ہیں۔

واحد مؤنث مخاطب

توں چھپی چوری سوں دل کوں اس ٹھار لیا نے سکتی ہے، اتنی قدرت رکھتی ہے

1۔ قدیم اردو میں چونکہ یائے معروف دیائے مجهول کے اختلاف کی زیادہ پابندی نہیں کی جاتی تھی۔ اس لئے یہاں بی آتی ہیں کے بجائے آتے ہیں لکھا گیا ہے۔ آج بھی بول چال کی زبان میں عورتاں آتے ہیں، عورتاں جاتے ہیں، کہا جاتا ہے۔

واحد مونث غائب

- 1- جد ہر گئی ہی یکیلی جاتی مٹے سنگت نیں یجاتی (یہاں 'ہے' حذف کر دیا گیا ہے)
- 2- وہ بی لئی نازاں، لئی چھنداں، لئی غزے، لئی عشوے، لئی کچہ دھرتی ہے، عاشقاں پر ظلم کرتی ہے۔
- 3- یونہیے اپس کوں چھپاتی ہے۔ یکیلی کہاں جاتی ہے

جمع مونث غائب

- 1- دنیا میں ایسا ہی بیسیاں ہو یاں ہیں انو آجنوں جیتاں ہیں
- کلیات قلی قطب شاہ اور کلیات علی عادل شاہ ثانی التخلص بہ شاعری کے یہاں برج افعال یعنی کرت، آوت، جادت وغیرہ بھی مل جاتے ہیں جیسے
- چو مہر گرجت ہو رمنھوں برست
- عشق کے جمنے چمن موراں کا ہے راج (کلیات قلی قطب شاہ صفحہ 191)
- ہیکھت مدن روپ یم کو سذر کر نیں کے
- جھاج لاج موت بھریات ہے (کلیات شاعری صفحہ 174)
- ابراہیم عادل شاہ ثانی کی نورس میں بھی برج افعال استعمال کئے گئے ہیں
- ع سکھیاں سنگت سندری ہست کھیل چھاؤ ہیرم الوکھی ٹھگھا (نورس صفحہ 65)
- ع ابراہیم کرن کہت دندوت کرم ت تب ہو ت روم روم بھیوانگ (نورس صفحہ 104)

لیکن قلی قطب شاہ، علی عادل شاہ اور ابراہیم عادل شاہ کے علاوہ دبستان بیجاپور اور دبستان گول کنڈہ کے کسی اور شاعر نے برج افعال کا استعمال نہیں کیا۔ شاید یہ افعال صرف اسی وقت استعمال کئے جاتے تھے جب شاعر ہندی رنگ میں کلام قلمبند کرنا چاہتا تھا۔

قدیم اردو میں حال مطلق بنانے کا ایک قاعدہ یہ بھی رہا ہے کہ مضارع کے بعد ہے یا ہیں کا اضافہ کر دیا جاتا تھا۔ حال مطلق کی یہ شکل سب رس میں بہت کم استعمال ہوئی ہے۔

1- غیر نے سمجھی کہ حسن دھن، من موہن، اپس سوں کپٹ پکڑی ہے اپس سوں ہٹ پکڑی ہے۔

قدیم اردو میں حال مطلق کے لئے صرف مضارع کا استعمال بھی ہوتا ہے۔ جیسے ہوتا اور جانتا ہوتا ہے اور جانتا ہے کے لئے مستعمل ہیں۔ سب رس میں بھی حال مطلق کی اس قسم کی مثال مل جاتی ہے۔

1- ہوتا سب خدا کا بہاتا

2- عاشق کوں عاشق جانتا

حال ناتمام کے لئے مصدر کے مادے کے آخر میں رہا ہے رہا ہوں لگا دیا جاتا ہے۔

سب رس میں اس کا استعمال بھی بہت ہی کم ہوا ہے۔

1- تیرے باتاں میں سن رہا ہوں آس کر

مستقبل

مروجہ اردو کی طرح سب رس میں بھی مستقبل مطلق بنانے کے لئے مضارع کے بعد 'گا، گے، گی' کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے

1- رموز راز ہوئے گا، ناز نیاز ہوئے گا

2- دسریاں کا قصہ سناؤں گا

3- واں کیا دیکھے گا چراہور چوں

جمع کے لئے مضارع کے بعدی، گ، ے کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ سب رس میں بھی

یہی قاعدہ برتا گیا ہے۔

1- خدائے تعالیٰ کوں قیامت میں دیکھیں گے ولے حیران ہوئیں گے کہہنا سکیں گے

2- اس دریا میں غوطے کھائیں گے تو جاگا جاگا کہ خواصاں موتیاں پائیں گے

قدیم اردو میں مستقبل کی مخصوص علامت سی، سیس، سے، ہے عموماً نا اور نہ کے ساتھ آتی ہے۔ سب رس میں اس کا استعمال کہیں مستقبل کی علامت کے لئے ہوا ہے کہیں سکنا

کے معنوں میں اور بعض جملے ایسے ہیں جن میں ہر دو مفہوم ادا ہوتے ہیں۔ جیسے

- 1- راجوٹ گھڑی نارسی آخر ٹلے گی (مستقبل کے لئے)
- 2- تجھ میں نارسی تیری بد۔ (مستقبل کے لئے)
- 3- اس کے دیوے کوں کیوں نہ ہوئی روشنی (مستقبل کے لئے)

.....

- 1- ہمت کی صفت جیوں ہے تیوں کوئی کرسی نا (سکنا کے لئے)
- 2- ماں، باپ کی مہر دسرے میں نا آسی (سکنا کے لئے)
- 3- سخی پر کسی کی بد دعا چل سی نا (سکنا کے لئے)

.....

- 1- نال سی سوماں باپ (مستقبل کے لئے بھی اور سکنا کے لئے بھی)
- 2- اگر کہے بی کوئی یکا یک چپاسی نا (مستقبل کے لئے بھی اور سکنا کے لئے بھی)
- 3- پھاندے میں پاڑیں گے ولے پھاندے میں پڑسی نا (مستقبل اور سکنا دونوں کے لئے)

فعل امر و نہی

سب رس میں امر علامت مصدر گرا کر بنایا گیا ہے

- 1- خدا کا ہونے منگتا ہے تو کچھ خدا کے کام کرے
 - 2- اگر منگتا ہے جھاتیرے اگلے ہارے تو شراب پی
- امر کی جمع بنانے کے لئے اس کے واحد کے آخر میں وا کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

1- سب اپنی مراد کوں انپڑو، الو کوں غیب کی نعت سنپڑو۔

نہی بنانے کے لئے مروجہ اردو کی طرح امر سے پہلے یا بعد میں نہیں، نا اور نہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ قدیم اردو میں علامت نہی ”نکو“ بھی استعمال کی جاتی ہے۔ سب رس میں بھی اس کا استعمال ہوا ہے۔

- 1- یواپنا ہو پر اپنا جاننے کی جاگا نہیں ہے۔

۲- اسی جاگا ضبط نہ کھاتا، ایسی جاگا کچہ دل میں تالیا تا

3- ڈرگو اس وقت پرہمت بسرگو

4- اے پتر سجان انسان کوں نٹھا کو جان

فعل معطوف

سب رس میں فعل معطوف کر اور کو لگا کر بنایا گیا ہے۔

1- نظر قامت سوں دواع ہو کر تسلیم کر کر سر پر بات دھر کر اپنے ٹھارتے ہلچلچلایا

2- ع دل کوں کوئی جا کو بیک بولو بات

قدیم اردو میں ایک اور علامت 'ت' بھی علامت معطوف کے لئے مستعمل ہے جیسے دیکھت، پھرت، سب رس میں اس قسم کی مثال نہیں ملتی۔

اسم فاعل

قدیم اردو میں اسم فاعل بنانے کا طریقہ یہ رہا ہے کہ مصدر کے آخر میں مذکر واحد کے لئے ہارا یا ہار اور مونث واحد کے لئے ہاری جمع مذکر کے لئے ہارے اور جمع مونث کے لئے ہاریاں بڑھا دیا جاتا ہے۔ سب رس میں بھی اسم فاعل اسی طرح بنایا گیا ہے۔

1- قسمت کا کر ہارا

2- لاج سٹ کر منگن ہارا

3- مائی پتھر کی عمارت کچھ رہن ہاری نہیں

4- بادشاہ کے پیاریاں پیارے، مانتے منگن ہارے

حاصل مصدر

سب رس میں عموماً مصدر کے مادے میں کچھ گھٹا کر یا بڑھا کر حاصل مصدر بنایا گیا ہے۔

1- بادشاہاں کوں بسراٹ خوب نہیں

2- ہماری جدائی کی یو کلکلاٹ اس پر پڑو

3- اچاٹ ہرگز نہیں جاتا تملٹا ہرگز نہیں جاتا

فعل مرکب امدادی

بہت سے فعل امدادی سب رس میں وہی ہیں جو اب بھی مستعمل ہیں البتہ اچھنا اور سنگتا دو ایسے امدادی افعال ہیں جو اب متروک ہو چکے ہیں۔

1- اگر کچھ اونچا چڑنے سنگتا ہے تو شراب پی، اگر خدا کوں انپڑنے سنگتا ہے تو شراب پی

2- ظاہر باطن انوسوں صاف دل اچھنا رات دن انوکی دعا سوں مل اچھنا

فعل مرکب ارتباطی

سب رس میں افعال مرکب ارتباطی ہندی اسم و ہندی صفت کی ترکیب سے فارسی اسم اور فارسی صفت کی ترکیب سے بنائے گئے ہیں۔

(1) ہندی اسم کی ترکیب سے:

1- پھاندے بھاتا

یونچہ چنگ لاتے لاتے پھاندے میں پھاتے پھاتے پھلاتے پھلاتے دیدار کے شہر
لگن لائے

2- ٹہار کرنا

تو ایکس کے دل میں ٹہار کرتا ہے

(2) ہندی صفت کی ترکیب سے

1- پرکٹ کرنا

ان دونوں میں اپنا بھید پرکٹ کیا

2- ابکار کرنا

مجھ پر تو لئی ابکار کیا

(3) فارسی اسم کی ترکیب سے:

1- قصہ کاڑنا

ایک رات بات میں بات عقل ہو ردل کے لشکر کا قصہ کاڑی

2- مدعا پانا

اگر منگتا ہے جو دل کوں تازا رکھے، مدعا پاوے تو بھلا ہے جو عقل میں کا کا کلوت کوں

نہ ملاوے

(4) قاری صفت کی ترکیب سے:

1- سرگرداں ہونا

سرد گرداں ہو کر سب سر پھوڑے

2- خودی دور کرنا

خودی دور کرے تو خدائی دس آوے

(5) عربی اسم کی ترکیب سے

1- مقصود برآیا

مقصود بر آئے گی بر میں دایم خوشی اچھے گی تیرے گھر میں

2- نصیب جاگنا

مبارک ہے جاگے تیرے نصیب

(6) عربی صفت کی ترکیب سے:

1- پاک ہونا

احمد تے جویم گیا تو پاک ہوا

2- عیاں کرنا

انسان کے وجود پچھ میں کچھ عشق کا بیاں کرنا اپنا ناو عیاں کرنا

متعلق فعل

متعلق فعل کیفیت و حالت: سب رس میں متعلق فعل کیفیت و حالت کا استعمال کم و

بیش ایسا ہی ہوا ہے جیسا کہ مروجہ اردو میں مستعمل ہے۔

1- جوں باؤ کیوں اوٹھیا کیوں گریا

2- جوں حسن فرمائی تھی دودنچہ اپنے بھی فرمائی

3- بیک بیک توبہ کئے آ کر

متعلق فعل زماں

سب رس میں متعلق فعل زماں کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

(1) اب (2) ایٹال (3) اتال (4) آجنوں (5) ہمیشہ (6) دائم (7) اول (8) پچھیں

(9) پیچھے (10) جداں (11) جدیاں (12) سدا (13) یکا یک (14) کد ہیں (15) آج

(1) اب : ع پڑیا اب کام مشکل حسن اوپر

(2) ایٹال : ایٹال کیا پوچھنا اس کا حال

(3) اتال : دیکھیں اتال خدا کیا کرتا

(4) آجنوں : انو آجنوں بی جتیاں ہیں

(5) ہمیشہ : دو آکر اس چشمے میں تے ہمیشہ آب حیات پیتی ہے

(6) دائم : جس کے سر پر طبع کا بھار اس کا سردائم تار

(7) اول : اول کے بادشاہاں خورہ : جواناں رکھتے تھے

(8) پچھیں : اول بھوک پیاس پر کھڑے رہنا پچھیں مرداں میں بزرگی کی بات کنا

(9) پیچھے : اول اپنی خبر میں اپنے رہنا پیچھے دسریاں کوں برا کہنا

(10) جداں : مصحف میں جداں تے اپچا ہے دین

(11) جدیاں : جدیاں تے دنیا ہوئی

(12) سدا : اس جگہ میں سدا جیوے گا

(13) یکا یک : یکا یک غیب تے کچہ رمز پا کر

(14) کد ہیں : انوکا بول کد ہیں ہو آتا کد ہیں نہیں ہو آتا

104

متعلق فعل مکاں

سب رس میں متعلق فعل مکان کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

- (1) یہاں (2) یاں (3) وہاں (4) وہاں (5) چاں (6) جہاں (7) کہاں (8) کاں (9) ادھر
(10) ادھر ادھر (11) کدھر (12) آگے (13) اگلے (14) بھتر (15) بہار (16) اوپر
(17) تلے (18) تلیں (19) نزدیک (20) نزدیک (21) پیلاڑ (22) ایلاڑ

(1) یہاں: جیوں یہاں جاگتا سوتا، تیوں وہاں بی جاگتا سوتا ہے

(2) یاں : داتا کوں یاں کیا چارا

(3) وہاں: وہاں پی یونچہ ہنسنا کھیلنا، کھانا پینا ہے

(4) واں: ع غزا ہے خنجر برہنہ جاں بیٹھے واں کچہ کراٹھے

(5) جاں: جاں رہے کھڑا واں قبول پڑے

(6) جہاں: جہاں جیو لگتا وہاں ان باتوں سے جیو نہیں بھگتا

(7) کہاں: کہاں ہے وہ پھول جس پھول میں ایسی بات

(8) کاں : نہ جانو کاں تے سکیاں حکمتاں یوں

(9) ادھر: ادھر بی آپے ادھر بی آپے

(10) أودھر

(11) کدھر: کدھر جان دیتا نہ کدھر آن دیتا

(12) آنگے: آنگے کے آن ہارے ہمیں بی کچھ ہے کر سمجھیں

(13) انگے: اگر سنگھ ہے جھاتیرے انگے ہارے تو شراب پی

(14) بھتر: اسے نہ بھتر قرار نہ بہار

(15) بہار: اس عقل بادشاہ کے بند سیں بہار آیا

(16) اوپر: سمجھیں اے دستا سواو پر کا چھلٹا سب دور ہوا

(17) تلے: آب حیات کا چشمہ نظر تلے تے چھپا

(18) تلے: اس ڈوگر تلے آئے

(19) نزدیک: دور تھا سو اسے اپنے نزدیک بلایا

(20) نزدیک: ع نزدیک دل کے تو دل کا مراد سب آیا

(21) بیلاڑ: یو عقل تے بیلاڑ ہے آدمی سمجھتا کیوں

(22) ایلاڑ: چور کی ایلاڑ ہے

متعلق فعل استفہام:

سب رس میں حسب ذیل متعلق فعل استفہام استعمال ہوئے ہیں

(1) کیوں (2) کی (3) کیا (4) کا ہے (5) کا ہے کوں (6) کیونکر

(1) کیوں: قطرے میں دریا کیوں آتا

(2) کی: فراق میں کی ہلاک ہوتا

(3) کیا: کیا جانے کیا کرے گا کر دل میں گمان ہے

(4) کا ہے: جو پانچ حلق میں ہلکيا اسے کوئی کا ہے سوں اتارے

(5) کا ہے کوں: تجے کا ہے کوں دُسرے کی فکر

(6) کیونکر: ظلمات کوں نور سوں کوئی کیونکر ملائے

متعلق فعل سبب و علت

سب رس میں مندرجہ ذیل الفاظ متعلق فعل سبب و علت کے استعمال کئے گئے ہیں۔

(1) اس دہات (2) کیا واسطہ

(1) اس دہات: ہرگز کوئی فصیح اس فصاحت سوں بات نہیں کیا۔ اس دہات بات کوں

سلاست نہیں دیا

(2) کیا واسطہ: عقل ہو دل ہوتا نا دیکھے تیونچہ ان دونوں کوں شہر دیدار کے نزدیک لیا

نا کیا واسطہ کہ لشکر ہو حشم آتا ہے

سب رس میں کہ اور کہ تا تا کہ کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ یہ بھی متعلق فعل سبب و علت کا کام انجام دیتے ہیں۔

- 1- عاشق ابیں کوں سنوارتا کہ تا معشوق دیکھے معشوق کوں خوش آوئے۔ معشوق ابیں کوں سنوارتی کہ تا عاشق کوں رچھاوے۔
- 2- نوی تقطیع بیتیا کہ آنگے کے آن ہارے ہمیں بھی کچہ تھے کر سمجھیں

متعلق فعل مقدار:

سب رس میں ایسا، بتا، اتنا جیتا، کچہ، بہت، بھوت، بہوت متعلق فعل مقدار کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔

متعلق فعل ظن

سب رس کے حسب ذیل جملے متعلق فعل ظن کے زمرے میں شامل ہوتے ہیں۔

- 1- یو بات بھی سنی اچھے گی شاید
- 2- کہ کہ ہیں کوئی عاشق پڑ ہے نک تملے، نک جہ پہرے

مرکب متعلق فعل

سب رس میں حسب ذیل مرکب متعلق فعل نظر آتے ہیں

- (1) کیس کا کیس (2) جد ہر کا تہر (3) کدہر کدہر (4) آس پاس (5) کاں کاں
- (6) جاں لگن (7) واں لگن (8) یاں لگ (9) جو لگ (10) تو لگ (11) کو لگ (12) جو لگن
- (13) تو لگن (14) کدہر ہیں (15) ادر ہر ادر (16) ادر ادر
- (1) کیس کا کیس: عقل ہو دل کوں کیس کا کیس لیا پاڑے
- (2) جد ہر تہر ہی حسن ہے جو دل بہلاتا ہے
- (3) کدہر کدہر کا حساب
- (4) اس کے آس پاس زینت سوں کئے ہیں کام

- (5) کاں کاں کا بچارا دے گا جواب
 (6) جاں لگن بھلا آدی ہے واں لگن خواری
 (7) غرض دھرتا ہے نہیں تو کیا غرض ہے یاں لگ آنے کوں
 (8) جو لگ خدا کی خدائی قائم تو لک ہمت قائم
 (9) کو لگ یو جفا خدا جانے کدہاں ہوتا تھا نفا
 (10) جو لگن دنیا تو لگن اسے حیات
 (11) چھپے چوری سوں کدہیں مدہیں ہوتا دیدار
 (12) بڈیا لیا تیاں ادھر ادھر کیا حکایتاں
- سب رس میں بھی اکثر تاکید اور کثرت کے اظہار کے لئے لفظوں کی تکرار کی گئی ہے جیسے:
- 1- گھر گھر میر گھر گھر راجوٹ گھر گھر تدبیر
 2- باٹ میں جنس جنس کی منت حائل ہے
 3- سب کو پڑھنے آدے ہوس بول بول کوں چڑھے اس
 اکثر دو لفظوں کے درمیان ”ے“ کا اضافہ بھی کیا گیا ہے
- 1- گھرے گھر کمرے زناں بھایا
 2- ع بلبل ہو کر نالے پرے جتنے جن میراب ہو
 3- حسن کوں نہیں چھوڑے جو بھرے بازارے بازار حسن کوں قید کئے ہیں ٹہارے ٹہار
- اکثر دو لفظوں کے درمیان ”یں“ کا بھی اضافہ کیا گیا ہے
- 1- عشق نے کھیل یوں کھیلیا ٹہاریں ٹہار
 2- آدی کوں پریشاںگی ہے بالیں بال
 3- ہزار اور ایک اس کا ناؤں اس کی معرفت ٹہاویں ٹہاویں

علامت اضافت

قدیم اردو میں عموماً کا، کے، کی، کرا، کیرا، کیرے، کری، کیری علامت اضافت کے

طور پر مستعمل ہیں لیکن سب رس میں صرف کا، کی، کے ہی استعمال ہوئے ہیں۔

1- نمک پر حرام اس کا کیا اچھے گانام

2- عقل کی دوڑ بہت دور ہے

3- ع فروچ کہ صاحب کے کام پر چودے

علامت فاعل

قدیم اردو میں علامت فاعل ”نے“ کا استعمال اول تو کیا نہیں جاتا تھا اور جب کبھی کیا جاتا تھا تو کسی قاعدے کے مطابق نہیں ہوتا تھا۔ سب رس میں بھی ماضی مطلق، ماضی قریب و بعید، فعل لازم و فعل متعدی کے ساتھ ”نے“ کا استعمال کیا گیا ہے۔ ماضی اتمراری کے ساتھ یہ علامت کبھی نہیں آئی۔ چند مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

(1) ماضی مطلق کے ساتھ

1- اس نے کھیل بڑھایا

2- وہی بولیا جو خدا نے فرمایا

(2) ماضی قریب کے ساتھ

1- خدا کے دوستاں نے بولے ہیں

2- دل نے حسن خاطر بہت جھا دیکھا ہے

(3) ماضی بعید کے ساتھ

1- ہمت نے مکتوب لکھا تھا سو قامت کے اگلے کھولیا

2- دو یا قوت کی انگشتی جو دل نے حسن دھن، من موہن تے عاشق بولیا تھا

(4) فعل لازم کے ساتھ

1- رقیب نے، روسیہ نے، بے نصیب نے بولیا توں کہاں کا ہے

2- وفا با صفا نے بولی میری عقل میرے سنگات

(5) فعل متعدی کے ساتھ

1- القصہ کیتک، قت کوں سورج نے سر کاڑیا

2- عاقلاں نے بی یوں کہے

قدیم اردو میں ”نے“ اکثر تعداد میں فاعل کا تابع ہوتا ہے سب رس میں بھی ایسی مثالیں مل جاتی ہیں جیسے

1- نازاں نے گھونگھٹ کھولے

2- بادشاہاں نے دنیا کا حظ چھوڑے غلق کا دل توڑے

علامت مفعول

قدیم اردو میں علامت مفعول کو اور کوں مستعمل ہیں سب رس میں بھی یہ دونوں علامتیں استعمال ہوئی ہیں۔

1- اگر کوڑاں کا یونام ہے، تو کوڑاں کو ہمارا سلام ہے

2- خوشبوئی کی باس کہ دل کوں جلانہاری تھی

موجودہ اردو میں مفعول غیر ذی عقل یا بے جان ہو تو علامت مفعول استعمال نہیں ہوتی لیکن قدیم اردو میں یہ علامت اکثر غیر ذی عقل کے ساتھ بھی استعمال ہوئی ہے۔

سب رس میں بھی اس کا استعمال بے جان مفعول کے ساتھ اکثر ہوا ہے۔

1- سناراں اس انگشتی کوں ایسے وقت گھڑے

2- نفر ہزار ہزار ہو تو بھی صاحب نے اپنا داب رکھنا اپنا حساب رکھنا

حروف جار

سب رس میں حسب ذیل حروف، حروف جار کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔

(1) میں (2) منے (3) سوں (4) ستی (5) سو (6) تھے (7) تے (8) لگ (9) لگن (10) پر

(11) اپر (12) اوپر (13) پو (14) پے (15) کدہن (16) سات (17) سنگات (18) انگے
(19) آنگے (20) نزدیک (21) خاطر (22) کنے

- 1- ہم گلاب میں ایلوچ گھولیا۔
- 2- ہر ایک شے نے دیتا ہے جلوہ نور اس کا۔
- 3- گئے ماں باپ سوں ہوتے بیزار، جس یار سوں جو لکلیا اس یار سوں اختیار۔
- 4- آدم وہی ہے جو کرے آدم سنی آدم گری۔
- 5- ہمارے گن کوں دیکھے سو ہندا دیکھے۔
- 6- یوتمین نانوں تھے مومن کے دل کوں تجلی۔
- 7- محبت کوں پالی اپنے آشتا تے بولی کام ہوا ہے مشکل۔
- 8- دل کوں کچھ تدبیر کر، قنیر کر، کچھ فن کر، سحر ٹونا من کر جیوں تیوں مجھ لگ لیاؤ۔
- 9- اس شہر کے عمارتاں جیساں کسی شہر میں کوئی آج لگن نہیں بندھایا۔
- 10- توں اگر اس وصال کے چھجے پر آکر سوتی۔
- 11- ع پھولاں کے خاطر جاڑے کانیاں اپر بے تاب ہو۔
- 12- میرا ہات سب کے اوپر در ہوا۔
- 13- منہ پوسجد دل میں بت خانہ۔
- 14- کدھر کدھر کی بلا آشتا پہ لیا تا ہے۔
- 15- تمہیں تین چنچہ نظراں چاروں کدہن رکھو۔
- 16- دل ہو راگھیاں سوں بات ہوئی ولے ووبات دونوں کے سات ہوئی۔
- 17- قامت جو نظر کوں رقیب کے سنگات دیکھا۔
- 18- نظر دل بادشاہ عالم پناہ سوں وداع ہو کر قدم انگے دھر روانہ ہوا۔
- 19- کالماں کے آنگے یو بی ایک عرق ہے۔
- 20- دور تھا سو اسے نزدیک بلایا۔
- 21- صدا اس خاطر پیدا کیا ہے کہ۔

22- دل کوں تیرے کئے لیا نا ہے

حروف جمع

سب رس میں حسب ذیل حروف جمع استعمال کئے گئے ہیں:

(1) اور (2) ہور (3) د (4) کیا

1- اگر یومیانے آوے اور ایس کوں یوں کو آئے نعوذ باللہ کافر ہوئے یا مردود ہو جاوے۔

2- خیال ہور نظر حسن کئے تے رضا لے کر دعا دے کرتن کے شہر کوں چلے

3- جنو کا قد و قامت ¹ دیکھ خدا آوے یاد۔

4- کیا عورت کیا مرد جس میں ہے کچھ عشق کا درد۔

حروف استدراک

سب رس میں ولے، پن، اما، اگرچہ اور بلکہ حروف استدراک کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔

1- بعضے کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کوں قیامت میں دیکھیں گے ولے حیراں ہوئیں گے کہہ ناکیں گے۔

2- بات جدا پن بھید و پیچ

3- عشق رکھیا نہیں جدائی اما اتنا ہوئے پرہی بشریت سوں مل چلتی ہے۔ خدائی

4- جس کوں قام میں قام ہے اسے یو قام ہے اگرچہ خدا سوں مل خدا ہوا ہے

5- دل پر کیا آفت ہے کیا زلزلہ ہے بلکہ قیامت گذرتا ہے

حروف علت

سب رس میں ”کیا واسطہ“ اور ”مبادا“ حروف علت کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔

1. صرف نعت ب میں قد و قامت باقی نسخوں میں قد قامت

- 1- عقل ہو رہا دل ہمنانا دیکھے تیونچہ ان دونوں کوں شہر دیدار کے نزدیک لیا نا کیا واسطہ
کہ لشکر ہو رہا حشم آتا ہے
- 2- ہشیاری میں آنکھ بھر دیکھتے مبادا لاج آوے

حرف استثنا

- سب رس میں بن، باج، بغیر حروف استثنا کے لئے استعمال ہوئے ہیں
- 1- ع خدا بن حال کوں کون اس کے انہڑے
- 2- وہاں دُسرانہ تھا کوئی علی باج
- 3- عقل بغیر دل کوں نور نہیں

حروف تشبیہ و مثال

- قدیم اردو میں تشبیہ و مثال کے لئے نا، سار، نمں، مانند، جانو، جوں جیسا استعمال کئے گئے ہیں۔ لیکن سب رس میں صرف جانو، جوں اور جیسا جیسے ہی نظر آتے ہیں۔
- ہال جانو کالے ناگ گال جانو عشق کی آگ
- نازک نرم جوں پھول جوں ابریشم
- کرناں جیسے ہال آفتاب جیسا جمال

حرف قسم

- سب رس میں قسم کے لئے حرف سوں استعمال ہوا ہے۔ ہندی میں بھی سوں قسم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔
- 1- جس میں کچھ انصاف اچھے گا مصحف کی سوں وہ ہمنانا بھوت مانے گا۔
- 2- تیری قبول صورتی کی سوں، تیری مدن صورتی کی سوں، تیری جفا کی سوں۔
- حروف ندا، حروف تاسف، حروف تعجب اور حروف تمسین و آفریں سب رس میں وہی استعمال ہوئے ہیں جو آج کل بھی مستعمل ہیں۔۔

”سو“ کا استعمال سب رس میں مختلف معنوں میں ہوا ہے جیسے

(1) ضمیر موصول جو کے صلہ کے طور پر

1- دور تھا سو اسے اپنے نزدیک بسلا یا۔

2- سفر کیا سو دو جانے کہ کیا سفر میں ہے۔

(2) صفت کے طور پر

1- پانی نہیں سو چشمہ پر گئے تو کیا پیاس جاتی

2- جوں بیٹھائی نہیں سو شکر جوں معنی میں سو بات

شرط کے طور پر

1- اس بات کی جو کچھ بات ہے سو سمجھانے ہارے کے ہات ہے

2- جیتا کوئی طبیعت کے کواڑ کھولے گا اس کتاب میں نہیں سو بات کیا بولے گا

مرکب الفاظ

ذیل میں سب رس کے مرکب ارتباطی و مرکب امتزاجی پیش کئے جاتے ہیں

(1) مرکب ارتباطی

(1) سابقوں کی مدد سے

1- پورنگ رنگ کے پھول سرنگ مقبول

2- بعضے عجب لوگ ہیں اودھرم

3- دوونڈ را سے کیا ڈر

4- یو داس تلپیں کے پرداس

لاحقوں کی مدد سے

1- اس کڑوائی میں کوں رکھے بیٹھائی

- 2- یو وقت بھائی پنے ہو ریاری کا وقت ہے
3- سٹ کوں اس کی پریشاگی پر حیراگی پر سرگرداگی پر مہر آئی

مرکب امتزاجی

- 1- اگر کسی میں سخن شناسی ہو اسرار دانی ہے
2- اس ڈوگر تلے ایک پھول باڑی تھی
3- دل رہا، شوخ چشم، دل آشکار
4- نیک بخت، بر خوردار، شیریں گفتار

صوتی مطالعہ

- سب رس کے صوتیاتی مطالعہ سے سب سے پہلے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بعض ہلکی آوازوں کو ہماری آوازوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے جیسے
1- مکی میری عقل میں ایک تدبیر آئی ہے
2- ہمت مرداں کی سنگھاتی
3- ایک بادشاہی کو اٹھاتا ہے
دوسری طرف ہماری آوازوں کو ہلکی آوازوں میں تبدیل کرنے کا رجحان بھی سب رس میں نظر آتا ہے۔

- 1- اگر کچھ اونچا چڑھے سنگٹا ہے تو شراب پی۔
2- واڑی موجیاں آیا تو کیا مرد ہوئے۔
3- اس گوہر کوں پر کتا ہر کسی کا کام نہیں۔
بعض اوقات مختصر صوتوں کو طویل کر دیا گیا ہے جیسے۔
1- یو بات چھوٹی نہیں ظاہر ہے۔
2- جو ہاؤ کیس اوجھا کیس گیا۔

- 3- یو اپنی جاگا پر تے نیں ہلتا۔
 4- دل رہا شہر دیدار کے اودھر چلے۔
 دوسری جانب ایسے بھی الفاظ ملتے ہیں جن کے طویل صوتوں کو مختصر کر دیا گیا ہے۔
- 1- دشمنی سستی دوستی جاگی
 2- مست ہتی بادشاہ ہور باگ
 3- دُسر اگر دشمن ہوا تو سہل ہے
 4- بات کوں بادل کہتے ہور ہند باہر نہیں آتا
- کوزی آوازوں (ٹ، ڈ، ژ) کو دندائی آوازوں (ت، د، ر) سے بدل دینے کا رجحان بھی سب رس میں موجود ہے۔
- 1- جو دھنڈنا پاتا ہے سو انکھیا چو میں ہے
 2- سو کن تے جڑیا دل تے
 3- کن نے ماریا کر بہوت دائیاں
 4- بپتے پانی کوں کھڑا کرے، ارتے جتاو کوں مارے
- سب رس میں ایسے بھی الفاظ ملتے ہیں جن میں یائے معروف و یائے مجہول پر نون غنہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔
- 1- آب حیات کا چشمہ نظر تلے تے چھیا۔
 انگارے پھول ہو پانوں تلے آئے۔
 2- دو شوق گیا پیچھے ویسا شوق بھی کانتے لیا تا۔
 یو بی ہر نان کے پیچھے لکھا شہر بدن کوں چلیا
 3- اے سستی فعل بدلایا تے
 بار بار بولتی ستیں پکار پکار بولتی
- بعض الفاظ سب رس میں ایسے بھی موجود ہیں جو مروجہ اردو میں تو غنہ کے ساتھ لکھے جاتے ہیں لیکن سب رس میں ان کا غنہ ساقط کر دیا گیا ہے۔

1- ادھر بائیں ادھر کوا

2- دو صاحب صورت دو صاحب ناز

3- پوتیو یار

سب رس میں کئی الفاظ ایسے بھی ہیں جو ہمیں غنہ کے ساتھ لکھے گئے ہیں اور کہیں بغیر غنہ کے۔

1- ایسی منت میں اس خاطر کیا کہ توں پہچانے

تو صاحب تھا اس عشق میں میری بے تابی دیکھ

2- جو کوئی نذر ہے انوں کوں سمجھے گا

سب انوں کے زیر

املا

اکثر ایسے الفاظ جن کے آخر میں 'ہ' آتا ہے سب رس میں انہیں الف سے بدل دیا گیا ہے لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا۔

1- شراب پینے کا پادیں گے مزا

2- ولے کیا قایدا کہ آدی بے خبر ہے

3- حسن پر پردا ہوا، سو بہت خیر ہوا

4- تیری مروت کا مجھے آرزو ہوا

کہیں کہیں 'ع' کو بھی الف سے تبدیل کر دیا گیا ہے

1- عشق میں اتنا چ ہے منا

2- بڑے چکچک کرتے سو اس میں بہت نفا

3- اس بات کا مانا بہت قیمت ہے

سب رس میں کہیں کہیں 'ہ' اور 'ج' کا غیر ضروری اضافہ بھی نظر آتا ہے (عموماً یہ اضافہ تاکید کے لئے ہوتا ہے)

- 1- خبر دلچیز کون معلوم ہر ایک منزل کا
2- اگر اپس کو نیچ خوب عقل آئی تو بہت نیچ خوب
3- ع جہاں میں دیکھتی ہوں وہاں مجھے اس کاچ موں دستا
دوسری طرف بہت سے ایسے الفاظ بھی مل جاتے ہیں جن کی وہ بالکل غائب کر دی گئی ہے۔
1- سد کہو یا، بد کہو یا
2- اسے پڑ کر جنے حظ پایا
3- موں پر نور چڑے گا
4- بن رست آئے بار

ذیل میں سب رس کے نسخوں کے املا کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

‘

بھارہ	بھارا	بھارہ	بھارا	بھارہ	بھارا	بھارہ	بھارا	بھارہ	بھارا
بہ	بہ	بہ	بہ	بہ	بہ	بہ	بہ	بہ	بہ
بھار	بھا	بھار	بھا	بھار	بھا	بھار	بھا	بھار	بھا
(باہر)	بھار	بھار	بھا	بھار	بھا	بھار	بھا	بھار	بھا

توشا توشه توشه توشا توشه توشه توشه توشه

ت

ثواب، ثواب، ثواب، صواب، ثواب، ثواب، ثواب، ثواب

صواب صواب صواب صواب صواب صواب

ج

جاکا جاکا، جاکا جاکا جاکا جاکا جاکا جاکا

جلوا، جلوا جلوا جلوه جلوه جلوه جلوه جلوه جلوه

جلوه جلوه

جمع جمع جمع جمع جمع جمع جمع جمع

جاں، جہاں، جہاں، جہاں، جہاں، جہاں، جہاں، جہاں

جہاں جہاں

1073ھ 1157ھ اداکل 1193ھ 1196ھ مابعد بارہویں 1275ھ 1295ھ

بارہویں صدی بارہویں صدی

ج

چاند، چاند چاند چاند چاند چاند چاند چاند

چند

چشما، چشما چشما چشما چشما چشما چشما چشما

چشمہ چشمہ

چہاچ، چہاچ، چہاچ، چہاچ، چہاچ، چہاچ، چہاچ، چہاچ

چہانچہ

چہاؤں، چہاؤں، چہاؤں، چہاؤں، چہاؤں، چہاؤں، چہاؤں، چہاؤں

چہاؤں، چہاؤں، چہاؤں، چہاؤں، چہاؤں، چہاؤں، چہاؤں، چہاؤں

چوہنڑی، چوہنڑی، چوہنڑی، چوہنڑی، چوہنڑی، چوہنڑی، چوہنڑی، چوہنڑی

دیں	دیں	دیں	دیں	-	-	-	دیں
دیدا	دیدا	دیدا	دیدا، دیدہ	دیدا	دیدا	دیدہ	دیدا
دیوانا،	دیوانا،	دیوانا،	دیوانا	دیوانہ	دوانا،	دیوانا،	دیوانا،
دیوانہ	دیوانہ	دیوانہ	دیوانہ، دوانا	دیوانہ	دیوانہ	دیوانہ	دیوانہ
دوانہ							دوانہ

1073ھ	1107ھ	اوائل	1193ھ	1196ھ	مابعد	مابعد بارہویں	1275ھ	1295ھ
		بارہویں			بارہویں	بارہویں		
		صدی			صدی	صدی		

ذ

ذرا، ذرہ، ذرہ	ذره	ذره	ذره	ذره، ذرہ	ذره، ذرہ	ذره، ذرہ	ذره

ر

رشتہ	رشتہ	رشتہ	رشتہ	رشتہ	رشتہ	رشتہ	رشتہ
ریٹا	ریٹا، ریشہ	ریٹا	ریٹا	ریٹا	ریٹا	ریٹا	ریٹا، ریشہ

ز

زخام	زخام	زکام	زکام	زخام	زخام	زخام	زکام
زریٹا	زریٹا	زریٹا	زریٹا	زریٹا	زریٹا	زریٹا	زریٹا
زکلا	زکلا	زکلا	زکلا	زکلا	زکلا	زکلا	زکلا
زمانہ	زمانہ	زمانہ	زمانہ	زمانہ	زمانہ	زمانہ	زمانہ
زہار، زہر	زہر	زہر	زہر	زہر، زہر	زہر، زہر	زہر، زہر	زہر

زیاست	زیاست	زیاست، زیادت	زیاست	زیاست	زیاست	زیاست	زیاست
زیادت							

س

ساتو	ساتو، ساتو	ساتو	-	ساتوں	ساتو، ساتوں	ساتوں	ساتوں

بارہویں	بارہویں
صدی	صدی

[illegible]

کیرا	کیرا	-	-	کیرا	کیرا	کیرا	کیرا
کت، کتا، کتہ	کت، کتا، کتہ	کت	کت	کت، کتا، کتہ	کت	کت	کت
کتیا	کتیا	-	کتیا	کتیجہ	کتیا	کتیا	کتیا
کو	کو، کوڑا	کو	کو	کو، کوڑا	کو	کو	کو
کہنا	کہنا	کہنا، کہنا	کہنا	کہنا	کہنا	کہنا	کہنا
		کہنا					

کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا
 کہانس کہانس کہانس کہانس کہانس کہانس کہانس کہانس

گلا گله، گلہ گلا گلا گلا گلا گلا گلا
گناو، گناو، گنہ گناو، گنہ گناو، گنہ گناو، گنہ گناو، گنہ گناو، گنہ گناو، گنہ

گوشا گوشه گوشه گوشه گوشه گوشه^۵ گوشه گوشه

[illegible]

					بارہویں صدی	بارہویں صدی			
					صدی	صدی			
ملاحظہ	ملاحظہ	ملاحظہ	ملاحظہ	ملازا،	ملہاڑا،	ملازہ	ملازا	ملاظک	
				ملاحظہ	ملاحظہ				
منع، منع	منع، منع	منع، منع	منع، منع	منع	منع،	منع، مناس	منع، منع	منع	
					منع،	منع			
					منع				

موس	موس	موس	موس، مونہہ	موس	موس	موس، موس	موس	موس	موس
مہروان	مہربان	مہربان	مہروان	مہروان	مہربان	مہربان	مہربان	مہربان	مہربان
	مہروان	مہروان	مہروان	مہروان	مہربان	مہروان	مہروان	مہروان	مہربان
مہینا	مہینا	مہینا	مہینا	مہینا	مہینا	مہینا، مہینا	مہینا	مہینا	مہینا

‘

تاؤں،	تاؤں،	تاؤں،	تاؤں،	تاؤں، تاؤں، تاؤں	تاؤں	تاؤں، نام
تاؤں	تاؤں	تاؤں	تاؤں	تاؤں	تاؤں	تاؤں
تاؤں،	نام	تاؤں،	نام	تاؤں	تاؤں	تاؤں، نام
تاؤں	تاؤں	تاؤں	تاؤں	تاؤں	تاؤں	تاؤں

نظاره	نظارا	نظاره	-	نظاره	نظارا	نظاره
نقط	نقط	-	نقط	نقط	-	نقط
نہتا، نہتا	نہتا	نہتا	نہتا	نہتا	نہتا، نہتا	نہتا

‘و’

واسطه	واسطه، واسطه	واسطه	واسطه، واسطه	واسطه	واسطه	واسطه	واسطه
واقعه	واقعه، واقعه	واقعه	واقعه، واقعه	واقعه	واقعه	واقعه	واقعه

دہاں، دہاں، دہاں، دہاں، دہاں، دہاں، دہاں، دہاں - دہاں، دہاں
 دہاں دہاں دہاں دہاں دہاں دہاں دہاں دہاں
 دہاں دہاں دہاں دہاں دہاں دہاں دہاں دہاں
 - دہاں، دہاں، دہاں، دہاں، دہاں، دہاں، دہاں، دہاں
 دہاں

دہاں، دہاں، دہاں، دہاں، دہاں، دہاں، دہاں، دہاں



ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں - ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں
 ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں
 ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں
 ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں، ہاں

سب رس کے ان مختلف نسخوں کے اٹلے کا یہ تقابلی مطالعہ ظاہر ہے کہ املا کے ارتقا پر خاص روشنی نہیں ڈال سکتا۔ کیوں کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ 1107ھ کا نسخہ 1073ھ کے نسخے سے بھی قدیم نسخے کی نقل ہے اور مابعد بارہویں صدی کے نسخوں کے کاتبین کے پیش نظر قریب تر دور کے نسخے ہیں جب کہ 1275ھ اور 1295ھ نسخوں کا مطالعہ اور زیادہ الجھنیں پیدا کرتا ہے۔۔

نحوی مطالعہ

نحوی نقطہ نظر سے سب رس کا مطالعہ کیا جائے تو مفرد و مرکب دونوں قسم کے جملے ملتے ہیں۔

مفرد جملے

- 1- غیر من تے کاڑی بیر
- 2- فرہاد کوہ میں آہ بھرتا ہے

مرکب مطلق جملے
(وصلی)

- 1- جس کا تانوں خدا ہے، دوسب سوں ملیا ہو سب سوں جدا ہے
 - 2- دل ہجراں کے کوٹ میں بد حال ہے ہو عقل بی شہر بدن کوں گیا ہے
- (تریدی)

- 1- یوتن کا وصال نہیں، یو دل کا وصال ہے
 - 2- دنیا کی بہشت بادشاہ کا گہرانہ کہ بادشاہ کے گھر میں آئے بی سر درد
- (استدراکی)

- 1- دل پر کیا آفت کیا زلزلہ ہے بلکہ قیامت گذرتا ہے
- 2- خدائے تعالیٰ کوں قیامت کے دن دیکھیں گے ولے حیران ہوئیں گے، کہہ نہ سکیں گے۔

(سہمی)

- 1- نوی تقطیع بیتیا کہ انگے کے آن ہارے ہمیں بھی کچھ تھے کر سمجھیں
- 2- اُنے ہما اس خاطر پیدا کیا کہ اسے سمجھیں اسے یاد کریں اس کے ہوویں

مرکب ملفف جملے

(اکی)

- 1- زلف کہی غم ٹوکر (کہ محذوف)
 - 2- نظر پوچھا کہ تمہیں کون ہیں
 - 3- میں سنی ہوں کہ بہوت دیاں پھنچیا تھا سو ملیا ہے تیرا بھائی
- (وصفی)

- 1- ہیکوئی مرد ہیں چو کوں عزت پروارے ہیں
- 2- جو کوئی چتر عورت کی ذات، اسے بھانچ ہے گی یہ سواد کی بات

(شرطیہ)

1- اگر یو پانی مہر کی موج اُچا دے تل میں عالم کوں گلستاں کر دکھلا دے

2- خدا سوں منظور ہونے منگتا ہے تو خلوت دل ہے دل میں آنا

(زمانی)

1- جس وقت توں وہاں تے بی قدم انگے رکھے گا اے یار، تجھ پر لئی لئی قہے

گھڑیں گے اس ٹہار۔

2- یو طرفہ وقت ہے کام بہت سخت ہے

(مکانی)

1- جدھر جدھر دل جاتا دل کے پیچھے تن بی آتا

2- دل کوں ادھر کا بی عذاب ادھر کا بی عذاب

(طوری)

1- عقل میں کاکلوت جوں دود میں چہاج، جوں پاچ میں کاج

(جملہ خبریہ)

عقل گئی جنگلے جنگل، عقل کوں وقت آیا مکیل

1- سبحان اللہ کام پایا سر انجام

2- ہوا اب تیرے من کا بھایا

سب رس کے لسانی مطالعہ کے سلسلے میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ زبان و بیان کے تعلق سے قدیم اردو کی دو اہم تصانیف کلمۃ الحقائق، کلمۃ الاسرار اور سب رس کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ نثر کے ارتقا میں سب رس کے مقام اور اہمیت کا ٹھیک ٹھیک انداز ہو سکے۔ اس ضمن میں پہلے تینوں کتابوں کے اقتباسات پیش کئے جائیں گے۔ کلمۃ الحقائق کی زبان ناہموار ہے۔ کہیں عبادت بالکل صاف ہے کہیں فارسی آمیز اور کہیں صرف ایک یادو جملے اردو کے ہیں اور ساری عبارت فارسی و عربی کی۔ اس لئے کلمۃ الحقائق کی عبارت کے تینوں نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

”اے عارف توں مخلوق ہے، تیرا تعلق ورہنا ایک جاگاسوں تعلق دھرتا ہے

کہ توں بندہ عاجز، بے قدرت و خدائے تعالیٰ کوں یہ آرزو مندی نہیں کہ
 تو بے قدرت و خدائے تعالیٰ با قدرت ایسے سوں اپنے تھا۔“ (کلمۃ الحقائق)
 ”اے عارف سبب کیا خوب دیکھیں ہارا ہو عقل تو توں نہیں ہے کہ توں نور محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم برسر تو عقل پار گیرد اور الہی باشد (کلمۃ الحقائق)
 ”برق لب الوشیں اگر اس نفس رحمان کے بھاتے میں پڑتے ہیں باشد
 کہ خدا کے بھاتے میں پڑتیا کہ نفس الرحمان پر دل آویں ہوں نائب
 است نیک و بد و کس راند گوید۔“ (کلمۃ الحقائق)
 مرید نے پوچھا مرشد کمال سوں اے مرشد رہنما وائے صاحب زماں کلمہ کا معنی کیا
 ہے سو بولو ہو مہربانگی کر کے یہ رمزیہ پر کھلیو تب مرشد نے فرمائے کہ کلمہ کا ظاہر کا
 معنی ہے کہ نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ ہے ہو محمد بھیجے گئے اللہ کے ہمیں اس
 معنی کوں برحق کر جاتا ہو اللہ کوں ایک کر مانتا تب ظاہر کا مسلمان ہوئے۔“
 (کلمۃ الاسرار)

”آب حیات کتے سود و دو آب حیات مرد کے سوں کا پانی جو لگن یو پانی تو
 لگن مرد کی زندگانی۔ اس پانی کی خاطر لوکاں مرتے کیا کیا مشقت
 جو نہیں سو کرتے۔

یو سکندر کو نہیں ملایا یک جام
 زور ہو زرسوں میں یو ہوتا کام
 جوں حافظ طبیعت کا مٹا یو کتا
 سکندر رانی بخشد آپے
 بزور و زریسر نیست اس کار

یو پانی روشنائی میں ہے ظلمات میں نہیں، یو پانی، خدا یو کسی کے ہات
 میں نہیں، یو پانی ہوئے تو خیانت خوب، یو پانی ہوئے تو سب بات خوب،
 یو پانی کے مانے، پانی رکھیا سو جانے۔۔ (سب رس)

کلمۃ الحقائق، کلمۃ الاسرار اور سب رس میں مختلف مسائل کو مثالوں کے ذریعہ واضح
 کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کلمۃ الحقائق کا اعجاز بیان گنجلک اور زبان خام ہونے کی وجہ

سے مافی الضمیر کو سمجھنے میں کسی قدر دشواری ہوتی ہے۔ کلمۃ الاسرار میں مثالیں اس قدر برجستہ اور صاف ہیں کہ قاری بغیر کسی دشواری کے بات کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے لیکن سب رس کو ان دونوں تصانیف پر اس طرح فوقیت حاصل ہے کہ مثالیں، و ضرب الامثال برسوق اور موزوں ہونے کے علاوہ انداز بیان کا حسن بھی قائم رہتا ہے۔

”یہ صوتاں وہاں تھے بار ہیں دلیکن وہ کسی صورت جیسا نھوے جوں کی بیج میں پھل و پھول دکاٹے سب کچھ تھے ہوا دلیکن بیج اس ہوتے ایسا نھوئے، اس چیزوں تھے ہیر و پیر و کراپ بیج کا تو پھول تھے اور نہیں دسب دپ تو اس کا دلیکن بیج موں پھول اور پھول موں بیج اسی خاطر بے شبہ و بے نمونہ جز انسان اور صورت نہیں کہ انسان کا صورت خدا کے لطف تے ہوا ہے۔“ (کلمۃ الحقائق)

”کلمہ کا باطن کا معنا ہور ہے۔ جب تک اس باطنی کون نہیں سمجھا۔ تب تک باطن میں مسلمان نہیں ہوا۔ مثال اوس کا یوں ہے کہ سورج کی دھوپ دیکھ کر معلوم کیا کہ سورج ہے تب دھوپ نکلی ہے۔ اگر سورج نہ ہوتا تو دھوپ ناکلتی و لیکن سورج کو دیکھیا نہیں یو محمد صاحب کے معجزے دیکھ کر معلوم کیا کہ اللہ ہے تب محمد صاحب کے معجزے ظاہر ہوئے ہیں لیکن اللہ نا ہوتا تو محمد صاحب کون بھیجتا ہور محمد صاحب کے معجزے کہاں سے پیدا ہوتے۔“ (کلمۃ الاسرار)

”انسان کے دل میں جو خطرا آکر دوئی پاڑتا ہے۔ دو خطرا اگر دور کرے تو تمام ایس کوں نور کرے۔ ذات کوں اپڑے، بات کوں اپڑے کل کائنات کوں اپڑے بند، بندگی تے جدا ہوئے، ایچ خدا ہوئے۔ اول دود بیچ تھا، دود کا دیں ہوا دیں کا چھاج ہوا تمام۔ چھاج میں مشقت کرتے کرتے کچھ نکلیا اسے مسکا رکھے نام جو مسکا آگ کی آنچ کہا یا، ہور صورت پایا، گہیو کہوایا۔ دود ایس کوں گنولیا بند یو پوچھ ایس کوں گنولے تو خدا کہوایے، اگر خدا میں فنا ہونے ملگتا ہے تو توں اتنا جان، اپنے نا اچھنا میانے میاں آخر دود بیچ جموے تو دیں ہوتا ہے۔ دود بیچ چھاج مسکا گہیو ہو کر کام کیس کا کیس ہوتا ہے۔“ (سب رس)

ذیل میں نحوی ترکیب کے نقطہ نظر سے کلمۃ الحقائق، کلمۃ الاسرار اور سب رس کا

تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔۔

مفرد جملے

- 1- اے عارف بھی پر ظلمات و غفلت میں پڑیا (کلمۃ الحقائق)
- 1- میں دیکھن ہارا (کلمۃ الحقائق)
- 2- مرشد نے فرمائے (کلمۃ الاسرار)
- 3- بڑی مچھلی نے تعجب کر کے سنی (کلمۃ الاسرار)
- 1- میں بولیا نشان (سب رس)
- 2- غیر کا اتر یاروں (سب رس)

مرکب مطلق جملے (وصلی)

- 1- قدرت خدا کی فہم میں آتا و نظر میں نہیں دستا (کلمۃ الحقائق)
- 2- میرا رہن کہاں بتاؤ اور کہاں سناؤ (کلمۃ الحقائق)
- 3- کہا یہ سکت تیری ہے کیا ہے توں کرے سو ہونہارا ہے۔ (حرف عطف محذوف)
(کلمۃ الحقائق)
- 1- کلمہ کا باطنی معنی بولو ہو یہ نکتہ مجھ پر بیگی سوکھولو۔ (کلمۃ الاسرار)
- 2- یو سب عالم کہاں سو آیا تھا ہو کہاں جا کے گم ہو گیا (کلمۃ الاسرار)
- 1- جو کوئی یو کلام سنے گا پڑے گا ہو فاتحہ نہ پڑے گا دو بے خبر خام ہے (سب رس)
- 2- دل کوں عاشق کال کوں اس واصل کال کوں وہاں تے میرے حضور لیا ہو اس کے پانوں میں کابند کاڑ کر اس رقیب بے نصیب کے پانوں میں بھا (سب رس)
(تریدی)
- 1- تو توں شاید تو رہا نہ کی عقل (کلمۃ الحقائق)
- 2- لامکاں قدرت پر تھے دل سوں انہڑتا ہے نہ کی صورت و شکل (کلمۃ الحقائق)
- 1- ہنا کوں کچھ لیو پانی میں وگر نہ ہمیں لڑ پڑا کر مرتیاں ہیں۔ (کلمۃ الاسرار)

یورسول ہوو ہر کارہ نہیں یوسکندر چچ ہے۔ (کلمۃ الاسرار)

1- برا فعل منا ہے نہ کہ شراب (سب رس)

2- شراب کوں اپنے پینانہ یوں اچھنا کہ شراب آپ کوں پیوے۔ (سب رس)

(استدراکی)

1- ایسے قدرت خدا کی فہم میں آتا و نظر میں نہیں دستا (کلمۃ الحقائق)

2- علم الیقین میں آتا؛ ما عین الیقین میں دستا نہیں (کلمۃ الحقائق)

1- اتنا معلوم کیا و لیکن خدا کوں نیں دیکھیا (کلمۃ الاسرار)

2- اپنے جیوسول کو تا دیکھنا ہوو جس مکان میں رہتے بستے اس مکان کو تا جاننا بڑی

بے وقوفی، ہوو احمق ہوو نادانی ہے بلکہ جو کوئی اپنے جیوسول کوں تا پچھانے تو اس پر کھانا پینا

حرام ہے۔ (کلمۃ الاسرار)

1- یہاں ایک بات ہے، بلکہ بات میں بات ہے۔ (سب رس)

2- آدم زاد کوں دینا مطلوب ہے۔ ولے بے منت آئے تو بہت خوب ہے۔ (سب رس)

(سبھی)

1- اس صفا تھے ہوا کیا، دہوا تھے باؤ کیا، و باؤ تھے آگ کیا، و آگ تھے پانی کیا و پانی

تھے خاک کیا کہ جز ہوا باؤ کوں جاگا نہیں و جز باؤ آگ کوں پرورش نہیں و جز گرمی پانی

کوں جوش اظہاری نیں و جز پانی زمین کوں وجود نیں۔ (کلمۃ الحقائق)

1- پانی ہنا کوں دکھلا کس واسطے کہ لوکاں، کہتے ہیں کہ پانی مچھلیاں کا ٹھاوٹھکان

(کلمۃ الاسرار)

1- کھڑی میں آئے گی۔ پون واری کہ وہ ہے پریاں میں کی رہن ہاری (سب رس)

2- ہر رنج کوں راحت ہے کیا واسطے کہ یو عشق ہے۔ (سب رس)

مرکب ملتف جملے

(اسی)

1- دیکھ، تجھ میں اور اس میں کچھ تفاوت ہے یا نہیں (کہ محذوف کلمۃ الحقائق)

2- اے عارف نہ فکر کر دیکھتا کہ یہ کل شاہدی کس تھے یا، ہوئی (کلمۃ الحقائق)
1- نوشاہ نے سب حقیقت سن کر بولی ہو کہی یوں پیغام کس کا پہنچاتا ہے
(کلمۃ الاسرار)

1- رزق نے کہا کہ یہاں توں کیوں آیا۔ (سب رس)

2- نظر پوچھیا کہ تمہیں کون ہیں (سب رس)

(وصفی)

اے کچ یا دوسر ہوتا ہے سب جاگا میں وہی عارف الوجود غواص کر نہارتوں اس غفلت
کا شاہو۔ (کلمۃ الحقائق)

1- جو کوئی اس رسالہ کوں صدق دل سوں پڑے گایا سینگا ہو اس کے معنی یاد کرے گا
تو اسی وقت وصل کوں پہنچے گا۔ (کلمۃ الاسرار)

1- جو کوئی صاحب فن اچھے گا اسے یہ سخن اثر کرے گا۔ (سب رس)

توں جو موتی سٹیا میں چنیا، توں جو بولیا سو میں سینا (سب رس)

کلمۃ الحقائق، کلمۃ الاسرار اور سب رس کے اس لسانی تجزیہ کی روشنی میں نثر کے ارتقا
کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ سرمایہ الفاظ کی کمی کی بنا پر کلمۃ الحقائق کے مصنف کو بار
بار فارسی عربی کا سہارا لینا پڑا ہے جس کی وجہ سے بعض جگہ تو عبارت بالکل ہی مبہم اور غیر
واضح ہو گئی ہے۔ اکثر مقامات پر حضرت برہان الدین جانم نے اپنی شعری تصنیف ارشاد
نامے کے اشعار کو نثری جامہ پہنا دیا ہے۔ ایسے مقامات پر عبارت مقفل ہو گئی ہے۔ مشکل
مسائل کی تشریح کے لئے اکثر مثالیں اور تشبیہات بھی استعمال کی گئی ہیں۔ مفرد و مرکب
جملوں کی کم و بیش تمام قسمیں کلمۃ الحقائق میں موجود ہیں لیکن اس کے باوجود مصنف کے
مانی الضمیر تک پہنچنے کے لئے کافی غور کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ کلمۃ الحقائق کی زبان کے
متعلق ڈاکٹر حسینی شاہد کی رائے بالکل درست ہے کہ:

”جانم کے ہاں جملوں کی جس قدر شکلیں ملتی ہیں ان کی صورت یہ ہے کہ

کچھ جملے تو اپنی مخصوص نحوی ترکیب کے اعتبار سے درست ہوتے ہیں

لیکن بیشتر جملے مخصوص نحوی ترکیب تو رکھتے ہیں لیکن اس قدر اکھڑے
اکھڑے ہوتے ہیں کہ ان کی نحوی ترکیب کی چگونی کو سمجھنے کے لئے غور
کرنا پڑتا ہے۔¹

کلمۃ الحقائق کے مقابلہ میں کلمۃ الاسرار کی زبان زیادہ صاف ہے طرز بیان بھی سلیس
ہے۔ بر محل مثالوں اور تشبیہوں کے ذریعہ عبارت میں حسن پیدا کیا گیا ہے۔ مناسب
کہادوتوں اور قصوں کے ذریعہ مافی الضمیر پوری طرح واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
عربی و فارسی کا غیر ضروری استعمال بھی نظر نہیں آتا جس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت تک
زبان کے ذخیرے میں خاطر خواہ اضافہ ہو چکا تھا۔ اسلوب پر ہندی یا فارسی کی چھاپ کے
بجائے مصنف کا اپنا انفرادی آہنگ چھایا ہوا ہے لیکن سب رس جو کم و بیش اسی زمانے کی
تصنیف ہے زبان اور اسلوب کے لحاظ سے کلمۃ الاسرار سے بھی آگے نظر آتی ہے۔ سب
رس کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ مصنف کے پاس الفاظ کا ذخیرہ اس قدر موجود ہے کہ
ایک ہی بات کو کئی طریقے سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تصوف کے دقیق مسائل
کی تشریح کے لئے مانوس عربی و فارسی اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں۔ تشریح کا انداز اس
قدر دلکش ہے کہ نہ صرف قاری بات کی تہہ تک بلا تکلف پہنچ جاتا ہے بلکہ انداز بیان کا سحر
بھی ذہن پر چھا جاتا ہے۔ اردو، فارسی اور ہندی الفاظ کو شیر و شکر کر کے نئی نئی ترکیبیں
بنانے کے فن سے بھی وجہی خوب واقف تھا اور اپنے اس فن کا اس نے سب رس میں
بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ کیا بہ لحاظ زبان اور کیا بہ لحاظ اسلوب
گیارہویں صدی ہجری تک اردو نثر اس مقام پر پہنچ چکی تھی کہ اس میں سب رس جیسا
شاہکار سرانجام ہو سکے۔

سب رس کا متن

تمام مصحف کا معنا الحمد للہ میں ہے مستقیم، ہر تمام الحمد للہ کا معنا بسم اللہ^(۱) میں ہے قدیم، ہر تمام بسم اللہ کا معنا بسم اللہ کے نقطے میں رکھیا ہے کریم۔ کج دیکھ خاطر لیا اتال، حدیث بی یوں^(۲) آئی ہے کہ العلم نقطة و کثرها جہال یعنی علم ایک نقطہ ہے جاہلاں نے اسے بڑھائے، جہالت کوں اس حد لگن^(۳) لیا۔ ہر قاری کے دانشندان، جنوں سمجھتے ہیں باتاں کے بنڈاں۔ انوکوں یوں بھایا ہے، انو میں بی یوں آیا ہے۔ ”اگر درخانہ^(۴) کس است، یک حرف بس است“^(۵) ہر گوالیر کے چاتراں، گن کے گراں، انوبی بات کوں کھولے ہیں یوں بولے ہیں کہ

پوتی تھی سو کھوٹی بھی پنڈت بھیا نہ کوے
ایک ہی اچھریم کا پڑھے سو پنڈت ہوئے^(۵)

-
- ۱ علم ایک نکتہ ہے اور نادانوں نے اس کو کٹی (کٹتے) کر دیے ہیں۔
 - ۲ اگر گھر میں کوئی ہو تو ایک آواز ہی کافی ہے (امثال و حکم حصہ اول صفحہ 233 ام علی اکبر دہلوی)
 - ۳ یہ عبارت اس طرح ہے ”درخانہ اگر کس است یک حرف بس است“
 - ۴ ”کبیر گرتھاوی“ مرتبہ ڈاکٹر شیام سندر میں یہ دوہا اس طرح ہے:
- پوچی پڑھ پڑھ جگ سوا پنڈت بھیا نہ کوئی
ایک اکثر پیو کا پڑھے سو پنڈت ہوئے

قدرت^(۱) کا دھنی سکی، جو کچھ کرتا سوسب وہی۔..... خدا بڑا خدا کی صفت^(۲) کرنے کوئی
 کیتک، وحدہ لاشریک ماں نہ باپ، آپیں آپ، پروردگار، سنسار کا سر جہار، جیتا جو کوئی
 قدرت دھرتا، صفت اس کی اپنے پر تے کرتا،^(۳) دو بے حد، اس کی صفت کوں کاں ہے حد

احد صمد لم یلد و لم یولد۔ بیت

کسے ہے حد جو خدا کی صفت کی حد پاوے

ہر ایک بال کوں گر سو ہزار حبیب آوے

جس کا ناں خدا ہے، دو سب سوں ملیا ہور سب سوں جدا ہے۔ کوئی^(۵) کیوں اسے

کہے کہ یوں ہے، خدا ہے جیون کہیں تیوں ہے۔ کون کج سکتا خدا کی گت، ایک^(۶) آپے

لاکھ صفت، ہزار اور ایک اس کا ناں، اس کی معرفت ٹھاویں ٹھاویں۔ بیت

جہاں جو کچھ ہے وہاں سب (اے ظہور اس کا)

ہر ایک شے سنے دیتا ہے جلوہ نور اس کا^(۷)

خدا قادر،^(۸) خدا ناظر، خدا سکتا، جسے جوں سکتا اسے دوں رکھتا۔ سات زمین سات

آسمان میں اس کا کھیل، جو کچھ وہ کرے سو ہوے، اس کے حکم کوں کوں سکے ٹھیل۔ آپیں^(۹)

صفحہ اول کا تسلسل: ”کبیر بانی“ مرتبہ سردار جعفری دتک راج آنند میں یہ دوا اس طرح پیش کیا گیا ہے

پونجی پڑھ پڑھ جگ موا، پنڈت بھیا نہ کوئے

ڈھائی اجھر پریم کے پڑھے سو پنڈت ہوئے

(صفحہ 58)

مرتبہ سردار جعفری کا خیال ہے ”اس میں دلچسپ نکتہ یہ ہے کہ دیوناگری میں جب پریم لکھا جاتا

ہے تو صرف ڈھائی حرف ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ علی جیوگام دھنی (متوفی 973ھ) نے بھی اپنی تصنیف جواہر اسرار اللہ میں یہ دوا استعمال کیا ہے

مگر کچھ فرق کے ساتھ۔

بہت سیانی بدھ سوئے پنڈت ہوا نکوئے

اچھ اکھر پریم کا پڑھے سو پنڈت ہوئے

(در عقدہ نکتہ پنجم، نسخہ مملوکہ اکبر الدین صدیقی سابق ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ)

آپ جل جلال، دم مارنے یاں کسے نیں مجال۔ بیت

(1) اس ٹہار پر کسے ہے نظر جو نظر نئے

(2) گر جبریل ہو آئے تو بی یہاں بال و پر نئے

(3) عجب عجب اس کے کام، اس کے کام انسان کیا کر سکے فام پیدا کیا زمین، پیدا کیا

آسمان، سب دانایاں، سب دانش منداں حیران۔ کیا ولی کیا نبی، سجدا کیے اس ٹہار سب

نی۔ قادر قدرت کا دھنی، غنی مستغنی، ہوتا سب خدا کا بھاتا، ہو کئے میں ہو جاتا۔ یاں چراں

(5) نہ چوں جیوں عربی میں کتا ہے۔ کن فیکون¹۔ بیت

دھنی جو دھرتی دھریا ہو رہی دھرے سو ہوئے

(6) کس کے کرنے تے کیا ہوئے خدا کرے سو ہوئے

عاشق کون عشق، معشوق کون حسن دیا، ان دونوں میں اپنا بھید پرکٹ کیا۔ ایکس کون کیا

پڑس، ایکس کون کیا ناری، ایکس کون کیا پیارا، ایکس کون کیا پیاری۔ نہ یو اسے دیکھا نہ دو

اسے جانے، ایکس کون دیک ایک ہوتے دیوانے۔ دو دل یک ہوتیں، جھٹ تے، سراں

(7) تے گذرتے جیوں پراٹھتے۔ سرجیاویں⁽⁸⁾ سنج سرجہار، کریم رحیم مہردان⁽⁹⁾ کرتار۔ بیت

(10) یو خاصیت ہے عشق کی یاں کوئی کیا کرے

(11) بیگانے کون یوں عشق بلا آشنا کرے

(12) بہوت لطافت سوں پیدا کیا حسن، عشق میں رکھیا اپنے خاص گن جن جن، شان نہ

(13) گمان، جان نہ پہچان، ایکس کون دیک ایکس پر ایک حیران پریشان سرگردان۔ دیکھے نہ

(14) دکھلاے۔ ایکس کون ایک بھائے دل سوں دل پر ان سوں پران، جانو قدیم آشنا جانو قدیم

(15) جان پہچان۔ ایکس کے خاطر ایک ترستے تپتے، ایکس کے خاطر ایک تلمیٹے چپتے۔ بیت

(16) دوڑیا ہے عشق جس پہ لھوا کھینچ تاند کر

ایکس کے ہات ایکس کون دیا ہات باند کر

(17) سکے ماں باپ سوں ہوتے پیزار، جس یار سوں جیولکھا، اس یار سوں اختیار۔ ماں باپ

پال پال جنم کھوتے، یوسو آخر کس⁽¹⁾ کے ہوتے۔ جیو لکيا ادھر، بیچارے ماں باپ اتال کدھر۔
 ماں باپ کون سمجھتے جیوں⁽³⁾ خیال جیوں خواب، بھائی تو بیچارا کس میں حساب۔ انوں نے اپنا
 نفا کھنچے، ماں باپ اپنی خاطر کون جفا کھنچے عشق نے یو کھیل کھیل اٹھاریں ٹھار، اس کھیل
 کون ناکہ نہ دیں، ناہانک نا بکار۔ ہر یکس⁽⁶⁾ کون ہر یکس سوں قول قرار، سب آپس میں
 آپ یار۔ پیار دل بھیر، مون پر لوکاں کا ڈر، ایسے پیار کون کون سبال⁽⁸⁾ رکھتا، دل بھیر کون
 کسے منا کر سکتا۔ اپنے دل میں ہر یکس کون ہے بادشاہی، وہاں دسر کی نہیں پھرتی درانی۔
 پاوے بقا جو عشق میں آپس فنا کرے⁽¹⁰⁾

یو ٹھار نہیں ہے دو جو کسے کوی منا کرے
 عشق ہم باطن ہم ظاہر، عشق سب جاگا حاضر ناظر۔ عشق⁽¹¹⁾ پادشاہ عشق کون کس کا ڈر،
 عشق ہم مت ہم ہشیار، ہم بے خبر، ہم باخبر، عشق سلطان چھتر اس کا رسوائی، عشق کا تخت
 استغنائی، عشق کا حشم بے پروائی، عشق لا ابائی، عشق سب ٹھار بھریا ہے عشق کیس نہیں خالی۔
 عشق ہرگز کے جدا نہ دھرے عشق دو کو ملا کے ایک کرے⁽¹²⁾
 عشق سر مست لا ابالی ہے عشق آپ بھاد تا خیالی ہے
 ایک عشق اس کے ایتے رنگاں، ایتیاں صورتاں ایک۔ آپے اپنیاں، ایتیاں، مورتاں،
 عشق دو کے دلاں میں سٹیا غلبا، دونوں کے دلاں میں عشق کی بلا عشق ہے۔ سو حسن⁽¹³⁾ دتا
 خوب، عشق ہے تو نظرتیں محبوب، عشق ہے تو ہر ایک کام کا لگتا دھندا، عشق ہے تو کوی
 صاحب ہوتا کوی بند۔ عشق کدھیں عاقل کدھیں دیوانہ ہوتا، کدھیں ہنستا کدھیں، ہنس
 ہنس روتا۔ بیت

عشق ساندی ہے عشق سری بچ
 کدھیں کچ ہے کدھیں سو کچ کا کچ
 آپس سوں آپے لگالیا، کسے کیا ہے، کسے کیا کیا۔ آپے کیا اسے کیا علاج، جیسا پڑے
 ویسا سو سے ہانج۔ ادھر بی آپے، ادھر بی آپے آپے ترستے آپ تپتے، آپے لہسکوں دیکھے
 دکھلا دے، آپے اسپتے آپس کون چھپاوے۔ آپس کسے کرے اپنی فریاد، آپے دیوے اپنی

داد، دین دنیا کوں دیا عشق نے آرائش، پیدا کر نہارے نے یوں کیا پیدائش۔ بیت

سب میں وہ ہے تو دل ہے سب کا شاد

(2) سب میں دو ہے تو سب میں یو ہے سواد

عشق میں آپے ہے تو اس میں ہیں اسے چالے، عشق میں آپے ہے تو اس میں ہیں
یوستی یو خوشی یو الالے۔ (3) عشق میں آپے ہے تو اس میں ہے کمال، عشق میں آپے ہے تو
عاشق کو نہیں زوال۔ عشق میں آپے ہے تو اسے سب ٹھہر گزر، عشق میں آپے ہے تو اسے
سب جاگا کی خبر۔ بے نہایت ریل چھیل ایک کھیلا اسے کھیل بائیں بہوت ولے ٹھار ایک
کھیاں بہوت ولے کھیلن ہار ایک۔ عشق کی صورت کیسی کر کیوں کہا جاتا، مانا پچو بچکونی پر
آتا۔ عشق خدا کی ذات ہے چھپا رہتا، جو کوئی یو باٹ پایا دو آخر یو نچہ کہتا۔ یہاں جسم کوں
دیکھنا مشکل ہے، جاں کوں کیوں دیکھا جاتا۔ (4) تحت کوں دیکھنے نہ پاوے، سلطان کیوں دیکھا
جاتا، جسم ہو رہا جان کا ایک معتا ولے اتنا ہے جو بات تک سمجھی جاتا۔ عشق (5) خدا کچھ جدا، نچ،
بات جدا پن بھید دینے عشق ہوتا ہے جہاں تمام، وہاں نچہ خدا ہے بلکہ دوچہ خدا ہے۔ والسلام

واصلان نے یو لے ہیں اذا نتم العشق فهو الله۔ لمر بائی

دیتا ہے نفاہ رہتا ہے جس رے لگ (6) دو میں تے اسے جان نہ دے ترے لگ
گر پیو سول پیوچہ ہونے سنگتا ہے تو یاد کر اس پیو کوں اپس برے لگ
”در نعت محمد مصطفیٰ و چہار یار و منقبت علی مرتضیٰ“ (7)

ابا بکر صدیق صادق ہیں خاص کئے خار جیاں کوں شریعت میں راس
عمر جب نبی کی امت میں ہوئے یہودی عرب نے جو تھے سر نوے
جمع کر جو عثمان قرآن کوں شرم کا دیے زور ایماں کوں
ٹوٹیا کفر علی ہت یے ذوالفقار خدا بعد محمد بھی چاروں ہیں یار
عشق (8) خدا کوں بھیدا تو اپنا حبیب کر محمد کوں پیدا کیا۔ عشق خدا کوں بھیدا تو اس کی
خاطر آسمان زمین ہویدا کیا۔ اگر محمد نا ہوتا تو آسمان زمین نا ہوتا، اگر محمد نا ہوتا تو ماہ و

1 جب عشق درجہ کمال کو پہنچے تو وہی اللہ ہے

پروین نا ہوتا۔ اگر محمدؐ نا ہوتا تو دین ہو رہا نا ہوتا۔ صاحب طاہا و یسین صاحب
 الارحمة للعالمین جس نورؑ تے عالم نے پایا روشنی، لولاک ما خلقت الافلاک⁽¹⁾ کا
 دھنی۔ اول خدا ہے نبی دوم موسیٰ ہے ولی، یوتین نانوں تھے مومن کے دل کوں تجلی۔ محمد کوں
 جس رات ہوئی معراج، وہاں دسرانہ تھا کوئی علیؑ بانج۔ گیان دھیان کے کام تمام محمدؐ نے
 لایا۔ جو کچھ محمدؐ نے پایا موسیٰ کوں سمجھایا۔ یوحنا علیؑ کے تقسیم⁽⁶⁾ آیا، علی خدا کوں بھایا،
 رسول خدا کوں بھایا۔ محمد نبیؑ علی ولی نبوت خدا کی پیشوائی، ولایت محبوبی ہو رہا استغنائی۔
 نبوت کار سازی، ولایت بے نیازی، ولایت ہار گلے یار کا، نبوت دھندل گھر دار کا۔ ولایت
 آکر نبوت آتی، نبوت آتی تو کیا ولایت جاتی۔ فرق دھندے کا ٹک⁽⁹⁾ میانے آتا، کسے کچھ
 سپوتا کوئی کچھ پاتا۔ حضرت کہیں خدا شاہد، انا و علی من نور واحد تے تن سوں تن جیو سوں
 جیو دم سوں دم، نبوت محمدؐ پر ولایت علیؑ پر ختم۔ ابابکرؓ، عمرؓ، ہور عثمانؓ جنوں کی نیکی جانتا سب
 جہاں۔ حضورؐ کے یاراں ہیں، بزرگواراں ہیں۔ ایکس تے ایک سب بھلے جوں خدا رسولؐ
 فرمایا تھا تیوں طے لاف نہیں کیے، خلاف نہیں کیے، حق پر چلن ہارے ایچ اچھے ہیں، خدا
 کے پیارے ایچ اچھے ہیں۔ حضرت کے یار، جنوں سوں حضرت کرتے تھے بچار، آخر
 بعد از حضرت بیٹھے حضرت کی ٹھار۔ بیت

ہر ایک حال خدا کوں یقین موں جینا⁽¹³⁾

ولایت ہو رہا نبوت یو قرب ہے اپنا

ولایت کی جاگا پر نبوت کی⁽¹⁴⁾ جاحصر، ایکس تے ایک خوب ایکس تے ایک خوب تر،
 خدا بہت بڑا، سب ٹھار حاضر سب ٹھار کھڑا، سب میں اپنا نور بھریا، کسے کچھ کسے کچھ کسے
 سب کچھ کریا۔

”سبب تالیف کتاب و مدح بادشاہ“

سلطان عبداللہ ظل اللہ، عالم پناہ، صاحب سپاہ، حقیقت آگاہ، دشمن پرور، ثانی سکندر،

1 (اے نبی) اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا
 2 میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں

عاشق صاحب نظر، دل کے خطرے⁽¹⁾ تے باخبر، صورت میں یوسف تھے۔ اگلے، آدم بیہوش ہوئے پتھر پگے، حکمت میں افلاطون شاگرد، سخاوت میں حاتم کا کھولے برد، شجاعت میں رستم گرد، عالی ہمت غازی مرد شمشیر ہو رہمت کے صاحب، نیم دہرم ہو رست کے صاحب دار اور فریدوں فر، کلیم بیاں مسیحا دم مرغ، صولت، زہرا عشرت، خورشید عالم صبا کے وقت بیٹھے تخت۔ یکا یک غیب تے کچر رمز پا⁽²⁾ کر دل میں اپنے کچھ لیا کر۔ دجی نادر من کوں، دریا دل گو ہرغن کوں۔ حضور بلائے، پان دیے، بہوت مان دیے ہو فرمائے کہ انسناچہ کے وجود تیج میں کچھ عشق کا بیان کرنا، اپنا ناؤں عیاں⁽⁴⁾ کرنا، بادہ⁽⁵⁾ عشق کینا، دجی بہوگنی گن بھریا، ہم⁽⁶⁾ ہشیار بھریا، تسلیم کر کر سر پر ہات دھریا، بہت بڑا کام اندیشیا، بہوت بڑی فکر کریا۔ بلند ہمتی کے بادل تھے دانش کے میدان میں گفتاراں برسایا قدرت کے اسرار اں برسایا۔ بادشاہ کے فرمانے پر چٹیا، نوی تقطیع بیتیا کہ آگے⁽⁸⁾ کے آن ہارے ہمیں بھی کچھ تھے کر سمجھیں، بارے ہمارے گن کوں دیکھے، سو ہندا دیکھے، گنگا دیکھے سو جندا دیکھے، ہناتے بھی⁽⁹⁾ آگے تھے سوانو کا کچھ بھی تمیز کریں، مشقت ریاضت ہماری چیز کریں۔

عاشق کوں عاشق جانتا، عاشق کوں عاشق پہچانتا۔ بیت

کبوتر با کبوتر باز با باز
کند ہم جنس با ہم جنس پرواز⁽¹⁰⁾

مورک آسودے دیوانے، نیں جٹے سو جٹے کی بات⁽¹¹⁾ کیا جانے۔ جیوں تیوں اس دنیا میں کچھ یادگار⁽¹²⁾ اچھے تو خوب ہے، یو جھاڑ ہے اس جھاڑ کوں کچھ بار اچھے تو خوب ہے اس دنیا میں رہے گی سو بات ہے، باقی دو دیس کا یو سورات ہے۔⁽¹³⁾ جنے کچھ سمجھیا عاقبت لگن، انے اپنی جاگا رکھیا اپنا گن۔ اس تے نیں رہیا گیا، کچھ⁽¹⁴⁾ کھیا گیا، کہ شاید کدھیں کوئی عاشق پڑھے، ٹنگ⁽¹⁵⁾ مستی چڑے، ٹنگ تلھے، ٹنگ تر پڑے ہو سبھے کہ ان عاشق کامل نے کیا بولیا ہے، کیسی کیسی جاگا پر کے کیسے کیسے بھیداں کھولیا ہے۔ ہم گلاب میں آبلوچ کھولیا ہے، ہم مالک ہم موتی رو لیا ہے۔ داد دیوے، امداد دیوے، مراد دیوے، کیسے کچھ سہڑے، کے کچھ

۱۔ ہم جنس اپنی جنس کے ساتھ ہی اڑان لگاتا ہے۔ کبوتر کبوتر کے ساتھ اور شکر اشکرے کے ساتھ

فیض انہڑے۔

وہی ہے صانی کہ جس صانی تے صفا کوئی پاے

وہی ہے کام کہ جس کام تے نفا کوئی پاے⁽¹⁾

ایتا جد جو دھرتے ہیں، لوگاں باغ جو کرتے ہیں، سواچھ خاطر کرتے ہیں کہ کوئی⁽²⁾
خوب چتر بہوگی ہوس نایک عاشق پیو کے اس⁽³⁾ باغ میں آوے، محفوظ ہووے، ادرام پاوے باغ⁽⁴⁾
کے صاحب کوں دعا کرے، پھولاں سوں گود بھرے۔ رنگ میں ڈباوے آس، اسے بی کچھ
لگے ہاس۔ اسے فیض انہڑے، ہما کوں ثواب، خدا رسول خوش عالم خوش اس باب۔ بیت

جنے جو دل کوں لیا ہات کچھ کسی کوں دیا⁽⁵⁾

ہزار کبھے بندھایا ہزار حج بی کیا⁽⁶⁾

”در زینت سخن و در کتاب گوید“⁽⁷⁾

یو قدرت اللہ ہے، یو اسرار اللہ ہے، یو ہاتف اللہ ہے۔ لا الہ الا اللہ، یو عجب کتاب⁽⁸⁾
ہے بجان اللہ۔ اس کتاب کا ناؤں سب رس، سب کوں پڑنے آوے ہوس، بول بول کوں
چڑھے اس، یادگار ہوا چھے گا دنیا میں کئی لاکھ برس۔ بہو تیج شیریں بہو تیج لذیذ، عاشقاں⁽⁹⁾
کے گلے کا تعویذ۔ یو کتاب سب کتاباں کا سر تاج، سب باتاں کا راج، ہر بات میں سو سو
معراج، اس کا سواد⁽¹¹⁾ سچے، نا کوئی عاشق باج، اس کتاب کی لذت پانے عالم سب محتاج۔ کیا⁽¹²⁾
عوت کیا مرن جس میں ہے کچھ عشق کا درد۔ اس کتاب کوں سینے پر تے ہلائی نا، اس کتاب⁽¹³⁾
بنغیر کوئی اپنا وقت بہلای نا۔ جو کوئی⁽¹⁴⁾ پڑے گا جنس جنس کا اثر چڑے گا جو کوئی اس کتاب کا
کچے گا مانا کیا حاجت ہے اسے کیف کھانا، یو کتاب عاشقاں کا جیو صاحب، معشوقاں کا یار⁽¹⁵⁾
مصاحب، یو رنگ رنگ کے پھول، سرنگ مقبول، سب کسے بھاتے، یو پھول دائم تازے⁽¹⁶⁾
ہرگز نہیں کلاتے۔ ایسے پھولاں⁽¹⁷⁾ اچھوں کسی باغ میں نہیں کھلے، ایسے پھولاں اچھوں کسے
نہیں ملے (سنگتے⁽¹⁸⁾ دل میں بھرے اُساس)، کہاں ہے وہ پھول جس⁽¹⁹⁾ پھول میں لسی ہاس۔ جو
کوئی یو کلام سنے گا، پڑے گا، ہو ر فاقہ نہ پڑے گا وہ بے خبر خام ہے، اس کی دانش پر اس
بات کی لذت حرام ہے، کیا واسطے کہ یو بات نہیں یو تمام وحی ہے الہام ہے، جسے خدا کی
محبت سوں غرض ہے، اس پر فاقہ⁽²⁰⁾ ہمارا فرض ہے اگر ممت ہے تو ادھر کی سعادت کی کا، وگر

حیات ہے تو ادھر کی سلامتی کا، اگر کسی میں خن⁽¹⁾ شناسی ہو اور اسرار دہانی⁽²⁾ ہے، تو یو کتاب سنج العرش بحر المعانی ہے۔ جیتا کوئی طبیعت کے کواڑ کھولے گا، اس کتاب میں نہیں سو بات کیا بولے گا جو کچھ آسمان ہو زمین میں ہے سو اس کتاب میں ہے جو کچھ⁽³⁾ دنیا ہو دین میں ہے سو اس کتاب میں ہے۔ ہرگز کوئی فصیح اس فصاحت سوں بات نہیں کیا، اس دھات بات کوں سلاست نہیں دیا۔ ہر ایک بشر کا کام نہیں، ہر ایک بے خبر کا کام نہیں۔ اس کتاب کوں دو کچے گا جو کوئی صاحب راز ہے، یو کتاب تمام اعجاز ہے۔ اگر دین ہو دنیا کی امید پانے ملتا ہے تو یو کتاب دیکھ، اگر بڑا ہو کر عالم کو سمجھانے ملتا ہے تو یو کتاب دیکھ کہ سدھیں مرشد ہیں مسلماناں میں پیر و مرشد ہوئے گا، ہندواں میں جینگم⁽⁴⁾ سد ہوئے گا ہم ہندو⁽⁵⁾ تجتے بات پاکے⁽⁶⁾ تجے مانیں گے، ہم مسلمان⁽⁷⁾ تجے بڑا ہے کر جانیں گے۔ ایک کلمہ کا فرق ہے، باقی خدا کی وحدانیت میں ہندو ہو مسلمان غرق ہے۔ اگر خدا کوں کچے ہو اسے ایمان ہووے عجب کیا جو ہندو بی مسلمان ہووے۔ اس بات کی جو کچھ بات ہے، سو بجن ہارے کے بات ہے۔ اگر بجن⁽⁸⁾ ہارا واصل ہو رکال⁽⁹⁾ ہے، دو ہندو بی اگر داننا ہے تو اسے بی⁽¹⁰⁾ یے جیوتے دل ہے۔ خدا حق ہے، ہو حق⁽¹¹⁾ سب ٹھار ہے، آدمی کی جنس کوں حق پر آنے کیا بار ہے۔ جیتے چو ساراں، جیتے فہم داراں، جیتے گن⁽¹²⁾ کاراں ہوئے ہیں آج لگن۔ کوئی اس جہاں میں، ہندوستان میں، ہندی زبان سوں، اس لطافت اس جھنداں سوں، نظم ہو رنٹر ملا کر گلا کر یوں نہیں بولیا، اس بات کوں اس بات کوں یوں کوئی آب حیات میں نہیں گھولیا، یوں غیب کا علم نہیں کھولیا۔ حضرت کے مقام کوں اپنڑنا، تو اس بات میں پڑنا، میں یو بات نہیں کیا ہوں، عیسیٰ ہو کر بات کوں جیو دیا ہوں۔ دانش کے باغ میں آیا، بہار ہو کر پھولاں کھلایا۔ اگر کوئی ہوڑ کوڑ جہالت، سوں بد اصالت سوں، رزالت سوں، بات کرے ناسج یو مایا تو⁽¹³⁾ خدا (بی) اس جاگا حضرت جیسا کوں کہا ہے کہ کوڑاں ہیں مجھول، نامعقول، مردود، ناقبول، سن یا رسول۔ اول کے پیغمبراں کوں بی یہ آیت اتری تھی اس اصول کہ و اذا طعمتم الجاهلون قالوا سلاما یعنی اگر کوڑاں کا یو فام⁽¹⁴⁾ ہے، تو کوڑاں کو ہمارا سلام ہے۔ انو⁽¹⁵⁾ پر خدا کی نہیں رحمت، انو پر خدا کی لعنت۔ خدا اس بات کا مانا کھولیا ہے، خدا یو بات بولیا ہے۔ دائم انو کی ہارے

بازی، خدا انوتے کہ جس میں راضی جاہلاں جہالت پر جاتے، جتا سجائے بی حق پر نہیں آتے، کافر تاریک دل، توبہ استغفر اللہ بہت مشکل۔ ہو گوالیری⁽²⁾ فہیم انوبی یوں کہتے ہیں اعود باللہ من الشیطان الرجیم⁽¹⁾ کہ کوڑ بھٹ⁽³⁾، کوڑ سوس مشت۔ بات یوں بی آئی کہ جانتے کا گر انجانے کا بھائی۔ فارسی میں بولتے ہیں کہ کوڑ پر پر داٹے ہیں فراموشی، جواب ابلہاں⁽⁵⁾ خاموشی، کوڑ کی ذات، نہ فہم بڑی بات۔ نہ اپس کوں جانے، نہ دسرے کوں پہچانے، یو کوڑ پالی خدا کے رانے۔ یو جہنی، سچ فامی کی انوکوں کیا کی، جاں فہم کی بات آئے، وہاں کوڑ کی چھاؤں نہ پڑیا جائے۔ چراغ میں جے جے، رنگ میں کر کر، کافراں کوڑ تھے تو محمدؐ تے مجزا دیکھے ایمان میں لائے، لاعلاج تہہ تیغ آئے۔ انو کے دلاں، انو کیاں اٹھیاں انو کے کاٹاں، قدرت⁽¹⁰⁾ سوں باند کر غفلت کی دیے گرہ، جو مصحف میں خدا کتا ہے کہ ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاوة۔ تھے جنو کوں خدا بات دکھلایا تھا، جنو کے دل میں کچھ خدا کا محبت آیا تھا، جنو کے دل میں دانش نے کیا تھا گھر، انو دیکھتے کہے کہ تمہیں حق کے برحق پیغمبر۔ بات⁽¹¹⁾ کے سچ مسلمان ہوئے، صاحب ایمان ہوئے، تابع قرآن ہوئے۔ جاہل کسے بھاتا ہے، جاہل پر قتل واجب آتا ہے۔ جاہل تھے تو خدا کے فرمان کوں نہیں پچارے جاہل تھے تو لہو پیاں سوں انوکوں مارے۔ جو قوم کافر ہے، جہاں ہے مسلمان کوں خون انو کا حلال ہے۔ ملا روٹم جو خدا کے عشق سوں مٹے⁽¹²⁾ ہیں، جاہلاں کوں کہتے ہیں۔ ”پئے جہاں ابو جہلم محمدؐ بہر دانایاں، دیکھ یو عارفان کی بات کا مانا اپنڑتا ہے کاں۔ غرض بہوت نادر نادر باتاں بولیا ہوں دریا ہو کر موتیاں⁽¹³⁾ رولیا ہوں۔ موتیاں کے موجد کا میں دریا ہوں، تمام موتیاں⁽¹⁴⁾ سوں بھریا ہوں۔ اس دریا میں غوطے کھائیں گے، تو جاگا جاگا کے خواصاں موتیاں پائیں گے۔ یو کتاب عجائب ایک بند رہے، اگر سورج سنگتا وگر چند رہے۔ فرہاد ہو کر، دونو جہاں تے آزاد ہو کر، دانش کے تیشے سوں پہاڑاں⁽¹⁶⁾ الٹایا، تو یو نوی باٹ پیدا ہوئی، تو اس باٹ آیا۔ نادان⁽¹⁷⁾ ایچی باناں میں یو لی ایک باٹ کر جانے، ولے یو باٹ کیوں کاڑے، کس وضع سوں⁽¹⁸⁾ نکلی، محنت میں سمجھے، مشقت میں

1 پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان مردود سے

2 مہر لگا دی ہے اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے

پہچانے۔ انوکوں نہیں کتے زباں آور، یو بولتے جناور، عقل میں سرد غصے میں تپتے، عربی میں انوکوں حیوان ناطق کتے، نادان کا وجود عدم ہے نہنچ میں شمار، دانایاں⁽¹⁾ کوں مجدے کی ہے شمار۔ دانا موسم دل ہے دانش کی آگ پر گلے گا، دانا ہمارا ہے ہمارا حکم اس پر چلے گا۔ دانا ہمنار ہنما کر جانے گا، ہادی ہے کر پہچانے گا۔ یو باٹ نہ تھی سو نکلی اتل، توبی یکا یک چلنے کس کی مجال⁽²⁾ ڈھونڈتے ڈھونڈتے دل کے نکویاں کوں چلے آتا ہے، تو یو باٹ پاتا ہے۔⁽³⁾ نہیں تو یو بی کیا کچھ نھو اداں کا کھیل ہے، یو بی کیا کچھ کھاتا ہے۔ ہماری بات میں عجب کچھ ٹوٹا ہے، بنے سنیا ان نے کیا ہوتا ہے۔ غرض اتل رہیا دیک کر کنا، اسے کون منا کنا جتے گن کار کرتے گن درن اس بارغ میں تے لیں گے پھول جن جن جس کے دماغ میں اس پھول کی باس جاوے گی، تازی ارواح تن میں آوے گی۔ جو⁽⁴⁾ کوئی اچایا بنیاد، اول آخر وہی استاد۔ یو عجب لکھم ہو رنتر ہے، جانو بہشت میں کا قصر ہے۔ سطر سطر پر برستا ہے نور، ہر یک بول⁽⁵⁾ ہے ایک حور۔ اسے پڑ کر جنے حظ پایا، جانو بہشت میں آیا۔ یہاں خدا بی بولنہ راج ہے، جو کوئی ہماری باٹ⁽⁶⁾ چلیا دو ہمارا چ ہے ہر چند فہم داری ہے چلیا تو کیا ہوا باٹ ہماری ہے، اگر نکتہ کس⁽⁷⁾ تے جانیا ہم ظاہر ہم باطن اسے نہیں مانیا، تو وہ مسلمان نہیں، اسے ایمان نہیں ایسے تے ڈرنا⁽⁸⁾، بہوت پرہیز کرنا۔ یو بی ایک چوری ہے، یو بی ایک حرام خوری ہے، نمک پر حرام، اس کا کیا اچھے گا فام۔ جسے انصاف کا نین سکت اسے دل کے دلچ میں انپڑتی لت جنے انصاف چھپایا انے دل کوں بے دل کیا، کام گنوا یا۔ حاجت نہیں جو کوئی کرے زبان، اپس کوں آپے کیا نقصان⁽⁹⁾۔ اگر تو فہم دار ہے اپنی رنج نکوار، یو بات دل میں رکھ مرداں کی ہے یادگار جنے رنج کوں جلایا، انے⁽¹⁰⁾ خدا کوں پایا، یار کھنچ کچہ جدا ہے، رنج میں خدا ہے۔ رنج کے گھٹ نکو پی گھٹ گھٹ۔ اگر کچھ نہیں تو نک پکار توبی اٹھ اساس توبی بھر، چپ نکوا چہ کچہ توبی کر۔ دل میں اجالا پڑے گا، سوں پر نور چڑے گا۔ یو بات اعجاز ہے، اس بات میں خدا کا راز ہے، یو بات غیب کی آواز ہے۔ ماننا جاننا پہچاننا انسان یعنی گیان جس میں کچھ گیان نہیں⁽¹¹⁾ وہ حیوان بے مد نامرد مرد میں مد سخت پکڑ، وہ آدمی نہیں پتھر۔ عاشق معشوق⁽¹²⁾ سوں دل بند اچھتا ہے، عاشق بہوت درد مند اچھتا ہے بے درد، درد مندوں کوں کیا جانتے، یونداں⁽¹³⁾ مست مندوں کوں کیا جانتے، معشوق کے نازاں کیا⁽¹⁴⁾ سمجھے، عاشقاں کے

چھنداں کو کیا جانتے۔ ایتا عجب ایتا حسد، جنو حق تے گذرتے انو میں کیا اچھے گا حد، انوکوں
 حق کیوں ہوتا مد۔ موں پو مسجد دل میں بت خانہ، خدا تو سبھا ہے یو مانا، آدی کے حضور
 چھپایا، خدا کے حضور کیوں چھپانا بعضے لوگاں عجب ہیں اودھرم، انوکوں خدا کی بی نیں شرم
 مسلمان میں آتے جاتے، مسلمان کہواتے۔ اگر یو ہے مسلمانی تو کافراں کی کیا ہے نشانی
 اتانوی باٹ پاڑیا کاڑیا سو گنج کاڑیا کچھ نیں تھا سولیا باٹ دکھلایا۔ ہمیں تو بہت خوب سندسوں
 باٹ سنوارے، اتل چل لیو باٹ چلن ہارے، جس کا دل صاف اچھے گا، جس میں کچھ انصاف
 اچھے گا، مصحف کی سوں دو بہت ہمنامانے گا، خوب ہمنام پچانے گا جس کا دل روشن ہے دو نور کا
 گلشن ہے۔ جو کوئی نور ہوا، دو خدا کے حضور ہوا، ہر کچھ اجالے میں نظر پڑیا، اند ہارے میں
 کارہن ہارا اڑتا تر پڑتا بڑ پڑتا، اُجالے کے رہن ہاریاں سوں لڑتا جھگڑتا اند ہارے کون اجالا کر
 سمجھتا، لال کوں کالا کر سبھا۔ یو بڑا اجالا، اس کاموں کا لا جس کے دل کون صفا ہے، اسے
 بہت نفا ہے۔ دل کی صفائی کئے پائی جسے خدا دیا اسے آئی۔ دل کی صفائی نہ کچھ خیال ہے،
 عین وصال ہے۔ یہاں کچھ ہے غرض، کہ کہے⁽¹³⁾ ہیں اللہ نور السموت والارض¹ یعنی خدا
 آسمان ہور زمین کا نور ہے، اس کا نور ہر شے میں بھر پور ہے۔ نور ہوئے تو نور سوں ملایا جائے،
 ظلمات نور سوں کیوں ملنے پائے۔ ظلمات⁽¹⁴⁾ کوں نور سوں کیوں ملائے، اتنا ہے جو کچھ عقل
 اچھے تو جئے دیکھیا دو دور تے دکھلائے۔ کام بہت خاص کیا ہوں، چلتی عمارت راس کیا ہوں۔ یو
 غیب کی بشارت، جسے عمارت کتے سو پو عمارت۔ مالی⁽¹⁵⁾ پتھر کی عمارت سدا رہن ہاری نیں، دو
 بیوفا اس میں کچھ وفاداری نیں، دنیا⁽¹⁶⁾ دو دیس کی کوئی نیں کس کا، آخر رہے گا سو پو چہ قدر جاننا
 اس کا۔ مال⁽¹⁷⁾ دھن سب خرچا جاوے گا، آخر کام یوچ⁽¹⁸⁾ آوے گا، آخر نام یوچ⁽¹⁹⁾ اُجاوے گا،
 تمام یوچہ ہے کام یوچہ ہے۔ خدا کی عنایت، یہاں کیا شکایت، خدا بہت بڑا بے نہایت۔

”آغاز داستان زبان ہندوستان“

نقل ایک شہر تھا، اس⁽²¹⁾ شہر کا ناوں سیتان۔ اس سیتان کے بادشاہ کا ناوں⁽²²⁾ عقل۔ دین
 و دنیا کا تمام کام اس⁽²³⁾ تے چلتا، اس کے حکم باج ذرا کیس نیں ہلتا۔ اس کے فرماے⁽²⁴⁾ پر جو
 چلے، ہر دو جہاں میں ہوئے بھلے۔ دنیا⁽²⁵⁾ میں خوب کہو اے، چار لوکاں میں عزت پائے،

جاں رہے کھڑے واس قبول پڑے، نہ آفت دیکھے نہ زلزلہ، آپے بھلے تو عالم بھلا۔ کس کوں
 برا بولنا یو وسواس ہے، بہائی، برائی سب اپنے پاس ہے آپے چل نہیں جانتے، دسریاں
 پر برا مانتے۔ اول اپنی خبر میں آپے رہنا چھیں دسریاں کون برا کہنا۔ جنے ایس کوں
 چھپانیا⁽⁴⁾ انے سب جانا۔ جد ہرڈھلنا ہے ادھر عقل کے اجالے میں چلنا ہے۔ آدی نے عقل
 چھوڑیا، دیوانہ ہوا اپنا سر آپے پھوڑیا۔ عقل میں جو کاکلوٹ ملتی تو حرمت میں نقصان ہوتا،
 مدعا دور پڑتا، دل تے اگر منگتا ہے جو دل کوں تاز رکھے، مدعا پاوے، تو بھلا ہے جو عقل
 میں کاکلوٹ کوں نالماوے۔ سکت ہو تو عقل میں ہمت کوں⁽⁹⁾ کر شریک، یو پند ہے اگر تجھ
 میں کچھ سچ ہے تو یو پند سیک۔ جو کوئی یو چلتا⁽¹²⁾ چلتا ہے واکال ہوتا ہے، روشن طبیعت
 زندہ دل ہوتا ہے، عقل میں کاکلوٹ جوں ریشم میں سوت، جوں دود میں چھاچ، جوں پاچ
 میں کاج، جوں شیرے⁽¹³⁾ میں میرا، جوں ابلے زیرے میں کالا زیر، جنے دل کوں جلایا،
 انے کچھ پایا۔ جنے قدم آنگے دھریا، اُنے کچھ کریا۔ مردی و نامردی یک قدم ہے، مرد کوں
 یہاں⁽¹⁴⁾ بڑی فکر نامرد کوں کیا غم ہے۔ انجاننا بھلا، جانتے پر پڑی بلا۔ کاکلوٹ تے
 جو دل مرے گا، تو بھجیں بھارا کیا کام کرے گا۔ دل اس کا جیتا⁽¹⁶⁾ ہے، جس میں عشق ہو
 ہمت ہے، جیونا⁽¹⁷⁾ بی اتھ کا ہے، اس پر حرمت ہے جوں حافظ بولیا ہے، دل کے گھر کے⁽¹⁸⁾
 دروازے کھولیا ہے۔ بیت

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد عشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام مال

خاص⁽¹⁹⁾ اچھویا عام، آخر عقل کے حکم سوں لکھا ہے کام۔ اس کے حکم باج کوئی کسی کام

میں جاوے، اپنا کیا آپے پاوے۔ بیت

عقل ہے باز دے باز ہے بلند پرواز⁽²⁰⁾

شکار گاہ ہے اس کا حقیقت ہو مجاز

عقل نور ہے، عقل کی دوڑ بہت دور ہے، عقل ہے تو آدی⁽²¹⁾ کہواتے، عقل ہے تو عقل

1. وہ شخص بھی نہیں سرسکا جس کا دل عشق سے زندہ ہے اور (اس لئے) صحید عالم پر ہمارے ابدی ہونے
 کی مہر ثبت ہے۔

تے خدا کوں پاتے۔ عقل⁽¹⁾ اچھے تو تمیز کرے، بھلا ہو برا جانے، عقل اچھے تو آپس کوں
 ہو دوسرے کوں پہچانے، عقل⁽²⁾ میر، عقل تے پیر، عقل تے بادشاہ، عقل تے وزیر، عقل تے
 دنیا عقل تے دولت، عقل تے چلتی سلطاناں کی سلطنت، عقل⁽³⁾ تے ربیا ہے یو عالم کھڑا،
 جس میں بہت عقل دو بہت بڑا۔ عقل⁽⁵⁾ سوں چلتی خدا کی خدائی، جتنی عقل اتنی بڑائی،
 عقل نہ ہوتی تو کچھ نہ ہوتا، کچھ رچ نہ ہوتا۔ بیت

عقل کے نور تے سب جگ نے نور پایا ہے
 جنے جو علم سیکیا سو عقل تے آیا ہے

عقل بغیر دل کوں نور نہیں، عقل کوں خدا کہنا بی کچھ دور نہیں، ذات⁽⁸⁾ ذات تے صفات
 ہے، ذات تے جو کچھ نکلیا سوبی ذات ہے۔ جوں آفتاب ہو اس کا نور، اگر آفتاب نا اچھے
 تو نور کیوں ہوئے مشہور۔ اگر آفتاب⁽⁹⁾ میانے تے جاوے، نور آفتاب میں تے نکلیا تھا۔ سو
 بی آفتاب میں ساوے، سور کوں نور کتے ہیں، نور ہے تو سور کتے ہیں، نور تے آفتاب ہے نہیں
 تو آفتاب کوں آفتاب کون کتا، اثر تے شراب ہے نہیں تو شراب⁽¹⁰⁾ کوں شراب کون کتا۔
 باس تے پھول نے شرف پایا، باس تے پھول پھول کھوایا۔ جوت تے جو⁽¹²⁾ ہرنے پایا مول
 معنی تے مٹا لگتا بول۔ جوں خدا کے رسول امین نے، محبوب رب العالمین نے، صاحب آسمان
 زمین نے فرمائے کہ تفکر وافی صفات اللہ ولا تفکر وافی ذات اللہ۔ یعنی ذات کوں صفات میں
 ڈھونڈیں گے تو پاویں گے، صفات کوں چھوڑ⁽¹⁴⁾ دیئے ذات لک کدھرتے⁽¹⁵⁾ آئیں گے۔ یعنی
 کتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آخرت کوں ایک⁽¹⁶⁾ معنی سوں اپنا دیدار دکھاوے گا، مسلماناں کا دل اس
 وقت روشن ہوے گا، مسلمانان کے دل کا شک⁽¹⁷⁾ جائے گا۔ بعضے کتے ہیں کہ خدا کوں دیکھا
 جائے جو کوئی خدا کوں ڈھونڈے سو خدا کوں پاسے جنونے نہیں دیکھے جنو کوں دیکھنے کا قدرت نہیں،
 انونے⁽¹⁸⁾ شک لیا۔ بعضے کتے ہیں کہ خدا کوں اس نظر سوں دیکھانا⁽¹⁹⁾ جاسی،⁽²⁰⁾ نظرسوں خدا کوں
 دیکھنے گے تو خدا نظر میں⁽²¹⁾ نا آسی۔ کج کی آنکھیاں سوں دیکھے تو دیکھا جاتا ہے،⁽²²⁾ نظرسوں کوئی
 کیوں دیکھے گا کیا خدا⁽²³⁾ ظاہر صورت پکڑ⁽²⁴⁾ کر آتا ہے۔ بعضاں کوں اس جاگا⁽²⁵⁾ یو سوال

ہے، اگر خدا کوں چھت نہیں، خدا کوں مکاں نہیں، خدا کوں کچھ صورت کا نشان نہیں، خدا کوں دیکھنا محال ہے۔ بعضے کہتے ہیں خدا سمجھا جائے تو بس، خدا کوں دیکھنے کا کسے کس، یوں دل کے دلچ میں رہے ہوں، خدا⁽²⁾ تحقیق ہے اتنا جانیا تو بہت سرس بعضے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کوں قیامت میں دیکھیں گے، ولے حیراں ہوں گے کہہ ناکیں گے کہ یونچہ ہے، یونچہ ہے، یا ایسا ج ہے، یوں کہہ تو اس کے دسنے⁽⁴⁾ کی وضاسوں دتا ہے ولے بولنے میں نہیں آتا کیا بولوں تماشا ج ہے۔ خدا کی عجب⁽⁵⁾ ہے شوکت اور شان، بچارا انسان یہاں بی حیران، واں بی حیران اسچ جو مرداں ہیں نازک قام کے، عاشق ہوئے اس کے نام کے۔ اس کے نام پر جیو دیے ہیں، اپنا کام کئے ہیں۔ ایک کچھ یک ہے جو دتا ہے نہیں دستاویں یو عقل تے بیلاڑ ہے۔ آدی سمجھتا کیوں، اگر پچ⁽⁷⁾ وجہ مطلق کچھ ناستا تو ہرگز خدا ہے کرنا کہتے، اس کی عبادت چھوڑتے، اس کی یاد میں نارہتے، خدا ہے کر تو بولیا جاتا ہے کہ کچھ بی دس آتا ہے تو انسان اس سوں جیولانا⁽⁹⁾ ہے۔ اس پر توکل کرتا ہے، اسے پتتا ہے کہ بے تو پچہ ہے، میرا کام تجھ⁽¹⁰⁾ سو پچہ ہے۔ بار ابارے کی وضاسوں دتا ہے، تارا تارے کی وضاسوں دتا ہے، بارے کوں تارے کی وضاسوں دیکھیں گے تو کیوں دے گا، تارے کوں بارے کی وضاسوں دیکھیں گے تو کیوں دے گا اس کا نور سب میں بھر پور ہے، دلے اس کے دیکھنے میں قصور ہے۔ اگر اس کا قصور جادے گا، تو سب جاگا اس کا جلوہ دیتا ہے نور دس آوے گا۔ اگر آسمان⁽¹¹⁾، اگر زمین⁽¹²⁾، اگر آب، آتش، خاک، بارا ہے، یواپتے⁽¹³⁾ آپے پیدا نہیں ہوئے انوکوں⁽¹⁴⁾ کوئی پیدا کر نہرا ہے۔ اگر یو عالم ایس⁽¹⁵⁾ تے آچ پیدا ہوا تو یونچہ خدا ہے، اس کا بھید کوں سمجھتا سو عارف جدا ہے۔ ایس کوں دیکھنا ایس کوں دیکھنا کہتے ہیں، اگر ایس کوں دیکھے تو بی خدا کوں دیکھنا مشکل ہے، خدا کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ اما خدا کے حاصل ہے۔ خدا کچھ ایسا نہیں ہے کہ جوں دیکھنا کہتے ہیں تیوں دیکھا جائے⁽¹⁶⁾، بات گفتار کی کوئی فرصت پاسے۔ منصور جو اس باٹ میں آیا، محبت کے زور سوں خدا کہوایا۔ نہیں تو بندا کیوں خدا کہوایا ہے۔ بندے تے خدا کہوایا جاتا ہے۔ محبت کے عالم میں کوئی کہے کہ منچ خدا ہوں⁽¹⁷⁾ خدا پرست لوکاں محبت کے عالم میں خدا کہوایا تو کہا جائے، قادریت کے عالم میں کچھ⁽¹⁸⁾

قدرت نہیں جو خدا کہو اے۔ خدا سو خدا ہے۔ محبت کا عالم سو جدا ہے جیتے اپس کوں صاحب عرفان کر جانے، یہاں آکر زبان گردانے۔ بعضے کہتے ہیں کہ عقل کے احاطے میں ذات حقیقت تعالیٰ کلاہ⁽¹⁾، نین آسکیا، پھچیں⁽³⁾ جو عاشق ہوا۔ اُنے اپس کوں عشق میں فنا کر بات کوں یہاں لیا رکھیا۔ خدا کے دوستان نے بولے ہیں اسرار کے موتی رولے ہیں کہ فنا فی اللہ، بقا باللہ⁽⁴⁾۔ بیت

آیا جو کوئی خبر کوں یہاں دو خبر سنیا
کھولیا لھوا کرتے سرن آس پر سنیا⁽⁵⁾

خود بے خود ہوئے تو خدا کوں پادے، خودی دور کرے تو خدائی⁽⁶⁾ دس آدے، جیتے عاقلان نے عقل دوڑاے، آخر عشق کی بے آرای میں آکر آرام پائے۔ عشق میں جاتو عقل میں کی آتا، کچنے کا، نچ⁽⁷⁾ سو بچیا کیوں جاتا۔ جو لگن توں سب تے بے طمع ناہوسی، عشق میں آئے بغیر خاطر جمع ناہوسی۔ اگر مرد ہے تو عشق اپنا کمال کون انہڑا، فراق میں کی ہلاک ہوتا ایس کوں وصال کوں انہڑا۔ جو عشق تیرا نہایت کوں انہڑے گا اس دہات، پھچیں⁽⁸⁾ دل آپے بول اٹھے گا تیرے مراتب کی بات۔ قال حال ہوتا ہے، فراق وصال ہوتا ہے، جو کچھ دل میں تے آپے آتا ہے، اپنی محبت کا قوت دہاں پایا جاتا ہے۔ فدا کا ہونے سگتا ہے تو کچھ خدا کے کام کر، جو کوئی خدا کوں انہڑے ہیں انو کی بات قائم کر۔ ہمیں عاشق فدائی فدا ہونا ہمارا احتشام، کیا تھا کیا ہے کیا ہوئے گا اس باتاں سوں⁽¹¹⁾ ہونا کیا کام۔ ہونا خدا کوں ایک جاننا⁽¹²⁾ ہونا اس کی محبت⁽¹³⁾ فرض⁽¹⁴⁾، خدا کے کالوں سوں ہونا کیا غرض۔ اس کا کام دو جانے، کسے کیا قدرت جو آئے میاں۔ ہمیں کون⁽¹⁶⁾ کہ اس کے نہایت کوں پانے کی فکر کریں⁽¹⁸⁾ ہونا ہماری نہایت کی معلوم نہیں ہوتی خبر، اس کے نہایت کی کسے خبر۔ اس دریا کی کسے خبر نہیں ہوتی، حیرت⁽¹⁷⁾ تے گنگے ہوتے سب موتی۔ موج پر موج آتی، کس تے سچی⁽¹⁸⁾ جاتی۔ بعضے کہتے ہیں کہ موتی نے خدا کوں دیکھنے کا سوال کیا، نہیں دستا سو دستا کر خیال کیا، فکر محال کیا۔

1. جیسا اس کا حق ہے یا جیسا چاہئے
جے اللہ میں فنا ہو جانا، اللہ کے ساتھ باقی رہنا

یہاں بات ہے، یہاں تحقیقات ہے اگر دیکھنے کا نہ ہوتا ہوتا دیکھا جاتا، تو موسیٰ دیکھنے کی بات ⁽¹⁾ ہرگز میانے میاں ⁽²⁾ نالیا تا کیا وسط کہ دو پیغمبر تھا، اسے یہ اسرار روشن تھا، بلکہ روشن تر تھا۔ موسیٰ کوں جواب آیا کہ لن تر انسی، ⁽³⁾ یعنی نا دیکھی توں یوانوار سبحانی۔ یہاں واصلات کتے ہیں، صاحب حاصلات کتے ہیں۔ نا دیکھے کہے تو کیا دیکھنا نہیں ہے، جہاں محبت ہے، ہور خدائی ہے، واں یو کتے ہیں جو کوئی محرم راز ہے، اس سوں یوناز و نیاز ہے۔ ⁽⁶⁾ نا کہے تو ناچ کوں کھنچ نا پکڑنا، ایک لطافت کی بات ہوئے تو دہانچہ نا اڑنا۔ یو کام موقوف عاشق کی دلیری پر ہے، یو بی کیا ⁽⁷⁾ خالا کا گھر ہے۔ کانیاں کوں الگ جانا، تو باغ میں پھول پاتا، جو کوئی دریا میں جاوے، سو موتی لیاوے۔ جسے بخت، اسے تخت دہرہ

سات سہیلی ایک پیو چوہر پیو پیو ہوئے

جس پر پیو کا پیار ہے سو دھن برلی کوئے ⁽⁸⁾

عابد کا اس ٹھار کاں بات ہے، یو عاشق کے کہنے کی بات ہے۔ یور مرناز ⁽⁹⁾ دیکھے نیاز دکھلاے سو جانے، عاشق کے معر کے میں آئے سو جانے۔ بندگی ہور صاحبی کی دھات ہور ہے، عاشقی ہور معشوقی کی بات ⁽¹⁰⁾ ہور ہے ایک بات ہے لن تر انسی، عاشق کوں اس میں ہزار نشانی، یونا دیکھی ⁽¹¹⁾ کنا دیکھیں گا کہنے تے زیاست ہے، عاشق سمجھتا ہے کہ کیا معشوق کی خواست ہے۔ عابد کوں کیا نسبت جو عاشق کی بات میں آکر دخل کرے جیوں ⁽¹²⁾ اپنے کام میں خلل کیا تیوں دمرے کے کام میں خلل کرے۔ عاشق بلند عابد پست، عابد ⁽¹³⁾ ہشیار عاشق مست۔ عابد دین خاطر جنم کھویا ہے، عاشق خدا خاطر دین دنیا تے ہات دھویا ہے۔ اس بات کا کون پایا کھوج، ”کاں گنگا تلی کاں راجا بھوج“، ⁽¹⁴⁾ لمعشوق دیدار دکھلاتا ⁽¹⁵⁾ تو ہے، دے لے لک تپا ⁽¹⁶⁾ کر دکھلاتا ہے، گھوگھٹ میں موں چھپا کر دکھلاتا ہے۔ عشق بڑھانے خاطر، لذت پانے خاطر، بھک دی موں کھولے دکھلاے یہاں بی تو دل ہوتا ہے شاد، دے لے لک ہاں ناں میانے ⁽¹⁷⁾ میاں اچھے ⁽¹⁸⁾ تو بہوت ⁽¹⁹⁾ سواد عاشق کو تپانا معشوق کا کام ہے، اپس کوں چھپانا

۱۔ اجین کا تلی گنگا جو سخاوت میں راجا بھوج کا مقابلہ کرنا چاہتا تھا۔ (یہ محاورہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کم حیثیت کا آدمی بڑے رتبے والے آدمی کے مقابلے پر آئے)

معتوق کا ناز ہے، واں عاشق گداز ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدا کی ذات بغیر جس شے کا طلب ہے۔ دو پہچ دیدار کا حائل ہے، اس بات پر عاشق ہو ر عارف قائل ہے۔ اگر دل تے طلب تمام جاوے، تو جاں نظر نئے واں خداج دس آوے۔ ایک دل اس میں ایتا کج، اتنے پر جو خدا کو سنگا دو بڑا کج۔ جس دل میں آیا یار، اس دل میں اپس کوں بی نیں ٹھار۔ جاں آپے نیں جاتا، واں دُسر اکیوں سامتا، جس میں سلوک و پہچ سا لک، نیں تو مذہبین بین ذالک۔ اس کج عاشقاں دین دنیا تے گذرتے ہیں، جیوں عاشقی کرنے کا طریقہ ہے تہوں عاشقی کرتے ہیں۔ اما دنیا اسے کہتے ہیں کہ بے عزتی ہو ر خواری سوں حاصل ہوئے۔ مفلکی ہو ر شرمساری سوں حاصل ہوئے۔ آدم زاد کوں دنیا مطلوب ہے، دے بے منت آئے تو بہت خوب ہے۔ جنونے کچھ کج کر بے منت دیے ہیں، دو دینا پاک ہے، یہاں عارقاں نے قبول کیے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کی حدیث ہے یہاں کجے کیا کہ ”راء ایت ربی فی صوره احسن امر د۔“ یعنی امر د کی صورت میں دیکھا ہوں خدا کی تجلیات، یوں بکجا بہت مشکل بہت نازک ہے بات جو کچھ دستا ہے، ہو ر جو کچھ سنتے ہیں اسے تو سب بھوں ہے، یو تو سب صفت اتل ذات کسے کہنا، ذات کوں کون گت۔ یہاں بی صفا کج میں ذات ہے، یہاں ایک بات ہے، بلکہ بات میں بات ہے۔ ”یو تو ہمہ ازوست ہوا، ہمہ اوست“⁽¹²⁾ تے ہوا جتے اس شناس کے پیالے سوں متے ہیں، انو سب یو پچہ کہتے ہیں۔ اس ٹھار خوب بچار، فارسی⁽¹⁶⁾ واصلان، فارسی صاحب دلاں، انو بی یو پچہ اسرار، یوں کے ہیں اظہار۔ بیت

1. میں نے اپنے ہر درگاہ کو ایک خوب صورت بے ریش و برت مرد کی صورت میں دیکھا (بعض نسخوں میں فی صوره عائشہ بھی لکھا ہے) یہ حدیث اگرچہ موضوع کئی جاتی ہے مگر صوفیوں کے پاس عام طور پر استعمال ہوتی ہے۔

2. یوں تو سب کچھ اسی سے ہے بلکہ سب کچھ وہی ہے۔

غیرتش غیر در جہاں نکذاشت
لا جرم عین جملہ اشیا شد^(۱) ۱

ہور واصل حق، عاشق مطلق، گجراتی شاہ علیؒ، خدا کے لاڈلے، خدا کے خاصے، خدا کے ولی وایم خدا سوں مل رہے، انوبی یونچہ کہے۔

ہب مالے چڑ چڑ کہوں سہی سب وہی وہی سب وہی وہی^(۳) ۲
اول جو سب^(۴) جاگا خدا تھا، ہور کیس کچھ نہ تھا۔ تو یوسب کاں تے آیا، جانہارا جانتا ہے کہ جاں تے آیا۔ پانی تے موتی کھڑیا، موتی بی پانچ ہے، ولے صورت میں فرق پڑیا۔ یو موتی دو پانی کہوایا، اس^(۵) پانی ہور اس موتی کو جنے بجیا سوگیانی کہوایا۔ بعضے صفات کوں عین ذات کتے ہیں، بعضے ذات نہ خارج ذات یو بات کتے ہیں۔ کل ایک^(۶) وجود ہے حفظ^(۷) مراتب ہور حال تے جدائی پڑی، بیگانگی میانے آکر کھڑی۔ یولی ایک اس بات کی ہے بُد^(۸) ”اگس کہ نہ مابود و شما و شما شد“ یو میرا دوتیرا ہوا میانے میاں کو^(۹) نچے بڑے گھر کوں جانے

۱ اس کی غیرت نے کسی غیر کو کائنات میں نہیں چھوڑا۔ لازماً وہ سب اشیا کا وجود کے لحاظ سے عین ہے۔ (حضرت امین الدین علی اعلیٰؒ نے اپنی تصنیف ”کلمۃ الاسرار“ میں اس شعر کو حضرت برہان الدین راز الہی سے منسوب کیا ہے۔ خود حضرت راز الہی کی تصنیف وصیت نامہ مخطوط تصوف۔ 48 ۱ مملوکہ ایٹ سنٹرل لائبریری کے صفحہ نمبر 11 پر یہ شعر موجود ہے لیکن چونکہ اپنی تصنیف میں حضرت راز الہی نے جگہ جگہ کئی مشہور فارسی اشعار استعمال کئے ہیں اس لئے قطعیت سے نہیں کہا جاسکتا کہ مذکورہ شعر انہی کا ہے یا مضمون کی مناسبت سے حضرت نے کسی اور شعر کا استعمال کر لیا ہے۔)

۲ حضرت شاہ علی گجراتی متوفی 973ھ کی تصنیف جواہر اسرار اللہ میں یہ شعر موجود ہے۔ جواہر اسرار اللہ کا وہ نسخہ جو حضرت شاہ علیؒ کے پوتے شاہ ابراہیم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے اس نسخہ کا نمبر تصوف اخلاق نمبر 32 ہے، صفحہ 132 پر یہ شعر اس طرح ہے۔

ہب مالے چڑ چڑ کہوں سہی ہو وہی وہی سب وہی وہی

جناب اکبر الدین صدیقی سابق ریڈر، شعبہ اردو عثمانیہ یونیورسٹی کے پاس بھی جواہر اسرار اللہ کا ایک نسخہ ہے۔ اس میں یہ شعر اس طرح ہے:

ہب مالے چڑ چڑ کہوں سہی ہو وہی وہی سب وہی وہی

۳ وہ ذات جو ہم تھی نہ ہم وہی ہم میں بھی جلوہ گر ہوئی تم میں بھی جلوہ گر ہوئی

پھیرا ہوا۔ اگر یو میرا ہور تیرا میاں تے جاوے، تو بیگانی جا کر تمام یگانگی آوے۔
 سب کچھ ہودے، سب کچھ ہودے۔ دریا میں⁽²⁾ تے قطر ابھار پڑیا، تو قطرا بی دریا چ تھا۔
 دریا کوں بی عشق کا طوفان چڑھیا⁽³⁾ نیں تو دریابی جیسے کاویا چ تھا۔ الان کما کان۔⁽⁴⁾
 ذات تے صفات ہے، صفات تے ذات ہے۔ ذات ہور صفات ناوں ہوے، ایک
 دو ٹھاوں ہوے۔ فرق مراتب ہوا ظہور بات میں، جہوں لئی⁽⁵⁾ معنی ہے اس بات میں۔ صفات
 خارج ذات نیں، اس بات پر سب قائل⁽⁶⁾ ہیں یہاں بات چ⁽⁷⁾۔ بات بی کیا غیر ذات ہے،
 یو کیا ذات ہے، یو کیا بات ہے۔ اس تے بیلاڑ۔ بچکوں واں کیا دیکھے گا چرا ہور چوں۔
 وہاں سب خالی ہور لبالب ہے، وہاں کچھ نیں ہور سب ہے۔ واں کچھ نیں⁽⁹⁾ ہور سب واں
 تے آتا، جاں کچھ نیں واں کیوں⁽¹⁰⁾ کوئی جاتا۔ اس کچھ نیں میں ہے سب کچھ، اگر گیان ہے
 تو کج اب کچھ جاں کچھ نیں واں⁽¹¹⁾ کے نور کا رنگ کالا⁽¹²⁾، کالے میں کون دیکھتا اجالا، فنا ہوئے
 باج وہاں رہا نہ جاے، یو بات کسے کہا نہ جاے۔ مورک کیا⁽¹³⁾ سکے کا یومت، بہ معنی فنا ہونا
 ہے، نہ بہ صورت۔ دو⁽¹⁴⁾ جہاں تے گذرنا، تو اس ٹھار آشنائی کرنا۔ خدا کی ذات بغیر بی کس
 پر نظر نہ اچھنا، اپنی⁽¹⁵⁾ کی اپنی کوں خبر نہ اچھنا۔ ایس تے بے خبر، اس تے باخبر، لازم یوں آتا
 ہے عاشق پر۔ حضرت کو جس رات معراج کی بڑائی دیے، خدا کوں دیکھے بغیر کس پر نظر نیں
 کیے۔ جس موں لکھا کام، اس کاچ اچھنا فام، یو فام تھا تو یو بڑائی پائے، یو فام تھا تو اس حد⁽¹⁶⁾
 لکن آے۔ یو فام تھا تو حبیب کھوے، یو فام تھا تو خدا کوں بھائے۔ رسول ہوے، قبول
 ہوے۔ صاحب مازاغ البصر و ما طنی و صاحب و ما نطق عن الہوی⁽¹⁷⁾ یعنی کس بات
 میں اپنی کوں میاں نہیں لایا، وہی بولیا جو کچھ خدا نے فرمایا۔ رسول⁽¹⁷⁾ آج تے ناوں دیا
 رب العالمین خدا کے امر لانت میں اپنے نفس کوں دخل نیں دیا، جو کچھ خدا نے کہا، سو کیا۔ بیت
 جسے عقل ہے وہ ہر بات کو سنبھال کے⁽¹⁸⁾
 جو سو برس کوں ہووے گا سو دواتال کے⁽¹⁹⁾

1 پہلے کی طرح اب بھی ہے۔

2 ان (تغییر) کی لگاؤ۔ تہی اور نہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بتاتے ہیں

کرامت کتے سو عقل تمام، جو کچھ دنیا میں ہوا سو سب عقل کا کام۔ عقل تے ہوا
 حلال ہو حرام عقل تے پکڑیا فرق خاص ہو عام، عقل تے رکھے ہر ایک کا نام۔ نیں تو
 کاں تھا صبح اور شام، ہیستے ہو جام، پستا بادام، صیاد دام، صاحب غلام۔⁽²⁾ یو کچھ عجب نقل
 ہے، غرض جو کچھ ہے سو عقل ہے۔

سو اس عقل بادشاہ کوں، عالم پناہ کوں، ظل الہ کوں، صاحب سپاہ کوں، ایک فرزند تھا⁽³⁾ کہ
 اس کا جوڑا دنیا میں کیس نہ تھا۔ داصل کامل عاشق عاقل عالم عامل نادوں اس کا دل۔
 دانش⁽⁴⁾ مندی، قبول صورتی دلادری سب عالم تے اسے حاصل۔ بیت
 کرے نت دل پہ نازش عقل جیسا⁽⁵⁾
 کہ فرزند نیں کسے دنیا میں ایسا

تخت و تاج کالائق، سب پر فائق، بات میں قابل، رنج میں فاصل۔ سو ایک دیس،
 اس عقل بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ، حقیقت آگاہ کے دل پر کچھ آیا، اپنا اندیشا
 ایس کوں بھایا۔ سو اس دل شنہ ادے، کوں، اس ماہ زادے کوں، اس متقی کوں، اس سب
 علماں کے دھنی کوں تن کے ملک کی بادشاہی دیا۔ تن کے مالک کا بادشاہ کیا، سرفراز کیا، ممتاز
 کیا۔ بیت

عقل دل کوں دیا ہے بادشاہی

عقل دل کوں دیا عالم پناہی

سرچر⁽⁶⁾ چھایا، تخت بسلا یا۔ دل بادشاہ کے ہات میں تن کا ملک آیا، ٹھارے ٹھارے کوئے
 کوئے بازارے بازار اپنی درا ہی پھرایا۔ تن دل کا فرمانبردار، جوں⁽⁷⁾ نفر خدمت گار۔ بیت
 خبر دلچ کوں معلوم ہر ایک منزل کا

فقیر تن یو بچارا مطیع ہے دن کا⁽⁸⁾

جدھر جدھر دل جاتا⁽¹⁰⁾، دل کے پچھیں⁽¹¹⁾ تن بی آتا⁽¹²⁾ نوئے نوئے قانون دھرنے لکھا۔ دل
 تن کے ملک کی بادشاہی کرنے لکھا۔ دل⁽¹³⁾ جان، دل عاشق، دل کوں شراب کا بہوت
 دھیان۔ چتر سنگھو دل، شراب بغیر نیں رہتا ایک تل۔ شراب اسے بہوت بھایا تھا، شراب

پینا اسے آیا تھا۔ بادشاہاں کوں سعی کرنا واجب ہے عدل⁽¹⁾ انصاف پر، بادشاہاں کوں شراب
 پینے کا کیا ڈر۔ بادشاہ کوں عدل انصاف⁽²⁾ بغیر ہو رکھ پوچ بچار نہ ہو، بادشاہ شراب پیا
 تو گناہ گار نہ ہو۔ بادشاہاں کوں خدا نے پیار⁽⁴⁾ کر لئی کچھ دیا ہے، دنیا کا سواد بادشاہاں خاطر
 پیدا کیا ہے۔ بادشاہاں دنیا چھوڑنے پر آئے پیچھے دنیا میں کیا رہا، دسریاں کوں دنیا کیوں
 بھائے۔ دنیا کوں لوکاں مگلتے ہیں سو دنیا کا ذوق کرنے خاطر، نہ چھک چھک کر حسرت سوں
 مرنے خاطر۔ بادشاہاں نے دنیا کا حظ⁽⁶⁾ چھوڑے، خلق کا دل توڑے۔ خلق آزرده ہوا، دل
 پژمرده ہوا۔ خلق میں تے گرمی گئی، خلق افسردہ ہوا۔ بادشاہ خوشی پے آئے، تو خلق کوں بی
 خوشی بھائے۔ ہر ایک کوئی دویا لے لیا، بادشاہ کوں دعا دیا، دودیس کی دنیا محفوظ ہو گیا۔
 جاں تازا، ایمان تازا، ایمان تازا تو سب جہاں تازا، بادشاہاں کے دل پر اچھتا ہے کہ اپس⁽⁸⁾
 کے دور کے لوکاں اپس تے خوش حال اچھیں، اپس کوں بہت متگیں اپنے فدائی ہو دیں۔
 ہر ایک⁽¹⁰⁾ ٹھار اپنے رکھوال اچھیں، اپنا دل شاد کریں، اپس کوں داہم یاد کریں کہ ہمارا
 بادشاہ ایسا ہے، ایسا ہے، جیسی تعریف کرنے کا اس تعریف جیسا ہے۔ تا دور قیامت اپنے
 دور کی بات ہونا مانگے کے لوکاں جو کوئی سنے موشہ مات⁽¹¹⁾ ہونا شراب سب کیفاں کا بادشاہ کیف،
 جاں عاشق ہوو مشوق اچھے وہاں شراب نا اچھے تو بڑا حیف۔ جیوں نمک نہیں⁽¹²⁾ سو کھانا، بے
 نمک کھانے تے آدی⁽¹³⁾ نے کیا سواد پاتا۔ جوں جوت نہیں سو گھر، جوں مٹھالی⁽¹⁴⁾ نہیں سو شکر۔
 جوں معنائیں سو بات، جوں سخاوت نہیں سو بات۔ جوں پانی نہیں سو لہوا، جوں سبزہ نہیں سو
 ہوا۔ جوں حسن نہیں سو نار، کا جل نہیں سو سنگار۔ دیوے میں جی نہیں سو اجالا کیوں پڑے گا۔
 شراب میں مسکی⁽¹⁵⁾ نہیں دو شراب کیوں پڑے گا۔ جس⁽¹⁶⁾ کام نیت ثابت نہیں دو کام جس کیا
 دے گا، دل میں تقو اچ نا اچھے تو مشقت کس کیا دے گا۔ پانی نہیں سو چشمے پر گئے تو کیا
 پیاس⁽¹⁷⁾ جاتی، ہزار کیف کھائے تو کیا ہوا شراب کی کیف⁽¹⁸⁾ آتی۔ یو بات خدا جانتا ہے اپس
 آپ عاشقاں کوں شراب منا کرنا بڑا پاپ۔ عاشق مفلس عاشق کا ذخیرا سو یو ہے، عاشق
 میں گناہ کبیرا سو یو ہے۔ عاشقاں کوں شراب پلانا عاشق کا دھرم ہے، یہاں عشق⁽¹⁹⁾ ہے عاشق
 کا عاشق پر کرم ہے، اگر عاشق کوں عاشق نہ پہچانے، تو بیگانا بے درد بچارا کیا جانے یہاں

جانتا پھول مارتا تو پکارتے، انجانا پتھر مارے تو دم نہیں مارتے۔ جسے⁽¹⁾ یہ جیسے بظاہری زور ہے انجانے کا علاج کچھ ہو رہے۔ جو فارسی میں بولیا ہے کہ
گر نبودے چوب تر فرماں نبردے گاؤ خر⁽²⁾

شراب معشوق کا مشاطہ، ایک حسن کوں سو حسن کر دکھاتا، صحبت کوں بڑھاتا جو کوئی عاشق ہے، اسے شراب بہت بھاتا۔ شراب عاشق ہو مرعشوق کے دل کے شک دور کرتا، شراب⁽³⁾ دو کو محبت میں چور کرتا۔ شراب پیئے بچیں دل میں کچھ خلاف نہیں اچھتا دنیا کا لذت تو جو شراب⁽⁴⁾، شراب نا اچھے تو عاشق⁽⁵⁾ کی لے گی دنیا خراب⁽⁶⁾، شراب ہرگز غم کوں آنے نہیں دیتا، شراب خوشی کوں دل میں تے جانے نہیں دیتا۔ شراب عشرت کی سنگاتی، جان شراب وہاں عشرت آتی۔ دل کی تاریکی جاتی، دل پکڑتا صفا، شراب⁽⁸⁾ پیئے تو عاشق کوں بہت نفا۔ جس گھر میں شراب آوے، اس گھر میں محنت کیوں رہنے پاوے۔ اگر سنگتا ہے غم کوں مارے تو شراب⁽⁹⁾ پی، اگر سنگتا ہے جفا تیرے سنگے ہارے تو شراب پی، اگر سنگتا ہے رن میں گھوڑا بھانے تو شراب پی، اگر سنگتا ہے حسن کا نظارہ کرنے تو شراب پی، اگر سنگتا ہے دل میں محبت بھرنے⁽¹⁰⁾ تو شراب پی، اگر اونچا چڑنے سنگتا⁽¹¹⁾ ہے تو شراب پی، اگر خدا⁽¹²⁾ کوں اپڑنے سنگتا ہے تو شراب پی، بعضے اولیاں⁽¹³⁾ نے شراب خوش⁽¹⁴⁾ کیے ہیں، یو تیزاب⁽¹⁵⁾ خوش کیے ہیں۔ شراب مرکب ہے، محبت کے باٹ کا، شراب ہادی ہے اس کھاٹ کا۔ شراب آرائش⁽¹⁶⁾ بادشاہی، شراب اسرار خلوت خانہ الہی، عین خوشی اسے بسر تا کی، عمل برے نکو کر ڈرتا کی۔ جہاں خوب بست ہے وہاں البتہ منا کرتے ہیں، کم حوصلیاں کوں ڈرانے⁽¹⁸⁾ کہ یو بدنیت دھرتے ہیں۔ اگر پاک ہوا ہے تیرا دل و جان، ہو توں بی عاشق ہے تو عاشق کوں پہچان۔ شرب کوں اتال حرام کتے

۱۔ اگر کچی کلزی نہ ہوتی تو گالے اور گدھے مطیع نہ ہوتے (امثال و حکم از علی اکبر دھند جلد اول صفحہ 556 پر یہ عبارت اس طرح ہے)

تا باشد چوب تر فرماں نبردے گاؤ و خر

لیکن امثال و حکم جلد سوم صفحہ 1307 پر یہ عبارت ہوں ہے:

گر نبودی چوب تر فرماں نبردی گاؤ و خر

امثال و حکم از علی اکبر دھند فارسی اقوال ضرب الامثال و کہاوتوں کے متعلق ایک اچھی کتاب بھی جاتی ہے۔ یہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ (۱۹۵۸ء) میں شائع کی گئی۔

ہیں سخت، ولے حلال تھا میٹھی پیغیر کے وقت۔ اپنی شراب کی منائی، آخر یہی فعل پر بات آئی۔ برا فعل منع ہے ناکہ شراب، عارقاں سو جہل منا ہے نہ کہ شراب شراب ناپی کر جو برے فعل کرتے، واں نہیں ڈرتے۔ بیت

(۱) از حسد امر و زاہد می کند منع شراب

ورنہ کے ایں نامسلمان را غم فرداے ماست^۱

عالم خارج شراب ہزار گناہ کرتا، جو جیوں^(۳) کوں بھاتا وہاں کوئی منا کرنے نہیں آتا، وہاں کیوں چپ رہا جاتا۔ کیا تمام تاکید^(۵) شراب پر بیچ آیا ہے، باقی گنا سب بخشے کر کوئی لکھ لایا ہے۔ سواد کے گنہ سب آچ کرنا، دسریاں کوں ڈرانا، ہوراپے نا ڈرنا خدا نے بخشا^(۶) کیا کر، خدا کی فرمودی میں بی لیتے^(۷) مکر، دودیس کی دنیا، کوئی کیٹا جوڑے گا۔ گناہ کرنے کوں نہیں^(۱۰) چھوڑتے، سو ثواب کرنے کون چھوڑے گا۔ لوکاں لوکاں^(۱۱) کے مال پر اور جیو پر کھڑے ہیں، شراب^(۱۲) نے کیا کیا شراب کے ذنبال کی پڑے ہیں۔ آپ پینا دسریاں کوں منا کرنا، یہاں انصاف ہے خدا کوں نا بھرنا، اپنے گنہ کا اہس کوں اچھنا نام، دسریاں کے گنہ^(۱۳) سوں کسے کیا کام۔ دسریے کی تقصیر کا جھٹ اہس پر نا آسی، کسی کے گنہ خاطر کسی کوں دوزخ میں نا بھاسی۔ ہر کوئی اپنا ثواب ہور گنہ پہچانتا ہے، اپنا جواب آپے دے جانتا ہے۔ اگر کوئی دوزخی اچھو وگر بہشتی تجھے کیا کام آئے گی کسی کی خوبی کسی کی رشتی، تجھے کاہے کوں دسریاں^(۱۴) کا ذکر، توں کچھ اپنی عاقبت کی کر لکر، غرض آدی میں جہل نا اچھنا آدی میں برا فعل نا اچھنا، صراحی کے گردن پر گنہ کا بھارتا^(۱۵) دھرتا، آدی آپے برا اچھے تو شراب نے کیا کرنا۔ اگر کوئی پوچھے کہ شراب کیسا^(۱۶) ہے؟ توں بول کہ جیسے سوں دیا ہے۔ یو بول^(۱۷) یہاں کیوں رہتا ہے، جوں فارسی میں کتا^(۱۸) ہے۔

(۱۹) از شیشہ ہموں برون تراود کہ در دست ۲

1. آج حسد کی وجہ سے زہد شراب پینے سے منع کرتا ہے، ورنہ اس (ظاہر پرست) غیر مسلم کو ہمارے مستقبل (آخرت) کا کیا غم

2. شخصے سے وہی چیز باہر گرتی ہے جو اس میں ہوتی ہے (امثال و حکم جلد اول صفحہ 233 پر یہ مصرع اس طرح ہے "از کولہ همان برون تراود کہ در دست")

کتا کہنا ⁽¹⁾ ڈراؤ را، خوب سوں خوب برے سوں برا۔ آپے برے ہو کرتے برے کام،
 میانے میاں بچاری شراب بدنام۔ ہو رہا کیا کہ شراب پیے تو یوں ہوتا۔ یو سچ آب پیے
 تو یوں ہوتا۔ شراب پر ہزار ہزار تہمت کرتے، اپنے برے فعل کوں سوہرتے۔ اگر کوئی ⁽⁵⁾
 خوب سمجھے تو اس سوں بات کیا جائے، ایک بات کوں سو دھات کیا جائے۔ شراب کے منع
 کرنے میں ایک رمز ہے بلکہ ⁽⁸⁾ ایک غرض ہے۔ اگر کوئی پاوے، یو بات کے سمجھانے کی نہیں
 مگر خدا سمجائے۔ اگر دانا دریا دل پاک ⁽⁷⁾ پر پیوے شراب، تو نادان بی دیکھا دیکھی پی کر
 ایسے کوں عالم کوں کرے خراب۔ شراب تو خوب ہے ولے سستی اسے برا بول کر ڈراتے،
 منا کرتے، حرام تو بہ کراتے۔ ⁽¹⁰⁾

ے کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است
 بلکہ ⁽¹¹⁾ ے ی شود از صحبت ناداں بدنام

عام خاص پر منا کا حکم آیا ⁽¹²⁾ یو عالم جانتا ہے، سمجھیں جو کوئی راز جانتا ہے، امر پہچانتا ⁽¹³⁾
 سو پہچانتا ہے۔ اگر اس میں کچھ خدا کا راز نا اچھتا تو اہل راز اس پر مائل نا ہوتے۔ اگر ⁽¹⁴⁾
 اس راز کوں ناسمج کر یو کام کرتے تو کامل نہ ہوتے۔ اگر کسی ⁽¹⁵⁾ انسان میں کچھ فام ہے، تو
 دل پاک کرنا ⁽¹⁶⁾ بڑا کام ہے، خدا نے منا کیا سو برے فعلانچ خاطر، اس نامعقولاں کے
 جھلانچہ خاطر۔ نہیں تو کلاماں کے اگلے یو بی ایک عرق ہے عرق ہو اس میں کیا فرق ہے۔
 دریا ایک بند تے لائیش نہیں پاتا، ولے دریا تیر تا کے آتا۔ جاہل سو ایک بار عارف ⁽¹⁷⁾ بولے
 گا تو دو بولے گا دس، شراب پیے، گنہ کیے، خدا ⁽¹⁸⁾ بخشے گا بولے تو بس۔ نہیں تو اس حلال
 کوں حرام نا کرتے، عارفاں ہرگز ایسا کام نا کرتے۔ افیم حلال ہو شراب حرام، یو کیا
 عارف ⁽¹⁹⁾ کا ہے کام۔ مصلحت ہے کچھ جس میں، ویچ سمجھے سمج ہے جس میں تمام مستی کوں
 حرام کیے ہیں۔ کیا جانے کیا فام کیے ہیں۔

نامعقول اے زاہدے منع شرابت از کجاست
 آنچہ گندم کرد با آدم شراب آں نہ کرد ⁽²⁰⁾

1. شراب کے متعلق جو مشہور ہے کہ اہل خرد کی رسوائی کا باعث ہوتی ہے یہ صحیح نہیں بلکہ شراب کم عقلوں
 کی صحبت میں رسوا ہوتی ہے۔

یوں کہے تو اُن مستی ہے، زور کہے تو تن مستی ہے، عشق قوت پکڑیا تو من مستی ہے، خدا کچھ دیا تو دھن مستی ہے، شراب کی مستی کوں کیے منا، اس مستیاں کوں کیا کنا۔ یونہ زید⁽¹⁾ بولیا نہ عمر، حضرت مرتضیٰ کا قول ہے کہ مسکر الحکومة مسکر من مسکر الخمر¹ یعنی حکومت کی مستی شراب کی مستی سے زیادہ ہے۔ یو بڑیاں کا قول⁽²⁾ ہے، الحق راست ہے۔ یہاں چپ رہنا کے کچھ نا کنا۔ کدھر کی بی بات مڑے نعلیج پر آتی، بدنختی ہو رچھلیج پر آتی۔ برا فعل حرام ہے باقی سب حلال، کھانا پینا اندر کرنا محفوظ اچھا، نیکی کوں ہرگز نہیں زوال۔ اگر چہ⁽³⁾ حسب ظاہری شراب پینا گناہ ہے، ویسے گناہ کوں بی خدا کی بخشش کا پناہ ہے۔ خدا کا ناؤں غفار ہے۔ غفار کا کیا معنا، گناہ نا بخشے تو غفار کیوں کہو نا۔ بولنچ ہیں کہ بندا گنہ گار، خدا بخشش ہار دے عاشقان نے یو گناہ اختیار کیے ہیں، اس گناہ کوں بہت پیار کیے ہیں۔ عاشقان کوں خدا پر جوتا پیتا رہا ہے، کہ یو معقول گناہ خدا بخشش ہارا ہے۔ ناپا کاں کئے شراب جاتی تو ناپاک ہوتی ہے، پا کاں کئے آئی تو پاک ہوتی ہے۔ شراب بہت مڑی بست پتھر پر کوئی سٹے گا تو پتھر ہوے گا مست۔ بچناک⁽¹⁰⁾ ہونا تو یو آگ پینا، اس کام کوں فولاد کا ہونا سینا۔ اپنے فعل بد کوں نہیں کر سکتے منا، شراب کوں مڑا کیا خاطر کناں۔ مرد ہونا جو اسے حضم کرے، اس سوں بزم کرے جو کوئی پاک پورا ہوتا، ایسے یو ج شراب شرابا طہور ا ہوتا۔⁽¹⁵⁾ دانا کوں یہاں کیا چارا، ناداں کی سمجھ میں اند ہارا بجیا سو پایا نہیں کھجیا سو گنوا یا جو کوئی اس شراب کی مستی میں بجیا سو اس شراب کی مستی کیا جانے۔ جو کوئی اس شراب کا بھید نہیں پایا سو اس شراب کوں کیا بچانے۔ شراب کوں آپے پینا، ناپوں اچھا کہ شراب ایس کوں پیوئے جو شراب اسے پیا خراب کیا تو یو کیوں جیوے۔ کھانس آگ کھانے جانے تو جلنا، چلی خشکی پر پڑی تو تھلنا، چٹی ہتی کا بھارا جا سکتی ہے؟ تھیوری بھری کا زور لیا جا سکتی ہے؟ کنکر ڈونگر کی برابری کرے گا؟ تارا چنڈ سوں ہم بھرے گا؟ دیو آفتاب کے سنکھ آئے گا؟ شرار شعلہ پر مویں بھائے گا؟ شراب پر ہر کوئی ہم نہیں بھاتا، شراب پینا سب کے نہیں آتا شراب حسن کا زرینہ ہے، میخانہ عشق کا مدینہ ہے عاشق کی عبادت حسن دیکھنا،⁽²¹⁾ براگ سننا، شراب پینا عاشق جو کچھ میخانہ میں پایا، سو کعبہ میں زاہد کے ہات میں آیا۔

جوں حافظ کہتا ہے:

۱۔ حکومت کا نشہ شراب کے نشے سے زیادہ ہوتا ہے۔

بر در میخانہ رفتن کاریک رنگاں بود

خود فروشاں را بکوی میفرود شاں راہ نیست ⁽¹⁾

خودی پیچنے والے اس بات کا رمز کیا پہچانتے، سب کو اپنے پرکچہ جانتے اور بے خبر سو کوئیں اس بات کی خبر عاشقی مصاحبت ہو یا ریا، عبادت بندگی ہو ر خدمت گاری محبوباں ہیں سو صاحب کے گود میں سوتے، جا کر اس میں سوہات باند کر کھڑے ہوتے۔ نفر جیتا بڑا ہوا بی محبوبی کا ناز کچھ ہو رہے، یوں راز کچھ ہو رہے۔ سر پہچاڑ لیے تو بی کیا کچھ کے دیتے ہیں۔ کینک محبوب ایسے ہیں، مطلوب ایسے ہیں، جو دینے میں لیتے ہیں۔ بر در ہو در بر یہاں آسان زمین کا انتر یو ہر ایک مراتب کا ہے، مقام، اس مراتب کے آدمی کوں اس مراتب کا کیا ہے ⁽⁵⁾ نام۔ ہر ایک کوئی اپنے مراتب کوں خوچ کر جانتا، دسرے کے مراتب کوں یکا یک نہیں مانتا۔ یو ظاہر کا مراتب نہیں جو کوئی دما می بجائے، باطن کی بزرگی نادان کوں کیوں دیکھا جائے عاشق ہو ر عابد کا مراتب دسنا قیامت پر موقوف ہوا ہے۔ اچھوں بات پر دے میں ہے روایت پر موقوف ہوا ہے۔ عاشق کے مراتب پر کوں ⁽⁸⁾ کھڑا، عاشق کا مراتب سب ⁽⁹⁾ مراتب سو بڑا۔ عاشقاں یو شراب بہوت نام سوں پیتے ہیں، بہت احترام سوں پیتے ہیں۔ جوں شیشہ طلق ⁽¹¹⁾ ⁽¹²⁾ گن پیٹ میں شراب بھرتا، ولے بدستی نہیں کرتا۔ جیوں پیالا دسرے کوں چڑتا، ولے آپ بدست ہونیں پڑتا۔ ⁽¹³⁾ جوں خم لبالب شراب سوں بھریا ہے ہو ر مستی کم، شراب پیویں گے اس دضا، تو شراب پینے کا پاویں گے مزا۔ بارے جوں حقیقت کی شراب میں تے منصور ایک قطرا پی کرانا لہق کہوایا، بعضیاں نے خماں خالی کئے ولے راز کوئی بھاریں بھایا، جنے یو پیالا بیا، یو اسرار چھپایا، محمد کوں کیا یو پیالا نہیں آیا، محمد دریا تھے محمد میں سما یا، اتنا چہ اشارت دکھلایا، انا احمد بلا میم ⁽¹⁶⁾ جو بات عاشقاں میں چل آئی یو اسرار ہے قدیم۔ یعنی احمد تے جو میم گیا احد ہوا، پاک ہوا، صمد ہوا، یو راز کی بات جو حضرت مرتضیٰ ⁽¹⁷⁾ گودے میں سر بھا کر بولے تھے پنہانی، تو کتے ہیں اس وقت لہو ہوا تھا ⁽¹⁸⁾ سب اس کو دے کا پانی، یو ساد، یو کنیری انوچ کوں سہا دے کم ظرف آدمی کے ہات تھے یو کام کیوں ہو آدے۔ یو تھا تو انوں کوں شاہ ولایت کتے ہیں، بزرگی انو کی سب بے نہایت کتے ⁽²⁰⁾ ⁽²¹⁾ ہیں جس ولی نے ولایت کی تشریف پایا، اس کی تشریف پر شاہ ولایت کا سکھ آیا۔ ولایت بغیر از 1۔ خانہ معرفت میں جانا مودین (ایک رگوں) ہی کا کام ہے، ظاہر پرستوں (خود فروشاں) کے لئے پیرمخاں کا راستہ بند رہتا ہے۔ 2۔ میں احمد ہوں بغیر میم کے (یعنی احد)

شاہ ولایت کسے نہیں آتی۔ یو بزرگی بات میں نہیں پڑی ہر کسے دی نہیں جاتی۔

القضا ایک رات دل بادشاہ عالم پناہ، کل اللہ، صاحب سپاہ کباچ ظہور قانون، عود مٹکا کر،
مطریاں خوش سرور بلا کر، دف دائرہ چنگ رباب سوں، بے حجاب سوں دو چار پیالے شراب کے پیا
تھا، ارکان دولت، ندیم قصہ خواں شہنامہ خواں، خوش طبعان، لطیفہ گو یاں، حاضر جوابان، مگردیاں،
خوش خویاں، سب حاضر تھے مجلس کیا تھا۔ جس کا راگ اسم ہے، دو عشق کا جسم ہے۔ اس جسم میں⁽⁸⁾
عاشق کا جان ہے، اس جان میں سجان ہے۔ اس شہار عاشق کوں شک لیا نا کافری ہے، بیدردی،
سبے روشی، بدگوہری⁽⁹⁾ ہے۔ عشق کی صورت دے پکڑنے گئے تو بات میں نہیں آتی، عاشق کوں
بہت بھاتی، دل کے اکھیاں سوں دیکھے تو دیکھے بی جاتی۔ عاشق کوں آگ ہو جالے۔ عاشق کا
دل نرم، یو تو بادِ موسم، بہت گرم، راگ میں عجب ہے تاثیر، عاشق کے دل کوں یوں لگتا جوں تیر،⁽¹¹⁾
بچتے پانی کوں کھڑا کرے، اڑتے جناور کوں پاڑے، دانا کوں دیوانہ کرے، ہشیار کوں مست کر
بچاڑے، راگ ہونچ میں عاشق زار زار روتا، بے اختیار روتا، ہا کاں مار مار روتا، سینا پھوڑ دل کوں
آگ لگتا، دے لے سنتے سنتے ہرگز جیو نہیں بھگتا۔ دردیشاں کوں حال آتا ہے، ہزار ہزار دل میں خیال
آتا ہے۔ بیت

سرود چوست کہ چند یں فنون عشق در دست
سرود محرم عشق است و عشق محرم اوست⁽¹³⁾

بارے اس وقت یکا یک عین مستی میں، باد پرستی میں، فراغ دہی میں، اس کمال ہستی، میں
ایک قدیم ندیم، بہت لطافت سوں، بہت فصاحت سوں، بہت بلاغت سوں، بات کا سر رشتہ کاڑ
کر، ایک تازے آئینیاں کا قصا پڑیا، دے پڑتے وقت اس قصے کی مستی چڑھی، سو آپے بی تک گر
پڑیا، دل کھولیا، بات سنیا تھا سو بولیا کہ جو کوئی یو آئینیاں پیوے گا ذرا سنا حضرت ہوئے گا، اس جگہ میں
سدا جیوے گا۔ اس آئینیاں کی ایک بات ہے، یو تو آئینیاں ہے جو کوئی دھایا، ہرگز زوراں سوں نہیں
کنے پایا۔ یو خدا کے ہات، اس آئینیاں کا جیو ہے یو آئینیاں آئینیاں کو جو ہے⁽¹⁴⁾ گا، بے حیات دنیا میں⁽¹⁵⁾
(1) نغمہ (راگ) کیا چیز ہے کہ عشق کے اتنے پہلو (نہر) اس میں چھپے ہوئے ہیں، راگ عشق کا راز دار ہے اور
عشق راگ کا ہراز

جیونا بچ کا ہے، جو کوئی یو آحیات بیانیں تو دنیا میں (۱) محبت آیا، کیا لذت دیکھا، کچھ نہیں کیا، عبث جیا، جس کے دل میں یو نہیں طمع، کیا جیونا اس کا کس جیونے میں جمع جس (۳) کے آحیات سوں تر ہوئیں گے، لب حیران ہووے گا تماشا دیکھے گا عجب عجب، ان آحیات نے اس آحیات کا رکھیا ہے لاج، نبی (۴) علی (۵) اس آحیات کے محتاج۔ اس آحیات کی بات (۶) کا اثر بہت دہان (۷) سوں دل بادشاہ، عالم پناہ، محل اللہ، صاحب سپاہ کے سر چڑیا۔ دل بادشاہ، اس آحیات کی بات پر مطلق عاشق ہوا، بیتاب ہو پڑیا، کام ایسا کہو یا۔ بیت

نادر دل بچ ہوا بیتاب
باس آنچ میں چڑیا یو شراب

دل بہت طالب ہوا، اشتیاق غالب ہوا، بات سننے (۹) اس حال کوں اپنڑیا، عاشق تھا بچار آنچ سہڑیا، اس فکر تے کھٹیا، بادشاہی کا سکہ سٹیا، عاشق تھا تمام، آخر اس حد گن آیا کام۔ بات (۱۰) سننے حال ہوا اس دھات کا، تاثیر دیکھو اس آحیات کا اس آحیات کوں مطلق سنگنا ہے الحق برحق سنگنا ہے۔ ناو تے اثر چڑیا، نہیں تو چپ ہلاک ہونے کے کیا پڑیا۔ اس ناو میں اپنا زور ہے، تو دل (۱۱) کے دل میں یو شر شور (۱۲) ہے۔ جیو کوں محبت کے رنگ میں رنگنا، تو کوئی کس کوں سنگنا۔ کوئی کچھ بی لطافت دھرتا ہے، تو یکس کے دل میں ٹھار کرتا ہے۔ پولاد کے ٹانکیاں سوں تن اپنا کھڑیا ہے، تو ہر ایک کوئی اسے سنگنا میں تو سنگنا کیا منت پڑیا ہے۔ یو بات (۱۵) سہل نہیں بہت مشکل، کسی میں کچھ خوبی دیکھتا ہے تو رکھتا ہے دل نہیں تو دل جیسا دانا، دل جیسا اقل، ہوو یو ہونا دیوانا۔

ہوا دل بہت اب بیدل کہ مشکل وقت آیا ہے

یو دل لانے کی جاگا ہے اگر دل دل لگایا ہے (۱۶)

ایسی دیوانگی سوں اس دل کوں کیا نسبت، بھی اپس کوں سنبھالیا ہے۔ شاباش (۱۸) رحمت۔ دل میں (۱۹) اٹھے جہال، کیوں کر کر کے سنبھال۔ عاشق (۲۱) ہے اس کوں عشق اپنا ہے، عشق جلنا ہے، عشق تپنا ہے، بچارے عاشق کا دل بیک لگ جاتا، آزما کر دل لگاتا، دعا کھاتا، آزمانے گئے تو سوا دتھا، لذت کم ہوتی، نین آزماے تو یو بلا آتی، دل درہم ہوتا، بارے یو کسے ہے فام، عاشق پر صبری ہے حرام۔ صبری کا ناو (۲۴) لیتے جیو جاوے، عاشق تے صبری کیوں کر آوے۔ بے صبری عاشق کی

(1) صفت ہے، بے تاب عاشق کی عزت، تملنا عاشق کا کام، جلنا عاشق کا احترام۔ سعدیؒ نے بولیا ہے
 عشق میں ایسا ہے حال، نہ صبر (4) دل عاشق نہ آب درغریب (1)۔ عاشق بے تاب بے آرام ہوئے
 تو خوب، عاشق تک بی بدنام ہوئے تو خوب۔ بدنامی تے عشق میں کچھ انا خای ہے، یو بدنامی نہیں
 عاشق کی نیک نامی ہے۔ عشق میں بدنامی جوں کھانے میں نمک، جوں دیوے میں جھمک، جوں
 محبوب میں ٹھک عشق کا یہی ہے نشان، پجارا جیتا نہاں کرنے جائے اتنا ہوئے آشکار۔ سب کا
 حال ظاہر ہوا، کون عاشق دو جو عشق کوں چھپایا۔ خسرو شیریں فرہاد یوسف زلیخا، لیلیٰ مجنوں، انوکا
 عشق فاش ہوا تو یو حکایتاں چلیاں آجنو۔ عشق کوں کوی چھپا کر تھاریا (10) ہے، آفتاب کوں کوی نقل میں
 ماریا ہے آگ میں کوی باندیا ہے گھر، غوطہ مار کر کون رہیا دریا بھیتر۔ عشق ہرگز نہیں چھپتا، چھپاتے
 کتے سوباتاں ہیں، خرافات (11) ہیں، حکایتاں (12) ہیں۔ یو آگ، اس آگ کو کون دل میں چھپایا ہے۔
 آگ کو دل میں چھپانے کا علم کسے آیا ہے۔ عاشق کا دیوانا ہونا چ کام بیلاڑ جو کچھ ہوئے گا سو خدا
 کو نیچہ فام۔ عاشق جو جیو لگتے وقت اندیشے پر آیا، عشق کی لذت گنوا یا۔ اندیشا عاشق کو لہنا نہیں، اتال
 بات کہنا نہیں، عشق میں آیا ڈرتھیں لذت کدھر۔ اتال کیا ڈرے گا، کیا پجارا عاشقی کرے گا۔ جس
 میں اچھے کا یونام، ایک دل کیوں کرے گا دو کام۔ رن میں کھنسنے بچھیں لھوا ہو ریشا کیا، عاشق
 ہوئے تو بی اندیشا کیا۔ اگر جیوتے ڈرتا، تو کے عشق بازی کرتا۔ جاں نہیں ڈر، وہاں دلبر، جان ڈر،
 وہاں خطر، ڈر میں گھر، بر میں دلبر، کون ایسا عاشق ہے غازی، ہر ایک کا کام نہیں جان بازی، بیت

عشق کھلے نہیں سو دیوانے
 عشق کا کھیل، کھیل کر جانے (15)

القصاص دل بادشاہ، عالم پناہ، خل اللہ، صاحب سپاہ، حقیقت آگاہ، بہوت بیدل ہوا۔ دل پر کام
 مشکل ہوا، شہر سب حیران، گھر گھر لوکاں پریشان، جتے جتنا دوڑے، سرگردان ہو کر سب سر
 پھوڑے، چیشوا، دبیر، امیر خاں، وزیر کوئی کر نہیں سکے اس کی تدبیر، بیت

بادشاہ کے جو دل پہ آدے غم
 صل نے ملک سب ہووے درہم (19)

1 نہ عاشق کے دل میں صبر قرار نہ چلتی میں پانی ٹھہرتا ہے۔

ویسے میں دل بادشاہ کوں، عالم پناہ کوں، ظل اللہ کوں، صاحب سپاہ کوں خصوصاً ایک جاسوس تھا۔ اس کا ناؤں نظر، سب ٹھاؤں اس کا گذر، سب جاگا کی معلوم اسے خبر، صاحب فراست، صاحب ہمت، خوش طبیعت، خوش صحبت، عقل بہوت دھرے، نیس ہوتا سو کام کرے، کوئی نہ جاسکے، وہاں جاوے، کوئی نیس خبر لیا تا سو خبر لیاوے، سارے شہر کی خبر دل کوں تل میں دیوے، ہر روز ہزار، ہزار شاہاں لیوے۔ بیت

گھر دھنی دوجہ جس کوں گھر ہے خوب⁽⁴⁾

دوجہ صاحب نیس نفر ہے خوب⁽⁵⁾

سو د نظر جاسوس، دل بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ صاحب سپاہ، کے حضور آکر، سرا کر، تعظیم کر، تسلیم کر، بہوت ادب سوں، ایک سب سوں، بولیا بات کا مایا سب کھولیا، کہ اے دل بادشاہ، عالم پناہ، دل کوں رکھ کھٹ، تقوا انکوٹ۔ خدا سر پر دھرتا، فکر کے کرتا۔ بیت

بھائی ہے اے نفر نہ کیا جائے⁽⁷⁾

آپڑے پر جو کوئی نفر کام آئے⁽⁸⁾

جتیاں کوں تو کستا، اس کام پر کوئی نیس دستا۔ اس کام پر اتال میں راضی، دیکھ میری جان بازی مجھے رخصت دے اس کام کوں میں جاؤں گا، جدھر کدھر ڈھونڈ کر توں سنگتا سوآ⁽¹¹⁾ حیات کی خبر میں لیاؤں گا۔ بیت

کھینچا ہے دل کوں عشق نے اب دل کوں کچھ چارا نیس

عاشق کوں کوئی کینا رکھے کس تے رہنہارا نیس⁽¹²⁾

توں سنگتا سوآ حیات ہے تو اس کی خبر تجھ لگن آئی، اگر یوں آحیات دنیا میں نا اچھتا تو نا دیتا کوئی تجھے یو بدھائی، ندیم پڑتے وقت میں کیا فام، کہ یہاں تو کچھ ہے دام، ولے آخر ہونہارا ہے تو کام۔ بادشاہاں کا دل جگا جوت ہے، سب ٹھار جیوتا ہے۔ بادشاہاں کے دل پر جو کچھ گذرتا ہے سو ہوتا ہے، بادشاہاں کا دل خدا کے رہنے کی ٹھار، یہاں شک لیا تا توبہ استغفار۔ خدا یہاں بیٹھ کر اپنا کام چلاتا، خدا یہاں بیٹھ کر دیتا دلاتا۔ باطن میں تو خدا جی آیا کتے، ظاہر خدا کا سایا کتے۔ جاں بادشاہ کا دل جاسکتا ہے، واں تے کس کا دل خبر لیا سکتا ہے۔ جس دریا میں انوکا دل تیرے،

دوسرے دل کوں قدرت ہے جو وہاں پھیرے؟ ذرا آفتاب کے آنگے کیا دے گا، ایک بول کتاب کے آنگے کیا دے گا جیتا کوئی دوڑے جدھر، دریا میں قطرا کدھر، یہ مراتب پائے، جو خدا کے خلیفہ کہو اے۔ جلوی خلیفہ کوں بجیا، سو خدا کوں بجیا، جنے خلیفہ کوں میں بجیا، انے کیا بجیا، جو کچھ پاتا ہے سو یہاں پاتا ہے، دھوڑتا سو دیوانہ ہے۔ آری بات میں ہور مون دیکھنے میں آتا کیسا کمر میں ہور نقد ریتے میں پاتا۔ جیتا ہے ہور جینا بسریا، دریا میں پڑیا ہور پانی پینا بسریا۔ سر میں پھول ہور دماغ میں باس نہیں آتی، دل میں مستی بھریا ہور بات کہے میں جاتی۔ معشوق گھونگھٹ کھولیا، انے اکھیاں جھانکیا، یار لٹ پٹ ہوا، یوڑ کر بھاٹکیا۔ ظاہر خلیفہ کنا ہے، باطن میں جو کچھ ہے سو وہ بات کنا مٹا ہے، چپ رہتا ہے۔ یو بادشاہاں بہوت بڑے ہیں، بہوت بڑی جاگا کھڑے ہیں۔ انوسوں بے ادبی سوں پیش آتا، ناہود کی نشانی ہے، انوسوں بد نیتی کرنا، مردود کی نشانی ہے، ظاہر باطن انوسوں صاف دل اچھنا، رات دیس انو کی دعا سوں مل اچھنا۔ انو کی خدمت عظمت ہے، بڑا ثواب ہے۔ یو عظمت بخش ہیں، یہاں فتح باب ہے، شاہاں کے وجود کا شرف معبود بچ جانتا، جس میں کچھ بی بود ہے ویچ پچانتا۔

بارے دل بادشاہ، عالم پناہ، نظر سے تقوے کی یو بات سنیا، امید کے چمن میں تے گود بھر بھر پھول پچنا۔ بیت

من کے چمن میں باؤ آ پھل کے غنچے آس کا
ڈالچے پر پھول نس پڑیا امید ہے اب باس کا⁽⁸⁾

خوش ہوا، جیونیں رہا۔ نظر جاسوں کوں شاباش شاباش کہیا، گلے لایا۔ بہوت منت کیا۔ خدا کی درگاہ امیدوار ہو کر رضا دیا کہ تو جا، یو خوش خبر⁽⁹⁾ لے کر بیک آ یو وقت بھائی پنے ہور یاری کا وقت ہے، مخلصی ہور، خدمت گاری کا وقت ہے، دل داشتی ہور دوست داری کا وقت ہے۔ تاخیر ٹکو کر، اس کام کو تھیر ٹکو کر۔ اس کام پر جد⁽¹²⁾ میرے گا، تو خدا بی حیر امرا د حاصل کرے گا مقصود آے گی بر میں، دائم خوشی اچھے گی تیرے گھر میں۔ مبارک ہے جاگے تیرے نصیب، کے نصر من اللہ و فتح قریب۔ بیت۔ 1

(1) اللہ کی طرف سے مدد ہے اور کامیابی قریب ہے۔

شاہاں کنے کوئی قاتل اچھے تو خوب ہے
صاحب سوں اپنے ایک چت یک دل اچھے تو خوب ہے⁽¹⁾
جاسوس نظر دل بادشاہ، عالم پناہ، سوداغ ہو کر قدم آگے دھر رونا ہوا، اپنے کام کی شمع پر⁽²⁾
پردانہ ہوا، جوں بادکیں اٹھیا، کیس گریا۔ جاگا جاگا دھوٹیا، عالم سب پھریا، جس ٹھار گیا جب
تماشے دیکھا عجب عجب۔ بیت

سفر کی کیا ہے خبر جو لگن دو گھر میں ہے
سفر کیا سو دو جانے کہ کیا سفر میں ہے⁽⁴⁾
عقل کے پیالے سوں مٹا ہے، جو فاری میں کتا ہے۔ بیت⁽⁵⁾

صد تجربہ شد حاصل در راہ بہر گامی
بسیار سفر باید تا پختہ شود خامی 1
چت اس دل سوں لایا، پھرتے پھرتے ایک شہر میں آیا، اس شہر کے عمارتاں جیسیاں کسی شہر
میں کوئی آج لگن نہیں بندھایا کہ اس شہر کے آس پاس تمام پھلوا ری، تمام پھولاں کی باس، لوکاں⁽⁸⁾
وہاں کے سب ادب دار، تمیز دار، نیک بخت، برخوردار، شیریں گفتار، نیک نیت، نیک کردار،
پردہ لسی کوں آئے گے کوں بہوت کرتے پیار۔ بیت

دنیا دعا باز ہے بہوت اوباش ہور حلیاں بھری⁽¹⁰⁾
آدم وہی ہے جو کرے آدم سنی آدم گری
نظر وہاں کے لوکاں تے لیا خبر کہ یوٹھانوں کیا ہے، اس شہر کا ناو کیا ہے وہاں کے لوکاں
ہوئے یک کو لے، سب بولے کہ اس شہر کا ناو عافیت، ہو اس شہر کے بادشاہ کا ناو ناموس، نظر
اپنے مقصود کوں دل میں یاد کر ہزار ہزار کیا افسوس کہ یو کام کیوں ہوئے گا، اس کام کا سر انجام کیوں
ہوئے گا۔ بیت

خدا مدد ہے اسی کوں جسے ہمت کچھ ہے
وہی مراد کوں اپڑ یا ہے جس میں ست کچھ ہے⁽¹³⁾

1 راستے میں ہر قدم پر پیٹنگروں تجرے حاصل ہوئے، خام کار کو پختہ کار ہونے کے لئے بہت سڑ کرنا پڑتا ہے۔

میں تو جیوں تیوں وہاں تے یہاں لگ زمین چکلیا، منم کرنکلیا،⁽²⁾ اتال خدا شرم رکھے، خدا یونیم دھرم رکھے۔ اتنا کہہ کر، تک ایک دکر، عقل سوں اپنے دل میں کچھ لایا، دل کو سجایا، وہاں کے بڑے لوکاں کوں میانے بھایا، ناموں⁽⁴⁾ بادشاہ سوں⁽⁵⁾ جا کر ملیا، اپنے کام خاطر بہوت بلبلایا، ناموس بادشاہ اسے دیکھ کر، اس کی ادا دیکھ کر، اس کی روش دیکھ کر، بہوت خوش ہوا، ہنسیا، ہلیا غنچہ تھا سو خوشی سوں جوں پھول کھلیا۔ بیت

ادب ہے جس میں تواضع ہے جس میں دو مرد ہے⁽⁷⁾
 دو کچھ یو جس میں نہیں ہے دو مرد سر درد ہے⁽⁸⁾
 دور تھا سوائے اپنے نزدیک بسلا یا۔ پوچھیا کہ توں کون ہے؟ توں کاں تے آیا۔ بیت
 جو کوئی کس کے کئے آئے غرض عرض کرے
 وہی بھلا جو غرض دو ایسی پہ فرض کرے⁽¹⁰⁾
 لاج سٹ کر منگیا منکن ہارادین ہارائیں دیا تو شرمندہ ہوتا پچارا۔ شرم کا کوئی منگے تو وہاں کہے
 ہیں دھرم۔ بے شرم گھڑی گھڑی سنگیا، اسے منگنے کی کیا شرم۔ بیت

اسے خوش لگا ہے منگ لینا
 ولے کوئی کچا کے دینا⁽¹²⁾

منج کارون اگر اچھے کا تو بی دیتے دیتے سرے گا، ولے بے شرم کا منگتے منگتے پیٹ نا بھرے گا۔ یوگدا، اس کا چلیج ایسا سدا، شرم کوں نہیں پچھانیا سنگتا ایک ہنر کر جانا۔ جاں گیا وہاں کچھ منگ لیا، کئے دیا کئے نہیں دیا۔ کاں کا نیم کاں کا ست ہے اپنی ویچ عادت اس بات پر یو بات بی آئی، کہ علت جاتی ولے عادت نہیں جاتی۔ خوب لوکاں کوں خدا کی ہو خدا کے خلیفہ کی آس، عارا آتی منگنے دسریاں پاس۔ دسریاں پاس منگتے جیو پر آتا، ایسے لوکاں تے کس پاس کیوں سنگتا جاتا۔ کسی کا جیڑا پان قبول کرنے کا نہیں تاب،⁽¹⁷⁾ ایک جیڑا قبول کیا تو اس میں ہزار حجاب۔ خدا نا کرے جو مردار حلال ہونے کا وقت آئے۔ کیس تو بی دیکھنا کہ کس پاس سنگتا جاتا ہے کہ نہیں۔ خدا کا خلیفہ رزق کا قسمت⁽¹⁹⁾ کر نہارا، اگر یہاں کوئی منگے تو ہارے منگنے کی شہار ہے عیب نہیں سنگتا اس شہار، اس شہار بادشاہ کوں اپنا خلیفہ کیا ہے پروردگار۔ بادشاہاں پاس حق ہے سب کا سنگتا جاتا ہے، خدا دلاتا ہے تو یہاں تے

کچھ آتا ہے۔ نہ کہ جیسے دیکھے دنیا دار، منگتے کھڑے⁽¹⁾ رہے بات پیار۔ صاحب صاحب کہتے پھرتے
 آس پاس، جانو یو⁽²⁾ چہ صاحب اسچ کے چاکر اسچ کی آس۔ جو کوئی یوں کسی کے دنبال لگ لگ پیٹ
 بھرے، بے حیائی پر⁽⁴⁾ دل دھرے۔ پچھیں⁽⁵⁾ ہمت کا آدمی لا علاج ہو کر کچھ تو بی دیتا ہے، پچار کیا
 کرے۔ ایک بار، دوبار، تین بار مبالغہ چار بار دیا جائے گا، پانچویں بار ایسے آدمی تے آدمی ہزار
 ہوئے گا تنگ آئے گا۔ یو اپنی جاگا پر تے نیں ہلتا، بقول اہل ہند چکے گھڑے⁽⁷⁾ پر پانی ڈھلتا۔ کوئی
 بہلا کو کوئی برا کو۔ کیا ایسے کو کس کا کہنا، اسے اثر نہ ہوئے۔ یو بے حیائی کی شراب⁽⁹⁾ پیا ہے، مست ہے
 اسے خبر نہ ہوئے۔ دراصل کسی پاس⁽¹⁰⁾ سنگنا بھلے آدمی کوں معلوم ہے کہ کیا بلا ہے، دل پر کیا آفت ہے
 کیا زلزلہ ہے، بلکہ قیامت گزرتا ہے، بہوت مشقت گذرتا ہے۔ ماں باپ ہو ر خدا پاس بی منگتے
 دل کوں ملاحظہ آتا ہے، یکا یک⁽¹¹⁾ نیں سنگنا جاتا۔ لاچ کے آدمی کوں بہوت آتی لاچ کہ پچھیں⁽¹²⁾ ضرور
 کوں ہو آتا لا علاج کوں کیا علاج۔ لوکاں کا یو نام، لوکاں کی یو چال۔ اتل پچارے⁽¹⁴⁾ بھلے آدمیاں کا
 کیا حال۔ لوکاں بھلیاں کوں برے کر جانتے، بریاں کو بھلے کر پچانتے بھلے آدمی کوں جیونا بہوت
 مشکل⁽¹⁵⁾ دل میں کیا ہمت دھرے۔ خدا سب کرے، ولے کسے بھلانا کرے اپنا ہیڑا⁽¹⁶⁾ آپی کھانا، اپنا
 لھو آپی پینا، تو دنیا میں بھلا آدمی ہو کر جینا۔ برے آدمی بھلا جانتے، دغا دے جانتے، جوں تیوں کس
 پاس تے کچھ لے جانتے۔ جاں لگن بھلا آدمی ہے، واں لگن خوار ہے، برے لوکاں کوں سب کیس
 تھار ہے بھلا آدمی کیوں بھاوے، گائے قصا⁽¹⁷⁾ کوں پیتا دے۔ یو کچھ نیں دراصل، دکھن کا ہے یو
 مثلاً۔ جو کوئی آوارہ، وو بھائی ہمارا، جو کوئی کرے ہٹ مار نکالیں نٹ۔ الٹی چلتی دنیا داری، بھلے
 لوکاں کی ہوئی خواری، نا اہل پاس جو سوال کرتا ہے، وو جیونا نیں مرتا ہے، بلکہ مرنا بہتر ہے۔ شرم
 کے آدمی کوں شرم کا آدمی اچھے سو جانے، جس میں شرم نیں وو شرم کے آدمی کوں کیا پچانے دو جو کوئی
 جانتے ہیں اپنے ایمان⁽²⁰⁾ رہنے۔ الہیاء جمع الرزق 1 کے معنی حیا کے لوگ رزق کے باب اکثر⁽²¹⁾ منجی
 سوں گزرنے ہیں۔ دنیا جھوٹیاں کی ہے، دغا بازوں کی ہے، بے ایماناں کی ہے، یو خوبی جانتے
 ہیں۔ حق کڑوا ہے یو کڑوا جسے میٹھا لکھا⁽²⁴⁾ و یو اس باٹ میں پاؤں پھلتا ہے، ہر کوئی نیں ہوتا کھڑا۔
 اگر کسی میں بات سچنے کا مایا ہے، تو حدیث میں ”الحق مر 2“ بی آیا ہے۔ اگر توں موں کار کھنے

1 شرم و حیا روزی کے لئے رکاوٹ ہے۔

2 حق کڑوا ہوتا ہے

مٹگیا پانی، تو غم کوں کھا ہوا نکھلیاں کے انچھو، پی اے سارے بھلیاں کی زندگی، اصل بغیر اصالت کوں کون پاتا ہے، بھلے آدمی کوں اصالت سنبھالنے جو پڑا ہے۔ لا علاج کوں سال، دو کال ہوتا ہے تو مردار بی حلال ہوتا ہے بھلے آدمیاں تے کس پاس سنگیاں جاتا، تو انو پر یو واقعہ یو فائدہ آتا۔
 بھلے آدمیاں کا سنگنا ایک اشارت ہے، یا نہیں تو ایک بات کرتا ہے۔ اتنے میں کام ہوا تو ہوا، نہیں تو اس کام تے درگزرنا ہے۔ کچھیں خدا جلادے گا تو جیویں گے، نہیں تو مریں گے۔ بھلے آدمیاں کا کرنا اتنا ہے، بھی کیا کریں گے۔ دنیا دودیس کی دکھ اچھو یا سکھ، جوں تیوں یہاں وقت گزر جاتا ہے۔ داں دیکھیں، بڑیاں کا کیا حال ہے، ہور بھلیاں کے ہات میں کیا آتا ہے۔ خدا بولیا سوچ ہے رسول بولیا سوچ ہے۔ وہاں تو بھلے بڑے کا پوچ پچار ہوے گا، برا ہوے گا سو عزت گنوائے گا، خوار ہوئے گا، شرمسار ہوے گا۔ خاطر لیا بھلے لوکاں کوں غذا، رسول کی باتج کا تقوا ہے، نہیں تو دنیا میں جیونا سکتے۔ یہاں خوب سمجھ کر یہاں کی امید چھوڑے ہیں، امید دہانچ کی رکھتے ہیں، بھلے لوکاں آسج تے دنیا چھوڑے ہیں دنیا تے دل کوں توڑے ہیں بھلے آدمی کاش کے دنیا میں نہ آتے، جو بڑے لوکاں اپنے جھٹا پاتے۔ بڑے لوکاں شہر میں کوٹھے کوٹھے بھرے ہیں، بڑے لوکاں بھلیاں کو بڑے کرے ہیں۔ بڑے لوکاں بہت بھلے لوکاں تھوڑے بھلے لوکاں سو بھلا ہوے تو یاری جوڑے۔ جیتا جیے بھی آخر مرنا ہے، اتنا خاطر اتنا کیا کرتا ہے۔ جیو دکھنی مشل ہے، مرنا مرنا چو کے نا، ایسا مرنا جو کوئی تھو کے نا۔ جینوں تحقیق جانے کہ پیدا کر نہارا ایک خدا ہے، انوکا راہ روشن انوکا چلنت جدا ہے۔ بڑے لوکاں اگر خدا کر جانتے تو بھلے ہو کر اچھے، برائی کوں پہچانتے۔ کچھ خدا کا ڈر دھرتے، بڑے کاماں ہرگز نہ کرتے۔ خدا ہے کر جانا بہت مشکل⁽¹²⁾ ہے۔ جس تے بڑے فعل دور ہوے اسے جانا کہ یو خدا کون ہے کر جانتا ہے۔ ایس کے پیدا کر نہارے کوں پہچانتا ہے۔ دیکھتے کے آگے کچھ کیا جاتا ہے۔ دیکھتے کے انکے قدرت کا حال کیا جاتا ہے۔ جو کوئی کتے⁽¹⁵⁾ ہیں۔ خدا ہے، سچ ہے، بھسر ہے، قادر ہے۔ علم ہے کر جانتے ہیں، تو یو ہوتا نہیں یو باتاں ہیں۔ جانتے کی نشانی فعل نیک ہے، دیگر باقی اپنے خاطر کیا حکایتاں ہیں۔

بارے ناموس بادشاہ کے حضور راز کا پردہ پھاڑیا، اس تازے آحیات کی بات کاڑیا۔ ناموس بولیا کہ اس تازے آحیات کا قصا ایک تاویل دھرتا ہے، ایک تمثیل دھرتا ہے۔ ہر ایک کوئی آکر اس⁽¹⁹⁾

ٹھارنا کج کر بات کرتا ہے، ست کوں بول لگاتا ہے، فہم گھات کرتا ہے، یو بڑا ایک پیکھنا ہے، یہاں اندیش کردیکھنا ہے۔ آنحیات کتے سوو و آنحیات مرد⁽²⁾ کے موس کا پانی، جو لگن یو پانی تو لگن مرد کی زندگانی، اس پانی کے خاطر لوکاں مرتے کیا کیا مشقت جو نہیں سو کرتے۔ بیت

یو سکندر کوں نہیں ملیا یک جام⁽³⁾

زور ہور زور موس نہیں ہوتا یوکام⁽⁴⁾

جوں حافظ طبیعت کا متا، یوں کتا۔ بیت

سکندر رانگی بخشند آ بے

بزدور وزیر میسر نیست ایں کار⁽⁵⁾

یو پانی روشنائی میں ہے، ظلمات میں نہیں۔ یو پانی خدا دیوے کسی⁽⁶⁾ کے ہات میں نہیں۔ یو پانی ہوئے تو حیات خوب، یو پانی ہوئے تو سب بات خوب۔ اس پانی کے معنی پانی رکھیا سو جانے۔ جیو⁽⁷⁾ اس تے ملا یو بچ پرانی ہے، دنیا میں جو کچھ ہے سو یو پانی ہے۔ بیت

دین ہور دنیا کی خوبی نیم ہور دھرم ہے

ایمان کی نشانی سو مرد کوں شرم ہے⁽⁸⁾

کہ کہتے ہیں الہیاء من الایمان، 2 حضرت کی حدیث ہے یو تحقیق جان۔ اگر اس آنحیات کی کچھ بات ہے۔⁽⁹⁾ حیا میں یو آنحیات⁽¹⁰⁾ ہے۔ اتال تو کج پہچان۔ کھول کہے اس بات کے چھپے معنی، اتال اس پانی سوں تے کچھ کام اچھے گا تو توں جانے۔ نظر بولیا کہ اے ناموس بادشاہ، عالم پناہ، توں مرد ہے، فرد ہے، ہمدرد ہے، نیم دھرم تیرے رہتا ہے، تو جو کچھ کتا سوچہ کتا ہے، مجھے تیری بات کرے شرمات، سنے کے پانی سوں لکھ رکھنا، یو تیری بات۔ بیت

آدی نہیں دو جس نے کچھ نام و ننگ نہیں

آدی نہیں دو جس نے آدی کے ڈھنگ نہیں⁽¹²⁾

و لے میرا مدعا کچھ ہور ہے، میرے مدعا میں ہنوز بی شرشور ہے، وہ آنحیات جو میں سنگتا ہوں

1 سکندر کو (چشم آب بتا پر) پانی کا ایک قطرہ نصیب نہ ہوا۔ زور و زور کے بل پر ایسی ہم سر نہیں ہوتی۔

2 شرم و حیا ایمان سے ہے۔

اے کون پہچانے گا اسے کون پہچانے گا خدا جانے۔⁽¹⁾

چلیا امید کوں امید کوں برلیا دے

دو نا امید ہو آتا امید کوں پاوے

نظر ناموس بادشاہ کوں سلام کر، کچھ کلام کر، چلیا۔ نشان اس آنحضرات کا کہیں نہیں پایا کر بہت
تملایا۔ کام تاخیر ہوا، دل گیر ہوا۔ بی یاد کر اس دل کی یاری، خدا سونے لگا یا اسید داری۔ جاتے جاتے
تملاتے تملاتے، جی کھاتے کھاتے ہات میں دیکھا ایک ڈوگر عظیم الشان، دسرا آسمان، ہر ایک
کھورے میں اس کے چاند سورج کا مکان، ہر ایک جھاڑ کی تیل اس پر جیوں کبکشاں۔ خیال کا ہات
اس پر نہیں پڑتا، خیال چڑچڑ کرتا۔ نظر اس کی بلندی پر نہیں جاتی، سچوئی بھی پھر پھر آتی، جیو نہیں
رہیا، اس ڈوگر کے نزدیک گیا، وہاں کے لوگ اس کوں پوچھیا کہ اس جاگا کوں کیا کہتے ہیں؟ یہاں
کون رہتے ہیں؟

خدا کریم ہے سب کوں مکر میں تے کاڑے⁽²⁾

کسی کے مکر کے پھاندے کسی کوں ناپاڑے

انہو بولے کہ یو ڈوگر ہے زاہد و رزق کا آشنا، مشکل ہے اس ڈوگر پر نیک ایک جانا۔ اس ڈوگر
پر کھانا ایک بڑا ہوتا ہے رات دس، اسنے پرسن ہوا ہے پر میں اس کا ناؤں رزق، مکر ہو اس میں
کچھ نہیں فرق۔ نظر کوں بہت تھی اپنے طلب کی آس، باد ہو کر ڈوگر پر چڑیا گیا۔ اس رزق کے
پاس، انے کہا اے پیر سلام، صاحب تدبیر سلام، انے کہا اے جوان ملک سلام، ملک اسلام، یو
بے غرض اسے عرض تمام، خدا کرے تو ہوے یو کام۔ بیت⁽³⁾

یو کاں کا دو کاں کا یو دونوں ہوائی⁽⁴⁾

تماشا عجب ہے نوی آشنا کی

رزق کہا کہ یہاں توں کیوں آیا؟ کون تھے یہاں لے آیا؟ کون تھے یو بات دکھلایا؟ یہاں
کیا ہے تیرا کام؟ تیراں ہوں میں میں نہیں ہوتا نام، نظر اپنے دل کی گانت کھولیا، اس تازے آنحضرات کا
قصہ بولیا۔ رزق کہا آنحضرات کا چشمہ کتنے سوکس باغ میں نہ کس گشت میں ہے، دو چشمہ کتنے سو
بہشت میں ہے، تو اس چشمہ کو ڈھونڈ تا دنیا مینے، لیکن اس کا نشان کوئی کیا کجے کون کیا جانے۔

یو غرض⁽¹⁾ ہے پوچھے بغیر میں رہتا، یو کچھ پوچھتا دواسے کچھ کتا۔ غرض اگر تجھے ہوتا ج ہے یو پانی تو عاشق کے انجھوں میں ہے، اس پانی کی نشانی، عاشق کے انکھیاں کا پانی کیا ہے؟ عشق کی خوی⁽²⁾، اس پانی نے کیا عجب جو سوسو جتا ہوئی۔ مسیحا کا دم اس پانی تے فیض پایا۔ مسیحا اس پانی تے موئے کوں جلا یا۔ اس پانی کے قطر امیں فیض ہیں اگر کوئی پہچانے، یو چہ پانی آب حیات ہے اگر کوئی جانے۔⁽⁶⁾ جو اپنے رونے تے محظوظ ہیں درد مندوں، سوئسی تے نیس پاتے ہیں حظ یو محبوباں۔ چنداں کس کس لذت بھرے درداں سوں انکھیاں میں تے پڑتا ہے بند ایک ایک، اگر تو عاشق ہے تو بند بند کا لذت دیکھ۔ اس غم میں کیوں خوشی آئی، اس کڑوائی میں کیوں رکھے میٹھائی۔ کانیاں تے پھولاں کون لیا ہے، آگ میں پانی ہے دو پانی کون پیا ہے۔ وہ بھنور کاں ہے جو یو باس لیوئے، وہ پیاسا کاں ہے جو یو پانی پیوئے، ہو اس پانی کی خبر دیوئے۔ یو قطر ہے بہوت لذت بھرا، ہر قطرے میں سودر یا مجھے معلوم تھا سو کیا عرض، اتال توں جانے تیرا فرض⁽¹³⁾ نظر ہنس کر رزق کوں حیلے کے برق، کوں بولیا توں بی کتا ہے سو اس میں ایک معنا ہے، ولے یو معنا پاتا ہے، مگر کتے تھے ولے یہاں مگر کچھ نیس دسیا، تمام مٹھا بغیر شکر کچھ نیس⁽¹⁴⁾ دسیا، شاباش انجھواں⁽¹⁵⁾ کا عجب بیان کیا، عاشقاں کا خاطر نشان کیا۔ عاشقاں کے انکھاں کے انسواچ ہیں، جو توں کتا دینچ ہیں، جس انکھیاں کوں دیدار کی لگی حیرانی، اس انکھیاں کا کیوں نہ ہوئے ایسا پانی، قلب المومن عرش اللہ⁽¹⁷⁾ یعنی مسلماناں کا دل خدا کا عرش ہے۔ یو پانی اس عرش کے چٹھے میں تے آتا ہے، عاشق کے انکھیاں کے کنکوریاں پر تے جاتا ہے۔ نعوذ باللہ یو پانی اگر قبر میں آوے، دریاں کوں ڈوباے، لوح کا طوفان، اس پانی کا قطر اجان۔ اس پانی کا بہوت ادب دھر، تا اس پانی سوں بے ادبی تا کرنا۔ اس پانی سوں بہوت ڈرنا اور خوف کرنا،⁽²²⁾ پرہیز کرنا۔ یو پانی اگر موج اچا وے تل میں عالم کوں گلستاں کر دکھلاوے پھول کوں پھولواڑی کرے باڑکوں باڑی کرے۔ پات کوں جھاڑ کرے، کنکرے کوں پہاڑ کرے۔ ذرہ کوں آفتاب کرے، آتش کوں آب کرے۔ گدا کوں بادشاہ کرے، ستارے کوں ماہ کرے۔ تیراخن مجھے خوشی دیا، تیری بات تے حظ لیا، عجب فہم دھرتا ہے، شاباش بہوت سچہ سوں بات کرتا ہے۔ تو کہا سو بات بی میری بات میں ہے، وودیس بی اس رات میں ہے۔ توں جو موتی ستیا میں چھیا، توں جو بولیا سو میں سنیا۔⁽³⁰⁾

دلے میرا دعا کچھ جدا ہے کس نے کیا ہوئے گا اتنا خدا ہے یو کہہ کر وہاں تے اٹھیا، اس کی خدمت کے بند میں⁽¹⁾ تے چھڑیا۔ اس کام پر یوں تھی قضا، جاتا ہوں کر سنگیاریضا۔ اس فکر تے جلیا،⁽²⁾ بہت تملایا۔ یہی اپنے کام کوں باز ہو کر جنگلے جنگل چلیا، بہت تملایا، اس جنگل میں دیکھتا ہے جو یکا یک ایک کوٹ نظر آیا، آہن پر پڑا تھا اس کا سایا، سات زمین اس کوٹ کے یک طرف کا پایا۔ ہر ایک کنگور اس کا عرش کا مسایہ،⁽⁴⁾ ایسا کوٹ دنیا میں آج لگن کوئی بادشاہ نہیں بندھایا، جانو آ پے کچھ قدرت تے مستعد ہو آیا۔ بیت

عجب کوٹ اوٹ ہے کتا بکھا نو⁽⁵⁾

کہ حلقہ اڑدہا ماریا ہے جانو⁽⁶⁾

اس کوٹ کئے آکر وہاں کے لوکاں کی روش پاکر، پوچھیا کہ اس کوٹ کا ناؤں کیا ہے؟ اس کوٹ کے بادشاہ کا ناؤں کیا ہے؟ اس کوٹ کے بادشاہ کی کیسی ہے عدالت؟ وہاں کے لوگ بولے کماں کوٹ کا ناؤں ہدایت، ہو اس کوٹ کے بادشاہ کا ناؤں امت۔

ہدایت لگ تو آیا ہے دیکھیں کیا ہوئے ہدایت سوں⁽⁹⁾

نظر نے لئی جفا دیکھیا لکھا اب کام امت سوں

نظر بولیا کہ شکر الحمد للہ ایتا جد دیکھے سر دھن، بارے اپڑے امت لگن، اتنا خدا امت دیوے، خدا فرمت دیوے، امت تے کچھ امت پادیں، کچھ مت پادیں، مراد اپنی برلیا دیں۔⁽¹³⁾ امت تے نیست ہوتا امت، دنیا میں امت بڑی بست۔ عقل امت تے پکڑتی بلندی، امت کے سر ہے تمام ارجمندی، امت کاڑی کوں ہوئے تو پہاڑ کوں زیر کرے۔ قطرے کوں امت ہوئے تو دریا سوں دغوا دھرے۔ امت تے نखा بڑا ہوتا، امت تے پڑیا سوکھڑا ہوتا۔ ماں امت باپ امت، پیر امت، مرشد امت، جو کچھ ہے سو امت امت جس مرد میں کچھ امت ہے، اس پر رحمت رحمت ہزار رحمت۔ بیت

وہی مرد جو امت سوں ہمیشہ ہم دست ہے⁽¹⁵⁾

امت خدا کے خزانے کی خاص کچھ بست ہے⁽¹⁶⁾

بڑائی مفت نیں آتی، جتنی امت اتنی بڑائی آتی، امت جے گنوا یا، انے دنیا میں کیا پایا۔ امت کی

صفت جوں ہے، تیوں کوئی کرسی نا، ہمت کی صفت جتنا کہے بی سرسی نا۔ مرداں کوں ہمت، عاشقاں صاحب درداں کوں ہمت، نامراداں کوں ہمت، کیا کام آوے رس نہیں سوگا نڈا، جس میں ہمت نہیں سو خالی بھانڈا جو کچھ خوبی ہے سو ہمت کے ہاتھ ہے، ہمت کا تاو لیںنا بی لئی صواب ہے۔ ہمت مرداں کا سنگار، ہمت صاحب درداں کا آدہار، ہمت سوں راضی آپے پروردگار، ہمت کے تعلیم خانے میں چھٹ ہشیار اچ، ہمت نکوسٹ، ہمت مرداں کی سنکھاتی، ہمت کوں خدا سنگنا ہمت خدا کوں بھاتی، غرض مرد کوں ہمت مطلوب ہے، بہو نیچہ خوب ہے۔

القصد۔ جاسوس نظر، ہمت بادشاہ عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ سوں جا کر ملیا کہ خدمت کرے، عظمت پاوے، نامرادی جاوے، مراد آوے، محنت کا جھاڑ راحت کے پھل بار لیاوے، بیت۔

غرض دھرتا ہے نہیں تو کیا غرض ہے یاں لگ آنے کو

جو کوئی سیوا کرے کس کی سو کچھ مقصود پانے کو⁽¹³⁾

سینا ہوا خفا، کو لک یو جہا، خدا جانے کون سے دن کدھاں ہوتا نفا۔ نظر کا خاطر وہاں تک حمیا چند روز ہمت کی خدمت میں گیا گتے گتے ہمت کئے ایک دیس اس تازے آنکھیاں کی بات کیا، اپنے سب واقعات کہیا، ہمت سن بنیا، ہنس کر بی رویا، انجواں سوں سوں دھویا، لہو کو پانی میں گھولیا، ہور بولیا۔ اس تازے آنکھیاں کی بات کئے، طاقت نہیں مجھ منے، یو آنکھیاں تو ہے، یو شہد یونبات تو ہے، ولے بات کرتے اثر چڑھتا، آدمی بے ہوش ہو پڑتا۔ رگے رگے منے لہو کوں آتا جوش، یو عالم سب ہوتا فراموش۔ یو بات تند ہو تیز، تاز آ میز خونی خوں ریز، اس بات سے پرہیز حذر کر، اے نظر خوب بی نظر کر۔ اس بات تے درگزر کر، بلکہ دوسرے کوں بی خبر کر، بہوت لوکاں اس بات میں آکر جیواں گنواے ہیں، ایمان پر بات لیاے ہیں شیخ صفاں بی تین سوساٹ مریداں⁽²⁴⁾ چوڑ مصحف کوں جالیا سوز چرایا، شراب پیا، آپس کوں کفر میں کھالیا۔ حضرت داؤد اس خاطر اپنے جیو پر اٹھے، یکس کوں جیوں مارے، خدا کوں بسارے، ایسا کے جو آخر چھتا کر کمر بسلائے، مجنوں جیو تے اٹھیا، اپنا لہو آ پے کھوٹیا،⁽²⁸⁾ مجنوں کا سینا پھوٹیا، اس خاطر زلیخا نے کیا کرئی، شرم تے انھی جیو تے نہیں ڈری، طالب تھی سچی،⁽³¹⁾ کاکلوت میں آکر یوسف پر کیا کیا فتویٰ رچی، مرد کوں بے ہمتی خوش نہیں آتی، جسے ہمت ہے اسے⁽³⁴⁾ صاحب ہمت کی صحبت بھاتی۔ توں یو بات سنتے کچھ کا کچھ ہووے گا، دیوانہ ہوئے گا، بچ ہووے گا،

جیاب ہووے گا، بے آرام ہوے گا، چپ عالم میں بدنام ہوے گا۔ بیت

شراب ہے تو بی کوی نہیں ہوتا ⁽¹⁾ ماتا

حسن شراب کہ جس دیکھتے اثر آتا ⁽²⁾

تجہ میں ⁽³⁾ تیری سُنَد، پچھیں کاں کی عقل، کاں کی بُد ⁽⁴⁾، نئے دل کوں اپنے جوڑ، اس بات کا
دبلا چھوڑ۔ میں کہ ہمت ہوں سواں شہر میرا ہوا حوال، اتال دسریاں کی بات کیا کہوں دسریاں کا
کیا حال، نظر یو خبر سن بہت کھا برا ہوا، چپ چت کا برا ہوا، معاملہ کچھ کا کچھ کھڑیا، اندیشے میں
پڑیا کہ یو ہیرت ہے ⁽⁵⁾ کون نہایت کوں انپڑایا، اس کوں انت نہیں کوں اس کا انت پایا کہ
یو آنہیات کی نظروں میں آتا ہے ⁽⁶⁾ یو جاد کیجھے گا، کیا نفاذ کیجھے گا۔ تو بہ کیے پچتاے، آخر بھی پھر اپنی جاگا
آے۔ کوئی اس بات میں جا کر اہیں کوں پورا نہیں انپڑایا، جس بات گیا تھا اس بات کی مقصود نہیں
پایا۔ گریا، پھر یا ڈر یا نہیں کر یا گرم دل بی اگر اس آنہیات کی خبر پاوے گا، تو کیا نہایت کوں
لہزاوے گا۔ اگر دل کے ادھر دیکھتا ہوں تو دل کے قایدے کیاں بہت باتاں ہیں، ادھر جیو کے
رہنے کی کچھ فکر کرتا ہوں تو لئی دکاتیاں ہیں، میانے میاں پڑیا، پچارے پر مشکل کھڑیا۔ بیت ⁽⁷⁾

نفرشہاں کئے کوی دور اندیش ہوے تو خوب

کہ زیر کام نہ ہوے گا کام پیش ہوے تو خوب ⁽⁸⁾

دلے عاشق کوں قائل کی بات بول خاطر میں ⁽⁹⁾ کاں آئی، چنڈ کس کی کان بھاتی، دوستی جا کر دشمنی
بھاتی۔ دل میری بات کیا مانے گا، اگر بولوں گا تو دشمن کر جانے گا۔ بیت ⁽¹⁰⁾

جو کوی خوبی کوں کہے ہوہر کوی برا مانے

نہ بول بول کہ کیا کام بیٹھے پچھتا نے ⁽¹¹⁾

کہا خوب سب سوں چت دھرتا، اتال کیا کرنا۔ کیا نکلے کیا ہرے، جسے خدا ہمت دیوے سو
کرے۔ دل کے دل میں میری ہے آس، میں بی انپڑیا ہوں ہمت پاس، بارے یہاں لک آیا
ہوں، مقصود کوں جگایا ہوں، کام ہوتا ج بھلا، کم ہمتی کا خطر اسوتا ج بھلا۔ (دوسریاں کا) قصہ
سناؤں گا، دل کو بی ہمت پر لیاؤں گا دل ہے آخر یوں کچھ کام کرے گا، (بالذات) مردانا ہے،
مردانگی پر دل دھرے گا، ہرگز نہ ڈرے گا، دل کوں کہوں گا کہ کرتے تو کیا، دلے ہشیاراے جیا،

مرداں میں ٹھاؤں اچھٹا کچھ ٹاؤں اچھٹا، کہ ارے سن اے دل، کام کیا جائے ولے کام نبھانا مشکل،
یوں بولیا ہوں تیری خاطر میں کچھ اٹھیا کر تا ہوں، تجھے اپنے ٹھارہ شیار کرتا ہوں۔ بیت

نفرد ہیچ کہ صاحب کے کام پر جیودے

اپس کے کام کوں سٹ دے نام پر جیودے⁽⁵⁾

کہ میں نفرتیرا، توں صاحب میرا، تیرا نیم دھرم، میرا شرم، صاحب کی بزرگی، نفرتی بڑای، جو
کوئی نفران خوب ہیں دائم انوکوں ایسی عقل آئی، ایسی عقل تے انوکوں بڑھائی، ایسا کچھ اندیشا
اندیش کر، قدم پیش کر، ہمت کوں بولیا، کہ توں بادشاہ، توں ہمت، توں فتح، توں نصرت، توں
صاحب ملک، توں صاحب مملکت، توں صاحب دین، توں صاحب دولت، توں ہمت مجھے
میرے کام کوں ہمت دے، ہمت کی کچھ مت دے، ہمت تے ہمت خوب ہے، ہمت⁽⁶⁾ مطلوب
ہے۔ تیرا جیونیں رہیا، توں یو بات البتہ میرا جیود کیہنے کہا۔⁽⁷⁾ نیس تو توں ہمت یو بات تجھے کدھر،
تجھے اس بات پر کہاں نظر۔ توں سعادت مند توں بہت ہمت بلند جہاں تے ہمت ہاری چھیں
ہاں تمام خواری۔ جو لک خدا کی خدائی قائم، تو لگ ہمت قائم ہمت دائم۔ بیت

مجھے کیا ہے توں بیدل یو کیا عقل کرتا

ہوئے سو کام میں میرے توں کے خلل کرتا⁽⁸⁾

خوب خدا خاطر جوں تیوں اس آئینات کی بات توں بول، (اتال دل کوں) کھول، جو اس
کے اثر تے کیا ہوتا ہے، کھڑی بھرا یک جا گادونوں مست ہو پڑیں،⁽⁹⁾ ایکس کے ایک گلے لگ لگ
بک فیس، بک روں، بک چر پھڑیں، یو بی ایک تماشا دیکھیں، اس معاملہ کوں بے خطر لیا دیکھیں۔
یو بی ایک عالم ہے، آخر خوشی ہے کیا غم ہے، یک ساعت مست اچھیں، اپس میں آپے ہم دست
اچھیں، دونوں بی مست، دونوں مئے پرست، دونوں بی دانے دونوں بی دیوانے، دونوں بی دانش مند، ایکس سوں
ایک بچارے ایکس کوں ایک دیے چند۔ آج گلن عاقل تھے، ایک دیس دیوانے اچھیں۔ یو بی ایک
گل ریزی ہے، اچھیں دیکھیں جانے اچھیں۔⁽¹⁰⁾ ہیرت پتی کیوں کھوتی، ناؤں تے مستی کیوں چڑتی،
کوئی کتے یو بات خرافات ہے، ناؤں تے مستی چڑتا بہوت بڑی بات ہے۔ بیت

نفا ہے کیا جو چھپا راکھے دل نے دھر کر

جو کام دل نے آوے دو دیکھنا کر کر⁽¹¹⁾

توں ہمت، توں صاحب شوکت، بارے ہمتا کچھ فیض انہڑے، تیری دولت مقصود سپرے۔
 دل کوں کھول^(۱)، دو آنکھیاں کاں ہے اس کا نشان اتال بول۔ کتا تپا دے گا، صبری کر^(۲) تے جیو
 جاوے گا۔ ہمت نظر کوں بہت کیسا پیٹ پکڑ پکڑ کر ہنسیا، کہا شاہاں تجھے اس کام پر بہت ہم ہے،
 توں بہت ثابت قدم ہے جس کا نفر ایسا اچھے گا، اس کا صاحب کیسا اچھے گا۔ بیت

نفر جیسے کتے دنیا میں دو نفر کاں ہے

نفر کسچ کو اتے کے خبریں کاں ہے^(۳)

نفر ایسا اچھا جو صاحب کا نام کرے، اپنا کام کرے۔ نفر دو جو اپنے کام تے صاحب کا کام
 اگلا جانے، نفر دو جو صاحب نہیں کہے لک صاحب کا خیال پہچانے نفر کوں بہت عقل کا سکت اچھا،
 نفر بہت عالی ہمت اچھا۔ جاں ایسا صاحب ایسا نفر، وہاں کام فتح ظفر^(۴) اتال کیا ہے ڈر جو کوئی
 ہے دانا، جو کوئی سمجھتا ہے بات کا مانا، دو نفر کوں دیکھ صاحب کا مقدار جانتا ہے۔ دو نفر کوں^(۵) دیکھ
 صاحب کوں پہچانتا ہے کہ اس نفر کا صاحب اتنی عقل، اتنی فام کا ہے، اتنی تدبیر اتنی کام کا ہے، نفر
 کوں کیس مقصود کوں بھیجے تو بہت فکر کرنا، عاقل لوکاں بہت تماشے کے ہیں، بہت ڈرنا، جو کوئی
 دانا یا دانش مند کہواتے، باتچ میں بات کوں سمج جاتے۔ عاقلوں نے عقل سوں ملک گیری کیے ہیں،
 اجالا پاڑے ہیں روشن ضمیری کیے ہیں جو عقل پر آئے ہیں، تھوڑے کوں بہت کر دکھلائے ہیں،
 تدبیراں کئے ہیں مکاں لئے ہیں۔ گر عقل کوں تک ہمت کی چاشنی دیا جائے تو لئی کچھ کام کیا
 جائے۔ جیتا عقل جیتا گیان ہے تو کل بی میاں میاں ہے۔ مرداں کوں ایک عقل ہے، کہ اس عقل
 کا نام دیوانگی، مردانگی۔ مرداں کوں دو بہت بھاتی، دو عقل اڑے وقت پر کام آتی۔ یو عقل نہیں
 سب کے، مگر خدا دیوے جسے۔ بعضے لوکاں ایسے لوکاں کوں دیوانے کتے انوکھا جانے کتے۔ در
 اصل اس میں نہیں ہے اتنی سمج، کیا سمج^(۱۳) گے دانے دیوانے کے رچ۔ انو چپ باتاں کرتے آکر
 میانے، آخر بھلے برے کے یار سودا نے دیوانے۔ تدبیر رچ سوں اچھے تو کچھ سواد ہے، (اچھا کام^(۱۶)
 رچ سوں اچھے تو کچھ سواد ہے)۔ جس تدبیر میں رچ نہیں، وہاں عزت کوں کچھ سمج نہیں۔ ایسی تدبیر
 کا مانا قائم نہیں اچھا، وایم رہے گا کر جانتا دے وایم نہیں اچھا۔ دشمن کوں زیر کرنے پیش ہونا یا
 زیر دشمن قتل کی لیتا ہے خبر۔ آج کیا کھایا، آج کیا پیا، آج کس سوں کیا بات کیا۔ آج کیا تدبیر کرتا^(۱۷)
 زیر دشمن قتل کی لیتا ہے خبر۔ آج کیا کھایا، آج کیا پیا، آج کس سوں کیا بات کیا۔ آج کیا تدبیر کرتا^(۱۸)

ہے، آج کیا قصد دھرتا ہے۔ آج کس کئے⁽¹⁾ تے کیا لایا، آج کسے کیا دیا۔ آج کہاں بیٹھا، کہاں سوتا، آج گھر میں کیا اندیشا ہوتا۔ یوں⁽⁴⁾ بے چین پر مثال لنی دیتا، نزدیک کے لوکاں کوں باند لیتا۔ یو غافل بچارا خبر نہیں دھرتا، جو کچھ آپس کوں بھائے سو کرتا۔ یو تو سب کوں بھلے جانتا، سب کوں مانتا۔ اس کا سب پر اعتبار، ولے بعضے نزدیک کے لوکاں نچ دشمن کے خبردار۔ تن⁽⁸⁾ میں دشمن پورے دھتیارے، سوانو⁽⁹⁾ ج دشمن کوں خبر انہارے۔ دنیا ایسی ہے⁽¹⁰⁾ جو اس دنیا خاطر لوکاں نے ماں باپ کوں مارے ہیں، سکے بھایاں تے سکے بھایاں سوں⁽¹²⁾ عداوت سارے ہیں۔ دنیا ماں، دنیا باپ، دنیا بھائی، آخر یو دنیا کس کی ہونیں آئی۔ دنیا کے لوکاں بہت مست، بہت بے خبر، خدا رسول انوکوں کدھر، انوکا ماں باپ انوکا خدا، رسول سوزر۔ رام جو جان کر رادن پر آئے، گھر کے بھیدی تے لٹکا جائے۔ رام جو جان کر رادن پر آئے، مایا دے کر بھائی کوں بھانج مارنے فرمائے۔ یو دنیا ہے۔ سکے بھائی کوں یہاں پتیا پانا جائے، نفر جا کر تو بیگا نے نفر چا کر⁽¹⁶⁾ تو یکا یک پتیا را کیوں آئے۔ دنیا میں ہر ایک کام کوں وسیلا بہت ہے، دنیا دغا باز ہے، دنیا میں مکر ہو رخیلا بہت ہے، ایک بادشاہ جو دوسرے بادشاہ سوں⁽²⁰⁾ کچھ کام دھرتا ہے، تو اس کے نزدیک کے لوکاں کوں⁽²¹⁾ بی کچھ دے کر اپنے چا کر کرتا ہے۔ اس کے بندی جو اپنے ہوے چا کر، تو کام دنیا کا بند بیٹھا ہے آکر۔ جو اس کے ارکان دولت آپس سوں⁽²²⁾ کیے قول قرار،⁽²³⁾ ہمیں انوکے بادشاہ کے دل کون پھراتے کئی بار، اول کے داتاں لوک⁽²⁵⁾ بی خو بچہ فکر اس ڈھوٹتے تھے، آپس میں آپے بچار، بہت کاماں ایسے تدبیراں سوچے کیے جاں انوکوں مشکل پڑیا اس ٹھار۔ دنیا تماشے کی ٹھار ہے، ولے جو کوئی عاقل ہے وہ اپنی جاگا بہت، شیار ہے۔ درود یوار تے بچکنے کی جاگا ہے، اپنے جیو کے یار تے بچکنے کی جاگا ہے۔

بہ شمع خانہ ہم اسرار خوانی پارہ کم کن

زنا محرم چہ غم داری حذر از یار محرم کن⁽³⁰⁾ 1

جو توں ایکس کوں اپنے جیو کی بات پتا کر کتا کہ یو میرے جیو کا یار ہے۔ (توں اس یار کوں بی ایک جیو کا یار ہے) اس کا بی اس یار پر اعتبار ہے، یو راز کس تے نابول سی کر خاطر قرار ہے۔ اس بھروسے پر یو تیرے راز کی بات جا کر اس اپنے جیو کے یار کینے کتا، اسے یار کر پتیا یا ہے جیو⁽³²⁾ 1 گھر والوں سے بھی راز کی باتیں کم کیا کر، ناعمر سوں سے کاہے کا دھرتا ہے تجھے۔ احتیاط کر عمر مان راز سے

رہتا۔ جان چو چیتا۔ وہاں ہر ایک بات کئے کوں دل میں⁽¹⁾ ملاحظہ نہیں آتا۔ یونچہ یار کوں یار، یار کوں یار⁽²⁾ کتے کتے بھیر کی چھپی بات باہر جاتی، تدبیر کا بندھنیا، یکہادی وقت میں سوکھیں کی بلا آتی۔ یار کوں یار کتے نفر سنیا، چاکر سنیا، ایک بات پر چار باتاں زیاست بنیا۔ ایساں باتاں سننے بھلے آدمیاں کے نقشائ چننے، ہجوم ملتا جو غدر ہرتے۔⁽⁴⁾ پھنجیں دو غلوت میں کی مخفی بات کو نچے کو نچے بازار میں بازار پھرتی، اس بات کی بو ہے جڑ، اس جڑ کی اسے میں خبر۔ یوں حیران ہوتا پریشان ہوتا کتاوے یو بات میں غلوت میں فلاںے سوں کہا تھا، ودلی ایک بہانے سوں کہا تھا۔ یو بات کیوں باہر پڑی، یو بات غیر غدار کیوں پڑی توں اپنی بات کوں آپے میں چھپا سکیا جب، تو دسرا تیری بات نا چھپا کر کسے بولے تو کیا عجب۔ ایکس کا مایا لیتا،⁽¹⁰⁾ لے اپنا مایا کسے نادینا۔ جتنا سکنا، اتنا اپنا مقصود اپنے دل میں رکھنا۔ دل کا یار سو پاک پروردگار، جس نے ہر کسے چیتا، انے دعا کھایا۔ اگر کوئی کسے چیتا کر اپنے راز کی بات بولے، تو اسے یوں چھپاتا جوں اپنی شرم۔⁽¹²⁾ تو اسے کتے ہیں نیم،⁽¹³⁾ اسے کتے ہیں دھرم، ہزار جیو کا یار اچھے تو بی کوئی اپنی شرم دکھلاتا ہے، اپنی شرم دکھلانا کسے خوش آتا ہے، ایسا کام ہرگز کسے بھاتا ہے۔ امانت میں خیانت کرنا بھلے آدمی کا کام نہیں، یو کام دانا یاں کا نادان کوں فام نہیں جو کوئی دنیا دار ہیں سودنیا کوں⁽¹⁶⁾ خوب فام کرے ہیں، کہ دنیا میں دوست تھوڑے دشمن بھرے ہیں۔ دشمن اگر چٹنی ہے تو بی عداوت⁽¹⁷⁾ سر چڑے گی، غفلت میں یکاوی وقت دعا دے کر لڑے گی۔ جوں فارسی میں کتا ہے کہ⁽¹⁸⁾

دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد

(دشمن نخواستن حقیرو بے چارہ شرد)⁽²⁰⁾ 1

بارے کہانی کہے ساری رات آخرو چچ بات کہ دشمن گزرتا سو ضرور کوں گزرتا ہے، اپس کے بل میں سنڑیا تو کچھ کرتا ہے۔ مردیوں رہنا کہ دشمن اس کے رہنے کی دضا کوں دیکھ ڈرے، اپنی حد سوں اچھے زیاستی فکرنا کرے۔ مردیوں رہنا جو خدا بی شاہاں⁽²³⁾ کہے۔ دانے جور کھے دانے دیوانے، ووا یک ضرور کے وقت کام آنے۔ وقت جسے کتے دو ضرور کا ہے۔ یو اندیشا بہوت دور کا

1 خبر ہے تجھے کہ زال نے اپنے پہلوان بیٹے رستم سے کیا کہا تھا؟ (اس نے یہ کہا تھا کہ دشمن کو کبھی حقیر اور بے کس نہ سمجھتا ہے۔)

ہے سب باتاں کا یوچ مانا، کہ دانے دیوانے لوگ بہوت ملانا۔ بہوتاں کوں تھوڑے مارے
 سودانے دیوانے، خدا ج کوں بڑا کر جانے سودانے دیوانے دانے دیوانے لوک ملا آپے بی بزرگی
 سوں جی، دسریاں کوں بی بزرگی سوں جلا۔ یوکر⁽¹⁾ے دغا باز اں کام کیا آتے، ہے لگن کھاتے⁽²⁾ میں تو
 نکل جاتے۔ اپنی عزت کی میں شرم، سودسریاں کا کیا رکھیں گے۔ نیم دھرم دانے دیوانے چھوڑ
 جانے میں جانتے، بھی کچھ حلا کر نہیں جانتے۔ انوکا دل بہوت کڑوا، لینے دینے کی بی میں پروا۔
 بعضے لوکاں مزدوری کرتے، صاحب کے کام پر نظر نہیں⁽³⁾ ہر کس کی شرم حضوری کرتے۔ مزدور⁽⁴⁾ کے
 نکلے روٹی پر نظر، بعضے کا ماں کی اسے کیا خبر۔ مزدوراں میں کاں ہے بڑا قام، ایسے مزدوراں تے
 کیا ہوے گا کام۔ جو کوئی آکر دولت پر کھڑے، دانے دیوانے⁽⁵⁾ ملے تو ہوے بڑے۔ خدا جانے
 کس کے سر یواثر چڑیا ہے، بڑے ہونا کیا بات میں پڑیا ہے۔ آدی جاگتا میں سوتا ہے، آدی جس
 پے میں پڑیا سو ہوتا ہے۔ مشقت ٹالی میں جاتی، ہمت خالی میں جاتی۔ دلے شرط ہے جوں⁽⁶⁾ ہمت
 اچھنا، سکت کا گت اچھنا۔ عاشق⁽⁷⁾ ناوں کے ہو کر خدا پاس ٹھاواں سنگنا، سنگے تو ناوں سنگنا۔ مردوئی⁽⁸⁾
 ہے جو ایس کوں پہچانیا، جنے اپنے ناوں کی لذت جانیا۔⁽⁹⁾

القصہ ہمت نے نظر کوں، اس خوش خبر کوں، خلوت میں لے جا کر، اپنے نزدیک بسلا کر،⁽¹⁰⁾

سمجایا، مقصود اس کا پایا۔ بیت

جنے یقین سوں جیو اپنے یار سوں لایا⁽¹¹⁾

جو کوئی ثابت ہو آیا مراد اُنے پایا⁽¹²⁾

کہا خوب⁽¹³⁾ توں مرد سد ہے، ہو اس کام پر بہوچ بجد ہے۔ تو قصا کتا ہوں سن، کہ انہڑے
 اس آسحیات کے چشمے لگن کہ مشرق ولایت میں، اس ولایت بے نہایت میں، ایک بادشاہ ہے،
 قل اللہ ہے، عالم پناہ ہے، صاحب سپاہ ہے، حقیقت آگاہ ہے۔ عشق اس کا ناوں، ہر دل میں⁽¹⁴⁾
 اس کا ٹھاواں، سب سوں جوڑ یا کسی سوں میں توڑیا۔ کیا کریں گے اس کا بیان، اگر ملیں گے
 ہر دو جہان۔ عشق آب بھاوتا، عشق خدا کوں انہڑا تا، عشق خدا کہوا تا۔ عشق کوں نہ مچھیں کی فکر نہ⁽¹⁵⁾
 ایکے کا اندیشا، عشق سرمست بے پروا اس کا ریشا ریشا۔ عشق کس تے نہ ڈرے، عشق خوشی
 بھاوے سو کرے بیت

دو شاہ عشق ہے جو سب جہان اس کا ہے⁽¹⁾
 ستارے چاند سورج آسمان اس کا ہے
 عشق آگ ہے جاں جادے وہاں جالے، عشق کی آگ کوں کون سنبھالے عشق کا جیو حسن،
 اس جیو میں لاک لاک گن، عشق جھاڑ ہے حسن پانی، حسن تے قائم عشق کی زندگانی۔ عشق حسن پر
 والہ شیدا، عشق حسن کی خاطر ہوا پیدا۔ بیت

عجب شراب اے حسن جس میں سب ہستی
 کہ اس شراب سوں چڑتی ہے عشق کوں مستی⁽⁵⁾
 اس کا کام ناز، اس کا کام نیاز۔ یو مستغنی و محتاج، یو سب شوقی و سب لاج۔ عشق ہو حسن دونو
 جوڑا، کوئی بہوت بجیا کوئی تھوڑا۔ عشق حسن⁽⁷⁾ خاطر، حسن عشق خاطر ہوا آشکارا، اس دونو ج کا ہے شور
 گھر گھر ٹھاریں ٹھار، عشق، عاشق معشوق حسن تاری۔ عشق کی معشوق، دائم سنواری سنگاری۔
 القصہ اس عشق بادشاہ کوں، عالم پناہ کوں حقیقت آگاہ کوں، ایک بیٹی ہے، بہوت مقبول، بہوت
 معقول، بہت خوش اصول، بہت خوش رنگ، بہت خوش ڈھنگ۔ نور میں سورنیں اس کے سم،
 نازک نرم جوں پھول، جوں ایریشم، بالاں کرناں، دیکھتے انگلیاں کوں کھیرے آکر کرناں⁽⁹⁾ سند چھوڑ
 دیوانے ہو کر بھرناں۔ بیت⁽¹⁰⁾

گھر میں تے ہنٹے لکے تو آگن سنے پھولاں جھڑیں⁽¹¹⁾
 عاشق ہو کر چاند ہو سورج دروازے پر آکر پڑیں
 یونو انور، نوا آفتاب، اسے دیکھنے کا کسے تاب۔ عالم عالم اس کی خاطر خراب، ہر دل میں اس
 کا اضطراب، ہر طرف عاشق، ہزار بچوں، ہزار فرہاد، سرمست، دلزبا، بے پروا، بے داد۔ بیت⁽¹⁶⁾
 گل کے رنگ کیاں چمن میں شاہاں ہیں
 لالے نیں جانو آفتاباں ہیں⁽¹⁷⁾

تاوں اس کا حسن، کتے یوں اس کے گن، القصہ کوہ قاف کے ادھر ایک شہر ہے، اس شہر میں
 ایک باغ ہے کہ بہشت اس باغ کے رشک تے داغ ہے جس باغ کے پھول دیکھتے جیو آوے، اس
 باغ کوں بہشت سوں کیوں تشبیہ دیا جادے، جمن اس کا موتیاں سوں پھریا، جوں تاریاں سوں⁽²¹⁾

عگن، بہشت اس کے باغ کے ایک کونے کا چمن، ملائک آرزو دھرتے ہیں اس باغ میں آنے،
حوراں ترستیاں ہیں اس باغ کے پھول کا طرہ لیانے۔ بیت

بلبل ہو کر نالے بھرے جتنے چمن سیراب ہو

پھولاں کے خاطر جاڑے کا ثیان اپرے تاب ہو⁽¹⁾

بھنوں لگی تالیا ایس کوں بہت سنبھالیا، آخر دیوانہ ہوا، اس باغ کے پھولاں کی باس تے،
فرہاد کوہ میں آہ بھرتا ہے اجنوں⁽²⁾، اس باغ کے شیریں پھلاں کی آس تے۔ زلیخا جو پھرتی تھی یوسف
کے آس پاس، سو اس باغ کے پھولاں کی پائی تھی باس۔ بیت

جدھر تدھر بی حسن ہے جو دل بھلاتا ہے

کدھر کدھر کی بلا عاشقاں پہ لیا تا ہے⁽³⁾

جس دہر با شہر میں بود آرام باغ ہے، اس دہر با شہر کا ناؤں⁽⁴⁾ دیدار۔ اس دل آرام باغ کا نام
لقب رخسار۔ اس باغ میں ایک چشمہ ہے، اس چشمے کا ناؤں⁽⁵⁾ دہن۔ من موہن، جگ جیون، بہوچ
میٹھا جوں نبات، اس چشمے میں ہے توں سنگیا سو آنحیات۔ اس چشمے پر جاوے گا، تو وہ آنحیات
پاوے گا۔ ہو ردو حسن نار، دل کا سنگار، جس پر بھولیا سب سار۔ بیت

لالے دیئے سینے پہ گل پھل پھل کے تیرے گل پر⁽⁶⁾

دریا میں تے ہنس آئے گا عاشق ہو تیری چال⁽⁷⁾

عشق کی بیٹی، لطافت کی بی بی۔ بہت ناز سوں، بہت ساز سوں⁽⁸⁾ ٹھٹھکی ٹھٹھکی جھمکتی
رخسار کی پھول باڑی میں، اس پھولے پھول داری میں، ناز، غمزہ، عشوا، ادا، حرکت دل ربائی،
خوشنائی لطافت ایساں چاند جیسیاں سکھو سہلیاں سوں مل لایاں، رنکیلیاں جھیلیاں⁽⁹⁾۔ سو اہل
مل دائم تماشہ دیکھی پھرتی ہے، جا بجا دیکھتی پھرتی ہے۔⁽¹⁰⁾

آئی ہے دھن چمن کے انگن میں

پھول پھرتا ہے پھول کے بن میں⁽¹¹⁾

ایسا خیال کتی ہے، دوا کر اس چشمے میں تے ہمیشہ آنحیات جیتی ہے۔ ہمت یوبات کہاں ہو رہا
نظر سنیا بے سد ہوا، سر دھنیا دونو ہوئے بے ہوش، دونو کیے ایس کوں فراموش۔ نہ بود یکتا اس کے⁽¹²⁾

ادھر، نہ اس کوں اس کی خبر دونو مست۔ دونو بے سند ہو پڑے۔

بارے کتے دقت کوں دونو ہشیار ہوئے۔ دونو اٹھ کھڑے دونو حیران دونو پریشان۔ ایکس کا
ایک دیکھے مومن، کیے عجب تھا یونوں، نظر دل پر فکر کی کسوٹ بنیا، ایسا تماشا نہ کوئی دکھیا نہ کوئی سنیا، یو
قدرت کا کام، یو حیران ہونے کا مقام۔ ہمت کہا میں کہا سوا آگئے آیا، بارے الحمد للہ جوں تیوں اپنی
مقصود پایا۔ بیت

سب کسی کوں خدا مراد دیوے⁽⁵⁾

اس کی محنت کی اس کوں داد دیوے⁽⁶⁾

اتل تجھے میں کیا کہوں، نہ کہوں تو چپ بی کیوں رہوں۔ توں تو بہت دانا بہت عاقل
ہے، دے ہشیار دُر باشہر دیدار کوں اپڑنا بہت مشکل ہے۔ بات میں جنس جنس کی محنت حاصل
ہے، اس دربار میں کہیں گرداب، کہیں غرقاب، کہیں ساحل ہے۔ کیا واسطے⁽⁷⁾ آگئے ایک شہر ہے۔
اس شہر کا ناؤں سبکار، تو بہ استغفار، دل کوں وہاں بہت اکراہ لاجول دلاقوۃ الا باللہ۔ وہاں
ایک دیوے بادشاہ روسیہ، گمراہ بدکار اس کا ناؤں رقیب، نابرخوردار، دل آ زور، پلشت مردار،
چچ کارا بے بہرا۔ بیت⁽¹²⁾

عشق کے دروازے پر سب کسی کوں سر دھرتا ہے

جو عشق فرمادے اپنے اختیار ہو کر تاج ہے⁽¹³⁾

دے عشق بادشاہ، عالم پناہ، صاحب سپاہ کے ہات میں اس کا اختیار، عشق بادشاہ کوں اس
جنس کا آدمی بی ہے درکار۔ بادشاہاں میں اچھے پر کم، بادشاہاں کتے جنس جنس کا اچھا آدم، عشق⁽¹⁴⁾
بادشاہ کے فرمان تلے رقیب سر دھرے، جو کچھ عشق بادشاہ فرماے، سو رقیب کرے۔ دُر باشہر کا ہے⁽¹⁵⁾
نگہبان، اغیار کوں وہاں میں دیتا آن۔ ہرگز کس تے میں ڈرتا، جو کوئی آتا اسے منا کرتا۔ اس کے
ڈرتے نظر بھڑکنے ناپادے، امداد کس کا جو وہاں کوئی آوے۔ جو کوئی آتا اس سوں جھگڑتا، مٹتا ہو کر
لڑ پڑتا۔ جاں ایسا آدمی اچھے نت، مٹا کہنے کی وہاں کیا حاجت۔ نہ بھلے تے ڈرے گا، نہ برے
تے ڈرے گا۔ ایک رقیب، ہزار ملے کا کام کرے گا۔ بیت

باغ میں مالی کیوں کے چھوڑے⁽¹⁾

بن رضا آئے تو کر توڑے⁽²⁾

تو اگر اس شہر سبکارتے، اس بے اعتبار ٹھارتے، خلاصہ پاوے گا۔ ہو خدا ایجاوے گا، تو
دلر با شہر میں جاوے گا۔ تو یاد اچھو میرا وہاں ایک بھائی ہے، ایک ماں تے جاکے ہے۔ قامت اس کا
نام، استقامت اس کا کام، دلر با شہر دیدار میں اس کا مقام۔ قبول صورت مدن مورث۔ بلند بالا،
بہوٹج آلا، دل کوں لگے، جیوں کوں مٹھے، سند چھینے بد چھینے۔ فراق کوں ہلکاوے، اشتیاق کوں
آنگے لیاوے۔ بیتابی کوں⁽¹⁰⁾ بے آرمی کوں جالے، قرار کوں بے قرار کرے، انتظار کوں بیمار کرے،
صبری کوں لوٹ لیوے، اضطراب کوں قوت دیوے۔ بیت

یو دنیا میں حسن نہیں یک بلا ہے⁽¹¹⁾

کہ عالم اس بلا پر مبتلا ہے⁽¹²⁾

قامت نہیں دو ایک آفت ہے، عاشقاں کے دلاں کا ضیافت ہے، اس قامت ظاہر⁽¹³⁾
عاشقاں پر بہوت محنت ہے، بہوت مشقت ہے۔ اس قامت کوں اس قیامت کوں تیری
سفارش کی ایک کتاب لکھ دیتا ہوں، تیرے قصے کی حکایت لکھ دیتا ہوں۔ میرا ناول⁽¹⁸⁾ لے، یو
کتاب⁽¹⁹⁾ اس کے ہات دے البتہ تجھ سوں کچھ محبت دھڑے گا، مردت کرے گا تجے کام آئے گا،
وہاں کی روش سمجھائے گا۔ بیت

یکس پر مہر دہر نا خوب ہے کچھ⁽²²⁾

مروت کس سوں کرنا خوب ہے کچھ⁽²³⁾

جس وقت تو وہاں تے بی قدم آنگے رکھے گا اے یار، تجھ پر لئی لئی قصے کھڑے گے اس

ٹھار۔ بیت

نفا ہے تیونچہ جفا بی اہے سخر میاں⁽²⁴⁾

خدا کے نہ لجاوے مے شہر میاں

القصاصوں نے نظر کوں، اس پر ہنر کوں، اس چنچل نظر کوں اس آجیات کا نشان دیا،
خاطر نشان کیا۔ نظر ہمت کنے رضامنگ کر، امنگ کر، بہوت محبت سوں، بہوت مردت سوں، چکور

ہو کر، بھی شرم حضور ہو کر بھی مشرق کے ملک کے ادھر رخ کیا، تو کل کے بات میں بات دیا۔ نظر کوں پکڑا اُجاٹ، بھی اپنے ہو راپنی باٹ، کینک دیس، چلتے چلتے تہمتے، اپنے دل کوں تقوٰا دیا۔ سجا یا۔ ایک دیس اس بیت المال شہر سکسار میں۔ اس پلٹ ٹھار میں بات وچج تھی لا علاج ہو آیا۔ رقیب بادشاہ کے لوکاں، اس روسیہ کے لوکاں، دیکھے کہ یوآدی اس شہر میں نوا آیا ہے۔ پالسی ہے، جاسوس ہے بھیدی ہے چور ہے آیا اس کا کیا مایا ہے۔ بیت

پرائے شہر میں ہرگز خدا کسے نہ لیجائے

اگر ہزار بھلا ہے بی اس کوں کون پیتا ہے⁽¹⁴⁾

دل میں سب یوں جانے، اس کا مایا پانے۔ پکڑ کر، جکڑ کر، رقیب روسیہ، بدرہا کئے، کتے جنے مل کر لیا ہے، احوال اس کا سب سمجھا ہے، رقیب نے، روسیہ نے بے نصیب نے، بولیا کہ توں کون ہے، کہاں کا ہے، اس جاگا توں کیوں آیا، اس شہر کی باٹ تو کیوں پایا، تجھے کون دکھلایا۔ نظر عاقل تھا، سمجھیا کہ یو طرفہ وقت ہے، کام سخت ہے۔ یہاں عقل نابرسنا، اندیش کر کچھ کام کرتا۔ بیت

عقل اچھا وقت اوپر خدا کا کچھ کرم ہونا

اگر فولاد ہے تو بی ضرورت کوں نرم ہونا⁽²¹⁾

رقیب روسیہ کوں، اس گم راہ کوں، خواہی خواہی وقت قصور تھا، ضرورت تھا۔ سلام کر، کچھ کلام کر، چپ نہیں رہا، کہیا کہ میں حکیم ہوں، بہوت معتبر ہوں، سب حکمت تے باخبر ہوں۔ سرتے پاؤں لک علم ہوں، ہنر ہوں، بے جان کوں دیوں گا جان، شاگرد ہے میرا افلاطون، ارسطو، بوعلی ہور لقمان۔ دنیا میں عقل کچھ بی جو دھرتا ہے سو دو چہ خوب، مجلس سمجھ کر بات جو کرتا سو دو چہ خوب۔ نہیں جانتا ہوں کہ کیا تھا خدا کا بھایا۔ جوئے اس ملک میں لایا۔ اگر حکمت پر میں دھیان دھروں گا تو مائی کوں سے کروں گا۔ اگر کسی کوں سے بھاتا ہے، تو مجھے راس کرنے آتا ہے، بغیر پت بغیر آس، پتیل کوں کر دکھلاؤں گا۔ سنے تے خاص، رقیب، بے نصیب، بے روش بے ترتیب، سنے کا طالب تھا، اشتیاق غالب تھا، بولیا کہ الحمد للہ یوتوں میں آیا ہے، الحق کے یہاں تجھے خدا لیا یا ہے، حکمت کے علم میں نادر ایسا، بہوت دیساں پچھیں مجھے ملتا تجھ جیسا۔ بیت

خدا سنبھالے بری ہے طمع کی دشواری⁽³⁵⁾ جہاں بہوت طمع بہوت ہے وہاں خواری⁽³⁸⁾

بہوت طمع تے بہوت ہے زیان، بہوت طمع تے عزت کوں نقصان، بہوت طمع تے رہتا نہیں
 مان۔ بہوت طمع تے آدمی دین گنوا تا، بہوت طمع تے آدمی کا ایمان جاتا۔ طمع تے آدمی کوں بہشت
 میں تے کاڑے، طمع تے آدمی پر یو بلا پاڑے۔ جس کے بڑیاں پر طمع نے یوں بھائے خواری،
 انوکے فرزند اسوں کیا کرے گا وفاداری۔ طمع کا آدمی سر نہیں اُجاتا، جاں جاتا وہاں سر نواتا۔ جس
 کے سر پر طمع کا بھار، اس کا سر دائم تار بے مغز خالی سر، پہنچ پڑتا پھر پھر، طمع تے بڑا جاتی، طمع
 دار کوں بڑی بات کاں آتی۔ ٹھنڈا کام کیا قبول، بڑائی کاں تے آئے گی دھول⁽⁶⁾ بے طمع تے خدا کا⁽⁷⁾
 وصال، بے طمع ہوتا صاحب حال۔ سواد نہیں رہتا، جاں طمع آئی وہاں خدا سو بی کچھ سواد نہیں اچھتا،
 طمع تے دائم پریشان، کد ہیں دل شاد نہیں اچھتا۔ زیاستی طمع نہ غلطی کوں بھاتی، نہ خدا کو بھادے، خدا⁽¹¹⁾
 پاس بی اتنا سنگلتا، جو خدا بی واز آوے۔ بیت⁽¹²⁾

طمع داری نری ہے اے عزیزاں
 نہیں کچھ خوب اے صاحب تمیزاں⁽¹³⁾
 طمع داری سوں آتی یار خواری⁽¹⁴⁾
 طمع داری میں نہیں ہے رست کاری
 طمع داری کے سرتے جو اٹھے ہیں
 وہی ایسے بلایاں سو چھنے ہیں⁽¹⁵⁾

یوں بے تو لیں ہارے کا دل شاد کیا اچھے گا، واز ہو کر دیے تو اس دینے میں سواد کیا اچھے گا۔
 بغیر سنگے وودین ہارا ہے، اگر نہیں دیابی کس کوں کیا چار ہے۔ اس کی لوڑ لوڑ نا، اپنی خوشی اس کی خوشی
 پر چھوڑنا۔ کس پاس تے زوراں سوں کوئی لیتا ہے، دین ہارا سو آج دیتا ہے۔ اگر زوراں سوں کچھ لیا

1. حرص طمع کے تعلق سے وجہی کے ان اشعار کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ سب رس کی
 تصنیف کے اکتیس سال بعد ابن نشاطی نے اپنی مشہور پھول بن (سنہ 1076ھ) میں دوران قصہ اپنے بیان میں
 زور پیدا کرنے کے لئے انہیں اس طرح استعمال کیا ہے۔

خوشی میں اپنے دلیس ہو گئے گل پڑا پوند ہونے پھل۔ گیا کھانے کو چون دو بیگ یک رک پڑا پھاندا گلے میں ایک۔
 بچارہ و و گیا چارے کوں کھانے پڑا لکھا پھاندا ے میں پڑا پھڑ پھڑنے۔ طمع داری بری ہے اے عزیزاں

جاتا، تو کام اس جفا پر نا آتا۔ جو کوئی کہو یا بند، انے خدا ج پر چھوڑنا اپنا دھندا جو کچھ دیا انے اس پر شکر کرتا، غرض خواری سوں پیٹ نہ بھرنا۔ بڑا نہیں ہوں⁽¹⁾ ذی طمع کی خواری، طمع تے یونٹھا ہوا نہیں تو اسے کیا دہڑ ماری۔ جو کوئی مرد ہے بے طمع، دو بڑا ہے سدا اس کا خاطر جمع، دنیا دوس کی ہے، تھوڑے پر بی گذرتا ہے، بہت پر بی گذرتا ہے، ولے جو کوئی مرد ہے، دو عزت پر نظر کرتا ہے جیو ہے⁽²⁾ سچ اڑکے کے ایک کے چار، آخر وقت کوں برابر ہیں مسکین ہو رو دنیا دار۔ اگر کوئی حق دوست، مومن راست اچھے گا، اس وقت دنیا دار تے بلکہ مسکین کا مراتب زیست اچھے گا۔ مرد کی نظر ہمت پر ہے،⁽³⁾ مرد کی نظر عزت پر ہے۔ مرد کوں مرد جانے، مرد کوں مرد پہچانے۔ بہوت کا کرنا ہوس، عزت سوں جتنا ملایا نتائج بس۔ بے عزتی پر آئے تو لٹی ملایا، لٹی ملایا جاتا۔ ولے مرداں کے آنگے دو مردار ہے، مردار کوں، کون کھاتا۔ دینا تو خدا کا دینا، خدا کے خلیفاں کا دینا، باقی کیا، بچارے باقیوں پاس منگ لیتا۔ انوی ہزار مشقت سوں ملائے لے کر آس، یو داس تلپیں کے پرداس، یو باندی تلپیں کے باندی، کیا ہوا جو دوڑا کے ملا کے ناندی۔ اگر کوئی بھوکے اچھے یا تنگے حیف نہیں جو کوئی اپنے جیسے⁽⁴⁾ پاس منگے۔ مردار بی بڑی جاگاتے کچھ لے سکتے ہیں، مردار بی کسے کچھ دے سکتے ہیں، عزت خدا کوں آئی، عزت رسول کوں آئی، عزت مسلماناں کا مایا، جنے عزت کوں سجیا انے خدا کوں پایا، اس معنی پر یو آیت آئی ہے۔⁽⁵⁾ مصحف میں جہاں سے اچھا ہے دین، کہ ولله العزة وللمسولة وللمومنین۔ 1۔ جو کوئی ہر ایک پاس تے کچھ منگ لے، ہر ایک، جاگا سرفرواے ننھے تھے سواس پر بڑے ہوئے۔ اتل ایسے بڑائی کاں تے آئی، ایک سر پر ایٹیاں کا بھار، کس کس کا اچھے⁽⁶⁾ گا اُنکار، ایک صاحب چھوڑا تے صاحب کیا، دہی صاحب اس کا جنے اتسے کچھ دیا ایسے کوں دھیان کاں ایک صاحب پر، یو پچاس صاحب کا ایک نفر۔ ایسے کوں ایسی باتاں کا کچھ عار نہیں، ایسے کا ایک جاگا پر ایمان قرار نہیں، مائی میں جاؤنگ نام، ایسے آدی کوں پیکیاں سوں عرض، پیکیاں سوں کام۔ عزت، حرمت کی کیا ہوس، پیکے ہات میں آئے تو بس۔ کوئی برا کہو یا بھلا، تلپیں مونڈی کئے ہو راکھنا کلا۔ دل قرار رکھ عاجز گھو ہونٹ، اگر مائی لے گا تو بی بڑے ڈھیگ پر ہات

(گزشتہ سے پیوستہ): نہیں کچھ خوب اے صاحب تیزاں۔ طمع داری سوں کھانے جا کو چارہ پڑا دو بند میں آخر بچارا۔ طمع داری سوں آتی یا رخواری سوں طمع داری میں نہیں ہے رست کاری۔ طمع داری کے سرتے جو اٹھے ہیں دی ایسی بلایاں تے چھپے ہیں۔ (چول بن از ابن شاطی صفحہ 43-44) مرتبہ عبدالقادر سرحدی

1۔ حالانکہ عزت تو بس اللہ ہی کی ہے اور اس کے پیغمبر کی اور ایمان والوں کی۔

سٹ۔ خدا گھٹ کیا ہے کا ہے کون گھٹنا، جیو گیا بی ہمت ناسنٹا۔ مرداں جیو کے طمع تے بی چھٹے ہیں، سر گیا بی مارتے، ٹھٹے ہیں۔ اپنے م تے نا جانا، موے بی ہات ہلانا۔ بڑا ہو بڑے کام پر اختیار اچہ، دنیا یک دم کا جیونا بے خبر نکو ہو ہشیار اچہ۔ جس وضاسوں یہاں لیتا ہے، اس وضاسوں وہاں خدا کون جواب دیتا ہے، یہاں تیری ہمت کا یو اصول، وہاں تجے خدا کیوں کرنا قبول، یہاں کا کام نہیں کر سکیا فام، وہاں بی تو اچھوں لئی ہے کام۔ یہاں کی آرزو پر ایتا مشکل، وہاں بی لئی لئی جاگا تر سے گادل۔ برا ہے عورت⁽⁵⁾ ہور سینے کا درد۔ جو کوئی یہاں ایس کون سنھالا سو بڑا مرد۔ عورت کی بات عشق ہے، پیغمبراں پر گزریا ہے۔ بہر حال پر یا مال تو کیا اچھے گا کہ کوئی اس پر کرے گا خیال، داڑی موچھاں آیاں تو کیا مرد ہوئے۔ چار عورتاں بھایاں تو کیا مرد ہوئے۔ ایسے مرد عورت تے بترامسک راس ایسے مرد پیکے کے پچاس۔ خبردار کھواتے ہور بے خبر پیچ۔ صورت آدی کی ہور سیرت کھکی کچھ یہاں ایسیاں کون بہت بڑا جنجال ہے، آدی ہو کر آدی کون سمجھنا تمام آشکال ہے۔ بارے رقیب، بے نصیب کا طمع تے سینا گیا تھا چکلیا، نظر کے حضور مویں میں تو یوں نکلیا کہ

تیریاں باتاں سن میں رہا ہوں آس کر، اتال جوں توں کہا تیوں سہاراں کر۔ بیت

نیسے کا چت برا ہے آدی کون

کہ غم کرتا ہے سب بے غمی کون⁽⁷⁾

نظر جواب دیا کہ اس نے کی ترکیب کون کچہ داروں کا موپ⁽⁹⁾ درکار ہے، معدن اس داروں کا دلز با شہر دیدار ہے، ہور گلشن رخسار ہے، رقیب، بد بخت، بے نصیب بولیا کہ سہاراں کرنا میسر ہے، تحقیق اکسیر⁽¹²⁾ ہے، تو بہتر ہے۔ دلز با شہر دیدار ہور گلشن رخسار ہے بی نزدیک، بلکہ نزدیک تر ہے۔ خدا قادر ہے، جو کچھ توں سنگٹا سو سب حاضر ہے۔ ہمیں تمہیں مل کر جائیں، جو کچھ مستعدی ہونا سو شہر دیدار تے لیا نہیں۔ انے بی کہا خوب، انے بی کہا خوب، مطلب پر آیا مطلوب۔ بیت

زباں یک تھی دونو کا دل جدا تھا⁽¹⁷⁾

بجنا حال، انوکا سو خدا تھا⁽¹⁸⁾

رقیب بد بخت، گمراہ، دل سخت، ہور نظر دل کا دولت خواہ، دونو مل کر، ایک دل کر، دلز با شہر دیدار کے او دھر چلے، دل میں کوڑ کپٹ، مویں پر دونو بھلے۔ بیت

اگر کوئی مرد ہے یا استری ہے

دنیا میں سب دعا بازی بھری ہے

مصلحت سوں چلنا دنیا کا کارخانہ، کیس سچا بول، کیس جھوٹا بھانا۔ ولے جھوٹے کوں سب کوئی
چیتا تے سچے کی بات کوئی خاطر نہیں لیا تے۔ جھوٹا دنیا میں بہو سچ بھاتا، سچے کوں کتے کچھ کام نہیں
آتا۔ جھوٹا نہیں ہوئے سوبات کاڑے، جھوٹا دو میں عداوت پاڑے۔ جھوٹا کافر بے ایمان، جھوٹا
بد بخت بد گمان جھوٹے کی بات کوں نہیں کچھ بند، جھوٹا سچیاں کے گوشاں کا اسپند،⁽²⁾ جھوٹے کے موس
میں دائم گند۔ جھوٹے کون کیس عزت نہیں، جھوٹا کافر پیغمبر کا امت نہیں۔ حضرت کہے⁽³⁾ ہیں یوحنا نبی
کے رتی کہ الکذب لا اتمی 1۔ جھوٹے کوں لاشا، جھوٹے کی حبیب بچھاڑ کر کاٹنا۔ جھوٹا شیطان کا
سالا، جھوٹے کا دین دنیا میں موس کا لا۔ جھوٹا اپنے دل⁽⁴⁾ تے باتاں جوڑے، جھوٹا لوکاں کے گھراں
پھوڑے۔ جھوٹے کی میں کیا کہوں بات، خدا پناہ دیوے جھوٹا ہے شیطان کی ذات۔ سچے کوں سچ⁽⁵⁾
کتے، کچھ کا کچھ کتے سچے کی بات کون ماننا، سچے کوں⁽⁶⁾ کتے یو کیا جانا۔ سچے کوں سچا جانے، جھوٹا سچے
کوں کیا پہچانے۔ سچا جھوٹے تے دعا کھا دے، سچے کوں جھوٹے کی محبت کام نہ آوے، شیطان
تے ڈرے تیوں جھوٹے تے ڈرنا، جھوٹے کے موس پر لعنت کرنا۔ بیت

جھٹے تے کام نہ آے بڑا نکامی ہے⁽¹⁰⁾

جو کوئی جھوٹ کتا بہوت دو حرامی ہے⁽¹¹⁾

سچے پر ہستے، مسخریاں کرتے، سچے کوں اڑا تے،⁽¹²⁾ سچے پر بولاں دھرتے، سچے میں نہیں ہے
جھوٹی بازی، سچے سوں خدا رسول راضی۔ بعضے ناپاکاں پیغمبر کوں بولتے تھے کہ یو دانا ہے، ساحر
ہے، یو بات چپکی میں ظاہر ہے۔ اتال دھریاں کوں بولیں تو کیا عجب، اس جاہلاں کی ذات سچ⁽¹⁶⁾ ایسی
سب کہ حدیث ہے الصدق یغی و الکذب یھلک 1۔ سچے کا دل پاک، جھوٹے کے دل
میں شک، یعنی جھوٹ ہلاک کرتا ہے، ہو سچ دیتا ہے نجات۔ یو رسول تے آئی سو ہے بات۔ خدا
روز کی ناکرے اہل کوں نا اہل کی محبت، یو بہوت بڑا عذاب، یو بہوت بڑی محنت، یا عاقل سوں⁽²¹⁾

1۔ جھوٹا میرا امتی نہیں

1۔ صداقت سچائی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

بیشناں، یا محبوب سوں لانا دل، جو کچھ ہو دے حاصل۔ یا اکیلے اچھنا ہو راپے کنا، ہو راپے سننا اپنی بین۔ یہاں (2) حدیث ہے کہ اسلامۃ فی الوحدۃ ولافات بین الاثنین 1۔ یعنی اکیلے اچھنے میں سلامتی ہے، اکیلے اچھے تو گیان کوں مل ہے۔ جاں دو تین ملے وہاں بڑا کچاٹ (4) ہے، وہاں بہت خلل ہے، دانا کی گھٹ کچھ ہو رہے، نادان کی ہٹ کچھ ہو رہے۔ فارسی میں کتا ہے۔

صحبت کہ بہ عزت نبود دوری بہ 2

جاں عزت نا اچھے گی وہاں کیا سودا دیوے گا پینا۔ یوں بی کتا ہے کراے واے بسرائ
صحبت لادین ولادینا 3۔ جو کوئی دانا ہے، وہی یو بات کچھ پایا، کچھ بھیا کچھ سنیا۔ نادان میں بیٹھ عبث بولنا، عبث سننا، اوقات ضائع کرنا دانا کا کام نہیں دانا کوں ہر گھڑی، ہر جاگا ہزار کام ہے۔ نادان کوں فام نہیں۔ یو عمر ایسی نہیں ہے جو یوں کوئی اسے گزرا نہ، لہو دلعب کر جانے کام کے آدمی کوں یاں کام کرتا ہے، کیا کام ہے سو فام کرتا ہے۔ تنہائی دانا کا خاصا ہے۔ تنہائی دانا کا خلاصا ہے۔ تنہائی میں دانا کوں بہت حاصل ہے۔ تنہا ویچ رہو (15) جو کوئی داصل ہے، کامل ہے۔ نادان تے ایک تل تنہا رہا نا جاسی، نادان کوں ہرگز تنہائی نا بھاسی۔ اگر توں دانا ہے تو نادان سوں بکول، خلل میں پڑے گا دل، کام بہت ہوے گا مشکل۔ گد گڑا ہوے گا تیرا صاف پانی، جمعیت تیری ہوے گی سب پریشانی (18) نہنی عقل کے آدمی سوں بڑی عقل کے آدمی نے بات کیا تو بہت زیاں ہے، اس (20) کی عقل بی نہنی ہوتی (21) ہے، بڑی عقل کوں نقصان ہے۔ شربت میں نمک گلائے تو کیا سودا دیوے گا، گلاب میں چھاج بھاوے تو کیا باس لیوے گا، ایسے سوں بات کرنا جس کی بات سوں اپنی بات کو کس چڑے، بات قوت پکڑے، بات کوں رس چڑے، بڑی عقل میں نہنی عقل ملے تو یوں (24) ہے خانگی، جوں شراب میں تاڑی، جوں دود میں کانگی، فارسی میں بی دیئے ہیں دانا یاں یو بد۔ بیت۔

پہر لوح با بداں بہ نشست (27)

خاندا نے نبوتش گم شد 4 (28)

1 سلامتی تنہائی میں ہے اور آفتیں دو کے سچ میں آنے سے پیدا ہوتی ہیں۔

2 ایسی صحبت جس سے آن میں فرق آئے، دوری بہتر۔

3 ایسی صحبت جس سے نزدیکی حاصل ہو اور نہ دنیا اس پر افسوس ہے۔

4 لوح کے فرد نے بدوں کی صحبت اختیار کی (نتیجہ) اس کی خاندا نی نبوت اور منزلت بھی اس سے چھین گئی۔

عاقلاں نے اول تے باندے ہیں یو قاعدہ، نادان سوں تھوری بات⁽¹⁾ بولنا بہوت فائدہ، دانا نادان کی صحبت سوں بیزار ہے، دانا کون نادان سوں بات بولنا عار⁽²⁾ ہے۔ جوں فریزق کتا ہے کہ ”ممان ہاشم باحق نکتم“⁽⁵⁾ 1 عارف بغیر کون گذران سکنا یو جنم، جنے دانائی کالذت پایا، اسے نادان کی صحبت ہرگز نا بھایا۔

القصد دور قیب نا پاک، یو نظر سیدنا چاک، اس مصفا دلکشا قامت کے بستیاں، میں ایسے نادر مکان⁽⁸⁾ میں بارے دونوں آئے، دیدیاں کوں دور تے شہر دیدار کا تماشا دکھلائے۔ بیت

خدا مراد دیتا ہے اس کوں جس کی ہے ہمت عالی⁽⁹⁾

عجب ہے اس وقت اس آدمی کی خوشحالی⁽¹⁰⁾

قامت جو نظر کوں رقیب کے سنگت دیکھا، چوری سوں اس کے احوال کی بات پوچھیا۔ بیت

چھپے کچھ رمز ہو نزدیک اغیار

آنکھی سوں بات کرنا عاقل اس ٹھار⁽¹¹⁾

نظر اپنا قصا قامت کو بولیا، ہمت نے مکتوب لکھا تھا سو قامت کے آنگے کھولیا۔ قامت اس مکتوب کا مضمون خاطر لیا، بہوت محفوظ ہوا، بہوت خوشی میں آیا۔ قامت اس مکتوب کا مضمون خاطر لیا، بہوت محفوظ ہوا، بہوت خوشی میں آیا۔ قامت کوں ایک غلام تھا سیم ساق اس کا نام تھا۔ اسے بولیا کہ نظر کوں ایسے میں کدھر تو بی پناہ کر، چوہدان کر، مشکل اس کی آسان کر کہ رقیب جتا دھوٹے تو بی اسے کیس نہ پاوے، رقیب کے ہات میں نظر پڑ نہ جاوے، بارگے جس مراد کوں آیا، سو اپنی مراد پاوے۔ رقیب کے ہات تے نظر دیکھا ہے بہوت جفا، ہمناتے اسے یو چہ نفا۔ بیت

مرد وہ جو اسم اپنا اچاوے⁽²¹⁾

کہ جوں تیوں کچھ کسی کے کام آوے⁽²²⁾

قامت تے، خوبی کی علامت تے، یو بات سن سیم ساق غلام نے، دل کے آرام نے، نظر کوں

فرخ فرخ بخش کے آسرے چھپایا، جو کوئی نہ پاوے اس کا مایا۔ بیت

خدا نہ روزی کرے کس کو بند دندی کا⁽²⁵⁾ خبر خدا ج لیوے اس بچارے بندی کا

رقیب دیکھتا ہے جو نظر نہیں جدھر ڈھونڈتا ہے بی کدھر نہیں کہا سنا اس کرتے سودھتیارے
 ہیں، ایسے دھتیارے کون تو چہ لوکاں مارے ہیں۔ دنیا میں ستائیوں ہوتا تو سب کوئی کرتے، یوں
 کے لوکاں بھوکوں مرتے۔ نرجیو کون جیو دنیا، ہو رستا اس کرنا۔ جاں ایسی بات ہوئے، وہاں
 بہوت ڈرنا۔ خدا کا عالم ہے، ناتو نہ کہا جائے، ولے ہمیں تو اس طلب تے بہوت ادب پائے۔
 نظر آخر گیا، اپنے قول پر نہیں رہیا، دعا دیا، دعا باز تھا، دعا بازی کیا۔ اس کا کراہے نہ تھا فام،
 انے تو کیا اپنا کام۔ بیت⁽¹²⁾

رقیب بند کیا تھا سو بارے بند ٹٹیا⁽¹³⁾
 ہوا خلاص بچارا یو اس کے بند تے چھٹیا⁽¹⁴⁾
 رقیب گمراہ، روسیہ حیران، پریشان، سرگردان، فکر میں چڑکیا، عقل تے گریا، آخر کچھ تدبیر نہیں
 دی لا علاج ہو کر اپنے شہر کے ادھر بھریا۔ بیت⁽¹⁵⁾

امید ست کہ رقیب آج ناامید ہوا⁽¹⁶⁾
 خدا کیا تو نظر پر نظر یو بھید ہوا
 نظر، رقیب کے ہات تے خلاصی پایا، خوش ہو کر بھی قامت کئے آیا۔ دل کا مدعا کھولیا، بولیا کہ
 تیری امت تے، تیری دولت تے، رقیب کی محنت تے، آسودا ہوا۔ تیری مہر، تیری مروت، کا مجھے
 آزمودا ہوا۔ توں مجھ پر لئی شفقت⁽¹⁷⁾، مجھ پر پیار کیا، مجھ پر توں لئی اپکار کیا۔ یو کام کرنے تو نچ سکے، خدا
 تجے سلامت رکھے۔ مجھے لکھا ہے شہر دیدار کا خیال، رضادے اتال، بہوت ضرور ہے یو کام، یو
 ضرور میرا خدا چکوں ہے فام، قامت کہا۔ اے واللہ، بسم اللہ، بہ صحت و سلامت خدا تجے تیری مراد
 کوں انہراوے، جو کچھ توں سنگتا سو خدا تے پاوے۔ بیت⁽¹⁸⁾

دنیا میں مل کر پچھڑنا یو بہوت مشکل ہے
 لکھا ہے دل ستے دل مل ریچ پر دل ہے⁽¹⁹⁾
 بہوت استقامت سوں، نظر قامت سوں، دداع ہو کر، تسلیم کر کر، سر پر ہات دھر کر اپنے⁽²⁰⁾
 شمار تے ہلایا۔ سودھنے اس شہر دیدار کوں، اس رنگ بھرے گل زار کوں، اس لطافت کے لالہ⁽²¹⁾

زار کوں، اس نوے روپ کے نو بہار کوں لذت، سب محبت ہو رہا میں ہے، جسے سوا دکتے سو⁽¹⁾
دیدار میں ہے۔ بیت

جو کوئی عاشق ہے اس کوں ہوا بلا دیدار⁽²⁾

کیا دلاں کوں پیاریاں کے جتلا دیدار⁽³⁾

عشق دیدار تے پکڑتا زور، عشق کوں دیدار تے لذت ہے کچھ ہو رہا، جن عاشق نے بھیا ہے کچھ
عشق کی گت، جیوں تیوں اسے دیدار بہوت⁽⁴⁾ ہے، غنیمت دیدار دیکھے تو دل میں آتا پیار، دیدار
دیکھے تو دل کوں ہوتا قرار۔ عاشق جو سنگیا⁽⁷⁾ ہے اپنا پیو، دیدار کے خاطر دیتا جیو، یار⁽⁸⁾ میں لطافت
ٹھارے ٹھارے، دے لے جو کچھ ہے سو دیدار ہے، دیدار سب خوبی کا سنگھار⁽¹⁰⁾ ہے، دیدار دیدیاں کا
آدھار ہے، دیدار سحر، منتر، ٹوٹا، عاشق کوں دیدار ہوتا۔ جو عاشق دل معشوق پر وار یا، آخر دیدار⁽¹¹⁾
دیدار کر پکار یا، خدا کا بی دیدار سچ دیکھنا ہے، وہاں بی کچھ جھلکار سچ دیکھنا ہے۔ دیدار دیدے⁽¹³⁾ ہو دل
کا آرام، عاشق کوں دیدار سچ سوں لکھا ہے کام۔ دیدار میں حسن جلو دیتا ہے، دل لیتا سو دیدار سچ
لیتا ہے۔ دیدار سچ کی لذت دل پر یو بلا لیا تی، دیدار سچ کی لذت دل کوں اس بلا میں بھاتی، بھوت⁽¹⁵⁾
اسیجے حسن کو چھپاتے ہیں، بہوت قید کر محافظت میں لیا تے ہیں۔ اگر حسن سب بے شک نکلتا
بھار، عاشقاں میں ہوتا ٹھاریں ٹھار۔ خونا خون، مارا مار۔ حسن آفتاب ہے، پردے میں تے اُجالا
پاڑے، حسن کا حکم لا جواب ہے دل میں تے عشق کوں میدان میں کاڑے⁽¹⁷⁾۔ اگر حسن پر پردا
نا کرتے تو ایک عاشق نا جیو تا سب لازم تے جاں آپے ہو رہا ہو ادھاں حسن پر پردا ہو اسو بہوت
خیر ہو جس کا حسن اسم ہے، بہوت بڑا طلسم⁽¹⁸⁾ ہے، اس طلسم تے کوئی چھوٹ نہیں سکیا۔ جو کوئی چڑیا
سوٹوٹ نہیں سکیا، عشق کے دریا کا طوفان سو حسن، عاشق کا دین ہو ایمان سو حسن کوں اپس
تے چھپانے میں آتا، سب⁽¹⁹⁾ میں اپس کو دکھلاتا چھپاتے چھپاتے ہزار پردے پھاڑیا۔ پردے میں تے⁽²⁰⁾
اپس کوں بھار کاڑیا۔ خوبی کیا چھپی رہتی ہے، محبوبی کیا چھپی رہتی ہے، جو کوئی خوب ہے اسے اپنی
خوبی چھپانے میں آتا، خوبی چھپانے خواں کو ہرگز نہیں آتا، ہر کوئی سنگتا ہے کہ اپنی خوبی کوئی دیکھے،
(ہر کوئی سنگتا ہے کہ اپنی محبوبی کوئی دیکھے)، خوبی خوب ہے دکھلانے خاطر، نا کے چھپانے خاطر، اپس
کوں آپے دیکھ کر حیرت کھانے خاطر، دے لے بعضے خواں خوبی اپنی کسے میں دکھلاتے⁽²⁴⁾ ہیں، جتنا سکے

ہیں اتنا اپنی خوبی کوں چھپاے ہیں۔ حسن کوں نہیں چھوڑے ہیں جو پھرے بازار⁽²⁾، حسن کوں قید کیے ہیں۔ غمارے غمار۔ انوکا ریشا کس کے نظر میں پڑیا، سریتج انوکوں خدا نے شرم سول⁽⁴⁾ کھڑیا۔ اصل عورتاں اپنے مرد بغیر دوسرے مرد کوں اپنا حسن دکھانا گناہ کر جانتیاں ہیں، اپنے مرد کوں ہر دو جہاں میں اپنا دین ایمان کر بیچاںتیاں ہیں، جیوں خدا کوں جانے تیں اپنے مرد کوں مانیتاں ہیں جو مرد راضی تو خدا راضی رسول راضی، جو مرد راضی تو دین دنیا میں عورت کی سرفرازی۔ جنے خنریاں میں انکڑی، مرد کا دل بات نہیں پکڑی، اپنی چاترائی کچھ نام نہیں کی، نکای کچھ کام نہیں کی، وہی عورت بھلی، جو کوئی مرد کیے میں چلی۔ بیت

سٹیا ہے غم نے عداوت طرب عزیز ہوا⁽¹¹⁾

نفادیتا ہے بشارت جفا یو چیز ہوا⁽¹²⁾

القصابارے ہزار مشقت سوں، ہزار محنت سوں، شہر دیدار کوں آیا، نظر کا جیو بہت خوشی پایا۔⁽¹³⁾
اس شہر دیدار میں دیکھا رخسار عجائب گل زار، مگر نوبی بہشت پیدا کیا ہے پروردگار جھاڑاں، ڈالیاں
سب پھولاں سوں بار، پھلاں سب نادر، سب اپنا سب ادتار۔ بیت

صفت اس باغ کی گر کوئی سناوے

عجب کیا جو جنت کوں رشک آوے⁽¹⁷⁾

مقبول دہاں ہر پھول پھلتا، پاتیں پات جیو بھلتا، عاشق دیکھ دہاں جیو کھوتا، ہر پھول میں لاکھ طلسم، لاکھ ٹونا، رنگ اس کا کرے اکھیاں سوں، ہم آغوشی، باس اس کی تمام داروے بے ہوشی،⁽²⁰⁾
طوئی سوں دعا کرتی ہر جھاڑ کی ڈالی، اس نادر پھولاں سوں بھریا ہے چمن کیس میں خالی۔ عاشق ہوا سو سمجھا یو مانا،⁽²¹⁾ جنے یو پھول دیکھیا سو ہوا دیوانا عقل پڑی، دیوانگی کھڑی، ہشیاری اتری مستی پڑی۔
کیا لطافت، کیا ناز، کیا چھب، جنے یہ تماشا دیکھیا، انے بی رہیا عجب عجب، کر کوں دیکھا کہ بال⁽²³⁾
تے باریک، دیکھتے وقت نظر ہوتی تاریک۔ بیت

نظر حیرت تے یہاں گم ہو کہ جاوے⁽²⁵⁾

کمر دستج نہیں کیوں باٹ پاوے

موشی میں کیوں پکڑے پھارا، جدھر دیکھے ادھر باو بار، نظر کون ایسی جاگا پر تے گز رناں⁽²⁷⁾

مشکل ہوا، نظر حیراں، پریشان، فکر مند بے دل ہوا۔ بیت

نظر کوں ٹھار نیں کس ٹھار جاوے⁽²⁾

وقت مشکل خدا کچھ کام آوے

نظر خوار، آوارا، کچھ نیں دستا چارا، عاجز ہوا بچارا، قصایوں⁽³⁾ ہوا، خدا کا رضایوں⁽⁴⁾ ہوا، جو دیسے
میں حسن ناز، اوتار، خوش دیدار، خوش گفتار، خوش رفتار، دیدیاں کا سنگار، دل کا آدھار، پھول ڈالی
تے خوب لٹکے، چلے میں ہنس کوں ہلکے⁽⁵⁾۔ راویں تے مٹی بولے بات، آواز تے قمری کوں کرے شہ
مات۔ کنول کے پھول کی پتھڑیاں جیسے ہات⁽⁶⁾، چمن میں پھول شرم حضور، لاج تے آسمان پر چڑے⁽⁷⁾
چاند سور، مست ہتی تے مغرور ماتی بھاتی، کسے خاطر نیں لیا تی۔ بال جانو کالے ناگ، گال جانو
عشق کی آگ۔ بیت

یو موہن دھن ہے عجیب موہی

سورج اس کے درس کا ہے درسی⁽⁸⁾

جو بن الماس تے گھٹ، ادھر یا قوت تے اعلیٰ پنٹ۔ اس کے اکھیاں⁽⁹⁾ جانو لالے، جانو
شراب کے پیالے، دانٹاں دیکھ سوتی کے دانے، گھر گھر پھرتے ہو کر دیوانے۔ بیت

عجب پری اہے سو اس پہ حور عاشق ہوئے⁽¹⁰⁾

سستا دیکھ کہ گم ہوے سور عاشق ہوئے⁽¹¹⁾

سو اس دُرُ بانا کوں دیدیاں کے سنگھار کوں، پتھر چوسا کوں، ایک سہیلی تھی، بہوت چھیلی تھی۔
رات رگیلی تھی۔ ناؤں اس کالٹ، سانولی پنٹ، رنگ کوں کالی گھنگھر والی، قامت⁽¹²⁾ کے گلزار کا ہو ر شہر
دیدار کا تماشا دیکھتی تھی، جا بجا دیکھتی تھی، آب و ہوا دیکھتی تھی۔ تماشے سوں جیولائی تھی۔ آسائش
پائی تھی۔ سو اس وقت دھوپ کی گرمی تھی، اپنی نرمی تھی کر کی چھاؤں تلے آئی تھی۔ ایسے میں یکا یک
نظر پر اس کی نظر پڑی بیٹھی تھی سو پچک کراٹھ کھڑی۔ بیت

آشنا آشنا کوں جانیا نہیں⁽¹³⁾

آشنائی کوں کوئی پہچانیا نہیں⁽¹⁴⁾

نظر کوں پوچھی کہ توں کون ہے؟ کدھرتے آیا، اس باغ کی خبر توں کیوں پایا۔ تیرا خاطر جمع، تجھ

میں بھوت دستی طبع، پریشان سادستا حیران⁽¹⁾ سادستا، کچھ گنوا لیا تیں دستا کسی کی چوری کیا تیں دستا۔

دونوں حیران دونوں سرگردان

سکتے نہیں ہیں کیس کوں ایک پہچان⁽³⁾

نظر کی ماں تھی ہندوستانی، سیاہ پیشانی، باپ تھا ترکستانی، لٹ سوں لٹ پٹ ہو کر یارن پٹ ہو کر، آشنائی وہم شہری کا اظہار کیا، اس وقت بارے اپنی دست گیری کوں ٹھار کیا۔ حبیب لگا کر بالیں بال، بولیا اس کئے اپنا سب احول۔ بیت

مہر عاجز پہ ہر کے آتی⁽⁹⁾

کہ خدا کون بی عاجزی بھائی⁽¹⁰⁾

کہ یاں لگ آ کر پڑیا ہوں، کیا کروں تدبیر نہیں لایا ہوں۔ یو پل صراط کی باٹ ہے، بہوت⁽¹³⁾ یہاں آتا آٹ ہے۔ اتنا کچھ مج پر کھڑا، ولے ایسا مشکل مجے کیس نہیں پڑیا۔ لٹ کوں اس کی پریشانی پر، اس کی حیرانگی پر، اس کی سرگردانی پر مہر آئی۔ اسے گلے لای، کہی اے بھائی۔ خدا ہے کچھ غم ٹکو کر، خوش اچہ خدا کوں ٹکو کر، غم ٹکو کر، یو بول لٹ بہوت لٹی، بہوت بڑی، وہاں تے پہچاں کھاتے کھاتے کمر پر چڑی، وہاں تے دو چار تار سٹ، نظر کو کمر پر لپائی، کہی تیری خوشی کدھر جاتا ادھر جا بھائی، نظر لٹ کوں بہوت بھلی کر جانیا، بہوت اس کا اپکار مانیا۔⁽²⁰⁾ ہمت منگیا، رخصت منگیا۔ لٹ پیار سوں، اپنی لٹ میں تے چٹ کا ڈکرتھوڑے دی بال کہیں تے کام مشکل پڑے⁽²⁴⁾ تو یو بال آگ پر جال، میں حاضر ہوں گی اس ٹھار، بیلا ڈکا کام کرنہار پروردگار۔ بیت۔

خدا کا کھیل کچے سب تے جد اے

جسے کوئی نہیں مدد اس کوں خدا ہے⁽²⁶⁾

ڈر ٹکو، اس وقت پرہمت کوں بستر ٹکو، لٹ سوں وداع ہو کر، نظر وہاں تے شہر دیدار کے ادھر چلنے سر کوں قدم کیا، خوش ہوا، غم کم کیا، بارے بچے شہر دیدار میں رخسار کے گلزار میں، عجائب نادر ٹھار میں آیا۔ آسودا ہوا، راحت پایا۔ عین جود دیکھتا ہے تو مخمور ہونز گس کھیل رہی ہے، اس کے شمار کی مستی ہر ایک طرف پڑی ہے۔ دو نظر شمار کی جس نظر سوں ملتی، اس کی بی نظر مست ہو جاتی۔ حیران ہوتی، اٹل گر پڑتی، یو عقل لوٹھی ہو کر بھاگ جاتی، دیوانگی صاحبی کرنے آتی۔ نظر کوں سدہ سنبھالنا

مشکل ہوا پڑہ سنبھالنا مشکل ہوا یہاں بھانت بھانت کی مستی بھانت بھانت کی دیوانگی بھانت بھانت کا جنوں، جاں دیکھتا ہے وہاں بہوں چکر حیرانی اور دکالو، کس کس میں سنبھالے، کس کس میں بچاؤے، کہاں لک عقل دھرے، عقل بچاری یہاں گرے، جس جائے پیغامبر کا یو حال، صاحب پیغام کا کہو یہاں کیا احوال، جو دیکھے وہاں جلیلاٹ اور چلیے، آپے آپ اٹھے گد گلے، انگلیاں نرگس، زلف سنبل، رخسار لالہ، قد پھول کی ڈالی۔ دہن غنچہ سوبال کالا بالا۔ جوڑا طاق، گلا قمری، بچن میں طوطی توڑے، قل بھنورا، چال کبک ادھر عین شکر خورے، گلے میں چاروں طرف گوہراں، جانوٹے پانی کی لڑیاں، انگلیاں بھٹکڑیاں ہات کا پنجا کنول، جو بن سدا مرت کے پھل جدھر دیکھتا ہے ادھر تازہ نور چھند۔ بیت

نظر اپنی مراد کوں انہڑیا

تھا یو بیدار، داد کوں انہڑیا⁽⁷⁾

لیک ایک وہاں کینک جھٹی بچے نظر کے نظر پڑے، بچے کے نظر کے نظر میں پڑے۔ جتنے اتنے بہوت سہانے، جانوٹل کے دانے، باتاں بولنے آتج سن میں، چالے، ایسے جیسے جن میں، اتنے دلے سب فتنے، ہر ایک تیز تند، جانوٹراب کا بند، چنگیاں تے گرم، ہم دل⁽¹⁴⁾ جالیں، ہم چرم، صورت اس قل کا، جانوٹقراز ہر ہلاٹل کا۔ بیت

قل نہیں ہیں حسن کے دیدے ہیں⁽¹⁵⁾

جیولینے کوں بہوت سیدے ہیں

نظر پوچھیا کہ تمہیں کون ہیں؟ کیا نام دھرتے ہیں؟ کیا کام کرتے ہیں؟ انو بولے کہ حسن مار، عالم کے دیدیاں کا آدہار، دلر با شوخ چشم دل آشکار جوش ہور زنگبار تے، بہوت پیار تے،⁽¹⁸⁾ منگائی تھی سوا یک قل دھرتی ہے قل اسے بہت دل دھرتی ہے، ووقل آفت ہے، بلا ہے، عاشقاں کے دلاں میں اس کا غلبا ہے، سار نوٹے وایک، جیو کا جھونٹے مار، دل کا چور پائیک، عاشقاں پر⁽²¹⁾ کرتا ظلم، سب عاشقاں ہوئے یہاں حیراں ہو رگم، جس عاشق کوں انے مار یا، ووعاشق نہ کیں داد مستکیا نہ کیں پکار یا، بہوت جھیل، بڑا ہٹیل، ہمیں سب اس کے غلاماں ہیں۔ عاشقاں کے دلاں کے داماں ہیں۔ اس باغ کی نگہبانی کرتے ہیں، جتنے چمن پانی دیتے پھرتے ہیں۔ جھاڑاں، پات

پھول بھل⁽¹⁾ یہاں کا ہے ہمارے حوالے، یو بھل⁽²⁾ جھاز اس سب پانی دے دے ہمیں پالے۔ بیت
 دو آشنا یو بھڑ کر ہوے سو بیگنے⁽³⁾
 یکس سوں ایک مل یکس کوں ایک نہیں جانے⁽⁴⁾
 ولے نظر کوں ایک بھائی تھا بہت خوش فام، غمز اس کا نام، نہن پن تیج جدا پڑیا تھا، ایتا کچھ
 قصا گھڑیا تھا۔ آخر حسن کی خدمت اسے روزی ہوں، فیروزی ہوئی۔ بیت
 جو کوی کام کوں جاتا ہے کام پراچھنا⁽⁶⁾
 ولے دو کام ہوئے لک بہت ڈر اچھنا⁽⁷⁾
 القضا، قصا رپوں⁽⁸⁾ ہوا، جس وقت کہ نظر رخسار کے گلزار کا نظارا کرتا تھا، دل پارا پارا کرتا تھا،
 خدا کیا کرے گا کہ استقارا کرتا تھا، غمز انرگس زار میں اس عشویاں کے گل زار میں مست پھرتا تھا⁽¹¹⁾
 ولے شعور دھرتا تھا، سب تھار نظر کرتا تھا۔ نظر کوں⁽¹²⁾ نظرسوں دیکھیا، غمز انیں پچانیا، کوی بیگانا ہے کر
 جانیہڑ بڑا ٹھیا، اپنا لہو اپنے گھٹیا، لھو اس پر اچایا کہ توں کون ہے؟ کیوں اس باغ میں آیا؟ غمز
 مست، غصے سوں ہم دست، نظر کوں مارنے خاطر نظر کے انکھیاں باندیا تن پر کے کپڑے اتار یا،
 سنگتا تھا، مارے⁽¹⁴⁾ ولے نیس ماریا، کچہ دل میں پجاریا، نہن پن میں نظر ہو غمزے کی ماں نے کچھ فکر کی
 تھی دونوں کوں دول دی تھی بازو کوں باند نے، مہر محبت سوں باند نے،⁽¹⁶⁾ دنیا کوں کیا چیتا ہے کہ ایک
 وقت ہے زمانا ہے، کچہ ہوئے تو ایکس کو ایک پچانے،⁽¹⁸⁾ ایکس کوں ایک جانے غمزے نے نظر کے
 بازو کا دول پچانیا جانیہ کہ یو تو اپنا بھائی ہے، ایس میں ہو اس میں کیا جدائی ہے۔ بہت⁽²¹⁾ رو یا،
 گلے لایا، بہت عذر خواہی کیا۔ بیت

جو کوی بھڑے پچھیں ملنے تیج پاتا ہے⁽²²⁾
 خدا ملانے کوں سنگتا تو یوں ملاتا ہے⁽²³⁾
 بولیا یو قصا کے تھا فام، خدا کے ایسے ہیں کام، بہت عزت سوں، بہت حرمت سوں غمزے
 نے نظر کوں اپنے گھر لے کر گیا، دلا سا دیا، جوں تو واضح کرتا تھا، تیوں تو وضع کیا۔
 القضا حسن نار نے گلخدار نے، انکھیاں کے سنگار نے، دل کے آدھار نے سنی کہ غمزے کا
 بھائی جو نہن پن تے پھڑیا تھا۔ سولیا، غمزے⁽²⁵⁾ کے دل کا غنچہ جوں پھول کھلیا۔⁽²⁸⁾ بیت

جو کوئی طالب ہے اس کوں طلب انہڑتا ہے⁽¹⁾
 طلب میں ثابت ہوتا ہے تو سب انہڑتا ہے
 حسن ناز، چتر چوسار، صاحب صورت، صاحب دیدار، دسری دلیس غمزے کوں بلائی، کہی کہی⁽²⁾
 میں سنی ہوں، کہ بہوت⁽³⁾ دیاں بھیجیں پھڑپھڑاتا سولیا ہے تیرا بھائی، کیا نام دھرتا ہے، کیا کام کرتا
 ہے، غمزہ بولیا کہ میرے بھائی کا ناؤں⁽⁵⁾ نظر، عجب مرد ہے باخبر بولی کہ کیا ہنر جانتا ہے، بولیا کہ لعل،
 مالک، ہیرے، رتن خوب پہچانتا ہے۔ بیت

خوبی اچھتی ہے خوب کے سنگات
 خوب ادی کتے ہیں خو چ بات⁽⁷⁾
 حسن ناز، دل پرور، دل دار، جیو کے آد⁽⁸⁾ ہار پاس بڑی مول کا، بہوت تول کا عجب ایک جو ہر تھا
 کہ کسی بادشاہ کے خزانے میں ویسا جو ہر نہ تھا کہ جو پڑتا۔ اس جو ہر کا جھلک، روشن، ہوتے ساتوں
 لنگ، بولی کہ میرے دل میں بہوت دیاں تے یو تھا، خبر لیتی تھی جا بجا کہ کوئی مرد خاص پیدا
 ہووے، جو ہر شناس پیدا ہووے کہ جو ہر کو جانے، جو ہر کی قدر کو پہچانے۔ بیت
 آدی کی آدی کوں طلب گر آے⁽¹³⁾
 آدی جیسا سنگے دو ویسا پائے
 بارے الحمد للہ ایسا جو ہر شناس آدی آیا، خدا نے اسے یہاں لیا یا، یو بات ہوئی پچھیں، غمزے
 نے نظر کوں دسری دلیس حسن کے حضور لیلیا۔ نظر آیا، نظر کی روش حسن کوں بہوت بھائی، نظر کی نظر
 حسن پر پڑی، حسن کی نظر نظر پر کھڑی، سلام علیک، علیک سلام، جیوں دنیا کی روش تھی تیوں چلیا دنیا
 کا کام۔ بیت

چر تھا گیا بیک مجلس کوں فام⁽¹⁷⁾
 رنجھا کر لینا دل چر کا ہے کام
 حسن دھن، من موہن، جگ جیون، جس جس علم کی جوں جوں پوچھی بات، نظر نے تیوں
 تیوں ایک ایک بات کوں کہا سو سو دہات، چھیلی ناز، رنگیلی سحر کار و دہات سن ہوئی بہوت شہ مات،۔
 حسن دھن، خوش طبع، خوش فام، جیو ہووے دل کا آرام، بات تے دکھیا کا ڈکے جادے، مومن دیکھتے دل

میں خوشی آوے۔ خزانے دار کوں بلائی فرمائی کہ دو سنگ، خوش رنگ تراشی صورت ہے سن صورت⁽¹¹⁾
 ہے۔ جابیک لے کر آخرا⁽³⁾ نے دار بچک دھایا، جو صورت حسن دھن دمن موہن⁽⁴⁾ منگی تھی، سولے کر آیا،
 دکھلایا، نظر کی جو اس صورت پر نظر پڑی، حیران ہوا عقل گر پڑی۔ بیت

یو گوہر دیکھ کر گوہر پیچا نیا
 جو اس گوہر میں جوہر تھا سو جانیا

کہا منبر صورت، یو آشنائی کی صورت۔ مجھے بہت بھائی، دے لے یو صورت⁽⁸⁾ یہاں کیوں آئی، یو
 پاک صورت، اوتار صورت۔ مغرب ہو ر شام کے بادشاہ کی ہے، عالم تمام کے بادشاہ کی ہے۔ یو⁽⁹⁾
 اس کی صورت⁽¹⁰⁾ ہے جس کی صاحبی پر سب چلے، یو اس کی صورت ہے جس کے حکم تے زمین آسمان
 بلے۔ صورت بہت عاقل، اس صورت کے صاحب کا ناؤں دل۔ بیت⁽¹²⁾

صفت دل کی کیا لئی حسن کے پاس
 لگایا دل کی آخر حسن کوں آس⁽¹³⁾

نظر جاگا جاگا کے پردے کھولیا، چھپیاں چھپیاں باتاں بولیا۔ حسن⁽¹⁴⁾ یو سواد بھریاں باتاں سن،
 یو کہریاں تاباں سن، کچے فکر دل پر لپائی، دل پگلائی۔ عاشق ہوئی، دل پر تے اڑ گئی دوئی۔ بیت
 حسن پر دل بھلیا دل حسن اوپر
 پڑیا اب کام مشکل حسن اوپر
 دل پر عشق چھایا، ناز نیاز پر آیا۔ حسن کوں دل کا لگایا دھیان، دل حسن کا ہوا پران۔ حسن کا ذکر
 ہوا دل، حسن پر وقت کام ہوا مشکل۔⁽¹⁵⁾
 ”غزل گفتن حسن از فراق دل، غزل“⁽¹⁶⁾

سہیلی یار پیچدا ہے مجھے دو یار یاد آتا⁽¹⁷⁾
 بریں سکتی یک قل میانے دو سو بار یاد آتا⁽¹⁸⁾
 جہاں میں دیکھتی ہوں وہاں مجھے اس کاچ مویں دستا
 وہی بتا ہے دل میں دوچ ٹھاریں ٹھاریاں آتا
 میرے یو دیدے نا دیدے کدھیں تک دیکھیں گے دیدار⁽¹⁹⁾

مجھے دیدار دے آنکھ مجھے دیدار یاد آتا⁽¹⁾
 مرے آنکھیاں میں پھرتا ہے تیرے مکہ کا خیال آکر
 تیرے رنگ روپ پر بھولی تیرا رخسار یاد آتا
 کھڑے قد کی بلا لیوں گی نظر بھر دیکھوں کی جس دیس
 تیرے نیٹاں تیرے سیناں تیرا گفتار یاد آتا⁽²⁾
 سٹی ہوں سُد میں اپنی، کہاں کی بُد ہے اب مجھ میں⁽³⁾
 نہ مجھ خوشبوی خوش لگتی نہ مجھ سنگار یاد آیا
 گلے لگ سووں گی تیرے خدا دو دیس کو ہوے گا⁽⁴⁾
 نظر جو سچ پر پڑتی تو تیرا پیار یاد آتا⁽⁵⁾
 تیرے دیدار کا میں دھیان دل میانے پکڑ رہی ہوں⁽⁶⁾
 نہ مجھ کوں بھول خوش لگتا نہ مجھ گزار یاد آتا⁽⁷⁾
 کھانا نہیں بھاتا، پانی نہیں بھاتا، دل کی خاطر حسن کا جیو جاتا۔ بیت

حسن پر اندھارا ہوا سب جہاں
 حسن پر پڑیا ٹوٹ کر آسمان⁽⁸⁾

عشق کے پھاندے سپردی، باتا⁽¹⁰⁾ سچ سن اس⁽¹¹⁾ حال کوں انہڑی، گمان جو اسے تھا سخت، پانوں
 سون پڑنے کا آیا وقت عشق عاجز تو انا، عشق دانا، عشق دانا، عشق اپنے رنگ میں آ پے کھلتا عشق⁽¹⁵⁾
 اہس پر آپی بھلتا۔ عشق کے چالے، کون سنبھالے عشق چندر، عشق بھان، عشق دین، عشق ایمان،
 عشق حاکم، عشق سلطان، عشق تے روشن زمین، عشق تے روشن آسمان، عشق تے روشن ہر
 دو جہاں، عشق تے عاشق، مغرور، عشق تے معشوق⁽¹⁶⁾ نے پکڑا ظہور، عشق روشن سب میں بھر پور، عشق
 اُجالا، عشق نور، عاشق ہو، معشوق کے من کا مایا سو عشق، اس دونوں کوں دھندلایا سو عشق،⁽¹⁷⁾ ہلاک
 ہو کر غم سوں، ایکس کوں ایک بھلاتے ہم سوں، کیا پرس کیا نار، عشق میانے میاں آیا⁽¹⁸⁾ بھیجیں کہاں کا
 قرار، عشق لگے بغیر دل لگتا نہیں، عشق کی لذت ایسی ہے جو ہرگز دل بھگتا نہیں، عشق میں جتنا دکہ،
 عاشق کوں اتنا سکھ۔ جاں دو جیو ہوتے ہیں راضی، وہاں دل کی کھلتی بازی جیوں کے دریا میں پیار کا⁽²²⁾

طوفان ماریا، کئے دل جیتا کئے دل ہار یا۔ عاشق اپس کوں سنوارتا کہ تا معشوق دیکھے، معشوق کوں خوش آوے، معشوق کوں بھاوے، معشوق اپس کوں سنوارتی کہ تا عاشق کوں رجھاوے، عاشق کا دل بھلاوے، عاشق کو اپنے پھاندے میں پھاوے۔ معشوق ہے ولے معشوق میں بی تمام عاشق کی صفت⁽³⁾ ہے، عاشق ناو ہے، ولے عاشق میں بی تمام معشوق کی گت ہے۔ عاشق معشوق دو نام، ولے دونو کا ایک کام۔ سب کوں ایک وضاسوں گھرے، ولے ناو⁽⁴⁾ جدا پڑے۔ عشق اکچ ہے جو دونو جاگا جلوہ دیا ہے، کیں ناز کی صورت پکڑیا، کیں اپس کوں نیاز کیا ہے۔ ایک عشق، جو دونو کوں بے آرام کیا ہے، ایک عشق ہے جو دونو کوں بدنام کیا ہے۔ ایک عشق جو اتنے کام کیا ہے۔ دونو بی عشق پر عاشق ہیں، یو کون قام کیا ہے۔ عاشق روتا معشوق بی روتی، عشق کی بات گھر گھر ہوتی۔ معشوق اپنی مشتاقی دل میں چھپاتی، عاشق کی بے تابلی ظاہر ہوتی۔ عاشق اتا دلا بہوت گرم، معشوق کوں حایل ہوتی شرم۔ عشق سب کوں اچاتا کسے چھوڑیا نہیں ہے، عشق کا بات کوئی بی خوب روڑیا نہیں ہے۔ معشوق پکارتا کہ آہ عشق، آہ عشق، ہم عاشق ہا تک مارتا کہ آہ عشق، آہ عشق۔ نرا نکھا رمزہ پاک، معشوق پریشان عاشق ہلاک۔ عشق عالم گیر، اپس کوں بادشاہ آپے وزیر اگر جوان ہے دگر پیر، یہاں کسے کیا نہ بیر عشق کی گت کسے ہے قام، سب سوں غرض، ہو رکسی سوں نہیں کام سب کے دلاں پر سنیا ہے چالا۔ عالم حیران آپے نروالا۔ عشق کیا کس تے ڈرتا ہے، خوشی بھائے سو کرتا ہے اپس کوں آچ بھاتا ہے۔ اپس کوں ایچ لگ جاتا ہے، فارسی میں کتا ہے۔ بیت⁽²²⁾

عشق است بسکہ در دو جہاں جلوہ می کند

کہ از لباس شاہ گم از کسوت گدا 1

عشق کدھیں صاحب، کدھیں غلام، ایک شخص⁽²³⁾ کے یو دو نام⁽²⁴⁾، عاجزی ہو ر استغنائی، یو ایک صفت ہے عشق کی جو دو صفت ہو آئی۔ اگر توں عاشق ہے تو یہاں کج اسے بھائی۔

بارے حسن دھن، چوکا جیون، عجایب رتن، گلو غنچہ دھن، نظر کوں خلوت کر گھر میں بلائی اپنے 1. عشق ہی ہے، جو دو جہاں میں جلوہ گر ہے۔ یہ بھی بادشاہ کی پوشاک میں جلوہ دیکھاتا ہے کھی فقیر کے لباس میں (جائی کا یہ شعر دیوان کمال جامی مرتبہ ہاشم رضی میں اس طرح ہے۔

عشق است دہست کہ درد دو جہاں جلوہ میکند

گاہ از لباس شاہ گم از کسوت گدا حصہ غزلیات صفحہ 1

نزدیک بسلائی، عشق سوں سینا جالی، اکھیاں میں تے انجھوڈھالی سبحان اللہ یو عشق ہے، اگر یکس کے دل کوں زیر دزبر کرے گا، پانی کوں خون جگر کرے گا، تو آخر دسرے کے دل میں گھر کرے گا، آگ ہے جالے گا، اڑ کرے گا سستی بخشنے گا، بے خبر کرے گا۔ بیت

عشق تے عاشقاں مراد اں پائے
عشق آخر مراد کوں اپڑ اے⁽³⁾

رموز راز ہوئے گا، ناز نیاز ہوئے گا، بھولے بغیر بھلایا نا جائے، ڈھونڈے بغیر پایا نہ جائے بات اچھ کتا کتا، جو کچھ ہے سو ثابت پنا ثابت پنا۔ بیت

ادھر تے ناز توں کرتا ادھر دو کرتی ناز⁽⁵⁾

دو ناز خوب نیں دوں بی ہوویں گے واز⁽⁶⁾

معتوق نے ناز کری تو عاشق نے نیاز جوڑنا، ناکہ عشق بی (ناز کر کر) معشوق کا دل توڑنا، دو نازاں بلا ہے، دو نازاں میں بڑا غلبا ہے۔ سارا بھانڈا اٹکو پھوڑ، جاں دو نازاں وہاں توڑا توڑ، معشوق کا ناسنگنا بی ایک پیار ہے، دل تو نیا تو سنگنا بی کیا درکار ہے۔ جو لگن نا سنگنا ہے میانے میاں، تو لگن اس میں سنگنا بی ہے تحقیق جان۔ معشوق نین سنگنا تو بیگی نکو کر، دل نکو توڑ جتنا دو توڑے گا اتنا توں جوڑ۔ عشق درز در لکھا سو چھٹنا کیوں، توں نیں توڑنا سو چھٹنا کیوں، معشوق کا میں سنگنا عین ناز ہے، اس ٹھار عاشق کا کام نیاز ہے، اس کے نین منگتے تے توں اتنا کے واز ہے۔ عاشق ہے تو معشوق کا ناز سوں، توں نیں سو سیا، یونیں بجیا تو ہزار افسوس کہ آخر استغنائی عاجزی کا پہنچے گی لباس، ناامیدی امید تے ہوئے گی خاص۔ معشوق کا ناز دہات، دوہات ہے، اگر کوئی عاشق کچے گا تو یہاں بات ہے۔

القصاص حسن دھن، من موہن، جگ جیون، دل کھولی، دل پر جو عاشق ہوئی تھی سو نظر کئے اپنا احوال سب بولی، سبائی کھی اے بھائی، جوں توں دل کی صفت کرے دل پر عاشق کیا ہے۔ تیو نچہ اتال اس کے لے کی بھی کچھ فکر کر، خدا تے فرصت دیا ہے، مجھے دل پر عاشق کرنے تھے آتا، دل کوں بچہ پر عاشق کیا تو تیرا کیا جاتا۔ بیت۔

جو بول کا پیرا جیسے کوئی توں کھوں میں بات اسے دل کی کہ آسانی کچھ اندیشے کرم کر میری مشکل کی⁽²⁵⁾

جو کوئی چتر ہے، جو کوئی جان⁽¹⁾ ہے، سو تجھے پہچانتا ہے۔ توں یوں کیا سو دوں بی کرنے جانتا ہے، مجھے دل کوں ملانے کا ضمان سو تو نچہ⁽²⁾ ہے، میرے ہو ردل کے میانے میاں⁽⁴⁾ اتنا کیا سو تو نچہ ہے، یو کام سب تجھ سو نچہ⁽⁵⁾ ہے، محبوب⁽⁸⁾ خوب نہیں کیس اے دنیا نے، سورج⁽⁸⁾ چاند⁽⁹⁾ و نول اس تارے کوں بنے۔ نظر بولیا اے حسن دھن جگ جیون، من ہرن، من موہن محبوبی کی روشنائی، نازاں کی صفائی، جیواں کی پیاری، دلاں کو آرام⁽¹¹⁾ دین ہاری، دیدے⁽¹²⁾ مشتاق تیرے دیدار کے عاشقاں امید دار تیرے پیار کے۔ یو اور کچھ نہیں ہے یو دل⁽¹³⁾ ہے، دل ہات لینا بہت مشکل ہے دل بادشاہ، دل آپ بھاتا، دل سوں دل ملے بغیر دل ہات نہیں آتا۔

کرے کوئی دل کو کیوں اپنا سینے میں چھپ کے یو دل ہے

تجھے آسان دستا ہے مجھے یو بہت مشکل ہے⁽¹⁴⁾

دل تو ملے جو دل کوں کوئی دل ملانے⁽¹⁵⁾ جانے، جو کوئی دل سوں⁽¹⁶⁾ دل ملا دے سو دل کوں پہچانے، اول تے دل کسی سو جوڑ نکو، دو توڑے گا تو توں توڑ نکو، عشق کرتے سو یوانے چھ ہوڑ، دل لگا توڑ تے سوخت دل بے خبر کوڑ۔ عشق میں معشوق کی جھاتے کچھ انا ناں⁽²⁴⁾، دل پر اپنے در بچ لیا ناں، عشق کا وضاحت یوں ہے، یہاں آپس کوں بے دل نا کرنا، کام آپس پر مشکل نا کرنا۔ عشق ایچ چالیاں تے پایا رواج، عاشق کوں سو سے بغیر کیا علاج، ہر جھاکوں فراغت ہے، ہر رنج کوں راحت ہے۔ کیا واسطہ کہ یو عشق ہے، عاشق کا یو حال کرتا ہے، تو کیا معشوق تے گذرتا ہے معشوق میں عشق نہیں سنہوتا،⁽²⁹⁾ معشوق کوں عشق دیوانا نہیں کرتا۔ معشوق ڈانواں ڈول نہیں ہوتے۔ معشوق گھاگرا کھول نہیں ہوتے۔ معشوق بی عشق کا سوا دلیتے ہیں، معشوق بی عاشق خاطر جیودیتے⁽³⁰⁾ ہیں، معشوق بی عاشق خاطر لئی کچھ کرتے ہیں۔ اتنی طاقت کاں اس میں جو پھر رہ سکے، پھرے کا ذکر سہہ سکے معشوق کا دل بیدل ہو کر کاں جاتا، عشق آچ لٹ پکڑ زوراں سوں کھینچ لیا تا، عاشق کے عشق کوں پاکر، معشوق پاواں پر پڑتے⁽³⁴⁾ آکر، معشوق بے پردا صاحب ذات، عاشق کا جو عشق پورا دیکھتے تو دو عاجز ہو کر تے بات۔ اگر دوا اپنی بے پردائی پر آوے، تو عاشق کا گھڑی میں جیو جادے، توں تو عاشق، تجھ میں کیا، نیاز اچھنا، کیا امتیاز اچھنا، توں تو یوں آنا پیش، جوں بادشاہ آگے درویش۔

جوں صاحب انگے غلام، ہزار ہزار سلام، اس کا حسن تیرے دل کا اُجالا، اس کا عشق تیرے پینے کا پیالا۔ معشوق کا جھاسوئے عاشق کوں عار نہیں، عاشق کوں معشوق بغیر آرام کی شمار نہیں۔ عاشق کوں معشوق بغیر سرناج نہیں، عاشق معشوق کی بے رضائی کرنا چ نہیں، عاشق اپس کوں کیا خاطر میا نے لیا دے، وہی خوب⁽³⁾ جو معشوق کوں بھادے۔ عاشق⁽⁵⁾ جو ثابت ہوا اپنے ٹھار، تو معشوق آجج آتی ہے بے اختیار۔ معشوق جو کچھ کر⁽⁶⁾ے تو عاشق کے چاڑ⁽⁸⁾، تجے معشوق کی کیا پڑی توں⁽⁹⁾ عاشق ہے اپنی جاڑ۔ بیت

معشوق بے نیاز ہے بادشاہ پری
معشوق سوں نکو کرو ہرگز برابری⁽¹¹⁾

معشوق بے نیاز صاحب⁽¹²⁾ ہے دو جو کچھ کرے گا سوا سے سہاتا، توں عاشق خریدی بند اتجے دل توڑ لینا کیا کام آتا۔ دل توڑنا تو کیا دل توڑیا جاتا ہے، دل توڑیا ہوں کر چپ سوں میں تے بول آتا ہے۔ یو عشق ہے اس⁽¹⁵⁾ تے جیو کیا بھکے گا، جتنا توڑنے جائے گا اتنا لگے گا۔ اگر عاشق میں ہے عشق کی نشانی، تو عاشق پر معشوق آپی ہوتی دیوانی۔ یوں، کہ ایک عشق اس میں ایسے گن، بارے اے من موہن تو جو کتی ہے کہ میں دل پر عاشق ہوئی ہوں بے دل سوں ملا، میرا دل غمچہ ہوا ہے، پھول کر کھلا دل بہوت ہے بڑا دل پر کون رہ سکتا کھڑا دل بہت آلا کہ کہیں ہیں۔ ”قلب المؤمن عرش اللہ“ ۱۔ یعنی خدا کا عرش مسلمان کا دل، جو کوئی دل کوں انہڑیا وہ خدا کا دامل۔ بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کون بی معراج دلچچ پر ہوا تھا، یوراج کا ج دلچچ پر ہوا تھا۔ دیدار کوں دلچچ میں دیکھے، پروردگار کوں دلچچ میں دیکھے۔ جو باتاں خدا کوں بھاتیاں تھیاں، سو باتاں دلچچ میں تے آتیاں تھیاں۔ بعضے کہتے جو روح جسم سوں آساں پر جاتی، اس جسم کوں روح سوں مفارقت لازم نہیں آتی۔ جو جسم روح ہو کر آساں پر چڑے اس جسم کوں شکست ترکیب نہیں دو کیوں خاک میں پڑے، حضرت جو دل پر آنے سکے، جو خطر ا دل میں تے آتا تھا اس خطرے کا ناؤں جبریل رکھے۔ بعضے کہتے کہ یوں نہیں کہ بزرگاں کئے تھے کہ حضرت روح سوں آساں پر گئے تھے انو نے تحقیق یوں کیے ہیں، ہنا خبر یوں دیے ہیں⁽²⁴⁾؛

شرع کے لوگوں کے لئے کہ ناپوں میں، حضرت اسی جسموں آسمان پر گئے تھے، اسی قسموں آسمان پر گئے تھے۔ جو جبرئیل خدا کے پاس تے خبر لیا تھا، تو آدمی کی صورت ہو کر آتا تھا، جاں اسرار، جاں راز کی بات اس⁽³⁾ تے پیشتر حضرت جانے ہو پروردگار۔ یو بات عقل کی حد تے آگئے ہے، نقل کی⁽⁵⁾ حد تے آگئے ہے۔ جتنا ہے اس ہر دو جہاں کی منزل میں، اتنا ہے سب دل میں وہی ہوا عاشق، ہو رہی بھلیا، جس⁽⁷⁾ پر داکھلیا دل میں جانے ہو دل کوں پانے کی بات⁽⁹⁾ جدا ہے، دل میں خدا ہے۔ یہی دیدے یہاں دیکھتے سو دیدے⁽¹¹⁾ دل میں جاویں تو دل کا دیدار پاویں۔ دیدار ہو دل دونوں ایک ہو ویں مل، دل دیدار⁽¹³⁾ دیدار یوں بی من عرف نفسہ فقد عرف ربہ 1۔ کا مقام ہے، ایس کوں دیکھنا ایس کوں سمجھنا عارف ہو عاشق کا کام ہے۔ یو اپنا دیکھنا ہے، یہاں ایس کوں⁽¹⁵⁾ آپے دیکھنا ہے، یو حضور کا جلوہ⁽¹⁷⁾ ہے یوں اپنے حسن کے غرور کا جلوہ ہے۔ جگہ یہاں آتا ہے، دو کچہ خدا کوں پاتا ہے۔ یکس کوں کئے پوچھیا کہ توں خدا کوں کیوں جانتا، کہا دیکھیا ولے نہیں پہچانیا۔ دیدار⁽²⁰⁾ ہوئے تو دل میں جاتا۔ جو ہوئے تو پوچھ کو پاتا، جو کے جیوں کوں پاتا۔ دل کوں دیکھنا⁽²³⁾ عجب تماشا ہے، سرتے پاؤں لگ عجب تماشا ہے۔ باب کے صلیب میں⁽²⁵⁾ تے جو قطر اماں کے رحم میں آیا تھا، ہو رہی اس سما یا تھا۔ ہنوز آپے اسی میچ ہے، ولے یہاں سمجھنے میں میچ⁽²⁸⁾ ہے۔ وہی قطر ہے جو وجود پکڑ کر بھار نکلیا، وہی قطر ایو عمارت ایس پر سنوار نکلیا۔ وہی قطر ہے جو رکھتا رجھاتا، وہی قطر ہے جو بھلتا بھلاتا وہ قطر اچھو کا وجود، جس جیو میں مجبور۔ وہ قطر اچھوں اکھیاں میں⁽³¹⁾ ہے تازا، یہاں دم مارنے کے⁽³²⁾ ہے، اندازا، عارفان کی شناس و ونچ ہے، اچھو اس قطرے کی باس و ونچ ہے، ایک قطر او لے ہزار دریا اس میں، خدا نے قدرت عجائب کر یا کچہ اس میں۔ اس قطرے کا کون پایا مایا، آسمان زمین اس قطرے میں سما یا، خوبی دیکھ، اکھیاں ہو دل کا ستر ایک، جو کچہ کرتیاں اکھیاں ہو دل، اسے سمجھنے عاشق ہونا یا بہوت عاقل یو بات بہوت باریک، بہوت مشکل۔ اس بات کے معنی، نعوذ باللہ نادان کچھ کا کچھ جانے۔ دانا کوں فکر سر پڑے، نادان نفس پڑے۔ اتنے پر پئی کیا چپ رہیں گے، کیا جانے کیا کیا کہیں گے۔ یو رمز نکات بولتا ہوں، خدا کے راز کی بات بولتا ہوں۔ یو عاشق ہو عارف کے سنگات بولتا ہوں کہ عارف⁽³⁷⁾ عاشق عارف⁽³⁸⁾ ہے بالذات دو

پاؤں گے، یو بات۔ اس قطرے میں جیو ہو ر جیو تو مرتا نہیں۔ دو قطر اتا قیامت جیسے کاویا ج ہے، اس قطرے کوئی تحقیق کرتا نہیں۔ کتا کہوں اس بات کے مانے، اس تے آنگے خدا جانے۔ غرض یو جیو ہو ر سب دل میں ہے ہزار ہزار عالم ہر ایک کی منزل میں ہے، اے چتر سبحان، انساں کوں نہا نکو جاں، اگر خدا کوں پہچانے ملگا ہے تو انسان کوں پہچان۔ جند کا جسم سو بند ہے، بند میں جند ہے، جنے اپنے باپ کے بند کوں دیکھیا، انے اپنے جند کوں دیکھیا۔ اپس میں جا رنگا تو اپس کوں دیکھے گا، اپنی مابیت معلوم ہوے گی، اپنے نفس کوں دیکھے گا۔ یوتن جانہا رہے اے اتا لچ تے کر جدا، جیو مول توں جاناں سو خدا، اپنی یو خدا ہے، انسان کوں خدا نے ایسا بڑا کیا ہے کہ یو خدا کی سب اس میں سائی ہے ادھر ادھر دیکھ کر کیا ہوتا عجب، اپس میں دیکھ کہ تجر بیچ ہے سب۔ یوں دیکھے تو سب ٹھار خدا ہے، ہر ایک ٹھار یک لذت جدا ہے۔ اگر کوئی بکن ہار ہے، تو جاں خدا نہیں دو کوں ٹھار ہے۔ اگر خدا، آفتاب ہو آیا تو ہمتاں کیا حظ، اگر چاند ہو کر دکھلا یا تو ہمتاں کیا حظ۔ آدم کی صورت میں اگر کوئی خدا کوں پاؤں تو سواد ہے، آدم میں جو کچھ ہے سو دیکھا جاوے تو سواد ہے۔ یہاں خوب اندیش دیکھ اگر تجھے نظر تجھے ہے نگاہ کہ خدا بی بولیا ہے کہ فایمنا تو لو فتم وجہ اللہ 1۔ یک راز کی بات کتا ہوں کن کہ دو بات جدا ج ہے، اس آیت کا معنی یوں ہے کہ جدھر توں دیکھا ہے ادھر خدا ج ہے۔ اگر تجھے میں کچھ شناس ہے اگر تجھے میں ہے کچھ دید، تو مصحف میں یوں بی آیا ہے کہ نحن اقرب الیہ من جبل الورد، 2 خدا شہر گ تے نزدیک تر ہے، ولے کیا فائدہ کہ آدمی بے خبر ہے، آدمی جس کام میں جیو لاتا ہے خدا نا امید نہیں کرتا ہے۔ کچھ بی پاتا ہے۔ بے خبری دور کر خبر داراچہ، دنیا دو دس کی ہے ہشیار اچہ۔ انے ہمتاں اس خاطر پیدا کیا ہے کہ اسے سمجھیں اسے یاد کریں اس کے ہوویں، نہ کہ غفلت میں جیویں غفلت میں کھاویں، غفلت میں پیویں، جنم اپنا غفلت میں کھویں جکوی اسے بجیا ہو اس کی یاد میں رہا دو انسان، جکوی یو دو کام نہیں کیا دو حیوان حیوان بی کھاتا پیتا ہے، حیوان بی جیتا ہے اگر لہو و لب سوچنے پس ہزار حیف ہے کچھ نہیں کئے۔ خالی بات آتا، خالی بات جاتا، وہاں خدا ہو ر رسول کوں کیا مومن دکھلا تا بہ حسب ظاہری پانچ وقت کی نماز

1۔ جہاں کہیں (قبیلہ کی طرف) منہ کر لو ادھر ہی کو اللہ کا سامنا ہے۔

2۔ ہم تو اس کی رگ گردن سے بھی بڑھ کر قریب ہیں۔

کرنے کی جوں شرط ہے، تیوں نماز کیے پچھیں بی ہزار جنس کی عبادت ہے۔⁽¹⁾ دوں عبادت کے تو خدا کا دیدار، رسول کی (شفاعت)⁽⁴⁾ ہے، لاکہ لاکہ عنایت ہے، نماز کوں کھڑے رہے، تو دل کوں پاک کر کھڑے رہنا، دل پر ہور کچہ نالیا نا، جو لگن نماز کرتے ہیں، تو لگن خدا جی یاد آنا۔ اگر یو بھید کوئی پایا ہے تو لا صلوة الا بحضور القلب 1۔ بی آیا ہے، نماز میں جو کچھ پڑنا ہے سو جانوں خدا سوں باتاں کرنا ہے، یو ادب کی جاگا ہے، زیاستی کا ماں سب بسرنا ہے۔ نمازیوں کرنا کہ نماز کرتے وقت یو دنیا اس کے وہم میں نا گذرنا۔ الحمد لله 2۔ ہور قل هو الله 3۔ جو کچھ پڑے سو اس کا معنا کج کر پڑے تو بہوت حاصل ہوتا ہے، دل ادھر ادھر نہیں جاتا اس کے متعجب میں اچھتا ہے، دل خدا سوں واصل ہوتا ہے۔ اس دقت یوں جاننا کہ وحده لا شریک له 4۔ خدا ایک ہے، حاضر ہے، دیکھتا ہے، میں اس کی عبادت کرنے آیا ہوں، بندہ ہور عاجز ہوں اس کی درگاہ اپنی عاجزی لیا یا ہوں کہ وودل کا مالک ہے،⁽¹⁷⁾ دل تے خبردار ہے، بے عیب پاک پروردگار ہے، جتنا سکنا، اتنا دل کوں اس باتاں میں رکھنا۔ سوائے اس کے جو مقصود کا خطر دل پر آتا ہے بے اختیار، آخر اس خطرے کا علاج ہوتا ہے۔ اسی ٹھار۔ تو اسی ٹھار خاطر اچھنا خوب ہے کہ سب مقصوداں برآویں، بلکہ ایسے تے دسرے کچہ مقصوداں پاویں، اگر اس وقت سچے دنیا کوں بسر نے کیس نال سی ٹھار، تو یاد کر گور کا عذاب ہور قیامت کا پوچ بچار۔ ادھر ادھر ٹکوجا، دوزخ ہور بہشت تو بی خاطر میں لیا۔⁽²⁵⁾ مال باپ مرتے وقت دیکھا اچھے گا وود وقت تو بی یاد کر، کہ اس وقت یو دنیا کیوں دتی تھی ہور کیا گذرتا تھا تیرے اوپر۔ شاید یوں تو بی نماز کے وقت دنیا تک فراموش ہووے، بے ہوشی تیری جائے صاحب ہوش ہووے۔ جنے خدا کوں تحقیق جانیا ہور رسول گو برحق مانیا نماز نکرنا اس کا کام ہے، نیس تو بھو نیس پر سر رکھنا ہور آیت پڑنا یو یک رسم عام ہے۔ یعنی نماز کرتا ہے، نیس نماز کرتا ہے خدا کوں واز کرتا ہے، اگر اس دو باتاں پر کوئی استقامت پکڑا ہے تو نماز میں اس کا خاطر قرار اچھے گا، نیس تو دل تمام خطرا خطرا ہو کر سوٹھارا اچھے گا جو کچھ⁽³³⁾ ہے سو خدا ایک ہے کر جاننا، رسول گوں رسول برحق ہے

1۔ بغیر حضوری قلب کے نماز درست نیس۔

2۔ سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں۔

3۔ آپ (ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) وہ یعنی اللہ ہے۔

4۔ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں

کر مانتا ہے۔ ماسرول کوں⁽¹⁾ کچے نا خدا کوں بچانے یو، کسی مسلمانے ہے کون جانے۔ ایک کھڑی دنیا کا دھنرا چھوڑ خدا کی عبادت میں رہیا نہیں جاتا، دو کیسے⁽³⁾ جو تمام عمر چھوڑے ہیں۔ اچھوں⁽⁴⁾ بی چھوڑ ناچ دل پر آتا جکوی صاحب ہے دیتا ہے دلاتا ہے۔ اس سوں دل جوڑ نا، اسے ہرگز نا چھوڑ نا۔ جس تے سب کچھ پاتا، اس کی عبادت میں ہو ر خطر⁽⁵⁾ کیوں میانے میاں لیا نا۔ جکوی صاحب دل ہیں انوکے دل اس گل میں نا بھاسی، انوکے دلاں پر ایسے خطرے ہرگز نا آسیں۔ خدا بغیر دل میں تے سب کاڑے، پچھیں خطرے کیوں آتے آڑے، اگر اس کے دل پر کچھ باقی اچھے گا تو ہو ر خطر آوے گا۔ اس کی مشغولیت میں غلل بہاوے گا۔ انسان نے اتنا تو کرنا ہے حاصل کہ بارے نماز کے لگن اسے⁽¹¹⁾ خدا میں کچھ یاد نا آوے، اس دنیا میں آئے گوں کچھ بی اپنا کام کرنے پاوے،⁽¹²⁾ چپ نا چیز ہونا جاوے کھانے پچ کا لکھا ہے، مرنا بسر کے چنچ کا لکھا ہے۔ اگر پتھر پر توں سر پھوڑے گا، تو بی کوئی تے جیو تے چھوڑے گا۔ جیو تے لگن⁽¹⁵⁾ کرنے کا کام کر، کچھ کرنے کا کام کر۔ جیو تے تے کچھ حاصل نہیں مرنے سنگتا ہے اگر تو آخر مرنا ہے مرنا کوں کوسر، بلکہ جیو تے مر، خدا ج کا یا خدا ج کا ذکر، جو کوئی چنچ مو اسے مرنے کی کیا فکر۔ اس دنیا میں مر رہنا، اپنا کام کر رہنا، اپنا کام آپ سوں کیا بھارے، کیا حاجت ہے جو اسے⁽¹⁷⁾ ہو ر کوئی اتارے۔ جکوی جیو نے خاطر پکارے گا، عز زاعیل⁽¹⁹⁾ اسے آکر مارے گا۔ بوڑے گوں کئے پکار یا نہیں، موے کوں کوئی ماریا نہیں۔ مونسو قبل ان مونسو 1 حدیث بی یو آئی ہے، اس جیو نے کے معنے سمجائی ہے۔ کرنے کا مونسو کرتے، نیس⁽²¹⁾ کرنے کا سو کرتے۔ بسر نے۔ کا سو یاد رکھتے، ہو ر یاد رکھنے کا سو بسر تے، یک ساعت تو بی دل صاف رکھنا، دنیا کا کچاٹ⁽²³⁾ دل تے دھونا۔ تقویٰ قرار رکھ، خاطر جمع کر، کھا برانا ہونا۔ آئینہ صاف اچھے گا تو خدا کے نور کا بھلک اس میں پڑے گا، دل روشن ہوئے گا، بہوت بلند پر چڑے گا۔ خدا⁽²⁶⁾ کے حضور کھڑے رہ کر ایک جیوسوں اپنا دل کھولنا، جو کچھ اپنا مدعا اچھے گا مونسو⁽²⁷⁾ خدا سوں بولنا۔ نماز میں خدا ج سنگتا اچھا خدا ج سوں بات اچھا۔ خدا سوں اختیار کرنا، خدا کوں اپنی بے کسی دکھانا، زاری کرنا، جو نماز کوں جاوے تو یوں جاننا کہ آپے خدا کے حضور جاتا ہوں، انے فرمایا سو اس کی فرمودگی بجالیا تا ہوں۔ خدا کوں حاضر ناظر کر جاننا آفریندہ قادر کر جاننا کہ انے پیدا کیا ہے،

جیو دیا ہے۔ اسے سچ کر جنے اس کی عبادت کیا وہ بہت بڑا۔ ایسے سچ کے منج میں تے جنے کچھ لیا،
 وہ بہت بڑا اول اس دنیا کی بودگی یک ذرا خاطر میں نالیا تا، پچھیں عبادت کرنے خدا کے حضور
 جانا، تو دیکھنا کہ دل کہاں جاتا ہے، ہو کر کیا صفا پاتا ہے، دل پر کیا کیا خدا کی تجلیات آتا ہے، اس
 پانچ وقت ظاہری نماز کے خارج جو عبادت ہے سو شغل ہو ر ذکر، یو بہت دور اندیشی یو بڑی فکر۔ یو
 مرداں کا کام ہے، یو صاحب درداں کا کام ہے۔ یو خدا کے خاصے، عین خدا کے محرم، بے یاد، ہرگز
 خالی نہیں، انوکا آتا جاتا دم، آپے ہو ر اپنا خدا، باقی دل تے سب کئے جدا، انوکا ہم راز، انوکا محرم
 اللہ، چڑ تادم لا الہ الا اللہ جولا الہ الا اللہ کا سچ دل میں ثبوت پایا، خاطر میں بی خوب آیا خدا
 نے یہاں کچھ سمجایا۔ پچھیں چڑ تادم اتر تادم بی اللہ اللہ کہتا آتا ہے، ہند خدا سوں یار ہوتا ہے، ہند
 خدا کوں بھاتا ہے۔ جیوں شراب کی مستی چڑتی، تیوں محبت کی مستی چڑتی، ہندے ہو ر خدا میں یاری
 بڑتی عاشقیت ہو ر معشوقیت آ کر کھڑی رہتی تاز ہو ر نیاز کیاں با تاں کئے۔ محبت زور ہوتا، کام کچھ
 ہو ر ہوتا، جکو ی اس ٹھار محبت کا سچ ہوتا ہے، رہتے رہتے بھگے ہو ر اس کیڑے کا تھو ہوتا ہے۔ منصور
 یہاںچہ آ کر بولیا مطلق، کہ میں منج ہوں انا الحق، 1، انا الحق۔ یو بندے ہو ر خدا کا وصال ہے، یو عشق
 کی کمالت کا وصال ہے۔ یہاں یو حال ہے۔ عشق ایسا ہے کہ عشق تے ایسے کاماں بہت ہو آتے،
 بعضے عاشقاں دکھلا تے، بعضے عاشقاں چھپاتے بعضے کتے چھپانے میں سواد ہے، بعضے کتے دکھلانے
 میں۔ ہر ایک کوں یک قسم کا وقت تھا زمانے میں، بعضے عاشقاں یا عارفان عشق یا عرفان کے زور
 سوں خدا کہو اے، بہت خوب تھے، عاشق تھے، عارف تھے سہائے، یو بچہ ہے تو کہوایا جائے، امانا
 اللہ جے یعنی منج خدا ہوں یو بی وصال تو ہوئے، یو بی کمال تو ہوئے و لے میں ہو ر خدا یو دو ہوئے اس
 نہایت یگانگی سوں یو بی دوئی کا مقام ہے، دوئی تو واں لازم نہیں آتی، جاں عشق تمام ہے۔ دوئی دور
 کرنا، یو تو عشق کا عین کام ہے، انا اللہ کا معنا عشق کتا سو عاشق کوں قام ہے۔ جو عشق انا کہنے پر آتا،
 تو عاشق پورا مقصود پاتا۔ سب آچھ ہوتا، انا اللہ میں کا دوئی پنا دور ہو جاتا یہاں اپنا آچھ یار ہے،
 وحدہ لا شریک لہ کی ٹھار ہے۔ یہاں اپنا عشق ایس سو دھرتا، یہاں اپنی پرستش آبی کرتا،

یہاں تو نور اعلیٰ نور ہے، 1۔ یہاں آج سب جاگا بھر پور ہے، حضرت جو خدا سوں ملنے گئے تھے صبح کی رات، تو پردے میں تے یو آئی بات⁽³⁾، کہ صبور کر خدا نماز کرتا ہے، یعنی اپنا شغل اپس سو دھرتا ہے۔ دو نماز کتے سو پوز نماز ہے۔ اگر کوئی پہچانے گا، جکوی محرم راز ہے سو جانے گا جو تحقیق ہوا ہیں آپ⁽⁴⁾، نہ اسے ماں نہ اسے باپ، احد ہوا، 2۔ لم یلد ہوا، 3۔ ولم یولد ہوا 4۔ حدتے گزریا بے حد ہوا۔ جکوی اپنا عشق اپس⁽⁵⁾ سوں دھرتا، و دوسرے کی نماز کیوں کرتا۔ اسے اپنی عبادت⁽⁷⁾ تے فرصت نہیں ایک فل، یوں آپس سوں آپے گیا ہے فل۔ تحقیق یونچہ ہے، جوں کہا گیا ہے یونچہ ہے، اما ایک انا اللہ واں عشق ہے، و وایک انا اللہ واں عرفانی ہے، اگر یو دونو حاصل ہیں⁽¹⁰⁾ تو زہے سعادت تمام شادمانی ہے اگر چہ عشق ہو عرفان ذکر ایک⁽¹¹⁾ ہے ولے ہوئے دو تھار، عشق مست⁽¹²⁾ ہے عارف ہشیار۔ انا اللہ کے مقام پر ہم عشق میں ہم عرفان میں جکوی کامل ہے۔ دو ہمیشہ کھڑا ہے،⁽¹³⁾ لے انا پر آنا ہو بشریت بالکل اس تے جانا یو مشکل یو کام بہوت بڑا ہے۔ اگر کوئی عاشق یا عارف اس تھار یونچ کر کرتا ہے⁽¹⁴⁾ فرق، تو انا پر آنا یکھادی وقت بے اختیار میسر ہوتا ہے الحال کالبرق 5۔ تمام بشریت کس تے گئی ہو کس تے جاتی نہایت دور ہوتی، یک وقت یک فل اس حد لگن آتی۔ تو یو انا پر آنا اور یو انا کہو انا یو اپس تے آج کچھ ہوا آتا ہے، نہ یہاں اپس کا بھاتا ہے۔ اگر یو آپے میانے آوے، ہو رہا پس کوں کہو اوے، نعوذ باللہ 6۔ کافر ہوے، یا مردود ہو جاوے، انا پر آنا بہوت مشکل ہے، انا کا تمام علم کسے حاصل ہے۔ واللہ، باللہ 7۔ تانہ، محمد نے یہاں چہ کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ 8، نہیں تو کیا محمد کوں یو حال نہ تھا۔ یو وصال نہ تھا، یو قال نہ تھا۔ بشریت مطلق جانہاری شیخ، یو درست⁽¹⁹⁾ نہیں کینچ، انا کے مقام بغیر جتے مقام ہیں دو سب حال ہے، یو⁽²⁰⁾

1۔ نور پر نور ہے

2۔ ایک (ہے)۔

3۔ اس کے اولاد نہیں۔

4۔ اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے

5۔ حال (موجودہ زمانہ) کجلی کی مانند (تیز رفتار) ہے

6۔ اللہ کی پناہ

7۔ اللہ کی قسم، اللہ کے ذریعہ، اللہ کی قسم

8۔ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، محمد اللہ کے رسول ہیں

وصال ہے۔ قرب کا انداز ہے، معشوقیت کا ناز⁽¹⁾ ہے، ہمت کا امداد ہے۔ عشق کا اتحاد ہے۔ جو لگن بشریت اس میں باقی ہے، تو لگن انا اللہ کئے کی مشتاقی ہے۔ بشریت کی دھن، انا اللہ لگن۔ اللہ کا عشق یہاں لگ انیزیا ہے، کہ یو انا اللہ کہتا ہے، بچھیں رہتے⁽²⁾ جتے یو یکبادی وقت انا کے مقام پر آتا تو انا اللہ بی کتار ہوتا ہے، انا کے مقام پر جو آتا ہے، رسولی مع اللہ وقت⁽³⁾ کے وقت کا معنا ہے۔ یاراں ہوا انصاف کرو، دل کوں صاف کرو، بہوت نکولاف کرو، کہا مانو، اپس کوں پیچانو، یانا جان⁽⁵⁾ کے یاستی سوں یاد یو اگلی سوں لئی کچھ کہا جاتا ہے، ولے جکوی بجیا دو بھی اپنی جا گا پر آتا ہے۔ عربی میں بی یوں دے ہیں خبر، کلام بلطن لا تعنبر⁽⁴⁾ واما جوں ابتدائے رسول خدا تے ذکر شغل کا قاعدا آتا ہے، تیوں بیاں کیا جاتا ہے کہ انسان انا اللہ ہوا اچھو، یا انا ہوا اچھو، اول تو واجب⁽¹⁰⁾ ہے، اپس کوں یہاں بسرنا، ولے بلا اختیار خدا، خدا بولیا جاتا ہے، اسے کیا کرنا۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ انا بی معشوقیت کی کمالیت کا مقام ہے، جس کوں گج میں گج ہے جس کوں قام میں قام ہے، اسے یو قام⁽¹¹⁾ ہے۔ اگر⁽¹⁴⁾ چہ خدا سوں مل خدا ہوا ہے عشق رکھیا نہیں جدائی انا اتنا ہوئے⁽¹⁵⁾ پر بی بشریت سوں مل چلتی ہے خدائی۔ انا اللہ وانا کا تو لکھا ہے دھندا، ولے جو بشریت کی احتیاج مینا نے آئی تو وہ خدا سو خدا یو بندا سو بندا۔ بیت۔

عشتم تمام جمع و پراگندگی بجاست⁽¹⁸⁾

سرتا پچا خدا شدم و بندگی بجاست⁽¹⁹⁾

امام جو ابتدائے رسول خدا تے، ہوا ہے، سوروا ہے بندا اگر خدا ہوا تو خدا کے کام کرنا، خدا کے کام اگر بات نہیں ہوئے تو آپے بندا ہوں کر قام کرنا۔ قطر اور یا سوں واصل ہوا، دریا قطرے کو حاصل ہوا۔ ولے یو کیا آپے بالذات دریا ہے، دریا قطرے میں بھریا ہے۔ عجب قطر ہے دو جس میں دریا بھرتا، قدرت دیکھو قطرے کوں دریا کرتا، تو دریا میں دریا سا تا، قطرے میں دریا کیوں آتا۔ جنو یہاں کھڑے ہیں، انو بہت بڑے ہیں۔ انسان جو اس مقام پر آتا ہے تو لئی کچھ کہا جاتا

1 اللہ کے ساتھ میرا ایک وقت (خاص) ہے۔

2 پاگلوں کی بات مجھے نہیں۔

3 میں نے اپنے وجود کو ایک جا کر لیا ہے لیکن پھر بھی ہستی کا انتشار اپنی جگہ موجود ہے سرے پاؤں تک خدا ہونے کے باوجود میری بشریت اور بندگی قائم ہے۔ (یہ شعر دیوان وحشی کے 47 ص، کی غزل کا مطلع ہے)

ہے یوسب عشق ہو عرفان کا زور ہے، مباداتوں جانے گا کچھ ہو رہے۔ یو بات تحقیق سب دو نچہ ہے جو یاراں جانے، اما تک⁽¹⁾ ولے ہے در میانے، انج سواد⁽²⁾ کے خاطر ایک کے دو ہوئے یعنی یو تھے سو دو ہوئے۔ لا الہ الا اللہ ۱ کا ذکر چند روز زبان سوں کرتے ہیں۔ خاطر قرار رکھ، دل کوں ٹھار رکھ بہت دھیان سوں کرتے ہیں۔ جو یو ذکر اسے خوب وضا سوں بھیدے، یو فکر اسے خوب وضا سوں بھیدے۔ اس ٹھار پر آیا، صحبت حاصل ہوئی یہاں کالذت پایا۔ بعد ازاں اللہ کے اسم کے، اس قسم کے، ذکر کرتے ہیں کہ زبان کوں اس ذکر کا اثر نہیں انپڑتا، زبان کہاں کہ زبان کو خبر نہیں انپڑتا جاں اس ذکر کوں ٹھار ہے، وہاں زبان بیکار ہے، اس جاگا پر فکر تا کہ یو بے زبان ذکر کرتا سو کون ہے؟ ایس میں آپے ہزار ہزار فکر کرتا سو کون ہے؟ یو ذکر اس حد تک انپڑتا ہے کہ ذکر مذکور ہوتا ہے، ظلمات سب نور ہوتا ہے لطافت آتی ہے۔ کسافت سب دور ہوتا ہے، غایب حضور ہوتا ہے، خالی سب بھر پور ہوتا ہے، جو بے زبان بولتا دو تو بے چوں بے چکوں⁽¹⁰⁾ ہے، بے شبہ بے نموں ہے۔ سنتا ہے ہو رکان نہیں، بولتا ہے ہو زبان نہیں جو کچھ دوکتا سو ہمیں کرتے، اگر مروکتا ہے تو مرتے۔ دوڑتے ہیں جدھر دوڑتا، آتے ہیں جدھر دوڑتا، ہنسا چارائیں ہمیں بچارے، جو کچھ دو فرماتا، سو کر نہارے۔ ولے کدھیں ہماری بی بات سنتا ہے، ہمارا بی دل بات لیتا ہے، ہنسا سوں بی تل چلتا ہے، ہنسا بی دلاسا دیتا ہے، غم کے وقت یاری کرتا، خوشی کے وقت دلداری کرتا۔ آپڑے کوں کام آتا، مرنے کی جاگاتے بچالیا تا، خوش دل کرتا ہے، مراد حاصل کرتا ہے، دد بے چوں بے چکوں بے زبان بات کرتا ہے، سو اسے بی ایک بے صورتی سوں نور کی صورت ہے، بہت پاک⁽¹³⁾، بہت لطیف⁽¹⁴⁾ صورت ہے۔ اتنی نازک ہے جو دکھلائی نہیں جاتی، جیتا کہے بی کہنے میں نہیں آتی۔ اگر کوئی کہے تو بی یکا یک کوئی پیٹا سی تا، یو دریا کسی قطرے میں آسی تا۔ بیج میں جا کر جھاڑ کون⁽¹⁸⁾ دیکھا ہے، کنکر میں کھول کر پہاڑ کون دیکھا ہے۔ تارے میں آسمان کیوں سانا، ذرے میں آفتاب کیوں دیکھا جانا۔ محال یو محال خدا کرے تو چہ ہوئے، اس حال⁽²²⁾ وصال خدا کرے تو چہ ہوئے، یو بات جو آتی سو خدا آتی، جاں تے آتی دو خدا یو خوب پہچان جان تے بات آتی، وہاں جاتی۔ بات⁽²⁶⁾ میں جو بات دھوٹ یا سو ہوا سر گرداں ہو عام خاص سب ہو عالم سب یہاں حیران۔ ہو جس پردے

تے بات بھار پر آتی سو قل الروح من امر دبی 1۔ جسے امر خدا کا کہتے یو روح کا مکان، تو چہ روح تے بات ہنس پر آتی تو ہمیں بولتے کہ ہمیں انسان۔ بعضے وقت یوں ہوتا ہے کہ عالم غیب کا مدد (4) ہو اور روح ہو انسان ایسے میں آپے بات کہتے ہیں مل، ولے یو بھید کوں بجنا بہوت مشکل، کسے ہے دل، کون ہے ایسا کامل، واصل۔ اس غیب کی ہویت (9) میں تے بات ہزار ہزار جنس کی آتی، انسان (10) خدا عقل دیا ہے تو ہر ایک بات ہر ایک جا گانج کر کہی جاتی۔ وہاں تے جو کچھ آیا ہو اُنے بھار بھایا تو مجذوب ہو ادیوانہ کہوایا بے سد بیہوش ہوا۔ کیا کیا کتا، کیا نہیں کتا سو فراموش ہوا۔ بے بند ہوا (14) بند چھٹیا آدمیاں میں تے اٹھیا، بولا و بالی درگاہ، یہاں کیا فقیر کیا بادشاہ۔ گناہ ہو رو آب (16) سب بھار ہے، دل میں خدا ج کی ٹھار ہے، ولے عارف کوں ضرور ہے کہ یو تحقیق کر جاننا، نفسانی خطر اہور رحمانی خطر اکون سو پچھانے۔ نفسانی شیطانی خطرے کوں سر بہار کاٹنے (18) نادینا، اس خطرے کوں بہوت قید سوں رکھنا، جا گانا زک ہے، پردا پہاڑ نے نادینا عود باللہ 2 اگر یو نفسانی خطر اہار (18) نکلے، خوری پر پاؤں دے گلا چکلے گنہ گار یو خطرے کرتے ہیں، شرمسار یو خطرے کرتے ہیں۔ اگر مرد ہے تو صاحب حال، تو اس نفسانی خطریاں کو سنبھال، تیرے رہزن سو یو ج ہیں، تیرے دشمن سو یو ج ہیں۔ دشمن کوں پیتا نا خوب نہیں ہے، انو میں مل جانا خوب نہیں ہے پو ج پچار کے وقت بلا (20) تجہ پر بھائیں گے، آپے میانے تھے نروالے ہو جائیں گے۔ اس وقت کیا توں انوکوں پکڑنے پائے گا، کدھر دھوٹے گا، کہاں تے لیانے جائے گا، کام بہوت کمل، اگر توں عاقل ہے تو دیکھ (22) چل جھاڑ، پہاڑ، خاک بار، آتش، آب، چاند، تارا ابھال، آسمان، آفتاب یو چھپے ہیں حجاب اگر کسی (25) پر کھلے ہیں ہو کسی تے دیکھا جاتا ہے تو دانش کے انکھیاں سول خدا سب میں ہے بے چوں بے چکوئی کے وضاسوں دس آتا ہے۔ دیکھیں ہارا ہوے تو دس آوے دھوٹن ہارا ہوے تو پاو۔ ے۔ (28) پیر و مرشد تو بولنے کا بولتا ہے، دلے اس کا مطلب اس پر کھلتا ہے، جس طالب کا طلب کمال ہے، دو (31) خالی نہیں البتہ اس پر دیکھ حال ہے (32) اگر پتھر سو برس پانی میں اچھے گا پھوڑے تو پتھر سوکھا، کوڑ آدمی اوپر چکنا دستا، درونے میں سب روکھا۔ جنے رچھا دو پتھر بھیجا جس طالب کوں طلب کا زور ہے۔ (33) (34) (35)

1 فرما دیجئے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے۔

2 اللہ کی پناہ۔

اسے پیر و مرشد کی صحبت اثر کرتی ہے، جس طالب کوں طلب کا زور نہیں، پیر و مرشد کی تابلی کہو کیا
فائدہ کچھ یاد نہیں اچھا سب برتا ہے جوں حافظ کتا ہے کہ

گوہر پاک بیاہ کہ شود قابل فیض

ورنہ ہر سنگ دُرد لولوے مر جاں نشود⁽³⁾ 1

جو طالب جس ٹھار ہے، سب اس کے طلب کا یار ہے۔ طلب باند یا درواز اکھولتا، طلب
بولاتا، طلب بولتا، طلب مطلوب کوں انپڑاتا، وہی طلب جس پر طلب تمام آتا لا الہ الا اللہ کا ذکر
یوں ہے، اللہ کے ہے جو لاکتے ہیں، تو زمین ہو آسمان کوں فنا کر جانا، اپنا وجود جملہ جہاں کوں
فنا کر جانا، جو طالب اس شغل کے دنبال ہوا، جو تصور اس کا کمال ہوا۔ کچھیں اے دستا سواد پر کا
چھلکا سب دور ہوا بھیر یو بے زبان بولتا سورہا، جو یو بی اس لاکتے سنگات فنا ہوا بعد ازاں اس
بولتے کوں جو بولاتا دور ہا، الا اللہ کتے سو دو چہ ہے، طالب کوں اس ٹھار اپنی مشقت تو چہ ہے،
عشق عشق کر عاشقاں کوئے کوئے پکارتے، منصور انا الحق کہا اگر انا الحق کتا تو ہرگز اسے نامارتے
خدا شاہد تھا، معنا واحد تھا، بندہ جو ایس کوں تمام دور کیا، تمام نور کیا کچھیں بندے میں خدا رہتا ہے،
نہیں جانتا سو کچہ کتا ہے۔ خدا ایس کوں خدا ہوں کر بولیا خدا ہوں کر بولنے بندے کوں ہے کاں
سکت، بولتا سو ہر کوئی ہے کون بھتا یو گت، کسے قدرت ہے جو یہاں لگن آوے، خدا ہور بندے کا
بھید پادے۔ یو الانسان سرّی وانا سرّہ⁽²³⁾ کا شاہد ہے، یہاں جدائی کی جاگائیں خدا ہور
بندے کا ناں ہے، ایک جھاڑ ایک ڈالی سج آ کر دوئی ڈالی جھاڑ ڈالی کوں جدا کر کو جانو، ڈالی تے جھاڑ
سہاتا ہے پچھانو، پھول پھل سب ڈالی کوں آئے بار، پھول ہور پھل ہور ڈالی جھاڑ کا سنگھار عارقاں
جیتے نشانیاں دیتے، ناداں چپ ایس کوں جدا کر لیتے، دل میں اپنے دوئی آئے، ڈالی تے ایس کوں
جھاڑ تے جدا کر جانے، ایک جھاڑ اسے کیساں ڈالیاں سن، ہر ایک ڈالی میں جنس جنس کے گن اس ڈالی
میں بی رنگ رنگ کے پھلے ہیں پھول پھول کتا میں ڈالی میں تے آیا ڈالی کتی میں جھاڑ میں تے

1 اس شعر کے متعلق ضروری وضاحت یہ ہے کہ اصلی گوہر پاک ہونا چاہئے جب کہیں جا کر فیض پانے کے قابل ہوتا
ہے۔ ورنہ ہر حجر میں بہا سوتی در جان نہیں ہوتا (دیوان حافظ میں یہ شعر اس طرح ہے۔

گوہر پاک بیاہ کہ شود قابل فیض

سفینہ حافظ ص 285

ورنہ ہر سنگ دگلے لولوے مر جاں نشود

2 انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔

آئی سب جھاڑ ہے کو بھول بندے کوں اگر خدا کوں اپڑے کا طلب ہے، تو اسے بی پروا مرشد یک⁽¹⁾ سبب ہے جنے جاں اپڑیا ہے، اپنے طلب سوں اپڑیا ہے۔ انسان کے جوڈل میں خطر آکر دوئی پاڑتا ہے دو خطر اگر دور کرے، تو تمام ایس کوں نور کرے، ذات کو اپڑے بات کو اپڑے، کل کائنات کو اپڑے، بندگی تھے جدا ہوئے، آپج خدا ہوئے، اول دودج تھا دود کا دھیس ہوا دھیس چھانچ ہوا تمام، چھانچ میں مشقت کرتے کرتے کچ نکلیا اسے مسکار کھے نام جو مسکا آگ کی آنچ کھایا، ہوو (صورٹ پایا) کھیو کھوایا، دود ایس کوں گنوا یا بندایو نچ ایس کوں گنواوے، تو خدا کھوایا۔ اگر خدا میں فنا ہونے سنگتا ہے تو توں اتنا جان آپے نا اچھنا میانے میاں۔ آخر دودج جوئے تو دھیس ہوتا ہے، دودج چھانچ مسکا کھیو ہو کر کیس کا کیس ہوتا ہے۔ پچھیں اس کھیو میں ایک سباس ہے کہ اسے دوچہ⁽¹³⁾ کتے ہیں، بندے میں خدا میں یوچہ کتے ہیں۔ ایس کوں پاک کر خدا سوں اپڑنے میں ہنر ہے، نہ لوکاں سولڑنے ہوو جھگڑنے میں ہنر ہے، اگر مرد ہے تو اپل سوں لڑ، ایس سوں جھگڑ، دسریاں کے دنبال کو پڑ، ایس سوں جھگڑے گا تو بات میں آے گا دل، کسی سوں جھگڑے گا تو کیا حاصل۔ ہر کیس کوں یک جا گار کھے ہیں تھے جھگڑنے سوں کیا غرض، یو خدا کے کاماں ہیں کر⁽¹⁸⁾ نے سوں کیا غرض۔ اسے کوئی داں رکھیا ہے تو دوواں رہیا، تھے اس سوں لڑو کر کون کہیا۔ خدائی کا دعوا کرتا، نیس ڈرتا آدی نے خدا کے کاماں کج کر چپ رہنا، کسے کچھ نہ کہنا، سچ اپنے خدا کے ادھر ڈھلے ہیں برے کوئی نیس سب بھلے ہیں، سب میں عشق ہے۔ سب میں عشق کی مستی ابلتی ہے۔ خدا کی خدائی یوں چلتی ہے جو آیا سو کچھ کچھ بولیا، آکر پردا کھولیا، بشریت کے منزلاں جتیاں یوچل کر آیا۔ خدایت کی منزل تلک، دل تلک، اتنی منزلاں پر یکمادی وقت اسے بی گزر ہوتا ہے۔ خدایت (آئی تو) کیا ہوا بشریت بی اس میں اچھتی ہے، جاتی نیس بشریت بی ایک قسم کی خدایت ہے دل کی طلب کدھیں اس پر بی ہوتی ہے۔ یوراج ہے اس کا تمام کاج اس سوں آج نیس اچھتا، چنداں بشریت کا محتاج نیس اچھتا، یو ہوو ہے، اس کا خاص منزل ہے کیس اگر یو ہے تو ہے، نیس تو نیس، بادشاہاں رات دس تخت پر نیس بیٹھے اچھتے ہیں، اپنے محلاں میں بی سیر کرتے ہیں۔ سب انوچ کا ہے، اگر دل سنگتا تو ادھر بی رغبت دھرتے ہیں۔ واصل پر، کامل پر اس بات تے کچھ قصوریں آتا، بعضے لوک اندھے ہیں یو تماشا انو تے دیکھائیں جاتا، یو نادان آچھ رہیں گے پکار پکار،

اندلیاں ہو راحقاں کی باتاں کوں گیا اعتبار، اپنے خاطر کوں پکارتے، جھک مارتے یو بادشاہاں کی بات کا داب ہے۔ مفلوکاں کوں سنے کا کاں تاب ہے۔ یکا دی وقت چار حرام خوراں حرام خوری پر آتے تہاں تو بادشاہاں بی آزار پاتے ہیں۔ ولے ہی بادشاہ سو بادشاہ سر زور، مفلوک (2) سو مفلوک حرام خور، جو عاشق کوں عشق جوش میں آکر، خروش میں آکر، جالتا ہے، اچھالتا ہے اگر عشق جوں کمال کوں انپڑیا تیوں عرفان بی کمال کوں انپڑے، تو ہزار مشقت سوں جیوں تیوں سنبھالتا ہے۔ عاشق بدست ہو کر بھرے شیش کوں نہیں پھوڑتا، جیتا مست اچھو جیتا بے خرا اچھو، شکاری کوں نپٹ نہیں چھوڑتا۔ ہم ہشیار اچھتا ہم مست، یو حال ہر کسے نہیں دیتا دست، (6) مستی اپنی اپس میں سا کر رہنا، نہیں کہنے کی بات جاں ناکہنا، داں نہیں کنا عشق چھپتا نہیں یو خلاصا ہے اس کی ہستی کا ولے فرق اس (8) میں خوش (9) مستی ہو، بدست کا جو بدست آتی تو چیو پر لیا تی جو عشق (10) ہو عرفان میں یاری ہوتی، تو مستی اس کی (12) عین ہو شکاری ہوتی۔ جاں عشق ہو عرفان ہوتے ایک وجود، واں عالم آکر کرتا جود، یو عشق ہو عرفان کا دصال ہے، اما محال در محال ہے، بڑے نصیب اس کے جس پر یو حال ہے۔ اتنے پر بی عشق بادشاہ ہے اگر جوش میں آیا تو آیا ج نہیں سلیا تو نہیں سلیا (14) جو یو اپنے وادی پر آتا ہے، تو سب عالم اس میں ساتا ہے۔ غرض ایسے مست کوں عرفان کمال درکار ہے، نہیں تو ایسے مست کوں (16) کچے کا کچے کرنا کیا بار ہے، عشق میں اتنا ج ہے سنا، محرم (20) کی بات نامحرماں کئے ناکنا میں تو عشق ہے عشق کا سخن کہا جاتا ہے، نہیں کہے تو کیا رہیا جاتا ہے۔ اگر یو بات جیسے کنا ہے اسے فام ہے، تو اس بات کئے میں بہوت آرام ہے، یکس کے درد دل کوں ایک انپڑتا ہے، یکس کے بات کا اثر یکس کوں (23) چڑتا ہے دونوں مست، دونوں ڈلتے، رازاں کے پردے کھلتے۔ یکس تے ایک فیض پاتا، خدا خوش رسول کوں بھاتا، زلہ کوں کو پلا یو شراب، نہیں تو توں ہوئے گا خراب۔ خلوت میں جگوئی آتے ہیں ایسی باتاں سو نچہ مارے جاتے ہیں خلوت میں کا پیالا بہار کے لوکاں کوں پلانے جاتے، پچھیں جیسا آپے کرتے، ویسا پاتے۔ اس مستی میں آکر آپے سدا نہ دھرے تو کوئی کیا کرے۔ ہر ایک بات سچ کر کنا ہے، اپس میں آپے گرج کر کنا ہے، منصور محبت میں مست ہوا، اتنا الحق اس کی مستی کا ابال تھا، جو یو نادان سمجھتے ہیں منصور کوں کچے (36) دو خیال تھا۔ انے حق بولیا، لوکاں اسے ناحق مارے جھک مارے، دنیا میں احق بہوت ہیں نائج کرا یسے کام کر نہارے یو محبت کے پیالے کے چالے تھے، یو

محبت کی بے خودی کے الالے تھے۔ بند اگر آپس کوں خدا کہے تو کیا چٹانے کی بات ہے۔ یا جھوٹ⁽⁴⁾
 ہے یا دیوانا ہے۔ یا مستی کی دھات ہے، دیوانے کوں جھوٹے کوں سمجایا جاتا ہے، نہ کی دیوانے پر
 جھوٹے پر مست⁽⁸⁾ پر خون لازم آتا ہے۔ بہوتاں نے اس محبت کے باٹاں میں اپنا سر لیا ہے، اپنی
 جرأت دکھلا ہے۔ ولے قبول پڑیا سو منصور کا سر، کہ اس سر میں تھا کچھ تو لڑی⁽¹⁰⁾ یو دور گاہ میں کہ یہاں
 ہر کسی کا سر قبول پڑے، سرایتا بلند ہوئے، اس بلندی چڑے۔ بیت⁽¹³⁾

تا کہ از جانب معشوق نباشد کشے

کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد⁽¹⁴⁾

کتے ہیں کہ کینک طالبان اپنے مرشد کوں پوچھے، اپنے سد کوں پوچھے کہ ظاہر کی صورت⁽¹⁵⁾
 تمہاری دیکھتے ہیں، اپنے باطن کی صورت دکھلاؤ، دو مرشد کامل تھا، واصل تھا، صاحب دل تھا، بولیا
 کہ تمہیں جاں عاشق ہوتے ہیں، وہاں دونو میں جو عشق ہو محبت ہے، ناز نیاز ہو لذت ہے،
 راحت⁽²⁰⁾ ہو مشقت ہے، دو میں ہوں مجھے دیکھو مجھے کچھ، مجھے پاؤ، ولے ہر یک ناداں تے، ہر ایک
 ناقص تے، یو بات تک چھپاؤ۔ یوانا العشق کا مقام، عاشق جانتا ہے، عابد کوں یو کاں فام ہے، توں
 جانتا اس کا دو جانتا کہ تیرے پر عاشق ہیں تمہیں⁽²⁶⁾ دونوں بی میرے پر عاشق ہیں، میں تر ساتا، میں
 تپاتا، میں آگ لاتا، میں جلاتا، اس جلنے میں کیا ہے سودیکہ، اس تلملنے میں کیا ہے سودیکہ، دو جلنے
 میں ہے ہو جلتا نہیں، دو تلملنے میں ہے ہو تلملتا نہیں، اے عاشق، اے راہ رو، اے نیک توں کیس
 دیکھتا ہے تو اس دیکھنے میں کیا ہے سودیکہ۔⁽³⁰⁾

اس دیکھنے میں بی ایک شخص دیکھتا ہے۔⁽³¹⁾ دو کسے خبر پیچہ نہیں، سب یہاں بے خبر ہو جاتے
 وہاں کا کسی میں اثر کچھ نہیں۔ دو دوچہ ہے، جو کچھ ہے سو یوچہ ہے بعضے سب کوں ذاتیج کر جانتے،
 سب کوں ذاتیج کر پہچانتے، ولے یہاں بات ہے، یہاں برو یہاں شہ مات ہے، جوں ہمارا وجود⁽³⁶⁾
 ہے ہمارے سکھات، تیوں ہے ذات ہو صفات۔ انکی کوں دیکھتے تو دیکھتی، بات کوں کچھ لیا⁽³⁹⁾
 ہے۔

1 جب تک معشوق کی جانب سے کسی کشش کا اظہار نہیں ہوتا، پچارے عاشق کی کوشش رائیگاں ہی جاتی ہے
 (امثال و حکم جلد اول میں یہ شعر اس طرح درج ہے۔)

تا کہ از جانب معشوقہ نباشد کشی

کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد (صفحہ 537)

(1) کئے تو لیا تا، پاؤں کوں کئے بیٹھ تو بیٹھتا، اٹھ کئے تو اٹھتا۔ جدھر جاکتے، ادھر جاتا، ہات ہو پاؤں ہمارے ہیں، ہمتا سوں ہیں، ولے وہمیں (3) نہیں، یوسب ہمارے فرمانبردار ہیں، ہمارے حکم باج جاسکتے نہیں کیوں، اس وضاسوں یوصفات تابع ذات ہے، جوں ہمیں ہو ہمارا ہات ہے، یوں کئے ہیں کہ الانسان بنیان الرب 1۔ جدھر ذات لے جاتی ہے (7) ادر صفات آتی، بند اسو صفات، خدا سوا ذات۔ عشق کوں (10) خدا نزدیک، عقل کوں خدا بہوت دور۔ عقل غائب ہے کہ جانتی ہے۔ عشق جانتا ہے کہ حاضر حضور۔ جو عشق کا غنچہ پھول ہو کر کھلے گا، تو اس پھول میں باس (12) ہے سو خدا البتہ ملے گا۔ بات کا عالم بہوت بڑا عالم ہے، کور باطن کوں اس عالم میں گزر کم ہے یو اپنے دل کا ریش دیکھنے کی جاگا ہے، یو خوب اندیش دیکھنے کی جاگا ہے۔ اگر کوئی چپ دیکھے گا آسمان، کیا کچے گا بچا را جو بات تا آسی میا نے میاں۔ بات خدا کی ذات میں ہے ظاہر باطن سب بات میں ہے، جکوئی بات میں آیا، انے خدا کوں پایا۔ یوز بان سوں بولتے ہیں سوبی بائج ہے، ہو ر دل پر جو خطرا آتا ہے وہ بائج ہے، یو بات ہو ر جاگا آتج ہے، یو بات میں آئی پچھیں چھیں سب خدا کی خدا کی۔ حیوان کا بی یو چہ حال ہے، ولے وہاں خطرے کا چال ہے۔ ہو ر جتنی پھر کی ہے ذات، وہاں نہ خطرا ہے نہ بات۔ پھر ہے جاں لگن دو تمام کن، زمین بہوت بڑی ہے۔ اس میں نبی ہو ر ولی سائے ہیں، جائیں گے لی خاکچ میں ہو ر خاکچ تے آے ہیں۔ اس میں سچ نکلے، ہو ر اٹیج کا کھلا یا کھاتے۔ آخر جائیں گے وہاںچہ نہیں کیوں آتے، نہ کیوں جاتے اما خدا کی شان ہو ر شوکت، عدل ہو ر انصاف کی جاگا سو آسمان۔ اگر آپس کوں کچھ مشکل پڑے تو دل سوں آسمان پر جانا، اگر خدا سوں عشق بازی ہے، ہم رازی ہے، خدا باج ہو ر طلب نہیں ہے، خدا سوں مخلوط ہونے منگتا ہے، تو خلوت دل ہے۔ دل میں آتا سب چھوڑے باج دل میں رہیا نہیں جاتا، یو اسرار ہر کسی کئے کہیا نہیں جاتا۔ اس بات میں جیواں کے پاواں کوں پڑے گھٹے، دلچ میں اچھنے (34) خاطر یو عالم سب نئے۔ کہتے ہیں کہ بات میں بات آتی ہے، یو بات کہی جاتی ہے۔ وہی حسن ہو ر دل کی گفتار، جو بات کتے کتے چھوڑے تھے اس شمار کہ القضا نظر بولیا کہ اے بن پر کی پری۔

اے نادری، اے سرگ کی انچھی (2) اے گنوتی گن بھری۔ توں دل سوں (4) دل لائی ہے، تجے بہت بڑی ہوس آئی ہے۔ توں حسن تجے دل سوں دل لانا سہاتا ہے، دل کوں بی حسن بہت بہاتا ہے، ولے میں کیوں تجے دل سوں ملاؤں (5) میں دل کوں کیوں تیرے کئے لیاؤں، میں کیوں تجے دکھلاؤں (8) یکا یک کیوں لیا جاتا ہے، کیوں ملایا جاتا ہے۔ بیت

میرے کینے تے آتا ہے جو میں لیاؤں (9)
 دو دل کیا اپنے بھاتا ہے جو میں لیاؤں (10)

دل کوں تیرے کئے لیا تا ہے، سو خون جگر کھاتا ہے، ایک بادشاہی کون لٹاتا ہے، ایک بادشاہی میں ظل بھاتا ہے، کچھ عقل، کچھ تدبیر، کچھ ہنر کرتا ہے، عالم عالم کوں زیر و زبر کرتا ہے۔ سر کا خطر ہے، جیو کا ڈر ہے کہ عقل بادشاہ دل کوں تن کے کوٹ میں اسیر کیا ہے، کیس نا جاؤں (11) کرتدبیر کیا ہے۔ نہ کدھر جان دیتا، نہ کدھر آن دیتا کہ دل عاشق ہے۔ جان ہے (17) کیا جانے کیا کرے گا کر دل میں لگان ہے۔ دل کوں تو اس باب بھٹا ہے۔ (18) ولے بڑے جو کچھ کرتے ہیں اس میں بہت نفا ہے۔ بیت

جکوی بند میانے کس کے سپڑے

خدا بن حال کوں کون اس کے انڈے (19)

اس باپ کے حکم میں گرفتار ہے، اپنے بھاتے میں نہیں (20) بے اختیار ہے۔ دل ہزار ہزار جاگا بھرنے تلستا، (21) ولے دو باپ ہے کیا کرے گا باپ سوں کچھ نہیں چلتا، ماں باپ مجازی خدا، انو کے حکم سوں کیوں ہوتا جدا۔ انو دنیا میں لیا ئے، انو دنیا دکھلا ئے۔ انو پرورش کیے بڑھائے، انو سوں (25) بے ادبی کیوں کر یا جائے۔ انو خوش تو ہر دو جہاں میں فتح بازی، انو خوش تو خدا، رسول راضی انو کوں آپس تے راضی رکھنا، انو کی دعا لینا، انو سوں ادب سوں چلنا، انو کوں دعا دینا، یو بہت ادب کی ٹھاؤں ہے، تو یجہ لگن خوبی ہے جو لگن سر پر انو کی چھاؤں ہے، ماں باپ کی مہر دسرے میں نا آئی یو مہر کوئی دسرے میں نا پاسی، بڑا مکہ، بڑا مدینا سواں باپ، صبا اٹھ انو کا سوں دیکھتے تو چھڑتے سب باپ، اگر خدمت میں جنم اپنا کھوے گا، تو بی ماں باپ کا اترا سی کوئی کیا ہوے گا۔ (31)
 ماں باپ کی رضا میں چلتا ہے سو وادب دار، بہت نیک بخت، بر خور دار، ولے اے نار اس ٹھار (33)
 بھی ایک بات ہے، دو بات تیر پچہ سات ہے، اس درد کا دار و سو تو نچہ ہے، اس دریا کا اتار و (34)

سو تو نچہ ہے۔ اس زخم کے مرقم کا لایا تیرے پاس ہے، اس داغ کے ریش کا پھایا تیرے پاس ہے۔
 اس بیمار کو شفا تجھ تے آتا ہے، یہ نقصان یونہی تجھ تے پاتا ہے۔ اس امیدوار کی امید توں برلیانا،
 اس غم کش کوں خوشی توں دکھلانا وقت پرانکس کوں کام آتا بہوت بڑا ثواب، بیاسے کوں پانی پلانا
 بہوت بڑا ثواب، پڑے کوں اٹھا کھڑا کرنا دھرم ہے، ننھے کوں بڑا کرنا عین کرم ہے۔ ایسا کوں⁽⁵⁾
 ہے جسے نیکی پیاری نیں، نیکی دنیا میں ضائع ہونہاری نیں، نیکی جس ٹھار پڑے گی اس ٹھار نکلے
 گی، نیکی پھر⁽⁷⁾ پر عین⁽⁸⁾ گئے تو پھوٹ کو بہار نکلے گی۔ نیکی سب ٹھار کرتی یاری، نیکی قیامت کی⁽¹⁰⁾
 چھڑان ہاری نیکی دشمن کوں دوست دار کرتی، نیکی سوں⁽¹¹⁾ بڑے بدی کیا تو نیکی⁽¹²⁾ اسے خوار کرتی۔ جتے
 دنیا میں آکر گئے (مونکچہ کروکے) نیکاں نے نیکی کرنا، دنیا میں نیکی نابھنا، بچے یو فام ہوتا ہے کہ
 توں تک کرم کرتی تو سب کام ہوتا ہے، کیا واسطہ کہ آج برسوں ہوئے ہیں قرناں گزرے ہیں،
 جودل کوں آئحیات کی پیاس لگی ہے، پیاس پکڑیا ہے، محبت⁽¹⁶⁾ راسک راس پکڑیا ہے۔ بہوت آس
 لگی ہے۔ اس آئحیات کی خاطر حیران ہے، پریشان ہے۔ سرگردان ہے۔ نشان پوچھتا ہے
 ٹھارے ٹھارو لے کوئی نیں ہے اس آئحیات کا نشان دین ہار۔ بیت

جو کوئی غم میں سہو کر اسیر ہوتا ہے

خدا جی اس وقت آدنگیر ہوتا ہے⁽¹⁹⁾

اگر تو نزدیک کا کوئی آدمی دیوئے گی سیرے سنگھات، ہوو دو جیوں آئحیات کاں ہے سو بولے⁽²⁰⁾
 گابات۔ تو میں جا کر سجا کر دل کوں گل میں رام کروں گا تیرے خاطر یو کام کروں گا۔ میرا بی کام
 ہوتا ہے، اسے بی آرام ہوتا ہے، میرا بی ایک نام ہوتا ہے۔ بیت⁽²⁵⁾

کے ہے عقل اتی ہوو کے ہے ایسا فام⁽²⁷⁾

بہوت عقل سوں کیا ہے نظر یو دل کا کام⁽²⁸⁾

حسن دھن، من موہن، جگ جیون ایک غلام دھرتی تھی کہ دو غلام یک پلک میں مشرق ہوو
 مغرب پھر آوے، آسمان زمین عرش کرسی کی خبر لیاوے بیگی میں بہوت مشہور، باو اس کے شرم⁽³⁰⁾
 حضور صورت نویسی کے کام میں تمام، خیال اس کا نام، چرچہ سار، حسن کا آئینہ دار، ہر ایک کام میں
 اس کا آؤ تھا، تعریف تے کچھ بیلاؤ تھا۔ بیت⁽³⁴⁾

دل کوں کوئی جا کہ بیک بو لو بات⁽¹⁾

دل ملیا ہے اتال آتھیات

بارے حسن دھن، من موہن، کنے ایک یا قوت کی انگشتی تھی۔ اسے آتھیات کے چشمے کی مہر⁽²⁾ کر تھی، حسن حور نے، انگھیاں کے نور نے، دل کو بلانے خاطر دو انگشتی دی خیال ہو نظر کے بات، اپنے جیو کی⁽⁴⁾ جو کچھ تھی سو بولی بات کہ آتھیات کا یو⁽⁵⁾ نہر نشان ہے لے کر جاو، دکھلاو ہو دل کو⁽⁶⁾ مجرگ جیوں تیوں لے کر آو، کہ دو طالب⁽⁷⁾ ہے، آتھیات کا اشتیاق اسے غالب ہے آتھیات کا یو بات سن بہوت آرام پاوے گا، البتہ البتہ آوے گا۔ بیت

حسن یوں منگتی ہے جو دل کوں بھلائے

دل بھلیا بھولیا سو کیوں نا آے⁽⁹⁾

خیال ہو نظر حسن کنے⁽¹⁰⁾ تے رضا لے کر، دعا دے کر تن کے شہر کوں چلے۔ دونو عاشق دونو چلے۔ کینک⁽¹²⁾ دیساں کوں چلتے چلتے تن کے شہر میں آئے، دل بادشاہ، عالم پناہ، گل اللہ، صاحب سپاہ کا ویدار پائے۔ نظر ہو خبر لیا، تسلیم کر گزریا سو قصا بیان کیا، حال حقیقت جو کچھ تھا سب عیاں کیا۔ بیت

دل خوشی میا نے بہوت آج آیا

دل نے مقصود آچنا⁽¹⁴⁾ پایا

دل نظر کوں اپنا ہم راز کیا، بہوت سرفراز کیا۔ ہزار ہزار شاہباش دیا، گلے لایا کہا کہ مر داں⁽¹⁶⁾ جو ہیں سوہنت بلند دھرتے ہیں، جوں بولتے ہیں تیو فچہ کرتے ہیں، بہت دھرتے تو یوں دھرتا، کچھ کام کرے تو یوں کرتا۔ بیت

خبر معشوق کی جب کوئی لیاوے⁽²⁰⁾

دو بی معشوق آدھا کیوں نہ بھاوے⁽²¹⁾

دل رو رو کر، ہنس ہنس کر، لوچ⁽²²⁾ بات پوچھیا، کینک⁽²⁴⁾ وقت لگ یو نچہ پھر پھر کر یو چہ بات پوچھیا⁽²⁵⁾ اس کا بس ہوئے تو سارا دیس ساری رات پوچھتا اچھے یو چہ بات، جیتا نقل⁽²⁶⁾ کہے کھول، کھول، دل کہے کیوں کیوں پھر ابول پھر ابول۔ عاشق کنے جو معشوق کے سوں کی بات آتی ہے، دو یک بات⁽²⁷⁾ لاکھاں پاتی ہے۔ اس کی لذت کیا کہوں کہی نہیں جاتی⁽²⁹⁾ من ذاق عرَف یعنی چاکھے سو جانے،

۱۔ جس نے پکھا اس نے جانا۔

نہیں چاکھا سو کیا پچھانے۔ نظرسوں اس دھات بول، یو بات بول، حسن دھن، من موہن، محبوبی کا گلشن جگ جیون کے خیال کوں اس خبر دھندہ وصال کوں آنگے بلایا، بہت خاطر داشتی کیا، بہوت سمجایا، تقوادی، آخر خیال ہو نظر دونوں کر، یک دل کر، دو یا قوت کی انگشتی نشان کہ ان حسن پری نے، ان حور⁽⁴⁾ اتے عالی استری نے، ان گونئی گن بھری نے، دی تھی سودل کے بات میں دیے، خدمت اپنی بھرا کیے، دل دوا کھوٹھی دیکھ چوم چاٹ سر جزیایا، کہا بار⁽⁵⁾ کے کام یہاں لگن آیا، میں اتال اپنی امید پایا۔ یو باتاں ہوئے پچھیں نظر نے، صاحب ہرنے، جو⁽⁷⁾ کے جگر نے، خوش خبر نے بولیا کہ اے دل بادشاہ عالم پناہ، قل نند، صاحب سپاہ، حقیقت آگاہ، اپنی شقت ایتی محبت میں اس خاطر کیا کہ توں پچھانے، توں مجے جانے، میرا تھا سو میں کیا اتال تیرا توں جانے آصف نے ایسا کام سلیمان کی خاطر نہیں کیا بلقیس کے باب، توں صاحب تھا، اس عشق میں تیری پیتابی دیکھ میں اپس پر قول کیا یو عذاب۔ اے دل بادشاہ، عالم پناہ، توں جس کی خاطر تملیا، میں⁽¹⁵⁾ تجھے دیکھ جلیا، توں اتھا بے تاب بے دل، بے آرام، میں نفر تھا مجے آسودگی ہوئی حرام، نفر کئے تو کیا سب نفر ہوئے، سچے اصل سچے معتبر ہوئے۔ نفر ہوتا کچھ جدا⁽¹⁶⁾ ہے، جکوی نفر ہیں انوکوں کچھ آنگے خدا ہے۔ نفر نفر فرق ہے سب کوں برابر کو دیکھ جس نفر نے کچھ خوبی ہو آئی، ظاہر نفر باطن دو بھائی۔ خوب نفر کوں کہاں ہے جوڑا، جتنا اسے دیے بی تھوڑا۔ مال خوب⁽²⁰⁾ نفر کوں دینا خوش حال کر، کیتا کوئی رکھے گا صندوق میں گھال کر، جس نفر کی خدمت بادشاہ کے دل میں جی، اس نفر کوں مال کی کیا کی۔ کہاں آگ کا شعلہ کہاں برق، میرے کام کوں ہو دردسریاں کے کام کوں آسمان زمین کا فرق، صاحب رنج کرنفر کوں بات پکڑے تو نفر کا ہوئے نام، کون چا کر کس بادشاہ خاطر کیا ایسا کام۔ ساری بادشاہی⁽²²⁾ تھی ولے یو کام کوئی قبول نہیں کیا، میں قدم آنگے رکھیا، جو پر ہوڑ کھلیا، یو کام اپنے سر لیا۔ مرد دو جہاں سب ڈرے، وہاں نہ ڈرے، مرد، دو جکوی نہ کری سو کرے دل بادشاہ، عالم پناہ، صاحب سباہ بولیا کہ اے نظر پر ہنر جو کچھ توں بولتا ہے سو خوب بولتا ہے، بہوت خوب بولتا ہے دل کی کھڑکیاں کھولتا ہے۔ یونچہ ہے، توں جوں کتا تو نچہ ہے، میں بی جانتا ہوں، نفر کوں پہچانتا ہوں۔ جو تیرا سنگتا ہے دل، دو نچہ تیری مراد ہوئے گی حاصل۔ توں دانش مند دانا، دور اندیش بہوت راست

ہے، مال کیا تجھ⁽¹⁾ تے زیاست ہے۔ سچ کتا ہے مال خرچ کرنے کوں ہے، نہ کہ خالی صندوق میں⁽³⁾ بھرنے کوں ہے۔ مرد، دو جو خدا دیا سو مال آپے خرچے، اپنا نادوں⁽⁵⁾ جگاوے نہ کہ یو مال چھوڑ جاوے، تاہور کوئی آوے، ہور کوئی کھاوے۔ ہور کوئی کھایا، ہور کوئی اپنا نادوں کیا تو اسے کیا حاصل⁽⁸⁾۔ میں سمجھتا ہوں اتنا اس بات تے نہیں ہوں غافل خدا دیا سو مال اپنا آپے کھانا، ہور اپنا نادوں، آپے جگانا۔ جو کوئی جوڑتا ہے، سو ہور یکس⁽¹³⁾ کے خاطر چھوڑتا ہے گناہ گار ہور بدنام یو کھواتا، مال سومیانے میاں ہور کوئی کھاتا کھانہ رے کھا کر جاتے، خدا کی پوچ پچار اس پر آتے کدھر کدھر کا حساب، کال کال پچار اداے گا جواب۔ اپنا آپے⁽¹⁶⁾ نا کرنا نقصان، شرم حضوری خود رازیاں۔ حساب کا بول کے بھاتا ہے، ملاحظہ کام نہیں آتا ہے کس مفلوکاں⁽¹⁸⁾ کا توں کیا لیوے گا، تیرا جواب کیا خدا کوں ہور کوئی دیوے گا، یہاں سب پھسلا کر کھانے آئیں گے، وہاں کوئی کہ میاں آئیں گے نفسا نفسی کھڑے گی، اپنی اپنی پڑے گی۔ میں یوسب کتا ہوں فاش، جاں ایسے دوست اچھیں گے وہاں دشمن کیا قماش⁽²²⁾ یو بات سن آدمی چھلے، ایسے دوستاں تے دشمن بھلے دشمن تو دشمنیچہ ہے راستا پاک، یو دوست ہو کر دشمن تے زیاست کرتے ہلاک، یوں اگر اپنا دوست ہے تو دشمن کو پہچان، گمان کیا خاطر رکھے گا میاں نے میاں۔ توں اپنی حد پر چل جو دوسرے بی اپنی حد پر آویں، ایسے بی میٹے نا ہونا جو کمیاں توڑ توڑ کھاویں بھلا آدمی کچہ کرنا تو یو کچہ کوں کچہ پاتے، کتیاں کو سلک دے تو مومن چاٹنے آتے جو کوئی، ہیں ملوک، جیساں سو دیا کرتے سلوک۔ نفر ہزار ہزار ہوا تو بی صاحب نے اپنا داب رکھنا اپنا⁽³⁵⁾ حساب رکھنا۔ توں صاحب کو چھوڑ یہاں کو جا طرہ، کہ خدا بولیا ہے فمن يعمل مثقال ذرة خیراً⁽³⁶⁾ یسره۔ جاں صاحبی تیری ہے جاں وعدہ ہے کتاب ہے، وہاں ذرے ذرے کا حساب ہے لوکاں کھا کھا جاتے، تغادے اُس پر آتے یو عقل نہیں یو دیوانگی ہے۔ یو غافل ہو کر کوئی کھاتا ہے، جان کر ایس پر کوئی بلا لیا تا ہے۔ اپنے مال کی خبر لینا، فرشتا ہوا بی حق تے زیاست نا کھانے دینا۔ نفراں کھا جائیں گے نفراں کا کیا جاتا، خدا رسول کا بول صاحب پر آتا جوں خدا دیا۔ تیوں لینے بی جانتا ہے کسے کچہ دینے بی جانتا ہے اگر ایک نہیں دیتا تو دوسرا آکر دیتا آپے عقل میں کم نا جانا ایساں کوں بی خدا بڑا کیا ہے بہوت کچھ دیا۔ ہے۔ آپے بی بہوت کچھ دینا بہوت کچھ لینا۔ خدا کہا ہے کہ دنیا میں

۱۔ (سو جو شخص) دنیا میں) ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ (وہاں) اس کو دیکھ لے گا۔

دس آخرت کوں ستر، یو خدا کی بات ہے، اسے توں کو کتر تجربہ میں بہوت ہیں مگن، کسی کا یو بی بول
سن دنیا وود دلیس کی مہمان، بیک (2) پہچان قام کر لے، کچھ کام لے بی کیا فرصت پاوے گا، بھی کیا تو
ں کرنے آوے گا رہیا سو آنگن (3) ہو رہا کا ڈیرا، جو کچھ توں لیا سو تیرا۔

بار (4) لے القصد نظر نے حسن کی دیا تھا خوش خبر، دل کا دل تازہ ہوا بلکہ تازہ تر دل کے دل (5)
میں بھری تھی اس اس یا قوت کی آگشتی (6) تے آنے لگی آسحیات کی باس۔ دل کے دل میں چو آیا،
خیال کوں نزدیک بلایا پوچھیا کہ توں کیا کام کرتا ہے؟ کیا ہنر دھرتا ہے؟ بیت

اے یار آدی آے اگر یار پاس تے

پھر پھر کے بات اس سوں کرے عاشق آس تے (8)

دو بات بہوت سوا د بھری، جو بات دو نار کری جوں جوں سنتی تیوں بھاتی، جیو میں ہزار
ہزار خوشی لیا تی، معشوق کئے کا جو آدی آتا، وہ بہوت بھاتا، اس پر (10) بہوت پیارا آتا۔ معشوق بول بھیجے
سو با تاں دل کا دلا سا ہے پھر پھر پوچھتا پھر سننا عاشق کا فعل خاصا ہے جہاں جیو لگتا، وہاں اس (12)
بات تے دل نہیں بھلکا۔

بارے خیال بولیا کہ میں نقاش (13) ہوں، صورت نویسی میں آج میرا نام ہے، بھتر ہوں، چتر
چتر نامیرا کام ہے ایسا چتر چروں جو دیکھتے سد نار ہے، جکوی دیکھے سو شا باش شا باش کہے۔ بیت

خوش خیال نے آپس کے ہنر کی صفت کیا

عاقل تھا تو جیو بھلانے یوگت کیا (15)

دل کہا کیا چتر تا سو چتر دیکھیں تیرا ہنر۔ خیال خوش حال ہو کر، بات (18) میں لے قلم اسی دم سن
موہن کی صورت، جگ جیون کی صورت، حسن دھن کی صورت، لکھ دکھلایا، دل دیکھتے اس حسن کی (20)
عجائب صورت پر، منہر صورت پر عاشق ہوا، دوش بھایا اس نقش (21) سوں جیو لایا۔ سد کھویا بد کھویا، آہ
نالے بھرنے لکھا دیوانے دیوانے چالے کرنے لکھا عقل سنیا چہ ہوا کچھ تھا سو کچھ ہوا طاقت گئی (23)
صبوری نہ رہی، بے تاب ہوا معشوق میں اتنی دوری، عاشق میں کاں کی صبوری نس دن کہے حسن (24)
حسن یو چہ گئی تھی اس کوں دھن۔ بیت (25)

بہوت جیتاب ہے دل نے کچہ تاب نہیں ابریا جگر میں لہو کہاں کا ہو کی جاگا آب نہیں ابریا (26)

خیال^(۱) ہو نظر سوں بچار کر، دل شہر دیدار کا عزم^(۲) کیا، عزم جزم کیا۔ اس وقت دل پاس یک وزیر تھا، وہم اس کا نام درہم اس کا کام، برہم اس کا قام۔ بیت

نزدیک دل کے تو دل کا مراد سب آیا

یو دل کے کام نے دہم آخلل بھایا^(۳)

اُنے سنیا کہ دل اتل جاتا ہے دل آب بھاتا ہے ایسا اندیشا اندیشا، آپے مارتا اپنے پاؤں پر تیشا خیال ہو نظر کی بات کوں لگے گا، تو کیا ہمارے بات کوں لگے گا۔ بہو بچ پکڑا ہے اضطراب، آخر ملک سب کرے گا خراب پروا نہیں کرتا تاج ہو تخت کا، کیا جانے کیا لکھا ہے بخت کا۔ بیگ بیگ عقل بادشاہ، عالم پناہ قلل نہ صاحب سپاہ کئے جا کر جیولا کر ان چور نے، ان حرام خور نے چاڑی کھایا پچھاڑی کھایا۔ انکھیاں میں تے پانی لیا کھول کر کہا یا۔ کہ نظر جو تن کے شہر میں تے تاجیب ہو گیا تھا، غائب ہو گیا تھا، کیا جانے کاں رہا تھا سواتل آیا ہے، فتنہ اجایا ہے۔ عشق بادشاہ، عالم پناہ کی بادشاہی میں تے یک گھر کھالو، دغا باز خیال نام نقاش کوں سکھات لیا ہے۔ یودونوں جنے مل کر مٹے ہیں جو دل کو دیدار کے شہر کے ادھر لجاویں، اس بھرے شہر میں کچھ فتنہ اُچاویں، تن کے ملک کوں خراب کریں، ایک بلا بساویں، لشکر سب بے خبر، کوں جانتا ہے۔ کس میں کیا ہے مکر۔ مبادا کیس کی بلا آوے، یو ملک ہمارا ہات تے جاوے۔ اس بات کوں نکو خبر کر، بچ کچھ اس کی تدبیر کر۔ جو کرنا ہے سو کر آج، کچھ بھلا برا ہوا تو بچھیں کیا علاج۔ نیس تو دچج مرہٹی مثلاً ہوتا^(۴) ”بتل گیلآ آنی چھو پاکیلا“۔ ہو فارسی میں بی بولیا ہے سچایا ہے مرد، کہ ”علاج دفعہ پیش از وقوع باید کرد“۔ ایساں تے بہوتاں کا گھر گیا زر گیا، نا ناؤں نا نشان رہیا۔ اگر کچھ دل میں برائی لیاوے تو کیا عجب، ہمارے لوکاں کوں ہناتے پھر ادیں تو کیا عجب، جکوی اس مکر سوں جا کر اس مکر سوں آوے گا و کیا ایسے کا ماں تے بچھیں جاوے گا، میں کتا ہوں تے توں عقل ہے،

۱۔ یہ ایک مرہٹی کہاوت ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ بتل مر گیا تب اس کے لیے جمو پڑی بٹائی گئی۔
۲۔ واقع کا تذکر اس کے وقوع سے پہلے کر لینا چاہیے۔

ولے مجھے یوں دستا ہے کہ آخر کچھ خلل ہے۔ یوں نظر کا آنا جانا، یوں خیال کوں سنگات لیا نا، یوں⁽²⁾ دل کوں بھلانا ہو رہا نا۔ خدا خیر کرے، کسی سوں نہ بیر کرے۔⁽⁴⁾ مجھے کچھ دھڑکتا⁽⁵⁾ نہیں دستا، کچھ گھٹ⁽⁶⁾ نہیں دستا۔ میری فکر میں یوں⁽⁷⁾ درست نہیں آتا مجھے نہیں بھاتا، میرے بول بہوت تھپتے⁽⁸⁾، ولے دانا یاں کے دل میں رہتے۔ باقی سب کلڑیاں⁽⁹⁾ کے کتے، جو صاحب کہے تو ہوئے صاحب⁽¹⁰⁾ ہو صاحب کتے۔ خوش آمدی کا یک بد۔ اے عقل بادشاہ میری بات جان پہچان کہ عشق بادشاہ آخر تجھ سوں لڑے گا، تجھ میں ہو عشق میں کچھ قصہ کھڑے گا، کام مشکل پڑے گا۔ توں راجوٹ کر عشق سوں صل کیا ہے، عشق نے تجھے بھاک بھر دیا ہے۔ قول قرار ہے کرکتا ہے، ہمارے تمہارے میاں⁽¹⁴⁾ میاں پروردگار ہے کرکتا ہے۔ اپنی محبت اپنی ہمت دکھلایا ہے، بہوت اخلاص میں آیا ہے۔ بادشاہاں میں یوں⁽¹⁶⁾ بی یک جنس کا کرا چھتا ہے، اس شکر میں زہرا چھتا ہے۔ خوب اگر یوں قول قرار ہے اس قول میں حول نہیں تو داہ داہ، اس نے کیا خوب اس نے کیا بہتر داگر اس میں کچھ ہو فکر ہے تو نعوذ باللہ خدا پناہ دیوے آدی سمجھا کدھر کدھر۔ خدا کرے یوں قول قرار اچھو، اس کا یونچہ پیارا چھو۔ یونچہ دوست اچھو، دائم دوست دارا چھو غرض نامراد کیا سنگتا ہے مراد، اڑیا کیا سنگتا ہے امداد۔ جس پر مشکل ہے اسے کیا ہونا آسانی، بقول اہل ہند پیاسا کیا سنگتا پانی، دانا کی تدبیر بہوت دور جاتی ہے، مجھے یہاں بڑی فکر آتی ہے مقصود یوں⁽²⁴⁾ محبت لانے کیا ہے خدا جانے کیا ہے۔ دونو کے دانش کار عقل بد کوں جانے کہاں دستا ہے اچھوں⁽²⁷⁾ مقصود مابین خوف ورجا میں دستا ہے۔ دانا ایتا دور دیکھتا ہے کہ ہر کسی کے عقل کی نظر وہاں کام نہیں کرتی، اکیچ بات میں ہزار منزل ہے قام نہیں کرتی۔ کہے ہیں اہل فہم، کہ دل میں بادشاہاں کا بہوت اچھتا سہم بولے ہیں اہل سلوک، لا و لاء لِّلْمُلُوكِ۔ جوں شراب کا اثر تیوں بادشاہاں کا پیار، ایسے پیار کوں کیا اعتبار تل میں اترے تل میں چڑے، ایسی جگہ ہشیار اچھو کئے ہیں بڑے۔ ایسے پیار کوں نا چیتا نا، ایسے پیار پر مغرور ہونا جانا۔ چڑتے وقت دو خوشی ہو راترتے وقت یو جھا، نعوذ باللہ آدی کی ذات تل میں سینا ہوئے خفا۔ آدی کا دل کتنا جو سو سے جھاتا نا۔ آدی ہو یک دم، اس پر ہے ہزار ہزار غم۔ بادشاہاں کوں کسی کے غم کی کیا خبر، بلکہ عالم کی کیا خبر جوں حافظہ کتا ہے۔ بیت

خفتہ بر سنجاب شاہی ناز بینے راچہ غم

کہ زخارو خارو ساز دبستر و بالیں غریب ⁽¹⁾

جو کچہ بادشاہاں کے دل پر آتا ہے، دو کسی تے رکھیا نہیں جاتا، جو آگ پر پارا جلتا، تو سوکا ہو کر گلا
مل جلتا۔ شراب ⁽⁴⁾ کا اثر نیچا آخر خاری ہے، ہلاکی ہو کر خاری ہے اس مستی کا وقت تو بی میسر ہو نہیں آتا،
پچھیں خاری کھینچتے کھینچتے جیو جاتا جو کوئی نیک ہے اسے بکنا واجب ہے دنیا کا بد، جوں فارسی میں کتا
ہے کہ ”ایں محنت بآن راحت نے از رد“۔ ⁽²⁾ ایسی مستی سوں ضرور ڈر لگتا ہے، بہت حذر کرنا لگتا
ہے، آسودگی سوں جینا ہو رہوڑا کھانا، اگر کوئی کچے گا اس بات کا مانا بہت غمیت ہے۔ بہت کہا کر
یو دکہ بسانا، کہ اولیچ تے تھوڑا کھانا؟ توں بہت کھا کر بہت مروتا ہے، ⁽¹⁰⁾ ⁽¹¹⁾ ⁽¹²⁾ لے یو بہت کھانا کسے
جروتا ہے مست ہتی۔ بادشاہ ہو باگ، یو تینو ایک جنس کی آگ۔ اس آگ میں پڑے سو تھوڑی کوئی
سلامت بہار آئے، بہت جل راکہ ہوئے، اس آگ میں سائے آگ کی جنس تک غافل ہوئے تو
جاچ ⁽¹⁵⁾ گی، راکہ کر کر اچھا لچ گی۔ زور آور کا پیار، گھڑی میں پھرتے نیس بار۔ بادشاہاں اس دنیا خاطر
اپنے باپ اور بھائی تے نیس گذرتے اتال ⁽¹⁶⁾ دسریاں کا انوکوں کیا ملاحظہ دسریاں سوں قول قرار کیوں
کرتے۔ دانش منداں اندیشا اندیشے بہت دور، حدیث بی یوں ہے کہ الدنیا کذب لا یعمل
الا بالحدور ⁽¹⁷⁾ یعنی دنیا جھوٹ ہے ہو جھوٹ بغیر ہات نیس آتی، یو حدیث تو فکر کوں کیس کا کیس
لے جاتی۔ اس ٹھار عاقل کی جھٹل کوں قرار نیس ہے، یو ایمن رہنے کی ٹھار نیس ہے۔ خدا یو کام راست
لیا وے، کسی کے پھاندے میں نا بھاوے، جیتے دوست جیتے یار اچھے تو بی، جتنی محبت جتنی مروت ⁽²³⁾
جتنی دلداری اچھے تو بی، آپے اپنی جاگ بہت سا وچت رہنا۔ جو کوئی اپنی دوستی دکھلاوے تو آپے بی
دوستیچ ہے کنا۔ جوں حافظ سکھر، چر سجان غیب کی بات بولن ہارا کہ ”بادوستاں مروت بادشماں ⁽²⁵⁾
مدارا۔ 4۔ موں پر بہو تیج دوستی دھرتا، موں پر اس تے بی محبت کیاں چار زیاتج باتاں کرنا۔ اس کے
لی ایسی نازنین کو جو شاہانہ اور سنجابی بستر پر خوش خواب ہو کیا خبر کہ غریب پچارہ کائناتوں کے بستر اور پتھر کے نیچے پر کس
طرح سوتا ہے۔

جے یہ محنت اس راحت سے میل نہیں کھاتی (دونوں میں برابری نہیں ہے)

جے دنیا جھوٹ ہے جو بلیقی نہیں مگر جھوٹ سے۔

4۔ دوستوں کے ساتھ مہربانی اور کرم، دشمنوں کے ساتھ خاطر و تواضع (اچھی ہوتی ہے) یہ حافظ شیرازی کے ایک

اُدھرتے خوب آتا، تو ہمارے اُدھرتے بی خوب آتا، نہیں تو چار باتاں کرتے ہمارا کیا جاتا، فرد۔

دل را بدل رہے است دریں گنبد سپہر

از سوے کینہ کینہ داز سوے مہر مہر ^(۱)

مقصود جاں اچھوتاں، ولے موں پر ہاں کوں ہاں، غرض آپے اپنی سچ سوں اچھے تو کچھ برا
نہیں ہے، اپنا نام کام سچ سوں اچھے تو کچھ برا نہیں ہے، شکاری مرداں کو بہوت پیاری جو دھن میں ^(۲)
چلیا ہے کہ میاں متے دنیا میں رہتے، ہاں کو ہاں میں کونیں کتے۔ اس گردش فلک میں کیا جانے کیا
ہوتا، یک پلک میں کیا جانے کیا ہوتا۔ یو بی بات ^(۳) گئے گی اچھے گی شاید ^(۴) شب حاملہ است فردا چہ
زاید ^(۵) نفرا کیا سنگنا صاحب کا ظفر، صاحب کی فتح ہوئی تو مراد کوں انپڑے نفر۔ جتنی فکر صاحب کوں
ہے۔ اس ^(۶) تے بی زیاست صاحب کی فکر نفروں اچھتا، ایسا نفر گھر کی نگہداشتی کرنے گھر کوں اچھتا
گھر کی خاطر صاحب کوں غم کیا مانا، گھر کے دھندے بدل صاحب پر غم کیا مانا۔ صاحب کوں فکر کچھ
باہر کے بڑے کام کوں اچھتا ہے، صاحب کوں بڑی فکر کچھ زیاستی مال ملک جنگ نام کوں ^(۷) اچھتا
ہے۔ صاحب کوں جو گھر کے دھندے کا ذکر چھیں جنگ و نام کی کون کرتا فکر۔ صاحب آپے آسودا
اچھنے نفروں ملاتا، صاحب دھندے میں پڑیا تو نفر کیا کام آتا۔ پھٹ کھاتا، نہیں سوتخادے لیا تا ایسے
نفر بیکے ستر عیاری نفرا ایسے نفر بغیر سرے گا۔ ایسا نفر نہیں اچھتا تو بلا کے کوئی کیا کرے گا۔ ایسے
نفروں چولے میں بھاڑ، ایسے نفروں آگ لا جلاؤ۔ نفر میں کچھ فرا چھتا، نفروں ہر یک کام میں ظفر
اچھتا نفرتے صاحب کا نیک نام کام نفرتے صاحب بد نام، جو نفر نفرائی میں سمجھا اس نفرتے کیا
ہوئے کام۔ صاحب کوں صاحبی سہانا بہوت مشکل ہے، نفروں نفرائی آنا بہوت مشکل ہے صاحب ^(۸)
وہی جسے صاحبی کرنے آئے، نفر وہی جو کوئی کر جانتا ہے نفرائی۔ رام جیسا صاحب آئے تو ہنمت
جیسا نفر پیدا ہوئے، دریا ہو کر بیٹھے کوئی تو وہاں آئی گوہر پیدا ہوئے۔ صاحب نے صاحبی کی جھڑتی

(گزشتہ سے پیوستہ): شعر کا مصرعہ ہے حافظ کے دیوان میں دونوں مصرعے اس طرح ہیں۔

آسانیش کیتی تفسیر میں دو لفظ

بادوستاں مردوت بادوستاں مارا سفینہ حافظ ص ۷۸

۱۔ اس گنبد سپہر (گردش افلاک) میں دل کو دل سے رابطہ (رستہ) ہے کہنے سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور محبت سے محبت۔
چے رات حمل سے ہے دیکھئے کل کیا ہو (امثال دھم جلد دوم میں یہ عبارت اس طرح ہے ”شب حاملہ است تا چہ زاید
فردہ صفحہ (1014)

دینا، نفع کئے گئے نفرائی کی جھڑتی لینا۔ جو صاحب ہے دو یوں چلتا جو اپنی صاحبی پر کوئی بول نہ دھرے، صاحب جو صاحبی کرنا جانے تو نفع کیا کرے صاحب⁽⁴⁾ نے نفع کا دل ہات لینا ہے، جوں جوں نفرائی دے، تیوں تیوں کچھ دیتا ہے تا نفع کچھ اس پکڑے، ہر ایک کام کا ہوس پکڑے۔ نفع تے کچھ کام ہو آوے، صاحب کا بی کام ہو آوے جو اتنے پر بی نفرائی پر نا کرے اقرار، تو ایسے نفع کوں جاں پانی تا ملے وہاں گردن مار۔

القصاص عشق بادشاہ سوں صلح کئے ہیں کر بے غم نا اچھتا، ہر چند بھاگ بھروسا کئے ہیں کر بے غم نا اچھتا۔ آپے اپنی جاگا کم نا اچھتا، بہوت ہشیار اچھتا درہم نا اچھتا۔ تیرے پاس بی صبر، بھکیپ، طاقت، قرار آرام، راحت نشاط، آسودگی، فراغت، آسائش، خوش دلی، خوش خری، عیش، عشرت، بہجت، شادمانی، بے غمی بہوت خوب وزیراں ہیں صاحب ہمت، صاحب دانش، صاحب رائے، صاحب شمشیر، صاحب تدبیراں ہیں انوکا دل ہات لے، انوکے موں کی بات لے انوسوں قول قرار کر اچھ انوکوں ایک وقت یار کر اچھ جو تیرے دل میں ہے اسی پر اپس کوں اختیار کر اچھ۔ عشق بادشاہ بہوت ہے در زور، تیرا عالم کچھ ہو۔ ہوتا ہے تقدیر کا کرنا، و لے مرزد میر نا برنا۔ جتے دنیا میں آئے، دو جنیاں نے حلی کھائے۔ جنے جان کر غفلت میں پڑیا، کچھ نہیں کیا جنے اچکر نہیں کھایا کچھ نہیں دیا ہو دینا ہے، سو عین لینا ہے۔ لوکاں کتے عین دیتے ہیں، دینے میں نیتے ہیں۔ دنیا دو دس کی کچھ دینا کچھ لینا۔ دیا، لیا کچھ کام آوے گا کسی کوں کچھ دیا کچھ کام آوے گا۔ حدیث بی یوں آئی ہے کہ السَّخِيُّ حَبِيبُ اللَّهِ وَلَوْ كَانَ فَاسِقًا وَالْبَخِيلُ عَدُوُّ اللَّهِ وَلَوْ كَانَ زَاهِدًا۔

یعنی سخی اگر فاسق ہے تو بی خدا کا اس پر پیار ہے، ہور بخیل اگر عابد ہے تو بی خدا اس تے بیزار ہے جھاڑ کوں پھل ہونا یا پھول کوں باس جس جھاڑ کوں پھول نہ پھل اس جھاڑ کی کسے کیا آس دو جھاڑ آج نراس کون آئے گا اس جھاڑ پاس۔ وہ جھاڑ کسے نہیں بھاتا، سو کیا تو چلانے کام آتا آگ لانے کام آتا۔ جس ہات میں سخاوت نہیں سو پات ہے، نہ دو ہات ہے جس دل میں ہمت نہیں سو گل ہے، نہ دو دل ہے جس نظر میں اثر نہیں سو پتھر ہے، نہ دو نظر ہے۔ فلاں نے کی فلاں نے پر نظر ہوئی کتے دو نظر کاں ہے؟ ہر کسے اس نظر کی خبر کاں ہے؟ دل کوں دریا کتے ہو نظر اچھ جو نہیں کھاتا ہات کوں

۱۔ سخی اللہ کا پیارا ہوتا ہے گو کہ وہ بدکار کیوں نہ ہو، اور بخیل اللہ کا دشمن ہوتا ہے گو کہ وہ زاہد کیوں نہ ہو۔

بادل کتے ہو رہند بہار میں آتا۔ بات کون موتی کتے ہو رکوڑی کا کام نہیں کرتی، ویچ بات موتی، جو موتی کی قیمت دھرتی۔ کسے کچہ دینا کتے⁽³⁾ سوا دل بائچ دینا ہے، اس بات⁽⁴⁾ میں مانگ موتی لینا ہے۔ جس میں بائچ دریا ہے، اس میں سب کچہ بھریا ہے سامری نے موتی کا دین بھریا، مسلمان ہوئے تھے سولوکاں کوں کفر میں لیا⁽⁷⁾۔ تو اس وقت موتی نے سامری کوں بددعا کیا، خدا کوں خوش نہیں لکيا۔ خدا نے موتی کو مٹا کیا کہ دوختی ہے اسے بددعا کر، اس⁽⁸⁾ بددعا کرنے اگر چہ ان خطا کیا توں⁽¹⁰⁾ اسے درگزر کر۔ یہاں تے معلوم ہوتا ہے کی کچی⁽¹¹⁾ پر کسی کی بددعا چل سی نا، ختی دشمن کے ہلائے تے مل⁽¹²⁾ کی نا، ختی سخاوت کے دریا میں ہے کسی کی آگ سول⁽¹³⁾ جل سی نا۔ سب میں بڑی عبادت سو سخاوت جس میں سخاوت ہے، اسے سخاوت میں شجاعت ہے سخاوت نا، چکر اگر کوئی شجاعت کی بات کرے تو غلط جانتا ہے، شجاعت کوں سخاوت پہچانتا ہے۔ شوم کوں سخاوت کی لذت معلوم نہیں اچھتا⁽¹⁸⁾، شجاع ہرگز شوم نہیں اچھتا⁽¹⁷⁾۔ شجاع جیو پر نظر میں کرنا سوزر پر نظر کیا کرے گا، شجاع اپنے ناوں کا عاشق ہے دو سیم وزر کیا کرے گا۔ چون سھدی کتا ہے، ہو رو اس نشہ میں مٹا ہے۔ فرد۔

(جواں مرد اگر راست پر سے ولی است)

کرم پیو شاہ مرداں علی است⁽²¹⁾

دنیا مہمان ہے کیا قماش سیم وزر، یوسیم وزر صدقا ہے ایک تل کی خوشی پر۔ آپے گئے بھٹھیں پیکا جائے گا ولے ناؤں جاسی نا، نام کام آئے گا پیکا کام آسی نا، سخاوت بہوت بڑی بست ہے کر جان، سخاوت ہر دو جہاں کا پٹے دان⁽²⁸⁾، سخاوت میں دین سخاوت میں دنیا، سخاوت میں ایمان۔ اس دنیا میں دو دلیس خاطر ایسا سورات دھرتا، کچہ آخرت کی فکر نہیں کرتا۔ دوا بدال آبادی کی ٹھار ہے، یہاں تے وہاں جانے کیا بار ہے، یو بات⁽³⁰⁾ ہے جیوں لوکاں آتے ہیں، تیتوں چلے جاتے ہیں جیسا یہاں کرتے ہیں، ویسا وہاں پاتے ہیں۔ یہاں اچکر اپنا گھر وہاں بندھانا ہے، ایک دلیس تحقیق یہاں تے وہاں جانا ہے۔ ہمیں یہاں آئے ہیں وہاں کا کچھ کام کرنے خاطر۔ یہاں اچکر وہاں کا کام⁽³⁴⁾

۱۔ کچہ پھو تو دیر آدی ہی ولی کھلانے کا مستحق ہے۔ اور حضرت علیؑ ہی، اے کرم شعلی (سخاوت) دلیروں اور جو اندروں کے سردار (شاہ) ہیں۔
۲۔ دوام دھتلی جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔

(۱) کام کرنے خاطر جسے یو قام کیا، اے نے کچھ کام کیا، عاقل پر اتنا سچ کر کچھ ناکرتے تھے بہت کچھ لازم آیا ہے، یا جاہل ہے یا شیطان باٹ ماریا ہے، یا دیوانہ ہے، یا حضرت پر ایماں نہیں لیا لیا ہے۔ نہیں تو کیا معنی دھرتا ہے کہ اتنا عقل دھرے، سچے ہو کر ناکرے۔ جکوئی عین جاگا پردعا کھائے، جیتا عاقل (۴) اچھے تو بھی اسے عاقل کھیا نہ جائے۔ اگر تجھ میں کچھ پہچان ہے تو تیرا تھج تیرا شیطان ہے۔ سینے میں شیطان کیوں یاد آتا رحمان (۷)۔ اگر انسان ہے تو آپس کوں ہو را اپنے شیطان کوں پہچانے، یو دشمن ہے اسے دوست کرنا جائے۔ (۱۰)

القہنا زور آور سوں لکھا ہے کام۔ اتال یہاں بہوت ہوتا عقل (۱۱) یہاں بہوت ہوتا قام۔ زور آور کوں ناہنگارنا، زور آور کوں ہنرسوں مارنا۔ اتالچ تے کچھ سچ کر اپنا لشکر ج کر کیا ہوا جو پانچ لاک جوڑے، کام کے لوکاں بہوت تھوڑے۔ کام کے لوکاں کیا باٹ میں پڑے ہیں، کام کے لوکاں کیا بازار میں کھڑے ہیں۔ کام کا لوک ہزاراں میں ڈھونڈے تو ایک ملتا، اصل ایک بیڑے پانچ پر ہلتا۔ ولے عزت بہوت سنگتا، حرمت (۱۵) بہوت سنگتا۔ جاہل ہے، اس کے آنگے یو کھانا جیتا سہل ہے۔ بھلے لوکاں کی یوچ گت (۱۷)، فارسی میں بی کہے ہیں کہ ”اول عزت دویم نفرت، اصل مہر محبت کا بھوکا، اصل شفقت ہو ر مروت کا بھوکا جو بادشاہ اصیلاں کوں منگتے اسے جھانیں کہ بولے ہیں۔ ”اصل تے خطائیں، کم ذات تے دفائیں“ کام پڑے بغیر کس کی ذات دس نہیں آتا۔ بھلا ہو برا، اصل ہو ر کم ذات دس نہیں آتا۔ سچ بڑیاں باتاں کرتے، ایک بات کوں سو حکایتاں کرتے۔ جس آدمی میں بہوت اچھے گا گیان، اسچ میں کچھ ہے بھلے ہو ر برے کی پہچان (۲۲)۔ آدمی بہوت بڑا گوہر ہے، اس گوہر کوں پر کھنا ہر کسی کا کام نہیں ہر کسی میں یو دور بینی۔ یونا زک فام نہیں۔ یو خدا کا دینا ہے، یہاں کیا کچھ زور اس سوں لینا ہے۔ اصل کی بلا دور، اصل تے صاحب شرم حضور، اصل لوک بادشاہاں کوں بہوت ہیں ضرور۔ اصل پیکاں پر نظر نہیں دھرتا اصل اپنی شرم کوں مرنے، اپنے نیم دھرم کوں مرنے، جو کچھ ہوتا، خدا کا بھاتا، برا وقت کیا پوچھ کر آتا۔ توں عقل بادشاہ، توں صاحب سپاہ تہج واجب (۲۷) ہے جو جن جن کر خوب لوک (۲۸) ملانا، ایک (۲۹) جا کا نیں مل بھیا تو ایک (۳۱) جا کا دھندا (۳۲) اچانا، دشمن تے موں ناموڑا لبواہات کا نا چھوڑنا۔ لبوے تھج بادشاہی آئی۔ آنگے بھی لبواہج (۳۳) کرے گا رہنمائی۔ لبوے کوں وئے سٹ پچھیں کیوں نہرتے جھٹ۔ دل گھٹ اچھتا، مرد کوں

لہوے کی چٹ اچھٹا یکبادی وقت خدا نا کرے اگر راجوٹ آڈے⁽¹⁾ پچھیں تو لہوے سو نچہ کام
 آڈے۔ لہوے کوں زور اچھے گا تو راجوٹ چلے گی، نیں تو راجوٹ کھڑی نارہسی آخر ٹلے گی۔ اگر⁽⁴⁾
 راجوٹ⁽⁵⁾ تیج بادشاہی آتی تو سب کوں کرتا۔ کوں نا گذرتا۔ لہوے کے سر سہرا، لہوے تے عزت تیرا،
 جو کچہ دلا⁽⁶⁾ دلائے سودلا⁽⁷⁾، دلاور لوگ⁽⁸⁾ ملا، بادشاہ کوں نہانے کانیں⁽⁹⁾۔ جھٹا بل، چھوڑ تا کون، کدھر جائیں
 گے نکل، یہاں واجب ہے کچھ کرتا۔ عقل بادشاہاں کا کام دل جوڑتا ہے، دل سوں پر دل توڑتا
 ہے۔ یودو⁽¹²⁾ دس کی دنیا کوں دیکھیا کوں سنیا۔ یہاں کچھ کرتا ہے، اگر ہزار برس جیئے بی آخر مرنا ہے۔
 دنیا میں آتا ہے، ناوں چھوڑ جاتا ہے۔ اٹکے⁽¹⁵⁾ کے لوکاں آتہار⁽¹⁶⁾ لے ناوں پوچھتے آتے، مرد کے ناوں
 تیج مرد کوں پاتے۔ بڑا کر جاننے، اعتقاد لیا تے۔ مرد اپنے ناوں پر بہوت گرم اچھٹا نہ سرد، فارسی
 میں بھی کہتے ہیں کہ نام مرد بہ از مرد⁽¹⁸⁾۔ ایسے زندہ دلاں کوں سوے نیں کہتے ہیں، خراب⁽²⁰⁾ ہوئے
 نیں کہتے ہیں۔ یودا⁽²¹⁾ جیئے سو یو لوکاں، یو کا ماں کیسے سو یو لوکاں انوکوں۔ خدا جانتا، خلق جانتا، نیں
 تو چپ کے کوں کیوں مانتا۔ لے⁽²⁴⁾ دے انوکوں خوب نیں کہتے، یہاں بغیر دیے یے بندے ہو
 رہتے۔ شقت ہو رہت تے ہوتا نام، یو نام بہوت بڑا کچھ ہے کام۔ اول نام آخر نام، سب کوں
 نام سو نچہ ہے کام۔ خدا بی نامیچ دھرتا ہے، عالم بی اس نام سوں کام دھرتا ہے۔ جنے جو کچہ پایا سو
 ہمت ہو رہتہ سوں پایا، دولت کوں ماں کے پیٹ⁽³⁰⁾ میں تے نیں لایا، بڑا ہونے سنگتا ہے تو بڑے
 لوکاں کوں پیدا کر، بڑے لوکاں تے کیا ہوئے گا۔ کھڑے لوکاں کوں پیدا کر، بڑے لوکاں کی بڑی
 فکر بڑے دھانوں، بڑے لوکاں کی عقل اس حد لگن دوڑتی جاں لگ خدا کا ناوں، ننھے لوکاں کے
 ہات کو بڑا کام، توں عقل بادشاہ یو تیجے بہتر ہے قام، تیجے روشن تمام۔ یو بولاں لوکاں رکھے ہیں
 جن جن، ”سکائی بند دلیہر تلک گہر گہٹ کی دوڑ باڑی لگن“، بگولا ہزار پر دھرے گا تو کیا بہری کا کام
 کرے گا۔ جتنا تیزی ہوئی سوئی، تو کیا شمشیر کے برابر ہوئی۔ ملی کوں باگ کا کس آئے گا، لاند کا
 چیتے کا چھانپ بھائے گا۔ کہہ گا، ہتی کا کام سارے گا، یہ گوش شرزے کے ابھالے مارے گا۔
 بڑے آدمی کوں بڑا کام فرمانا، ننھے آدمی کا کام گھر میں آنا جانا، بخرنے لیا تالے جانا۔ ننھے آدمی تے

۱۔ جواں مرد کا نام (شہرت) خود اس سے بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے۔ جیسا کہ فارسی میں ایک اور کہادت ہے کہ ”نام رستم
 بہ از رستم۔“

کچھ مختصر خدمت لینا، ننھے آدمی کے ہات بڑا کام نادیں۔ آدمی کی ذات ہے جوں تیوں کام چلاتا ہے، دے لے کام کے وقت جاں کام پڑتا ہے وہاں دعا کھاتا ہے۔ گہا برا ہوتا ہے، گنواٹا جاتا ہے۔ تقوا قرار نہیں اچھتا، ہمت نکل جاتی، دل یک ٹھار نہیں اچھتا۔ ذات⁽⁵⁾ میں دیکھا دیکھی تھلیدی کام سر انجام کوں اپڑنا مشکل۔ تنگ⁽⁶⁾ نام کوں اپڑنا مشکل۔ کام نا تمام، اونتری سیکھا سو کام۔ آدمی ہے۔ بات کرتا ہے۔ ہر ایک کام کوں سورات کرتا ہے۔ پانچ ہو رکاج دونو ہرے ہیں دے دانش منداں نے یہاں فرق کرے ہیں کاج میں کیا پانچ کی جھلک جھلکے گی۔ سکنے میں کیا موتی کی ڈھلک ڈھلکے گی۔ اگر چہ ہم رنگ ہیں کنا ہو موتی۔ دے موتی کی جوت سکنے میں نہیں ہوتی۔ پانی سب کچھ جنس ہے۔ سب جاگا جیتا بار، پئے تو معلوم ہوتا ہے کیس شٹھا ہے، کیس کھارا۔
 القصد اگر تجھ میں کچہ زور اچھے گا تو عشق تجھ سوں صل پر ہوئے گاراضی، وگرتجہ میں زور نا اچھی تو عشق البتہ تجھ پر کرے گا دست درازی، ہشیار ہوئے تو کچھ کا کچھ ہوئے گا۔ اتانچ تے کر کچھ اپنی کار سازی۔ جاں تے دشمن نے مطلق زبوں پایا پچھیں دگدا یا۔ دسرا کوئی اگر دشمن ہوا تو سہل ہے، دے اپنا دشمن آپے ہونا بہوت جہل ہے لوکاں تھوڑے ہوئے تو ہوئے دے خوب اچھنا، بہوت کام کے دلا دراپر وپ اچھنا۔ جو ایک ہزار اراں پر اٹھے ایسے لوکاں ملے تو دشمن کاموں تے، دشمن کا لشکر پھٹے۔ بہوتاں میں تھوڑے بڑے چل جاتے، تھوڑیاں میں بہوت بڑے کام نہیں آتے۔ بہت بڑا وقت لیا تے پچھیں تھوڑیاں میں بہوتیچ تھوڑے ہوتے، کام مشکل ہوتا باٹ کے ردے ہوتے۔ جکوی ہمت کے میدان میں رہے کھڑا، اس کے آگے خداج بڑا۔ خدابی ہمتا کوں ہماری ہمت کوں آزماتا ہے، خدا کوں بی ہمت کا کام بہوت بھاتا ہے، ہر ایک کام آپے سنبھال آتا ہے، نہیں تو کیا ہمتا تے سنبھالیا جاتا ہے۔ اگر وچہ سنبھالہا، تو مرداں کوں ہمت بغیر کیا چارہ، اگر ہمیں دشمن پر ہمت کرنہیں رہے۔ تو ہمتا یو پڑیا ہے نہ کہ خدا نے۔ وہ بیٹھا ہے آزمانے، ہو رہمتا میں اپنے بھانے، ہمیں بی عجب مرد ہیں، بہوت کوی بڑے فرد ہیں۔ ہمیں کسی کی بات کوں یہاں ٹھاو نہ دھرتا، اپنی تعریف آچھ کرنا۔ راجوٹ بی دراصل عاجزی کی نشانی ہے، غوت⁽³⁴⁾ کچھ ہو رہے، غوت کی کچھ ہو رہا عالی شانی ہے۔ راجوٹاں ضرورت کی حکایتاں ہیں آخر لہوچ کام آئے گا، باقی باتاں ہیں۔ جدھر چلتا، ادھر اول پاؤں اٹھتا، آخر لہوچ پرتال تنھا۔ لوکاں خوب جو ہر دار لوکاں کوں بسر تے، پتھرے ہو رکھرے سو جمع کرتے، جنو میں ایسے کاماں ہوئے دخل، انو میں کیا مائی اچھے گی عقل۔

جو ہر دار لوکاں ہات تے جاتے ہیں، تو وقت پر کیا کنکر⁽¹⁾ے پتھر کام آتے ہیں۔ خوب لوکاں جائیں⁽²⁾ گے، پھکیں کیا برے کام آئیں گے۔ خوب لوکاں تے ملتا ہے ملک ہو مال، خوب لوکاں رکھتے ہیں ملک کوں سنبھال جسے توں کچھ محبت سوں دیا، اسے توں اپنا کیا۔ مشہور ہے کہ ”جدھر ہنڈی ڈوی، اُدھر سب کوئی“ جسے توں اپنا کیا دو چہ تیرا، ہر کسی کوں کھو جان کہ یو وقت پر ہے میرا۔ عاقل آنگے بچ جانا، نادان پھکیں بچ پچھانتا اپنیاں کوں اپنا کرنا، اپنیاں تے مال در بلی نادھرتا۔ اپنے سوا اپنے، پرانے سو پرانے، پرانیاں کوں اپنیاں میں کیوں لیا جائے۔ اپنیاں میں بہوت تواضع بہوت تعظیم، نوے سو نوے قدیم سو قدیم، کینجھ ہیں کہ ”اول خویش، بعد از درویش“ ۱۔ اتال سب خوب دسے⁽¹¹⁾ دے سن رے جیوا گھر کو دیوا تو مسجد کوں دیوا۔ یو وقتسا کہ ”چار بلائے چودہ آئے سنو گھر کی ریت، باہر کے آکر کھا گئے گھر کے گائیں گیت“ آشنا کوں جانا، بیگانے کوں پہچانا۔ دنیا میں اپنایت خوب ہے، اپنایت غایت خوب ہے۔ مال ملانے ملگتا تو مال ملاتیاں کوں منگ، دلیر لوگ ماتے بھاتیاں کوں منگ، خدا ہو رسول کے بھاتیاں کوں منگ رہیجے ہو رہیچا تیاں کوں منگ۔ کچھ مشکل پڑے بغیر خوب لوکاں پہچانے نہیں جاتے، وقت پر سب کوئی کام نہیں آتے۔ بادشاہ نے ہر ایک تدبیر میں پڑھ کر لینا، تدبیر نہ بھئی تو لڑ کر لینا۔ جھگڑ کر لینا۔ سال میں ایک گز زمین تو بی فکر کرنا، جو بات آوے، کچھ بی لینا تا سال خالی نہ جاوے، جسے چار نہھیاں کوں سمیٹا دو بڑا ہوا، چار بڑیاں میں آئے بی کھڑا ہوا بڑے ہوئے ہیں سو سخی کرتے کرتے ہوئے ہیں، ہمت دھرتے دھرتے ہوئے ہیں، کر⁽²⁵⁾ کوٹ لینا ملک لینا ایکس کا ملک ایکس کوں دینا، یوں بادشاہاں کا کام ہے، اس خوشی کی لذت دسریاں پر حرام ہے کون انسان اس خوشی پر ہے، کسے یو خوشی ہے خوب عورت، خوب کھانا، خوب لہوا، خوب گھوڑا، یو سب میسر ہے تھوڑا تھوڑا۔ بادشاہاں نے اپنی خوشی نا بسرنا اپنی خوشی کی کچھ فکر کرنا توں بادشاہ توں عالم پناہ، توں غل لند، توں صاحب سپاہ، بادشاہاں سب تے بڑے سب تے معتبر، انو کی خوشی ہو رہی ایاں کی خوشی کیوں ہوتی برابر۔ بادشاہاں تیر، ترکش، کمان، لہوا، سپر اپنے سنگات لیکر مستعد ہو کر سب کوں دلا سادے کر مہابت سوں، صلابت سوں جوں ترکش بندی کا قاعدا ہے

۱۔ پہلے اپنا خیال بعد میں پرانے (درویش) کا خیال۔ (امثال و حکم میں یہ کہادت یوں ہے۔ ”اول خویش آنگد درویش“۔ صفحہ 555 جلد اول)

جس بات میں ترکش بندہاں کوں فایدا ہے خوب نمائش سوں بہوت آرائش سوں باہر آتا۔ باہر آئے تو غافل نہ ہو جانا ہوشیار آتا۔ اپنی مردی کا سنگار آپے دیکھنا اپنے لشکر کوں دکھانا۔ تادریاں کوں دیکھ کر اس آوے ترکش بندی کی ہوش آوے، ترکش بند ترکش بندی کرے، نہ جوت ایچھے دوہی جوت دھرے یو ترکش⁽⁵⁾ بند کی کا دم بولچے ہیں کہ ”الناس علی دین ملوکھم“۔ بادشاہاں بڑے ترکش بندہاں کوں انو باٹ دکھانا انو ترکش بندی پر لیا نا انو دینا چنداں تو ترکش⁽⁸⁾ بند کا دل قوت پکڑتا ہے تو ترکش بند لڑتا ہے ہمت یاری دیتی ہے تو آگ میں پڑتا ہے جو بادشاہاں⁽¹⁰⁾ یور دس چھوڑے تو یو کدھر تے ترکش بندی کریں گے گھوڑے۔ جو کام بادشاہاں کوں سہاتا ہے عالم سب ایچ کام پر آتا ہے جو کوئی کام کرتا ہے سو بادشاہاں کوں رہیمانے خاطر کرتا ہے۔ بادشاہاں کوں خوش آنے خاطر کرتا ہے اپنی مراد پانے خاطر کرتا ہے بادشاہ مظہر اعظم ہے خدا سب کچھ دیا کیا کم ہے۔ جس کام پر قصد دھرتا ہے وہ کام کرتا ہے گیان جسے خدا دیا اسے کوئی نہیں لیا اجارہ عربی میں کہے ہیں کہ ”العاقل سکفیه الاشارة“ اس بات میں کئی وہی مہارت، دکنی میں بی بولے ہیں کہ ”جو کو ٹوٹی تیزی کوں اشارت“ بنے خوب فکر کیا اس کا کام ہوا خوب، کہاوت ہے کہ ”طالب را مطلوب“ یوں کچھ ہوئے تو بادشاہی کا سواد پائے اپنا حکم اپنی درائی کا سواد پائے جسے یوں کیا اس کا نام ہوا جاں عشق لکھا تمام وہاں کام ہوا۔ جیو اس کام پر دہر لے فرصت ہے لگن کچھ کر لے عشق بادشاہ بہوت مست، بہوت زبردست۔ مست کوں پتیا کر اچھتا عقل کا کام نہیں بھروسا اس پر بھا کر اچھتا عقل کا کام نہیں پھر یا تو اسے منا کر نہارا کوں ہے بڑے کوں نہا کر نہارا کوں ہے۔ دنیا ہے ڈرنا، کچھ فکر کرنا ہر کوئی نہاٹ کر بادشاہ پاس آتا ہے، بادشاہ نہاس کر کدھر جاتا۔ یک وقت تو ثیا تو جوڑتا کون بادشاہ نہا ثیا تو چھوڑتا کون؟ غنیم لگن کیا کام جاتے ایچ لوکاں تو دشمن ہوتے، لوٹے، ننگا تے، ہزار ہزار بلایاں لیا تے۔ اول اپنے لوکاں شپے ڈرنا، پچھیں دشمن کی فکر کرنا کون بادشاہ مال، دھن سوں نہاٹ کر سلامت گیا جوں نکلیا تھا تیوں امانت گیا البتہ ننگا تے ہیں یا مفلس ہو کر گیا یا پکڑ لیا ہے ہیں۔ بادشاہاں کوں جتنی خوشی اتنا دکھ بی ہے، جتنا نیک اتنا بد بی ہے بادشاہ تو

۱۔ لوگ اپنے بادشاہوں کے طریقے پر جتے ہیں۔

۲۔ عقل مند کے لیے اشارہ کافی ہے۔

لے (۱) جو لشکر گھوڑا ہتی ہے سب نہا لے پچھیں کیا بادشاہ کی عزت رہتی ہے مالی چپتا جیتا ہے (۳) دے لے
چھاڑ بیڑے اُپر لے پچھیں کیا پنتا ہے، شیشا پھٹے پچھیں جڑا نہیں پرکٹ ہوئے پچھیں جناور
اڑتا نہیں۔ یو بات دانش کا معما اس بات کوں (۵) قاتا کون، آسمان (۶) تھ پڑیا پچھیں اسے تھاتا
کون۔ حوض کی پال ٹوٹے تو کیا یک باغی جاتی ہے؟ ولایت گئی پچھیں بی بات میں آتی ہے؟ جوں
کمان کا تیرا جوں بولے سو بات، یو دونو گئے تو مشکل ہے بھر آتا بات۔ عقل دیا ہے خدا نے آدی
کوں بڑا لگ، بادشاہوں کوں تہیر کرنا واجب ہے ولایت بات میں ہے لگ۔ عشق کے آگے عقل (۱۱)
کوں کتا گمان دھچھ تھا کہ (۱۲) ”ہی کوں کل چڑی نہاں“۔ عشق کوں کون پتیا ہے بہوتاں کوں لوٹیا (۱۳)
بہوتاں کوں نکایا ہے۔ دنیا تماشے کی ٹھار ہے وہی بھلا جو اپنے ٹھار ہشیار ہے لوکاں اتال بہت
پھسلا کھانے لے ہیں اورا سوا لے وقت کوں کام آن ہارا ہے سوا اپنا خدا، اپنی عقل اپنی ہمت اپنا
لہوا، یو مصحف کی آیت ہے کن سچ ہو ردل میں رک جتن، ”کَم مِّن فِتْنَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِتْنَةٌ كَثِيرَةٌ“ ۱۔
یعنی جو کوئی مرد ہیں جو کوں عزت پر دارے ہیں، تھوڑیاں نے بہوتاں کوں مارے ہیں۔ کیا کروں
بولیا دل ہو اداغ کہ کہے ہیں ”وَمَا عَلَيَّ الرُّسُولُ إِلَّا الْبَلَاغُ“ ۲۔ یعنی حاجب کا یو کام ہے جو
بولے راسک راس، بلاڑ اس پر عمل کرتا ہے سنن ہارے پاس۔ اتالچ تے آپس کوں سنبھال
رک خوب لوکاں ملانے پر خیال رک خوب لوکاں کیا اچھ بار ملیں گے چنتے چنتے کینک دیساں کوں دد
چار ہزار ملیں گے۔ اگر فتح ہے تو بی دشمن مول پر تے ٹالنے کوں کوئی ہوتا نہچ، واگر خدا نا کرے
شکست ہے تو بی سنبھالنے کوں ہوتا نہچ اگر ایک جاگا ہوڑ ہارتا تو دوسری جاگا جا کر لہوا مارتا۔ اگر دشمن کی
فتح ہوڑ شکست تے دل در ہم نہیں ہوتا تو کیا اپنے گھر کا بی غم نہیں ہوتا۔ آپس کوں ہو اپنے ملک
کوں سنبھالنے تو اچھتا، یو آگ گھر کی بلا کوں جانے تو اچھتا۔ جوں تیوں دلا دراں کوں جمع کرنا
ضرور ہے، بہادراں کوں جمع کرنا ضرور ہے بادشاہ دو خوب جو لشکری کوں خوب کر جانے، خوب (۳۴)
لشکری کوں محبوب کر جانے مانگ موتی انو پر تے وارے یو غازی مرداں، جیو دین ہارے اگر کوئی (۳۵)
سنگا کسی کا جیو لے، جیو کوں جیو نہیں تو جیو کے بدل پیکا تو بی دیوے۔ پیکا ہات تے نیس دیا جاتا۔ جیو (۳۶)
(۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰)

۱۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آئی ہے۔

۲۔ اور رسول کے ذمہ صرف پہنچانا ہے (رسول کا کام اللہ کے احکام کو واضح طور پر بندوں تک پہنچانا ہے)

کسی کا کیوں لیا جاتا جیو⁽¹⁾ لینے بہوت⁽²⁾ دل ہو پیکا دینے ایسا مشکل۔ اگر توں سنگت ہے کہ خلق تجھے سنگے
تو توں⁽³⁾ پیکاں کوں نکوسنگ، توں جو پیکاں کوں سنگیا تو تجھ میں ہرگز نارہسی رنگ، کام سب ہو نیگا⁽⁴⁾
بھنگ۔ بادشاہاں کوں لشکر بچ بڑا مال جس بادشاہ کے خزانے میں یو مال دو بادشاہ دا ایم خوشحال۔ اس
بادشاہ کوں⁽⁵⁾ دا ایم فتح جا کے تر دار، خاطر قرار زیستی کام تج کر لشکر اپنا ج کر، لشکر کے دل سوں دل
ساندا، پتھریاں کا کوٹ کیا کام آتا، خوب دلاں کا کوٹ باندا۔ جس بادشاہ کوں خوب دلاں کا کوٹ
نیں، اس بادشاہ کوں اوٹ نہیں پتھریاں کا کوٹ گھڑی میں اڑ جاتا، اس کے آسر⁽⁷⁾ کوں آتا، باہر
کوی چھڑاں ہار اچھے تو دودیس کوٹ میں جانا نہیں تو چپ کوٹ میں جانا کیا مانا۔⁽¹⁰⁾ دل میں ایسی
فکر تالیا تا،⁽¹¹⁾ لشکر نہیں سو کوٹ، جانو بات میں باند کر دیے موٹ⁽¹²⁾ جو سریا پانی ہو روانہ تو کوچ⁽¹³⁾ ہو بندی
خانہ پچھیں کام ہوتا سخت، قول سنگے کا آتا وقت کسی کا نہیں سنیا کہا، کدھر نکل جانے تے بی رہیا۔⁽¹⁴⁾
دشمن کے لوکاں آتے، بند پکڑ لے جاتا دو دغا جزی دودھ ساری تو بہا لھی، یو بڑی خواری اس دا قے
سوں بکوی جینے کی ہوس کرتا ہے اس جیو نے پر یو مرنا ہزار جاگا شرف دھرتا ہے لوکاں لڑ کر مر یا
بولیں گے، مرد تھا شاہ بادش خوب کریا بولیں گے اگر دل میں ہے مردی کا ہوس، تو مرد کوں دنیا میں یو
ناوچ⁽¹⁹⁾ بس۔ بادشاہی کا کیا سواد عاجز ہوئیں کے بند میں جانا، جاں بادشاہی کا رنج⁽²²⁾ ہے وہاں یو کیا
مانا۔ خدا ایسا وقت کسی پر نا لیا دے مرد کوں عار پر نظر کرنا ضرور ہے۔ جو کام عزت پر نا آوے۔
مرداں کوں یو جائے تک ہے اس میں کیا شک ہے دو تو سب ہوا اتال یو کہنا، یو فکر کیا سو قائم کیونکر⁽²⁵⁾
رہنا۔ توں تو جوں جیو پکڑ رہیا ہے سن، یو بی مائی کا کوٹ ہے کو لگ کرے گا جتن۔ عشق نے بہوتاں
کے ایسے کوٹ لیا ہے لیا سوا جھوں کے پھر نہیں دیا ہے۔ توں عقل بادشاہ ہو اس کوٹ پر بھر وسا کیا
ہے، کیا مست⁽³⁰⁾ ہے، اپنے گیان کی شراب پیا ہے۔ کوٹ سودا لال کا چلا کوٹ، جس کوٹ پر دشمن نہ
کری چوٹ⁽³²⁾۔ جس کوٹ کوں کوٹ کہا جائے سو یو کوٹ ہے، جس کوٹ میں رہیا جائے سو یو کوٹ
ہے۔ یو کوٹ ہوئے تو دو کوٹ سہا دے یو کوٹ نہیں تو دو کوٹ کیا کام آوے۔ کوٹ کو ہور ملک کوں⁽³⁴⁾
لہوا سنبھالتا ہے جیسی بلا آئی ویسی بلا کوں لہوا⁽³⁵⁾ تاتا ہے۔ لہوئے تے لوکاں ڈرتے ہیں تو آکر یس کی⁽³⁶⁾
طاہمت کرتے ہیں لہوا غازی جے لہوا بات پکڑیا اس کی داہم پیش بازی۔ خدا کا رسول خدا کا قبول⁽³⁷⁾
مقبول اسے بھایا ہے اے بی یوں فرمایا ہے یو حدیث آیا ہے اس میں کچھ نہیں شک⁽⁴⁴⁾ ہے کہ رزقی

تحت ظل ریحی یعنی میرا رزق میرے نیزے کی چھاؤں^(۲) ہے جو کوئی مرداں ہیں انوکوں یوبل ہے
مرد نے روٹی لہوے کے زورسوں کھانا، چار مرداں میں اپس کوں مرد کھوانا، دنیا میں اپنے ناؤں کا^(۴)
علم اچانا۔ جو عالم میں یو بات ہوئی فاش، جو کوئی سنے سو کہے شاباش شاباش۔ جوں حضرت^(۵) کتے
ایک دیس یکس کے گھر گئے تھے مہمان، وہاں لہوانیں دیکھے تو نہیں اس کے گھر میں ہرگز کھائے
کھان کہ تیرے دل میں غزا کی نیت نہیں خدا کے رضا کی نیت نہیں۔ مرتضیٰ مگوں ذوالفقار آیا تو
مرتضیٰ اس جا کا انہڑے، تو سب انوکے زیر ہوئے تو سب انوکے ہات تلے سپڑے۔ لہوے کا
مرتب بہوت بڑا ہے لہوا عرش پر کھڑا ہے پیغمبرؐ خدا کے رسول تھے انوکے لڑے، انوکے اصحاب
لڑے۔ انوکا دانت^(۸) شہید ہوا، تو دین کا دولت مزید ہوا۔ کفر کو اسلام کئے، خدا فرمایا تھا سو کام کئے، یو
معت یو جہا کئے بھائی، بیٹھے بیٹھے ولایت آتی تو انوکوں آلی و دتمائی^(۱۳)، خدا جیسا حامی۔ ایسا اٹھکر
اسچے ڈکھ میں پڑے، لہوا لے کر میدان میں کھڑے^(۱۴)۔ کافراں کا خون ہوئے تو کافراں زبوں
ہوئے۔ خراج^(۱۵) دے دین قبول کئے یو فتح تو ہوتی تھی جو مال پر نظر نہ تھی دلاور لوکاں پر نظر تھی انوکے
بڑے تھے انوکوں اول آخر کی سب خبر تھی اول یاراں تھے تھوڑے، رچے رچے بہوت
جوڑے۔ ترتیب^(۱۷) ہو تہذیب کے صاحب تھے، شمشیر ہو تیر کے صاحب تھے قول قرار تھا، وعدا استوار^(۱۸)
تھا، بات میں خطانہ تھا۔ ایک بات تے دسری کوئی کتا نہ تھا۔ اتال بی اگر کسی میں پاک نیت ہو
ہمت ہے تو انوکے فرزند اں انوکے کی امت ہے اتال کیا خدا جدا ہے اتال بی دیجے خدا ہے اتال
بی بہوتاں نے تھوڑیاں تے بہوت کچھ ملائے ہیں ہمت^(۲۲) کیے ہیں میدان میں آئے ہیں محنت دیکھے
ہیں اپنی مراد پائے ہیں گنج کیا بے رنج ملتا ہے، رنج دیکھتے ہیں تو گنج ملتا ہے۔ خدا پر توکل کرنا دل پر
خوشی دھرنا ہمت کوں نابرسنا کو لگ صبا اٹھ چاروں طرف کا غم کھانا دنیا دودیس کی یہاں غم کھانا کیا^(۲۵)
مانا۔ مرد یو بات یاد رکھتا ہے غم^(۲۷) بھرتا ہے مرد کا یقین پورا ہوا تو خدا بی مدد کرتا ہے ہر روز خوشی کر، ہو
اپنا لشکر گرج^(۲۹) باز دھوک ہو بادل ہو کر گرج۔ مرد کوں رچے ہو رچے۔ یو بات نکو بسر جتنا سکے گا، اتنا اپنا
لشکر درست کر جس لہوے تے بڑائی پائے، اس لہوے کوں بسریا کیوں جا۔ ئے۔ لہوے تے یو ملک
یو راج آیا، لہوے تے یو تخت یو تاج آیا لہوے تے سایہ خدا خلیفہ خدا کہوایا لہوے تے اس مراتب
کوں آے بادشاہاں کوں او لٹے بی لہوے بغیر رانچ آخر بی لہوے بغیر علاج نہیں۔ جتنی فکر

جتنی عقل آئے ہات تے لہوانا سنیا جائے آدمی جس پر دھیان رکھتا ہے تو کچھ بی ہوتا ہے خالی نہیں جاتا، خدا کی درگاہ نا امید کی کفر ہے نا امید ہونا خدا کو نہیں بھاتا۔ اگر کوئی بادشاہ اپنا ملک چھوڑ⁽⁴⁾ ضرور کوں ہوڑ ایک بادشاہ کے ملک میں جاوے گا، تو کیا اپنے ملک کی جیسی خوشی پاوے گا، جیو تا بھاوے گا۔ بادشاہ ہی چھوڑ دیا سوسل آوے گی یاد، اس میں کیا ہے سوا کچھ نہیں۔ جو کوئی بادشاہ ہے اسے ضرور⁽⁸⁾ ہے جو اپنی عاقبت کی فکر کرے، فرصت کا وقت غنیمت ہے کر جان تدبیر پر من دھرے بادشاہوں کی اکیلی نہیں ذات، عالم عالم اچھتا بادشاہوں کے سنگت۔ بادشاہوں کوں بہوت اچاٹ خوب نہیں، بادشاہوں کو برسات خوب نہیں۔ مثلاً ہے دکن میں، اگر کوئی کچے من میں "لوٹ" میں⁽¹¹⁾ لوٹ کا کلورٹ، لت میں لت غفلت۔ جیو تا تو⁽¹²⁾ ہے جو لگ ہے نیم دھرم ست، توں بی عقل بادشاہ ہے، عالم پناہ ہے، صاحب سپاہ ہے، فرصت دھرتا ہے، جو کچے کرنا سنگت سو کرتا ہے۔ تیرا فہم تیری دانش، تیری دانائی مشہور ہے، میں تیرا دولت خواہ ہوں کیا کر دوں گے بی پونا ضرور ہے، اس جاگا چپ رہنا نمک ہلائی تے دور ہے۔ بیت۔

حرامش بود دولت بادشاہ

کہ ہنگامہ فرصت ندارد نگاہ⁽¹⁶⁾

وقت پر دشمن چپ رہتا، دوست جو کچے جاتا سو کہتا۔ جس کا دل صاحب خاطر بلے گا سو بولے گا، جس کا دل صاحب خاطر تلمیے گا سو بولے گا۔ آپے تو یک بار بولنا میانے، پھچیں صاحب کا کام صاحب جانے۔ جان کر چپ رہنا نمک پر حرامی⁽¹⁹⁾ ہے، یو تمام خالی ہے، تجے چھوڑ میں چڑنا کس کھاٹ، جو کچے تجے باٹ سوئے باٹ، جو کوئی صاحب سویوں اختیار اچھے اس کا دل صاحب خاطر کیوں نہ پکڑے اچاٹ۔

عقل بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ نے یوسب سن وہم کوں گلے لایا، وہم کا اندیشا بہوت بھایا۔ کہا شایاں وہم، تیرا بہوت خوب ہے فہم۔ تیری فکر میری خاطر آئی، تجے ہم وزیر دینا ہم پیشوائی، اگر افلاطون اچھتا، تو تیرے فہم کی داد دینا بلکہ خدمت کرتا، کچے فیض لیتا۔ جاتا کہ خدا کے عالم میں ایسے بی خرد مند کامل ہیں، صاحب امت ہیں، صاحب دانش، صاحب دل ہیں، جوں

1۔ اس کے لئے بادشاہ کی دولت حرام ہے جو فرصت کے اوقات کو نظر میں نہ رکھ سکے (فائدہ ناٹھا سکے)

فارسی میں کتا ہے کہ بیت⁽¹⁾

حریفان باد ہا خوردند ور قہند⁽²⁾

تمہی خم خانہ ہا کر دند ور قہند⁽³⁾

خدائی خدائی اتال بی دو نچہ ہے، جوں اول تے آئی۔ وہی خم، وہی شراب، ویچ مستال ہیں،⁽⁵⁾
ویچ داننا، ویچ عاقل ویچ زبردستیاں ہیں۔ جاں خدائی کی بات آئے، وہاں کچھ نہ کیا جائے۔ فارسی
میں کتا ہے کہ بیت۔⁽⁷⁾

دیدہ راکشا بہمن دل را میفلکن درگماں

مردیست ور ہر ہیر بہمن، مغزیت ور ہر استخوان⁽⁸⁾

اے وہم، حمزہ پر بہوت مجھے آتا ہے رحم، دل⁽¹¹⁾ نے تجھے نہیں جانیا، تیری قدر نہیں پہچانیا۔ توں⁽¹²⁾
بہوت دور اندیش، تجھے ہم بادشاہ سگے، ہم درویش، تو کیا یو بات کیا ہے، تمام کرامت کیا ہے
دانش منداں نے طاق بلند پر ہات رکھے، لوکاں نے اس کا تاؤں کرامات رکھے دانا یاں میں چلی⁽¹³⁾
ہے یوں بات، کہ "العقل نصف الکرامات" ۳۔

وہم کیا سوباناں بہوت خوب ہیں بہوت معقول ہیں کر دل میں لیا یا، فی الحال لشکر بھیج کر دل
کوں ہو نظر کوں بند کرنے فرمایا کہ ہمارے شہر میں آئے کیا متا ہے۔ جو کچھ وہم کتا سو خوب کتا⁽¹⁵⁾
ہے۔ وہم کے باتاں کا اثر چڑیا، جو کچھ وہم کہا تھا سواس کا ماں کے خیال میں پڑیا۔ دائم اس کام میں
جیتا جی اچھے تو کام رہیا۔ یک تل⁽¹⁶⁾ تو دو کام گیا۔ جو کام پکڑے بی گھٹ پکڑنا، خوب پکڑنا،⁽¹⁷⁾
سرد، دانائی کا ہٹ پکڑنا۔ نیس تو انے آیا کچھ بولیا انے آیا کچھ بولیا دل میں گائٹ⁽²²⁾ باند یا تھا سکوھولیا۔
اپنی فکر ہوئی دانا دان، لوکاں کی فکر آئی میانے میاں۔ بادشاہاں روشن دل ہیں، خدا کے خلیفہ ہیں۔

۱۔ سبھی تو جام پر جام بی چکے اور چل دیئے، اور ایسا ہے کہ میٹانوں کے میٹانے خالی کر گئے۔

۲۔ آنکھیں کھول اور دیکھ دل کو گماں کا شکار نہ کر، جب تو آنکھیں کھولے گا دیکھے گا کہ ہر لباس میں آدمی اور ہر ہڈی
میں مغز ہے (جو صاحب نظر ہیں وہ کسی چیز کو باطل نہیں سمجھتے ہر چیز میں کوئی نہ کوئی حکمت اور حقیقت دیکھ لیتے ہیں)
گستاں میں یہ شعر اس طرح ہے۔ دشمن چو بنی ناتواں لاف از بدت خود مزن

مغزیت در ہر استخوان مردیست در ہر ہیر بہمن۔ (گلستاں صفحہ 225)

اس لئے شبہ ہوتا ہے کہ شاید سب رس میں شامل شعر کا مصرع ادلی خود دجی کا ہے دوسرے مصرعے میں بھی نشست
الفاظ کا اختلاف ہے۔ ۳۔ عقل آدمی کرامت ہے

خدا سوں⁽¹⁾ لئے ہیں معلوم ہوتا، آخر تاول، یو لوکاں انوکے پڑتے انوکے عقل، ہر ایک⁽⁴⁾ بات سر چڑتی، مہکھیں عادت ویچ پڑتی۔ اپنی عقل کا سوا دگیا۔ اپنی عقل کا امداد گیا۔ اپنی عقل ہوئی ہوئی جانو لوکاں نچہ کرتے بادشاہی۔ اس کی کچھ نہیں تدبیر، یو جانو ایک تماشا گیر۔ لوکاں کی عقل تے اگر خوب ہوا تو بیہل امداد ہے، اپنی عقل تے جو کچھ ہوا اس میں سوا دہے۔ دانا کی عقل دغا نہیں کھاتی، دانا کی عقل بہوت کام آتی۔ دل تازا اچھتا، اپنے کئے اپنا انداز اچھتا، اپنا مدعا آپے پاسکتا۔ یکا دی وقت خدا ناکر⁽¹¹⁾ کام تو بیہل لیا سکتا۔ اس دنیا کی دیکھ دھات، کیا ہوں ایک بات۔ جوں تیوں عاقل اپنا کام کر لیتا، عاقل اپنا کام جان کیوں دیتا۔ اپنی عقل⁽¹²⁾ سوں اگر دوسرے کی عقل ملے تو واہ، واہ اس تے ہے کیا خوب، عاقل لوکاں بہوت ہیں مطلوب۔ بلند عقل دل کا اجالا۔ بلند عقل⁽¹⁴⁾ خوب بہوتجج آلا۔ یو بات سمجایا ہے، قصا کتے سوا یا کہ ویا قوت کی انگشتی جودل نے حسن وھن، من موہن⁽¹⁸⁾ تے عاشق ہو لیا تھا، دوا انگشتی کچھ مصلحت دے کر نظر کوں دیا تھا۔ ولے ساراں اس انگشتی کوں ایسے وقت گھڑتے، کہ جو کوئی دوا انگٹھی سوں میں رکھے تو کسی کی نظر نہ پڑے۔ ہور دوسری خاصیت اس میں یوتھی کہ جو کوئی دوا انگٹھی رکھے اپنے سنگات، اس کے نظر اس⁽²²⁾ تلے دے چشمہ آہیات۔ نظر دوا انگٹھی سوں میں لیکر، سب کی نظراں کوں دغا دے کر، ہنستا، کھیلتا اس عقل بادشاہ کے بند میں تے باہر آیا، خیال کا وہاں نچہ خیال لایا۔ ہی ہزار شوق سوں، ہزار ذوق سوں۔ دیکھنے اس حسن ناکوں، دیدیاں کے سنگا کوں، دل کے آدھار کوں، شہر دیدار کوں، جانے اختیار ہوا پاؤں سارا ہوا۔ نظر تھا طالب، طلب تھی غالب، بیکج شہر دیدار میں، رخسار کے گل زار میں، آیا سیر کرتے کرتے دھن کا چشمہ، شہد ہور لبین کا چشمہ جسے ابوج نبات کتے ہیں، جسے آہیات کتے ہیں سواں رخسار کے گل زار میں پایا۔ نظر لالچی، لالچ بھریا، خام طمع کر یا، غلط قصد دھریا کہ اس شیریں چشمے میں تے آہیات کا سوا دیکھے ایک گھٹ پیوے، ہور آپے بی دنیا میں دایم جیوے۔ جیتا کوئی دھونڈے، جیتا کوئی دھاوے، بخنایاں میں لکھا سو پاوے۔ بارے جوں آہیات پیو نے کوں سوں پار یا، اپنا پت، اپنا ست سب ہار یا چوری کیا، تاج خوری کیا۔ قضا اسے اس وقت یو کھڑی، کہ دوا انگٹھی سوں میں تے نکل کر اس آہیات کے چشمے میں پڑی۔ بیت

امانت میں خیانت کیا ہے درکار⁽³⁴⁾ جو کوئی یوں ہوئے اسے کیوں ہوئے بھلی بار

دعا کھا کر بہت پچتا کر حسی کھانے لیا دل پر کچھ کچھ لیا نے لکھا۔ لے لے لکھا، لے لکھا
آبجیات کا چشمہ نظر تیں تے چھپا۔ نظر حیراں ڈانواں ڈول، کسے کہے کھول، موس میں تے باہر
میں لکھا بول۔

گنوا لیا ج توں اب کیا کام آوے پچتاوے⁽²⁾

یو بست وونیں جو گئے سوہات پھر آوے⁽³⁾

نظر غر حال، نظر کا یو حال، جو یکا یک رقیب کیس دیکھا، سو نظر کے لکھا دنبال۔ پکڑیا، جکڑیا،
آزار دیا، ماریا، دُند ساریا، جالیا اپنے گھر لے جا کر بندی خانہ میں گھالیا کیتک دیس یونچہ ٹالیا۔
نظر دہاں نیت بدلایا۔ یہاں اس کا اجر پایا۔ اس ہات کا اس ہات، وہاں کا وہاںچہ خدا نے
دکھلایا۔ بہوت دیکھیا خواری، بدنتی کی تا تیر ماری، خدا کوں نہیں ڈرتا، ایکس کے مال پر کیوں نظر
کرتا۔ پریشان در ہم جدھر دیکھتا ادھر اندیشا اور غم۔ کوئی دست گیر نہیں، کچھ تدبیر نہیں، یکا یک
رات زلف نے جو اس دیس اپنے بالاں دی تھی اس کے ہات کے وقت پر یاد اچھو سو اس وقت دو
وقت یاد آیا، فی الحال ایک دو بال لیکر، تو بیک بیک آگ پر جلایا۔ تو کا تو بچہ دیکھتا ہے جو زلف حاضر
ہو آئی، پوچھی کہ کیا حال اے بھائی۔ کہا کیا پوچھے گی میرا حال، میں کیا بولوں اتال۔ زلف کبھی غم کو
کر، ہمت کم ٹوکر۔ ہر ایک بلا ہے سو مردانچہ پر ہے، صاحب دردانچہ پر ہے۔ بیت۔

ہمت دینا مرد نے عاجز ہو کر اڑے کوں

رکھنا نظر وقت پر ہر یک وقت پڑے کوں

مردانچہ پر ہے قناعت ہو رقاقہ، مردانچہ پر گزرتا ہے وقت واقعہ۔ جسے دنیا میں غم نہیں⁽¹⁸⁾ وڈنادر
ہے، خوشی غم سب مردانچہ کے سر ہے چلتا سوچ اڑتا ہے چڑیا وچ پڑتا ہے لہوار کا کھیل جو آگ سوں
ہے تو یکا دی وقت جلتا بی ہے، بڑا تیرا لو جو دایم پانی میں غوطہ مارتا کد ہیں دم کو غڑیا جاتلسلتا بی
ہے۔ بادشاہاں جو بادشاہی کرتے ہیں، حکومت کا دغوا دھرتے ہیں۔ انو بی کد ہیں غم کد ہیں خوش
حال، ایسیاں کا بی یو حال ذکر سہتا سو مرد، غم کے وقت خوشحال رہا سو مرد گنگا بی دھوپ کا لے میں
ننھی، برشکا لے میں بڑی۔ جنگل کا چھاڑا سے کدھیں پھول پھل، کدھیں پتہ چھڑی

اگر دائم اچھے یک وضا، تو عبث ہے (۱) تو قدر قضا، یواس کی ذات ہے جو دائم یک رہا ہے۔
 مردود جو اپنا وقت کرے کل وقت، ابوالوقت اچھے (۳) نہ این الوقت ایسی جا کا کھڑا (۴) چو کہدھیں نہھا
 ہوئے کہدھیں بڑا۔ واصل اسے کہتے ہیں صاحب حاصل اسے کہتے ہیں، گھر گھر کو پھرا آس، آپے
 ہو اپنی بھوک پیاس بنے بھوک پیاس میں باند یا گھر، دو ٹڈرا سے کیا ڈر۔ دولت بے زوال سو یوچ
 ہے، مردواں کا دھن مال سو یوچ ہے بیت۔

(دولتے را کہ نباشد غم از آسیب زوال

بے تکلف بشنو دولت درویشاں است) (۵)

اول بھوک پیاس (۷) میں کھڑے رہنا بھیجیں (۸) مردواں میں بزرگی کی بات کنا۔ باؤ کے جھاڑتے
 کوئی پھل لیا ہے۔ بھو (۹) چھوڑ کر کوئی سادنا کیا ہے۔ بوچ ہیں کہ بھوک پیاس بنیاں ہو رویاں کی
 میراث کھانا بھوک کے نوالے پینا پیاس کے گھوٹ، اگر مرد ہے تو یوں چل باقی سب بات
 جھوٹ۔ بڑائی جو بیکھاں سوں آئی پیکے گئے تو وہ بڑائی بی جاتی ٹوکرتوں ایسی خام طمع، یو بڑائی، کس (۱۰)
 بڑائی میں جمع شرم نہیں آتی ایسی بڑائی کرتے، اس بڑائی پر بھی اینٹ اینٹ مرتے۔ دودیس ہوتے
 جان وزیر بھی آخر فقیر کے فقیر۔ دو بڑائی مغز میں تے یونکل جاتی، جو پھر خواب میں بھی نہیں آتی۔
 بڑائی سو فقر و فاقہ کی بڑائی، جو بڑائی خدا ہو رسول کوں بھائی، حدیث نبوی صلعم الفقر و لغوی
 والفقر منی۔ بے دنیا کی بڑائی کیے تو کرنا، ولے اپنا فقر و فاقہ نابہرنا۔ ایسی بڑائی پر بتا مغرور
 ہو جاتے، جو دسرے کسی کوں خاطر نہیں لیا تے اول کیا تھے، اتال کیا ہوئے۔ آپس کوں
 پچھانا، اپنے درد جیسا دسرے کا درد جاننا، دنیا کی بڑائی بادشاہانچہ کوں سہائی، بھٹے جو حدتے بڑائی
 زیاست کرتے سوانو کی عقل جاتی، مدستی چرتی بے خبراگی آتی۔ انو بڑائی کر خوشیاں سوں مارتے
 تالیاں، لوگاں پس غیبت کھڑے کھڑے دیتے گالیاں۔ یو بے ایماناں لوگاں کا حق اڑاتے، شرع
 پر حکم گالیاں کھاتے دنیا کا حرص دنیا کی بلا میں گھالتا بلکہ آخرت کوں بھی دوزخ میں جالتا دنیا کی
 بندگی دین سوں کرنا خلق کوں سمجھنا خدا تے ڈرنا۔ عالم کو سب دنیا کا شغل لکھا، آخر اس دنیا تے کس کا

۱۔ جس دولت کو زوال کی فکر نہیں، بلا اتال کہا جاسکتا ہے کہ وہ دولت اللہ کے درویشوں کی دولت ہے۔

۲۔ فقیری پر مجھے ناز ہے اور فقیری مجھ سے ہے۔

دل بھگیا جسے سب پکڑے ہیں اسے توں چھوڑ، تو خدا چہ کوں پکڑے تجھے کچھ نہیں جوڑ۔ جاں استقامت، وہاں امامت دنیا کا دھندا اگر کرے تو کر، ولے اپنی بھوک پیاس نکو بسر جسے نیٹ نہیں اسے بھیٹ نہیں محبت سوں دل کوں معمور کر، جتنا سکے گا اتنا احتیاج ہو رہا جزی دور کر۔ سبحان اللہ! جو کچھ ہے استغنائی ولے یو استغنائی کسے ہرگز نہیں آئی۔ یہاں جفا کوں مارنا ہے یہاں خوشحالی کوں سنگارنا۔ ہے یو بہت مشکل ہے ٹھار، جو پارا آگ پر پاؤں کا نام النار، دنیا کی بڑائی کو لگن چلے گی، یو کھانس کی جھونپڑی بغیر آگ دھونچتے جلے گی۔ یو سونے کی ٹھار نہیں جاگ، کچے سوت پر کو لگ لگے گا لاگ۔ حیات باؤ کا ہلنا چلنا اس حیات پر ایسا کیا اچھلنا، کچھ نہ تھا سو کچھ ہوا ہے کچھ سمجھ کے بچے ہوا ہے۔ دنیا جوں دو پہر کی چھاؤں اس دنیا کوں سر ہے نہ پاؤں، دنیا دو دیس کی مہمان، یو تھکے ہیں کہ جان یو جیو تا سب یک دم، اگر خوشی اچھو دو غم۔ دنیا کا کام جیوتیوں گزرتا ہے، ولے وہی بھلا جو فرصت ہے لگن کچھ کرتا ہے جتنی راحت منگے، اتنی محنت پر کھڑے تو نبی، تو ولی تو بڑے۔ انوتے ہوا حرص نے نہیں پائے بڑائی، انوکو بھوک پیاس نے یہاں لگ اپڑائی۔ اگر توں سمجھے گا یو عالیشان تو عربی میں بی کیے ہیں کہ تجوع ترانی۔ جے

یعنی تو کچھ دیکھنے منگتا ہے تو بھوکا اچھ، یو چکناکی سٹ روکھا اچھ جو کچھ ہے سو اپنے نیم دھرم ہورست میں ہے جو کچھ ہے سو غربی ہو رہت میں ہے غریب فقرانہ صدا سو فقر ہو رہا فاقہ، تمام حاصل کا معنا سو فقر ہو رہا فاقہ خدا کچھ نہیں کھاتا، جو کوئی خدا کا عاشق ہوا اسے کھانا کیوں بھاتا۔ عاشق و دوس میں معشوق کی صفت آدے، نہ کہ معشوق کوں کچھ بھاتا عاشق کوں ہو کچھ بھادے جوں خسرو دہلوی، یو بات کہا ہے نوی۔ بیت۔

ہر کہ جو یہ مراد از معشوق

گوئی او عاشق مراد خود است (33)

معشوق کسے معشوقچہ کوں منگ، عاشق کوں اس بات کا بہت ہے تنگ۔ یو نچے لوکاں میں یو خامی ہے، یو عشق میں ناتمامی ہے۔ یک ٹھار نظر ہو رہا سو ٹھار دل، ایسی عاشقی تے کیا حاصل (34)۔ یہاں

۱۔ اللہ عیوب و نقائص سے پاک ہے جے تو بھوکا ہوتا ہے اور مجھ دیکھتا ہے۔
۲۔ جو معشوق کا وصل حاصل کرنا چاہتا ہے اسے کہہ کہ اپنی مراد کا آپ عاشق بنے۔

دل کوں سنبھالنا⁽¹⁾ ہے، جیو تے اپس کوں جالنا ہے جوں فارسی میں اس مقام پر آ رہیا ہے، ہو رکھیا ہے۔ بیت۔

در عشق زیبا فادہ کی باید
امید بباد دادہ کی باید
آنجا کہ ہمہ درد دل خود گویند
دنداں بنگر نیا دہ کی باید⁽²⁾
الماس تے ہونا سخت، جو اپنی مراد کا اچھے وقت⁽³⁾۔ غم⁽⁴⁾ تے ماز آ پے نا ہو جانا، غم⁽⁵⁾ آیا تو غم کوں بی
کھانا دوسرہ۔

جو لکھن تو سہس بل جو بہو جن تو ماس
یے سینا کہن کیا کیوں کہے ست ست تن کا کھاس⁽⁶⁾
مرد کدھیں پھول تے نازک، کدھیں فولاد سے سخت اچھنا، ہر ایک جاگا ہمت سورہے مرد
کوں بخت اچھنا، جس میں کچھ نیم ہے، جس میں کچھ دھرم⁽⁷⁾ جوں سنا جیسا ج سخت، ویسا ج نرم دوسرہ۔
سینو ست نہ چھاؤ یے ست چھوڑے پت جائے⁽⁸⁾
لکھی ست کی داس ہے پگ لاگی گھر آئے⁽⁹⁾
ابراہیم کی نیت ثابت تھی تو کافراں آگ⁽¹¹⁾ میں سنے، انگارے پھول ہو پاؤں تلے آئے⁽¹³⁾
یوسف کا کوئے میں تقوا قرار تھا تو بھار نکلتے، پیغمبری ہو بادشاہی پائے مرد کوں قرار عجب کچھ ہے،
ہر ایک کام پر اختیار عجب کچھ ہے، یک تل میں سو جنس سوں پھرتا یو عالم، نہ دائم خوشی اچھتی کے نہ⁽¹⁴⁾
دائم غم سر پر جرخ پھرتا ہے آدی کدھیں اٹھتا کدھیں گرتا ہے آدی نہ اپنے بھاتے آیا ہے نہ اپنے⁽¹⁶⁾
بھاتے جائے گا ہو راکس کا بھاتا ہوتا ہے اپنا بھاتا کہاں تے لیاے گا جو مرتضیٰ فرماتے ہیں جنوں⁽¹⁷⁾
⁽¹⁸⁾

۱۔ عشق میں پامال ہونا ضروری ہے ہر طرح کی آس و امید سے ہاتھ دھو بیٹھنا چاہئے جہاں لوگ اپنی ہی مصیبت اور دکھ راہیان کرنے میں لگے ہوں، سچے طالب کو انتہائی ضبط سے کام لینا چاہئے۔

کی بات دائم قائمِ معرفتِ ربی بفسخ العزائم ۱۔

یعنی جوئی میں منگتا تھا تو میں ہوا تو میں خدا کوں پہچانیا میرے ہات میں نہیں ہے کام ہو رہا
ایکس کے ہات میں کر تحقیق جانیا۔ عارفان بات بات میں دیکھتے جاتے، ایک بات میں ہزار بات
پاتے۔ ذرے ذرے کوں تحقیق کرتے، ایک سلسل اس کی معرفت کوں نہیں بسترے۔ عارف و بیچ
ہے جو کوئی خدا کی معرفت کچے، حق شناسی اسے کہتے ہیں، جو کوئی طریقت میں آ کچھ حقیقت کچے۔
خود شناسی خدا شناسی عارفان کا کام ہے، جو کوئی عارف تمام اسرار ہے، اس کوں قام ہے کدھی کوئی
ہنستا ہے کدھی کوئی روتا ہے۔ یوں ہوتا ہے، دنیا کا کام بہوت ہے سخت، اپنے میں ساتو
وقت۔ آدمی کوں پریشانی ہے بالیں بال خدا ج جو دور ہوتا ہے ہمیشہ یک حال۔

بارے زلف نے دھرم کرمی، بہوت کرم کری اس بندی خانے میں تے کاڑی اس بلا کے
آشیانے میں تے کچھ فن کر، دست بندن کر بھار کاڑی اس رقیب کوں۔ اس بد بخت بے نصیب
کوں چتاوے میں پاڑی نظر کوں گلے لائی، رخسار کے گلزار ہو رہیدار کی بات دکھلائی کبی اتال
جاا نام عا با بیت۔

مروت بہوت کی لٹ چوٹی کی جانی

بلا تے بھار کا ڈی ہاٹ دکھلائی (22)

نظر زلف سوں دواغ ہو کر چلیا، سودیدار کے شہر میں رخسار کے گلزار میں آیا۔ حسن دھن کی،
سن موہن کی، جگ جیون کی ملاقات پایا۔ بیت

دل کا حسن کے دل میں بہوت انتظار تھا

دیدار دیکھنے کوں دل امید وار تھا (25)

گھڑی ایک آہ بھریا گھڑی اساس، گذریا سو قصہ کہا حسن چھند بھری، اوتار امتری پاس، حسن
نار کوں، خوبی کے گلزار کوں محبوبی کی تو بہار کوں حیرانگی لگی پریشانی لگی کہ میں جانتی تھی کہ دل جوں
تیوں آدے گا بارے دیدار دکھلاوے گا میرا دل تے آرام پاوے گا یوں نہیں جانتی تھی کہ یو
قصایوں گھڑے گا، یہی ایسا وقت پڑیگا ہر کوئی اپنی کج پرگمان دھرتا بند کچھ سمجھتا خدا کچھ کرتا غلبا (32)

۱۔ میں نے عزائم کے نوٹنے سے اپنے رب کو جانا۔

اشتیاق بھی قوت پڑا یا فراق^(۱)۔ دل میں کچھ لیا لی اپنے غم^(۳) کے کون نزدیک بلائی اپنے عشق کی جو بات تھی سوا سے سبائی۔ بیت

کرنے آسان اپنی مشکل کا

راز غم سے سوں بولی سب دل کا^(۵)

کبھی اتال اس کا علاج ہو ہے کہ توں ہو نظر دونوں کر، ایک دل کر تن کے شہر کوں جاؤ ہو دل کوں کچھ تدبیر کر، تحسیر کر کچھ فن کر، سحر کر ٹوٹا من کر، جیوں تیوں بچہ لگ لیاؤ۔ بیت۔

بار تا لگ سی دل کوں آنے کوں^(۱۰)

غم سے کوں بھیجی ہے بلانے کوں

حسن دھن، من موہن جگ جیوں کی دہائی پر غمزا ہو نظر لوکاں چنے چنے، جٹے جٹے^(۱۲)، بھنے بھنے اپنے سنگات لے کر شہر دیدار تے تن کے شہر کے ادھر رخ دھرے یوں چٹے سو منزل کی ایک منزل کرے دونو چست دونو چالاک، دونو روشن ضمیر دونو دل کے پاک۔ دونو چڑ بھرے اپنے کام میں بہوت کھرے۔^(۱۵)

اما روایت یوں آئی ہے کہ نظر جس وقت عقل کے بند میں نے باہر آیا تھا، عقل نے تو کا تو بچہ بھید پایا تھا، کہ نظر جو یہاں تے جاوے گا البتہ کچھ فتنہ اچا ونے گا، بلا کچھ لیاوے گا، کام کمل ہووے گا، کچھ خلل ہوئے گا۔ بیت۔

عقل کی بات توڑ کو اس میں ٹوٹ نہیں

عقل کے دل اوپر جو گزرتا سو جھوٹ نہیں^(۲۰)

دل میں رُچ کر، ادلیچہ تے سج کر لکھا تھا اپنے سرحد کے سرداراں کوں، کہ چاروں طرف کے مستعد رکھو بہادر اہل کوں۔ اس نظر کوں اس غم کوں اس ملک میں^(۲۴) تے بہار جان نکود یو، ہشیار اچھو خلل اچان نکود یو۔ بیت۔

امر ہوتا سنبھال کراپتا

جاتے کوں کوئی جتن رکھے کچھا^(۲۸)

(1) زہد و ریاء کا کوہ کر تھا ایک مقام، ہور رزق کا ایک بیٹا تھا تو بہ اس کا نام، اسے بی فرمایا تھا یوح
کام کہ نظر کوں سنبھال کہ سرحد تے بھار نہ جاوے سہارا کیس کی بلا بساوے جوں عقل فرمایا تھا کار بار
دو چہ سب اپنی جاگا تھے ہشدار۔

بارے قصہ یوں ہوتا ہے جو غزا ہو ر نظر دو نو (8) خبر سحر رات کی خمار ی سوں، بہوت (7) باری
سوں، بل کر اس ڈوگر تلیں آئے۔ اس ڈوگر تلیں (9) ایک پھول باڑی تھی، اس پھول باڑی (10) میں گھڑی
اسائش پائے جاگا بہوت بھائی، رات کے جاگے تھے ٹک نیند آئی۔

غم میں عالم اچھے تو بی غم نیں
نیند کہتے سو موت تے کم نیں (13)

حدیث ہے عربستان میں بی یو بات چلی آئی ہے بہوت، کہ السوم اخو الموت۔ یعنی
حدت یوں آئی ہے نیند کا موت بھائی ہے بارے یو عالم ظاہری کہ جاگے تو اس عالم کا تماشا دیکھے
جاتا ہے۔ آدم اس عالم میں پیدا ہوا ہے، آدم کوں یو عالم بہوت بھاتا ہے۔ دسر عالم خواب کا دو بی
ایسا ہے، اس عالم کے جیسا ہے، وہاں بی یو نچہ ہنسا، کھیلنا، کھانا پینا ہے، جیوں یہاں جیتے ہیں،
وہاں بی یو نچہ مرنا جینا ہے، جو یہاں کرتے سو وہاں بی کرتے جوں یہاں جیتے مرتے۔ تیوں وہاں
بی جیتے مرتے وہاں بی دوست ہے، دشمن ہے شادی ہے، غم ہے، جوں یو عالم ہے، تیوں دو بی ایک
عالم ہے نہایت فرق اتنا ہے کہ یو کثیف ہے، دو لطیف ہے۔ یو جسانی ہے، دو روحانی ہے۔ تل
میں زمین تے آسمان پر جایا جائے، آسمان تے زمین پر آیا جائے عرش، کرسی، لوح، قلم کا سیر کرنا
میسر آتا، جوں سنگتا تیوں ہوتا جاں سنگتا وہاں جاتا۔ محال ہے سو حال ہوتا ہے، عجب عجب تماشا
دستے ہیں، تماشا تماشے کا خیال ہوتا ہے انسان کوں کہ عقل ہو ر نظر ہے، اس عالم کی بی خبر ہے اس
عالم تے اس عالم میں جانا، اس عالم تے اس عالم میں آنا یو سب اپس میں ہے تو آپس میں دست
بھار نیں توں جانتا اچھے گا دسری ٹھار، دسری ٹھار نیں، بھارا چھتا تو بچے کیوں دستا، توں تو تن میں تے
نکل کر بھار نیں جاتا اگر یو نچہ میں نیں تو توں خبراں کہاں تے لیا تا کہ میں خواب (42) میں فلا نے کوں
دیکھا آج رات انے مجھ سوں یوں کری بات، میں یوں کیا اس کے سنگتا۔ وہاں ایسا باغ ایسا گل تھا

۱۔ نیند موت کا بھائی ہے۔

کتا، وہاں ایسا حوض⁽¹⁾ اس میں ایسا کنول تھا کتا۔ ایسے تماشے جیسی ناروہاں دیکھتا، یہاں اس ناری تعریف کرتا اس کے روپ کی اس کے رنگ کی اس کے سنگار کی تعریف کرتا، اس عالم میں اسے دیکھ کر اس عالم میں اس کے خاطر تپتا، جاگیا تو پھر پھر سوتا، پھر اسے دیکھتے جیتا اس کے نین اس کے ادھر یاد آتے، اس کا جو بن اس کا کمر ہو اس کا زر کمر یاد آتا، دل میں اس اس آتی، سینے میں تے آہ نہیں جاتی۔ بعضے وقت جو وہاں دیکھتے ہیں وہ⁽⁵⁾ یہاں ہوتا ہے جوں یہاں جاگتا سوتا، تیوں وہاں بی جاگتا سوتا ہے بعضے شاعر اس عالم میں شعر بولے ہیں ہو اس عالم میں آکر لکھے ہیں۔ کچھ کچھ اس عالم میں کئے ہیں اس عالم میں سکے ہیں بخت جاگے ہو وہاں بشارت⁽⁹⁾ مومن دکھلائی ہے، تو بادشاہاں کوں یہاں بادشاہی آئی ہے۔ یوسف⁽¹⁰⁾ نے خواب میں دیکھا کہ آفتاب سجدا کیا، اس کا تنجیا، خدا نے یہاں پیغمبری ہو بادشاہی دیا بعضے پیغمبراں کوں بی خواجہ میں غیب کی خبر دے ہیں، انو وہاں تے خبر پائے سو یہاں آکر خبر کئے ہیں اشارت وہاں ہوتی ہے بشارت⁽¹¹⁾ وہاں ہوتی ہے، خوب⁽¹²⁾ بہوت بڑا عالم ہے اس عالم میں ہونا محرم محرم ہے سچ پھول⁽¹⁴⁾ نیچے تو کانے کون بیچتا، سچ اگر چندن ہو رشک نیچے تو ادھر ادھر کے بھانے کون بیچتا۔ یو بی بڑا عالم بڑا کھاٹ ہے یو عارقاں کے سمجھنے کی بات ہے سوائے⁽¹⁶⁾ پچھیں بی ایسا کچھ عالم ہے، جئے، سبیا اسے مرنے کا کیا غم ہے، ایتا کیا خاطر دل کوں پٹانا⁽¹⁸⁾ ہے ایک عالم تے ایک عالم میں جانا ہے یہاں کے لوکاں کی دل بنگی تو ذکر جانا تک مشکل لکنا⁽²⁰⁾ نیک⁽²¹⁾ ہے جان، ایسے کیا یہاں کیا داں، وہاں بی خواباں ہیں، محبوباں⁽²²⁾ ہیں یاراں ہیں مصاحبان ہیں، مطلوبان ہیں وہاں بی سب رچ ہے سب کچھ ہے وہاں بی یوچ⁽²³⁾ لوک، یوچ وضا۔ یوچ قدر یوچ قضا یوچ حکم یوچ رضا۔ نہایت سعی اتنا کرنا کہ کچھ فعل نیک بات آوے، خدا رسول کوں بھاوے، مراد اپنی پاوے اس کا دل صافی پکڑے⁽²⁶⁾ اس کے دل کی کدورت جاوے۔ باقی سب خیر ہے، فعل غیر غیر ہے ماں کے پیٹ میں تے نکلتے وقت جھٹے عذاب سوں⁽²⁹⁾ لکھتا ہے⁽³⁰⁾ عذاب سوں اس تن تے نکل جانا ہے۔⁽³¹⁾ لے جوں وہاں تے کچھ لے آیا، تیوں یہاں تے بی کچھ لے جاتا ہے کھولے ہیں اس بات کی گرہ کہے ہیں۔ الدنیا مزدرة الآخرة ۱۔

یعنی دنیا آخرت کی زراعت ہے اس زراعت کوں بہت مشقت ہے جیسے جھاڑاں

ہاں لادیں گے ویسے پھل⁽¹⁾ وہاں پاویں گے جو کوئی عاقل⁽²⁾ ہے واصل ہے⁽³⁾ اسے اس دنیا میں رہنے کا یو بڑا حاصل ہے۔ دنیا اس کام کوں بہت خوب ہے اس مقام کوں بہت خوب ہے۔ خواب میں جو کچھ دیکھتا ہے، بولتا ہے سو خواب میں کی بیداری⁽⁶⁾ ہے جو دودیکھنا و دبولنا رہتا تو دو خواب میں خواب ہوا بے خبری، بے ہوشی، بے کاری، وہاں شادی نہ غم، نہ عشرت⁽⁷⁾ الم، نہ بے تابلی نہ آرام، نہ کام نہ دھام، وصال تمام وہاں ہوتا ہے دانش کا خیال تمام وہاں ہوتا ہے وہاں خداج اچھا، آپے خدا میں⁽⁹⁾ وچ اچھا⁽¹⁰⁾۔ وہاں کچھ نیں ظلمات اندھارا ہے، اس کچھ نیں میں نیچے سب کچھ آنہارا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ، یومنون بالغیب لے یو غیب کا عالم ہے۔ اس عالم میں جانے عالم سب درہم ہے یعنی مسلمان وہ جو غیب پر ایمان لیاوے خدا پیچوں پیچوں ہے کہ ایسے کوں سجاوے اپنے دل کوں سجاوے۔

اس نور کوں کا لاورکتے ہیں بہت اعلیٰ نورکتے ہیں اس نور کی خبر کسے معلوم نیں ہے مفہوم نیں ہے جو کوئی مومن مسلمان ہے اس بات تے اس کا دل شاد ہے یو داتا یاں کا ارشاد ہے انسان کوں صورت ہے تین۔ محقق جاننا ایک آپے رب العالمین۔ ایک یو ظاہر کی صورت، دسری خواب⁽¹⁷⁾ میں کی صورت⁽¹⁸⁾ میں کی ایک صورت ہے، دو صورت کس تے دیکھی نیں جاتی۔ عارفان نے جو کچھ⁽¹⁹⁾ یعنی جاں داراں اس ٹھارو لے اس صورت کا نیں دیکھ سکے دیدار۔⁽²¹⁾ جتے لاف مارے، اس جاگا پر آکر ہارے، یو بے اختیار کچھ ہوئے تو ہوئے، یہاں محض خدا کا پیار کچھ ہوئے تو ہوئے۔ جو کوئی اس صورت کوں دیکھا، سو تحقیق خدا کوں دیکھا کتے ہیں، جو کوئی اس صورت کوں دیکھا سو تحقیق خدا کوں دیکھا کتے ہیں خدا کوں دیکھنے کی یوچ ٹھاڈں ہے معراج⁽²⁴⁾ کا ناڈں ہے یو معراج عاشقان نے یہاں تے پائے ہیں، تاج⁽²⁵⁾ یہاں تے پائے ہیں۔ حقیقت کا رس انو یہاںچہ آکر بولے ہیں۔ راز⁽²⁷⁾ کا پردا کھولے ہیں کہ بعد از مرے داں ہم یک نفس، کچھ کوں ایک نکتہ بس اس بادشاہی کوں دوچہ جانے جس کے سر تاج ہے، ہر منزل کمالیت میں ایک معراج ہے⁽³⁰⁾ طے ہو پھا کئے، دکھلاے ہو پھا کئے۔ حبیب⁽³¹⁾ حبیب سوں مل کر حبیب حبیب ہونا، اتنا دیکھنے کوں بی نصیب ہونا، یو وصال ہونے کی جاگا ہے یو محال حال ہونے کی جاگا ہے یو وصال حیران ہونے لے وہ (متقی) لوگ جو غیب پر ایمان لائے۔

کی ٹھار ہے۔ یو جا ہلاں سرگرداں ہونے کی ٹھار ہے نادان اس بات کوں کیا جانے گا، نادان اس بات کی قدر کیا جانے گا۔ دانایاں نے جنم کنوائے ہیں تو اس نکتہ کوں پائے۔ نادان منگتا ہے اتالچ کچے اتالچ جانے، خاطر میا نے ہر ایک ہنر مشقت کئے بغیر نہیں آتا، یو منگتا یکا یک پاوے، یکا یک کیوں پاتا، یکا یک کیوں آوے، یو بی کیا حلوا ہے، جو کوئی لے کر موں میں بھاوے، اسے بی موں کوں تک ہلنا چلنا لگتا ہے، تک چاہنا لگتا لگتا ہے نادان اس کا کوئی کیا لیوے، نادان کی محبت تے خدا پناہ دیوے۔
 القصدہ کینک وقت کوں سورج نے سر کاڑیا ”آسان کا پر دا پھاڑیا اجالا پتیریا ٹھاریں ٹھار روشن ہوا سب سنار۔ اجنوں دیس چڑیا ہے میں پاؤ گھڑی جو صباں پڑی۔ اس قلعہ کے دیدیاں نے (اس بلا اس طوفان نے دیکھا) کہ نظر ٹر، بے جگر، سنگت لشکر لے کر یہاں اتریا ہے، حیران ہوا کہ میں نہیں سوچو کیا ہے۔ بیت۔

جاسوس کا ہے کام بھی جو خبر کہے

دیکھا ہے وچہ ایک بیک سر بر کہے

بیک بیک توبہ کئے آکر سجا کر نظر کوں جو لشکر سوس ڈو جگر تلیں دیکھا تھا تیوں کہا۔ توبہ کوں اس وقت بہوت غصا آیا، چپ نہیں رہیا عقل بادشاہ قل اللہ، عالم پناہ کے فرمانے پر خوبی خاطر لیا کر اپنے لشکر سوس۔ شان ہو فر است⁽¹²⁾ سوس نظر ہو غزے پر جا کر پڑیا۔ نظر ہو غزادو نو اپنے لوکاں سوس یکا یک غیند میں تھے بڑ بڑ تے اٹھے ہکا بکا ہوئے لڑنے پڑتے، اٹھے، اپنا لہو اپنے گھٹے، جھگڑا انو پر آکر کھڑیا۔ نظر ہو غزادو نوں مست دونوں بی دلاور، دونوں آپس تے توبہ کوں خار کئے، مار کر استغفار کئے گھڑی میں جھگڑا ہوا⁽²²⁾، بیت۔

غزا ہے اپنی بات سنے تو ج چھوڑے گا

غزا ہزار توبہ کوں یک پل میں توڑے گا⁽²³⁾

توبہ کا لشکر تھا، توبہ کا سینا پھانیا توبہ کوں پکڑیا اچاٹ، اتال تھا نا ٹھاٹ، توبہ بار

باٹ، بیت۔

کچا غزے کی کھا دے مار توبہ

بچارا کیا کرے اس ٹھار توبہ

توبہ کا کوٹ لوٹے، توبہ کوں ننگائے، توبہ کے سر پر ہزار ہزار بلایاں لیاے توبہ کوں مشکل پڑیا⁽²⁾
 سخت، توبہ کوں توبہ کرنے کا آیادقت۔ توبہ پامال ہوا، توبہ کا یو حال ہوا۔ چھچھیں رزق کا جو دہاں صومیا⁽³⁾
 تھا اسے بی توڑے۔ جھگڑا جیتے دوجا گابی چھوڑے، دہاں تے عافیت کے شہر کوں جانے آئے⁽⁵⁾
 رکھے قدم، غمزا ہو نظر اپنا لباس پھر قلندری کا پکڑے رسم۔ بات سری من میں امید بھری۔ عافیت
 کے شہر میں آکر بات کئے، ناموس⁽⁸⁾، بادشاہ سوں، عالم پناہ سوں قلند سوں صاحب سپاہ سوں
 ملاقات کئے، ناموس بادشاہ عاشق صفت تھا، صاحب ہمت تھا گلیا تھا تلملیا تھا جلیا تھا یو دو نو چور⁽⁷⁾
 پاک یو دو نوٹو نے دو ایک، یو دو نو حسن کے مدنا یک ناموس بادشاہ انوکوں دیکھتے مال ملک سب
 چھوڑیا، کچھ نہ لوڑیا قلندر ہو، سمندر ہو فقیر ہو، بے تدبیر ہو، اسیر ہو، غمزا کے ہات میں
 اسہڑیا، ناموس نے عشق میں ناموس کوٹوایا لکھا تھا سوانیریا بیت۔⁽¹⁰⁾

جس شمار پر سایا سنے مرگاں دہاں نشتر اٹھے

غمزا ہے خنجر برہنا جاں بیٹھے دہاں کچے کراٹھے

ناموس کا یو حال ہوا، ناموس پامال ہوا بعد ازاں نظر ہو غمزا شہر بدن کے ادھر چلے مقصود
 حاصل ہوا دو نو پھولے پھلے ولے جو شہر بدن کے نزدیک انپڑے بھی اپنا لباس پھرائے، بدلانے
 پھر کر پینے پکڑے غمزا شراب پیا تھا کفی اپنے لشکر پر پڑ پھونکیا دعا سیفی، اس دعائیں تھا اثر ہر نان
 کی صورت پکڑیا سب لشکر۔ بیت۔⁽¹⁷⁾

دیکھا جو کوئی غمزاے کوں دو جیتا ہوا

غمزاے نے جو شراب پیا تو بلا ہوا⁽¹⁸⁾

قصا کے جس وقت توبہ غمزاے کے لشکر⁽¹⁹⁾ لئے نکلت کھایا سو بدن کے شہر کے ادھر روانہ ہوا⁽²⁰⁾
 عقل کئے آیا تسلیم کیا۔ خدمت بجالایا اور غمزاے⁽²¹⁾ تے جو کچھ بیداد ہوئی تھی سو سب بیان کیا عقل کوں
 پریشان کیا حیران کیا۔ عقل جیسا بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ غمزاے کی یو بیدادی سن کر بہوت⁽²³⁾
 بیگ⁽²⁴⁾ دل کوں طلب کر یا، جتنی سچی کرتا تھا اتنا سب کر یا۔⁽²⁷⁾ دل کے ہات پاؤں کے بنداں بانڈیا تھا سو
 کھولیا۔ غمزاے کی بیدادی کا قصا سب بولیا۔ بیت۔

میں مچ کر سب چپ رہے فریاد نہیں کرتا ہے کوئی
 غمزا بہوت بیداد ہے یہاں داد نہیں کرتا ہے کوئی⁽¹⁾
 حسن کا لشکر ہے بہوت بیداد، اس کے بات کوں وفا نہیں اس کا کام تمام ہے بے اعتماد،⁽²⁾
 یہاں داد نہ فریاد۔ اگر ایساں کے چلیاں پر توں مغرور ہوئے گا، تو اپنے تخت اپنی شاهی تے
 دور ہوئے گا، بیت۔

جو کوئی عاقل اچھے گا اپنی بالذات⁽⁴⁾
 بڑیاں کی کیا سنے گا دو بڑی بات⁽⁵⁾
 جنوں نے ایسے دغے کی باتاں پر بھر و سالیاں، انو آخر اپنی بادشاہی اپنا ملک گنوائے۔ یو
 غمازاں ہیں، یو دغا باز اں ہیں، انوسوں جیولا نکو انوکوں پیتا کو۔ پچتاوے گا دغا کھاوے گا اگر اتنے
 پر بی تیرے دل پر آتا چ ہے کہ شہر دیدار کوں جانا ہو حسن دھن من موہن کا وصال پا، اسے گلے⁽¹¹⁾
 لانا تیرے اکھیاں تلے اس کی محبوبی دتی، جتنی برائی اس کی تجھے خوبی دتی جیوں تیوں بی جانچ سنگتا⁽¹²⁾
 ہے مقصود اپنے پاچے سنگتا ہے تو ایک بات میری سن اس بات میں ہیں بہوت گن، ہمارا لڑا سو لشکر،
 جھگڑا سو لشکر دشمن پر پڑتا سو لشکر تن کے ملک میں تے اپنے سنگتا لے، ہو شہر دیدار کے ادھر ڈیرا
 دے، بیت۔

برا کئے سو براچ ہے اس تے ڈرنا چ⁽¹⁸⁾
 عقل میں خوب دستا ہے سو کر ناچ⁽²⁰⁾
 اکیلے جاناں بہوت زیاں ہے، عقل میں بہت نقصان ہے حسن دھن، من موہن، جگ جیون
 پاس لشکر بہوت ہے، عورت کی ذات میں حیلہ کرا کثر بہوت ہے۔ بیت۔⁽²²⁾
 مکر سوں کوہ کوں توڑے کر تے
 دغا عاقل بی کھاتا ہے مکر تے
 اس عشق کے بہانے کیا ہوتا، کوئی کیا جانے کیا ہوتا۔ اگر تیرے پاس بی لشکر اچھے تو خوب ہے
 توں بی ورزور ہو کر نڈرا اچھے تو خوب ہے۔ اگر دیکھاوی وقت معاملہ ہوئے سخت تو توں بی کچھ کام⁽²⁵⁾
 کرے، بارے اپنا نام کرے۔ ڈانوا ڈول نہ ہوئے، گھاگھرا گھول نہ ہوئے۔ دل کوں یو بات

بہت خوش آئی، بہت بھائی، باپ کوں کہا۔ اتال میں اختیار اپنا تیرے ہات دیا، جو کچھ توں کتا
 سو میں کیا۔ عاشق جا بازی ہوں، جوں توں کتا ہے دو نچہ راضی ہوں۔ جو تو فرماتا ہے تیو نچہ جاتا
 ہوں، خدا کرتا ہے تو حسن سوں مل حسن کوں بی پھاندے میں بھاتا ہوں۔ عاشق دو جو معشوق کوں
 بھادے، عاشق دو جو معشوق کوں رچھادے۔ جوں آپے تملاتیوں اسے بی تملاد (8)، جوں آپے
 ترستیں اسے بی تپاؤں (10)، عاشق معشوق کوں بچے تو خوب ہے، بی عاشق خاطر بچے تو خوب
 ہے۔ دو کو کدھن (14) تے محبت ایجھے تو محبت کی خوشحالی، دونہاں ملے ہیں تو بجتی ہے تالی۔
 غزل گفتن دل در فراق حسن از مشق۔

اے ماہ شام ہوئی ہے سحر تجہ فراق تے (17)
 کاں وصل دیکھوں جاؤں کدھر تجہ فراق تے
 ہنستی ہے توں سکھیاں سوں سکھی پھول ہوئے کر
 روتا ہوں میں سوخون جگہ تجہ فراق تے
 (تیری لقا کو یاد کر اے نار من موہن
 میں ہو رہا ہوں خاک بر حجبہ فراق تے) (18)
 تیرے ادھر کون یاد کر اے نار من موہن
 لڑتا ہوں اپنے ادھر تجہ فراق تے
 طاقت نہیں ہے مجہ میں تیری دوری کی اتال
 میں مار کر لیوں گا خنجر تجہ فراق تے (19)
 لوکاں یو کیا کہتے ہیں سو معلوم نہیں مجھے (20)
 مجہ بے خبر کوں کاں ہے خبر تجہ فراق تے (21)
 توں کیوں ملے گی مجہ کوں یو مشکل بہت ہوا
 بسلا لیا ہوں میں تو کر تجہ فراق تے
 بر آئے گی امید کدھیں تو بی وصل کی
 گر جیو یو نہ جاسی سندر تجہ فراق تے

بیت۔

لکھا چوسا دل پر بہت لیا نے⁽¹⁾

کہ دل منگتا حسن کا دل بھلانے⁽²⁾

ہمت کی ترنگ پر چڑیا، عاشق تھا اپنے کام کی شمع پر پروانہ ہو پڑیا۔ ہور عقل کا سپہ سالار، جس کے حوالے عقل کا سب گھردار صبر اس کا نام، شجاعت اس کا کام، لشکر آراستہ کرنے میں بہوت اسے نام، دلاور ٹیلارن کارن گھام۔ بیت

صبری تے خدا راضی صبری پر خدا بھلتا

صبری کیلی ہے جس تے کلف مقصود کا کھلتا⁽³⁾

صبری تے دنیا: ⁽⁶⁾ کی تے دین، کہ مصحف کی آیت ہے ان اللہ مع الصابرين ۱۔ کہ ینایہا لذین امنوا صبروا و صابرو رابطوا۔ ۲ ہور حدیث بی یوں آئی ہے کج، ۳ الصبر و مفتاح الفرج ۴ ہور گوالیار کے سبحان، یوں بولتے ہیں جان دوہر۔

دھرتی میانے رتج دہر تچ بکھر کر بوئے

مالی سنجے سو گھڑات آئے پھل ہوئے⁽⁸⁾

بارے دل صبر کوں بلا کر، لشکر حاضر کرنے کا اے حکم دیا، لشکر اپنا سب دیکھا، لشکر کی گنتی لیا۔ ہمت کر یا سینے میں اساس بھریا، شہر دیدار کے باٹ میں پاؤں کی جاگا سردھریا، عقل کہا کہ دل تو روانہ ہوا، میری بات اے بہانا ہوا۔ بہوت مہر محبت سوں، اپنے ارکان دولت سوں، کچھ فکر ذکر کرتین منزل انہڑتا آیا، دل کوں عقل دیا سجایا۔ ایسے میں سنگات کے لوکاں کیس سد پائے، خبر لے کر آئے کہ اس صحرا میں ہرناں بہوت ہیں ٹھارے ٹھار، باریکیاں موٹاں ہو یاں ہیں آشکار۔ بیت

بلا تے یو بلا پیدا ہوئی ہے یہاں تو تک ڈرتا⁽²²⁾

جہاں غمزا کرے غمزے وہاں عاشق نے کیا کرتا⁽²³⁾

سنگے ہیں دے سنگے ایسے دس نہیں آتے، نظراں تلے دتے نہیں یوں جہالاں جاتے۔ بیت۔⁽²⁴⁾

۱۔ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

۲۔ اے ایمان والو! (خود) صبر کرو اور مقابلہ میں صبر کرتے رہو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو۔

۳۔ صبر و تکیب کشائش کی کنجی ہے۔

لاگے لاگاں یو باؤ پر لینے
عقل دل دونوں دعا دینے

بارے سوں چڑتے، پون پر اڑتے، یو ہرن⁽¹⁾ من ہرن، کون سکے انوکوں⁽²⁾ رام کرن۔ پھاندے
میں پاڑیں گے ولے پھاندے⁽³⁾ میں پڑی نا، دسریاں کوں انپڑائیں گے ولے آپے انپڑی نا، ہرن
توہیں⁽⁴⁾ بھوج آ لے، دے⁽⁵⁾ لے ہر ہرن میں ہیں⁽⁶⁾ آدی کے چالے جنگل میں رہتے، اتناچ⁽⁷⁾ ہے جو بات
نیں کتے عجب ہیں یوحوان، سب آدی کا دھرتے گیان⁽⁸⁾ یا جتاں نے ہرناں کا یے لباس، اس بات
کوں خوبی کرنا تھاں⁽⁹⁾۔ ہرناں میں ایتی تندی ایتی چالاکی کہاں⁽¹⁰⁾ ہے۔ ہرناں میں ایتی لطافت ایتی
پاکی کہاں ہے۔ دل بادشاہ عالم پناہ، گل شہ صاحب سپاہ بات اس دھات سن بہوت پکڑیا⁽¹¹⁾ اُمس،
اس شکار کا کھیلنے کی آئی ہوں۔

دل عشق میں ہلاک ہوئے آہ بہرن سوں

مگنا شکار کھلنے ٹونیاں کے ہرن سوں

آپے⁽¹⁴⁾ نوان، نوئی کا جوان، تیزی پر سوار ہو بات میں⁽¹⁵⁾ لے تیرکماں، ہرناں کے پچھیں گھوڑے
کوں دیا تاؤ، یا باؤ کے پچھیں⁽¹⁶⁾ دوڑے باؤ، انوکوں ہرناں⁽¹⁷⁾ کتے، وہ ہرن نہ تھے تھا غمزے کا حشم، انو
کوں پکڑنے کون کر سکتا ہم، انوکوں ایسے شکار کا کیا غم، بیت۔

ہرناں نے اپنا مکہ دکھالیا ہے دل کوں گشت میں⁽²¹⁾

صیاہ ہوا ہے صد یہاں کیا سحر ہے اس دشت میں

دل نزدیک آئے گلن ہرگز دور نہیں جاتے تھے عقل ہو دل کوں ہو رانو کے لشکر کوں بالے باٹ یونچہ
کھنچے لیا تے تھے دور گئے تو کھڑے رکا رہیں کوں دکھلاتے بہوت نزدیک آئے تو نکل جاتے۔ غمزے کے
لشکر کوں بی غمزے کی عادت پڑی ہر ہرن ایک نازکی پھل⁽²⁴⁾۔ ایک ہرن سوختے اس نازاں کوں غمزے
نے جسے ایک غمزے پر عاشق ایسا خوشحال جاں غمزیاں کا لشکر اچھے وہاں عاشق کا کیا حال بیت۔

کاں کاں سنبھالے جیو کوں عاشق بچارا کیا کرے

روں روں کوں دیدے لالینا غمزیاں کے ہنکاتے بھرے⁽²⁷⁾

یو عشق کا بے گھاٹ، دل ایک باٹ عقل ایک باٹ۔ بارے عقل نے دیکھا کہ دل کون حسن کی محبت کا اثر چڑیا اس من ہرن کے دنبال لگ یو تو بیابان میں پڑیا دل کے دل میانے شوق بل پکڑیا دل دیوانہ ہوا جنگل پکڑیا۔ عقل بادشاہ، عالم پناہ ضل نند صاحب سپاہ رہیا تھکیا عقل بادشاہ صاحب سپاہ کون بُرا لکھا، بے ہوش آیا، خون جوش آیا۔ فرزند جگر گوشا، ہر دو جہاں کا تو شا۔ سینا پھوڑیا کیوں جاتا ہے، فرزند کون چھوڑیا کیوں جاتا ہے۔ فرزند اگلا دل جان تے فرزند اگلا دین ایمان تے مہر سو ماں باپ کی، باقی مہرین باپ کی۔ دنیا میں سب ملیں گے یو تحقیق جان۔ نائل سیس سواں، باپ ہو ر گئے بھائی بھائی ان کی مہر ہے، سو طلسم ہے۔

القضا عقل بادشاہ اپنا لشکر جوڑیا، یو بی ہر ناں کے پچھیں لکھا۔ شہر بدن کون چھوڑیا۔ کام ہوا کدھر کا کدھر تے۔ عقل بی پھاندے میں پڑیا دل کے ادھر تے دل ہو عقل دونوں ہوئے بیابانی، دونوں کوں لگی حیرانی سرگردانی۔

بارے نظر ہو غزا جو دل بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ کون بلائے جاتے تھے لیانے جاتے تھے سودل کون اچھے آتا دیکھے، حسن و حسن من موہن، جگ جیون خاطر تملتا دیکھے کہے الحمد للہ کام پایا سر انجام، اتال فتح ہوا کام جس کے خاطر ہمیں جاتے تھے سو دوچ آگے آیا، خاطر ہمارا تسلی پایا آپس میں آپے فکر کئے ایکس کون ایک عقل دے کہ ہمیں تو بہ کون شکست دے کر ناموس کون گئے، ہو عقل کون بی یوں ڈرائے جو دل کون آج بلا کر دلا سا دئے جوں دل کا مدعا تھا دو خچہ بند ہر کیا عقل دل کون آن دیتا نہ تھا سو آئے بی اپنے لشکر سوں آتا ہے، عقل بی بڑا بادشاہ ہے کیا جانے کیا فتوا اچاتا ہے نظر غزا دو ٹھک دونو دھتیارے، آپس میں آپے مل کچھ کچھ بچارے۔ اتال فکر یو ہے جو ہمیں دل کئے نا جانا عقل ہو دل ہستا دیکھے تیو خچان دونو کون شہر دیدار کے نزدیک لیانا کیا واسطہ کہ لشکر ہو چشم آتا ہے، دیکھنا خوشی آتی ہے۔ یا غم آتا ہے۔ کام قضا کا ہے معاملہ یک وفا کا ہے۔ ایک بادشاہ کے ملک میں جاتا، کیا جانے کس کے جیو میں کیا آتا بادشاہاں کے مکر تے حذر کرتا ہے۔ بہت ڈرتا ہے انو مال ملک پر نظر دھرتے دوستی سوں آتے دشمنی کرتے مصحف کیاں سواں کھاتے ہو ایمان بدلاتے۔ رزق پر ہات مارتے ہو اپنا دُند سارتے کوئی آگ سوں جالتا ہے، انو پانی

سوں جالتے ہیں، دعا دیتے بلا میں گھالتے ہیں۔ بیت۔

مُریاں تے بہوت مشکل خوب آتا

مُرا گر خوب کئے بی نا چیتا تا

عقل ہو دل کوں کتے ان دونوں نے یو مٹاتے۔⁽¹⁾ ٹوٹنے کے شر شور سوں سحر بکر کے زور سوں⁽²⁾
عقل ہو دل کوں کیوں کا کیوں لیا پاڑے ان دونوں تاز نیاں نے ان دونوں عاقلاں کوں
تاڑے۔ بیت۔⁽³⁾

نظر ہو غمزے کے چالے بلا لیائے⁽⁴⁾

کہ دل ہو عقل دو نو مل دعا کھائے⁽⁵⁾

یونچہ چنگ لاتے لاتے، پھاندے میں پھاتے پھاتے، پھلاتے پھلاتے، دیدار کے شہر⁽⁶⁾
لگن لیائے، اپنا کام فتح ہوا کر بہوت خوشحالی پائے۔ ہزار ہزار اندسوں لاکہ جھندسوں،⁽⁷⁾ بند⁽⁸⁾
سوں حسن دھن جگ جیون سن سوہن کئے گئے، سلام کئے گزریا سو قصابو لے تمام سرخ رو ہو آئے،⁽⁹⁾
بہوت شاباشی پائے۔ حسن دھن سن سوہن جگ جیون نظر ہو غمزے کون ٹکے لائی۔⁽¹⁰⁾ کچھ بخشی لئی⁽¹¹⁾
کچھ دی، ہو رگرا پس میں کی کہ عقل بی بڑا بادشاہ ہے، بہوتاں کا پناہ ہے اپنے لشکر سوں نزدیک آیا
ہے، کسے کون پیتا ہے۔⁽¹²⁾ کون ہستا کون روتا، خدا جانے کیا ہوتا۔ بیت

جو کچھ ہے سو کنا نزدیک آتا

بڑیاں تے بات ہر گز تا چھپاتا⁽¹³⁾

اس مصلحت کا کام یوں دیکھے کہ قصابیوں ہے کہ باپ کوں خبردار کرنا کہ اس لشکر کوں دور کرنے
کا کچھ علاج کرے، کچھ کام ہوئے اپنا رواج کرے۔ بیت۔

عاشق جو کوئی ہوا اسے آرام نہج ہے

اپنے ججن کے کام بغیر کام نہج ہے⁽¹⁴⁾

مکتوب مقبول، معقول خوب، جوں محبوب لکھ بھیجی باپ کئے، مضمون یو تھا اس مکتوب مئے کہ
نقاش خوب بے بدل، سب نقاشاں میں اول۔ میرا تھا ایک غلام مانی تے زیاست اس کا کام۔ بہو نہج⁽¹⁵⁾
خوش طبع، بہو نہج خوش فام،⁽¹⁶⁾ جس کے کام کوں دیکھے دل کوں ہوئے آرام، خیال اس کا نام، آج⁽¹⁷⁾

مدت کیلئے ہے کہ میرے پاس تے گیا ہے، عقل بادشاہ کے بند میں سچڑا رہا ہے عقل بادشاہ نہ اسے
پانی نہ اسے کھان دیتا، نہ ادھر آن دیتا۔ اسے وہاں بہوت تھا ہوا ہے، اس پر بہوت تھا ہوا ہے۔
ہمیں اسے بلا بھیجے تو بہوت غصا کر اپنے لشکر ہو رستم سوں آکر بہوت غوغا کرتا ہے، فتنہ برپا کرتا
ہے۔ بیت۔

جیتا حق بولے تو ہرگز کے تا شیر نہیں ہوتا

دنیا کا کام مشکل ہے یو بے تدبیر نہیں ہوتا⁽⁸⁾

منگتا ہے جو شہر دیدار کوں، اس گل بھرے گلزار کوں یوئے، یہاں کے سب متوطن کوں⁽¹¹⁾
آزاد ہوئے۔ عورت کی ذات، کچھ چھوٹ کچھ بچ ملا کر بولی بات۔ کہ اس کی تدبیر کچ کرنا یو بات نا⁽¹²⁾
برتا کام گیا بات تے پچھیں کیا فائدہ اس بات تے نکتہ چینی بہوت کچ ہے خوب، پیش بینی بہوت
کچ ہے خوب، توں عشق ہے تجھ سوں عقل کیا کرنا، ولے عقل مکر ہے، اس کے مکر تے ڈرنا، توں
مست دوشیار، دغا دیتے کہتی بار، جیتا کوئی قوت دھرے گا، دغے کوں کیا کرے گا۔ جاں زور سوں⁽¹⁵⁾
کام ہات نہیں آتا، دشمن واں دوستی بسا تا۔ خدا تے نہیں ڈرنا دشمن دوستی سوں اپنا کام کرتا سمکھ⁽²¹⁾
ہو جائے آکر سمکھ ہنکارے، دغے سوں چٹتی ہتی کوں مارے دغے سوں بکری غالب باگ پر⁽²³⁾
ہوئے، دغے سوں شرزے پر رو باہ ور ہوئے۔ یو بات سب خاطر لیا تا۔ ہشیار اچھا دغا نا کھانا اس⁽²⁴⁾
بات کوں حدیث ہے سن اے عزیز، افضل المودی قبل الایذا یعنی کیا حاجت ہے جو زندگی آکر
دُند سارنا نہ آئی نہیں کرے لچک نہ مارے کون مارنا۔ بڑے تے خدا کہیا ڈرو۔ بڑے کے آنگے حج فکر⁽²⁶⁾
کرو، عشق بادشاہ ظل اللہ، صاحب سپاہ، عالم پناہ یو واقعہ سنیا، غصے تے سردھیا۔ بیت۔

غصا چڑیا ہے عشق کوں اب عقل پر آئی بلا

کیا حال آخر ہووے گا کیوں سوئے گا یو زلزلہ⁽²⁷⁾

کہا عقل کوں وجود کیا ہے جو اسے کام کرے، اپس کوں رسوا، ہمتا بدنام کرے۔ اگر عقل کوں
اپس پرگماں اتنا ہے، تو میں بی عشق ہوں خدا ہے کام یو کتنا ہے۔ بیت۔

جلالت میں یو عشق آیا نہ ہو سی کم قہر ہرگز

عقل کے گاڑو ڈی تے یو اتسی تا زہر ہرگز⁽³⁰⁾

عقل دو اند ہے جو عشق سوں گھاتا عقل کوں عقل⁽¹⁾ اچھتی تو یو عشق کا مایا پاتا۔ عقل کوں ایچی کاں⁽²⁾
 ہے زیادہ سری، جو عشق سوں کرے برابری، عشق سوں عقل قوت کرتی ہوئی دیوانی، بتیاں انباریاں⁽⁵⁾
 سوں ڈوبے بکری کیتی بچے کچا پانی۔ عقل عشق سوں لڑنے آیا ہے سو عقل کم کیا ہے قطرے⁽⁶⁾ نے دریا
 سوں ہم کیا ہے۔ ذرا آفتاب سو کیا کرے گا، آتش آب سوں کیا کرے گا، چٹی کا سلیمان سوں کیا
 چلے گئے، زمین کا آسمان سو کیا چلے گا، بیت۔

بڑیا ہے دل پر عقل کے بادل ہو لشکر عشق کا

کس کس کوں جا کر مارتا، کیا جانے خنجر عشق کا⁽⁹⁾

بارے مہر نام خوش فام شریں کلام شجاعت میں تمام۔ بے جگر، ہمیشہ مستعد اپنے کام پر،
 عشق کا سپہ سالار تھا، اپنے ٹھار بہوت ہشیار تھا، سب لشکرستے خبردار تھا، اسے فرمایا کہ جفا، مشقت،
 درد، محنت، غم، الم، قلاشی،⁽¹³⁾ بے نوائی، بدنامی، رسوائی، فراق، اشتیاق، زاری، خواری،⁽¹⁴⁾ خونخواری،
 دشواری، فغاں، آرزوی، آہ، نالا، جلائی، حسرت، سوزش، تپش، شیدائی، استغنائی، بیداری، بے
 قراری، بے تابی، اضطراب، بلا، رنج، عتاب، آزار، عذاب،⁽¹⁷⁾ حیرانگی، پریشانی، سرگردانی، دیوانگی
 یو وزیر بڑے بڑے سب حاضر کھڑے۔ انوکے چوکی بات لے، انوکا دل بات لے، انوکوں اپنے
 سنگات لے۔ جان ایسے اچھیں وزیراں، واں کس لیاں کیا چلیں گیاں تہیراں۔ جو کوئی انوکا
 ناوس سنتا سوڈرتا انوسوں کوں لڑنے کوں دغا کرتا۔ یو نام کے وزیر، بہوت بڑے کام کے وزیر۔
 ہو مشرق کے ادھر کا جیتا لشکر ہے، باقی وزیر سردار جیتا ہے، کارگر ہے، یو سب⁽²⁵⁾ یک بار شہر دیدار
 کے ادھر لے جا، بارے عقل ہو رول کے لشکر سوں تک جھگڑا بجاس⁽²⁶⁾ لشکر کوں بے جان کر، یہ خاک
 یکساں کردانا دان کر، حیران کر، پریشان کر، سرگردان کر کہ دسرا ایسے تے ڈرے دسری بار بھی کوئی
 ایسے چالے نہ کرے۔ بیت

عشق لشکر رواں کیا ست کا

وقت آیا ہے اب قیامت کا

مرد بے ہمت نا اچھا، ہمت دھرتا، دشمن کوں اپس پر دلیرنا کرنا، جاں ادب واں سب۔ جتنا
 قاعد اتنا قاید، بے ادب، بے تیز، ادب دار سب کوں عزیز،⁽³¹⁾ مہر سپہ سالار نے، مرد کارزار نے جول⁽³²⁾

عشق بادشاہ عالم پناہ کل نند، صاحب سپاہ نے فرمایا تھا جوں عشق کے خاطر میں آیا تھا تیں سب لشکر جمع کیا، سب جمع کیا، ایکس⁽²⁾ تے ایک خوب تر جمع کیا، چاروں طرف صف باند جوں پولاد کی کاند۔ بسم اللہ کرہست دھر عقل ہو ردل کے لشکر پر چلیا۔⁽⁴⁾ جانو کوہ قاف کا ڈونگر ہلیا۔ بیت۔

دل نے کیا ہے کام یو اب عقل پر کیا بول ہے⁽⁵⁾

دل کے ادھر تے عقل بی حیران ڈاواں ڈول ہے⁽⁶⁾

عقل⁽⁷⁾ نے یو فوجاں، یو تہر کے دریا کے سوجاں دیکھ اپنی جاگاتے ہلیا تللیا، بیت تے ایس میں آپے گلیا، فرد

یو واقعہ عقل کوں آیا سواں دل کے اولالیاں تے

بلا ماں باپ پر آتی ہے فرزنداں کے جالیاں تے⁽⁸⁾

ناجان کر، گمان کر ایسے کام میں پڑیا، ائے اپنی عقل سوں آپے اس دام میں پڑیا۔ عشق کا مایا نہیں پایا۔ ایسی عقل نے یہاں دغا کھایا فتنہ، جا گیا، جھکڑ لا گیا۔

بارے اول ایک دیس غزا آ کر عقل کے موں پر چڑیا، خوب دودھات لڑیا، عقل کوں سنبھالنے مشکل پڑیا۔ دوسری دیس قامت نے استقامت کیا، عقل کے لشکر میں قیامت کیا، تیسرے دیس کی رات کوں زلف جا کر شب خون پڑی، کوئی تھی سو ہوئی بڑی۔ بہوتاں کوں پہنچی، بہوتاں کوں ٹہنچی،⁽¹⁶⁾ ٹھار ٹھار ہیری، دھواں ہو کر گھیری، ناگ ہو کر چاروں طرف لڑی، بہوت قائم ہو کر کھڑی۔ بیت:

جو غزا آے لڑنے کوں عقل اس ٹھار کیا کرنا⁽¹⁸⁾

اٹھے گا ہات کیوں اس ٹھار یہاں تر دار کیا کرنا

دیسے میں خوشبوئی کی باس کہ دل کوں جلا نہاری تھی، دل کی بہوت پیاری تھی، دل⁽²²⁾ میں ہوور⁽²³⁾ اس میں یاری تھی، غم خواری تھی۔ دوہوی دل کے ادھر، دل کوں کبی نکوڈر، یو باؤ کاں لگتے اسے کس کے زخم، زخم کا اسے کیا غم اگر بار ہزار جنے ماریں گے تو بی یو یہی مار مار بچ ماریں گے۔ یو باؤ بار، اس سوں کس کا کیا یار، اڑے وقت دل کوں مدد آئی یارے سنبھالی یاری کوں قرار رکھی دل اپنا ایک ٹھار رکھی محبت کوں پای، اپنے اشنا تے بولی کام ہوا ہے مشکل اتال ہمت چھوڑنے میں کیا حاصل۔ مارنا یا مرنا اپنا ناؤں کرنا۔ نہانے تو کیا آؤے گانہانے تو کیا پاٹنے پاؤے گانہاں میں⁽³²⁾

لکھیا سو کیا جاوے گا یہاں⁽¹⁾ نہاٹے تو خدا کوں⁽³⁾ تو بی بھاوے گا۔ جیوں کوں⁽⁴⁾ کیا ڈرنا۔ یو مردی کا وقت ہے کچھ تو بی کرتا جیو گیا تو گیا دلے شرم تا جانا نکہ جیو ہو شرم دونو گنونا۔ یوں⁽⁵⁾ ہوا تو مرداں میں مرد کیوں⁽⁶⁾ کہو نا۔ ہو لوکاں میں بھی موں کیا دکھانا۔ یو حضرت کی حدیث ہے⁽⁸⁾ من مات العزّة فقد مات شهيداً عند عزة فهو شهيد۔ یعنی جو کوئی اپنی عزت خاطر اتارا⁽¹¹⁾ گیا سو شہید ہے دل کہا خوب کہی اے سو باں راسک راس، اس وقت مجھے ہے تیر بچہ آس میں بی دل ہوں بڑا ہوں قائم ہو کر کھڑا ہوں کیا کروں عشق ہو حسن کا لشکر فوجی ہے یو عشق گہوارا نہیں باگاں کی گوی ہے یہاں باگاں ہیں بھاڑیں گے ہڈاں میں تے کدہ⁽¹⁵⁾ جھاڑیں گے یہاں جیوتے اٹھنا یہاں اپنا لہو آ پے کھٹنا یہاں مرد کوں مرن کا قصا ہے۔ یہاں⁽¹⁸⁾ باگ ہو ہرن کا قصا ہے یہاں چٹئی کے آنگے ہتیاں ہارے، اس جنگل کے کولیاں نے شرزیاں کوں مارے۔ نبی ہو رونی جو دیسے تھے مست، ولیاں کا لشکر یہاں کہا یا شکست۔ میں بی یہاں ہات جیوتے جھاڑیا ہوں ہمت کیا ہوں رن کھام کاڑیا ہوں کووے میں پڑ کر سڑی کا ٹانپٹ بھجنا عاشق کوں نہا ٹانپٹ بھجنا دل تو ہمت دھرتا، دیکھیں اتال خدا کیا کرتا، اللہ، تو کلت علی اللہ⁽²²⁾۔ جوں فارسی میں کتا ہے استاد کہہ زویم⁽²⁵⁾ بر صف رنداں ہرا نچہ بادا باد⁽²⁷⁾۔ بارے دوسو باں جو دل کئے آئی تھی، دل سوں دل لائی تھی انے خوب دوچار حملے کرئی بہوت تھی ہمت بھری۔ ہمت دھری ہمت پر آئی نو جاں اُجائی۔ عشق کے لشکر کوں تیراں کرئی پریشان سرگرداں کرئی، بیت۔

لہوے نازاں کے ہاتاں میں ہیں دل نال جھگڑاتا کیوں⁽³¹⁾

کہ عقل ہو عشق کا جھگڑا یکا یک یو نیز تا کیوں⁽³²⁾

چو تھے دیس بی یو جھگڑا آذت تے نیز یا پی تھا، یو غوغا و پیچ تھا۔ اپس میں اپنے لڑتے تھے⁽³⁶⁾ جھگڑتے تھے نہ یو نہاٹے، نہ دو نہاٹے۔ ایکس کوں ایک ڈراتے ایکس کوں ایک ڈانٹتے۔ آنا آت تھا کاٹا کاٹ تھا ڈاواں ڈول سب شہر تھا، یو کچھ خدا کا قہر تھا۔ حسن دھن من موہن جگ جیون لشکر تے

۱۔ جس کسی کی موت عزت و نامور کی خاطر واقع ہوئی، یعنی شہید مراد جو عزت کے واسطے قتل کیا گیا وہ شہید ہے۔
۲۔ میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں۔

۳۔ ہم نے رنداں کی صف پر دے مارا اب جو کچھ بھی ہو (حافظ کے دیوان میں یہ مصرع اس طرح ہے ع

زویم بر صف رنداں دھر چہ بادا باد (سفینہ حافظ ص 182)

(۱) ایسی خبر پائی بہوت حسی، کھائی دل پر شک لیا کی کہ آخر خوشی ہے یا غم، اس جھگڑے کا کیا عالم ہو جھگڑا
 کیوں آخر نیریزتا ہے، کس پر کیا وقت پڑتا ہے۔ قضاء آسمانی بلائے ناگہانی فتح شکست خدا کے ہات،
 یہاں نہ کی جائے بڑی بات۔ حیران ہوئی اندیشواں ہوئی۔ آخر وہ بن پر کی پری، اپس میں آپے
 کچھ فکر کرئی، ہمت پر دل دھری بیت۔

ہر ایک کام اول اختیار کر کرنا
 جو کام کرتے اسے تک بچار کر کرنا^(۷)
 اپنے خال کوں، عالم کے کال کوں، جگ کے جنجال کوں، اس نیک خواہ نمک^(۸) پر حلال کوں،
 بلائی، اس سوں مشورت لائی، بیت۔

دو من ہر دل ربا اوتار مورت^(۱۰)
 سواس کالی بلا سوں کی مشورت^(۱۱)
 ان خال^(۱۲) نے بولیا، عالم کے کال نے بولیا، جگ کے جنجال نے بولیا، حسن کے نمک حلال نے
 بولیا کہ اے حسن دھن، من موہن جگ جیون کہ تجے کوہ قاف کی پریاں میں ایک ہم زاد ہے، تجے^(۱۴)
 اس کا ہمیشہ دل شاد ہے عالم اسے دیکھنے کوں آرزو ماد ہے سر مست آزاد ہے بہت دلاور، بہوت
 زور آور کس تے نہ ڈرے جاں جادے واں فتح کرے۔ جیتا کوئی شجاعت میں پڑا تا، اس کے^(۱۶)
 مول^(۱۷) پر کون آتا۔ جو کوئی میدان میں مرد ہو کر نکلتا، اس کے آچھے^(۱۸) لئے کھتا جیتے سرواں ہیں انداز میں
 اس کے آگے ہات اچانے تقوا کر کھڑے رہنے کے تاب^(۱۹) سامنے آکر کون دے سکتا جواب بھلی،
 ہٹ بھری، جو کچھ ہے سو کری۔ خوش شکل قبول صورت، منہر مورت، روپ^(۲۰) بہوتیج آلا، جاں بیٹھے
 واں پڑے اجالا، ہنسنے تو پھول چھڑے، بولے تو نبات ہو ر موتی پڑے۔ جو کوئی دیکھے سو بے تاب^(۲۲)
 ہوئے جاگنا اسے خواب ہووے، بیت۔

برائی خویش تے دیکھا نہ جاوے^(۲۳)
 عزیز ہوئے سو وقت پر کام آوے^(۲۴)
 دوہیاں آئے تو بہوت بہلا ہے دو آدی نہیں یک بلا ہے دو دھن تک باہر نکلتے تو بس، خدا دیا
 ہے اسے جس^(۲۶) و لے انے ایسی جاگا پر کری ہے گھر کہ ہر گز میں پڑتی کسی کی نظر۔ وہاں جان کوئی
 کسے دیکھی نا، اس کا نشان کوئی کسے دیکھی نا۔ اس کا ناؤں^(۲۹) بی صلیج ہے اسے بی صلیج کتے ہیں، جتے

(1) عشاق دنیا میں رہتے ہیں۔ بیت۔

کھول کر کیا کہوں کہ کسی ہے
حسن کی بہان حسن جیسی ہے (2)
دوبلی ناز، لٹی جھنڈاں لٹی غمزے، لٹی عشوے، لٹی کچھ دھرتی ہے، عاشقاں پر یوں ظلم کرتی
ہے تیری بھان اتنا جو قوت دھرے تو کیا عجب، عاشقاں پر یوں ظلم کرے تو کیا عجب (3) (4) (5) (6) (7) (8)
عشوہ تھوڑا ہے، دوبلی تیراج جوڑا ہے ایکس کون چھپانا، ایکس کون دکھانا نادر ہیں تمہیں دنیا میں
۔ دونو بھانا تمہیں دو پھول (10) دو تارے دو دیوے (11) دو کو مانک جھمکا (12) دو پریاں دو حور دو چاند، دو
سور دو حسن کیاں بہریاں دو حسن کے باز، دو نو صاحب صورت دو نو صاحب ناز دو گلزار دو
بادشاہ خونخوار۔ دو نو صاحب سپاہ، دونوں کوں خوبی بخشیا ہے اللہ دوسرو، دو شمشاد جنو کا قد قامت
دیکھ خدا آوے یاد۔ دو سکھیاں، دو کو بی دو عالم کیاں (16) آنکھیاں، دونوں دو بہشت، دونو دو عالم
کے آس کے کشت، (17) (18) یو دو محبوب، دو نادر ناریاں، عاشقاں کے دگی مراد بخشن ہاریاں۔ جیو کیاں (19)
پیاریاں، سب گن میں ساریاں۔ جو کوئی ان سوں جیولاوے، دو ہرگز نامرے۔ (21) (22) دونو دو
آحمیات کے جھرے جاں ایسی من موہن ہو (23) یار، واں خضر ہونا کیتی بار۔ تمہیں دونو بی
دو آفتاب، اس شرح کوں بی ہو ایک ہونا کتاب۔ اگر توں ہو رو دو نوئل کر آتے ہیں، تو البتہ
اس عقل پر ظفر پاتے ہیں۔ دل سوں تو یاری ہے، دل کا جھگڑا ستاری ہے باب ہے کہ دل عقل (26)
کے پاس ہے، ولے اسے بہت تیری آس ہے۔ (27)

دل حسن کے غلام کا ہے غلام
اسے لڑنے جھگڑنے سو کیا کام (28)

ادھر بائیں ادھر کو ہے، اس بچارے کوں بی مشکل ہوا ہے، دو عاشق ہے، اہل ہے، اس
کا کام بہل ہے۔ حسن دھن، من موہن، جگ جیون نے بولی کہ کیا فایدا، دو دکھوں (31) بچن نے بولی کہ
کیا فایدا، جھگڑے میں آکھڑے ہیں حسن ہو دل، دو بد آئی لگ بہوت مشکل۔ اتال ہیں (34)
جھگڑے کی لاف میں، دو ہم زاد ہماری کوہ قاف میں۔ درد خراسان میں، دارو ہندستان میں دو
دارو کو آتا کو اس کا درد جانتا۔ اگر وارو کر نہارے کوں یو ہے قام دارو آئے گن درد مند کا کام تمام (35) (36) (37) (38) (39) (40)

تاریک از عراق آورده شود، مارگزیدہ مردہ شود⁽¹⁾، شاباش تجہ سو مشورت کری ساری رات، توں مجہ
 سوں بولیا آخر ایسی بات، تجہ عاقل کر جانی تھی، تجہ میں کچھ عقل ہے کر پچھانی تھی۔ خال⁽⁵⁾ نے کہا،
 عالم کے کال نے کہا، جگ کے جنجال نے کہا، حسن کے نمک حلال نے کہا۔ بیت

ناز میں اپنے مست محبوباں⁽⁸⁾
 ناز پر ناز کرتے ہیں خوباں⁽⁷⁾

توں حسن ہے، تجہ میں ناز کیاں، باتاں بہوت ہیں، تجہ میں غمڑے کیاں حکایتاں بہوت
 ہیں، ہر ایک بول تیرا ناز غمڑے سوں آتا ہے، ناز ہو غمڑا تجہ بہوت سہاتا ہے۔ بیت⁽¹⁰⁾
 عاقل جو کہتا بات دو اس بات میں معنا ہے کچھ⁽¹¹⁾

عاقل نہ ہوا ندیش دیکھ اس ٹھار پر پانا ہے کچھ⁽¹²⁾

ہر ایک بات⁽¹³⁾ پھچھیں بی غم کرنا ہے، کچھ سمجھنا ہے، کچھ پانا ہے، دل کوں بے غم کرنا ہے۔ کیا اوسط
 کہ میرے پاس غمڑ کا ایک دانہ ہے، بہوت پرانا ہے، جس وقت کہ میں آگ پر رکھوں گا اس غمڑ کے
 دانے کوں، تو کیتی بار ہے تیرے ہمزاد کوں تیرے پاس لیا نے کوں گھڑی میں آئے گی پون داری
 کہ دو ہے پریاں میں کی رہن ہاری حسن دھن من موہن جگ جیوں یو بات سن نیٹ فارغ البال⁽²¹⁾
 ہوئی اس اشارات تے، اس بشارت تے بہوت خوشحال ہوئی، جوں پھول پھولے لال گلال
 ہوئی۔ خال نے الحال اس غمڑ کے دانے کوں آگ پر جلایا، اس حسن کے ہمزاد کوں حاضر کر حسن کے
 حضور لیا یا حسن دیکھ ہوئی حیران یکا یک یو کدھرتے پیدا ہوئی یہاں۔ پریاں میں کی آئی پری، یو بی
 بہوت تواضع کری، بہوت تعظیم کری، وونو ناز ہو غمڑے کیاں بہریاں ایکس کوں دیکھ ایک ہنس
 پڑیاں بارے بعد از ملاقات، بات میں لے بات دونو کی چکل چکل گلے لگی۔ بیت۔

دو پھچھڑے دو عزیز آٹے ہیں⁽²⁹⁾

دو غنچے دو نو پھول ہو کر بکھلے ہیں

ماضی مستقبل حال ایکس کا ایک پوچھے احوال۔ ایک رات بات میں بات عقل ہو دل کے
 لشکر کا قضا کاڑی اپنے راز کی چادر پھاڑی کاٹنے کا زخم کھاؤ درد کی، اپنے ہمدرد پاس درد کی کہ ہمتا
 ۱۔ عراق سے تریاق لانے تک سانپ کا کاٹنا ہوا موت کا شکار ہو جائے گا (امثال و حکم میں یہ مہارت یوں ہے۔
 تاریاق از عراق آرد، مارگزیدہ مردہ باشد۔ صفحہ 539 جلد اول)

ہور دل میں^(۱) عاشقی ہور معشوقی کی نسبت درمیان ہے، دو تن ہے دے دو تن کو ایک جان ہے۔ دوہرہ۔

جے میں کہی سو اُن کہا پریت بھی اس دہات^(۲)

دو من کا ایک من بھیا اب دو کی ایک ہی بات

دل کے باپ^(۳) ملاحظہ سوں چپ جھڑے میں آتا ہے، نیس تو یو جھڑا^(۴) اسے کدھاں بھاتا ہے، وہ عاشق صاحب صورت، صاحب محبت اسے جھڑے سوں کیا نسبت۔ بات عجب ہے اسے جھڑے کوں ایک سبب ہے یہاں کچھ ہم نیس اس کا کچھ غم نیس دے جھڑا اتال عقل سوں آپڑیا ہے، قصا مشکل کھڑا ہے۔ حسن و من من موہن کی بات حسن کی ہمزاد سن سب خاطر لیا بچاری کہی خدا ہے ڈر کو، عقل کیا اچھے گا بچاری۔ مہر جو عشق کا سر لشکر تھا، سب پر در تھا۔ حسن کی ہمزاد حسن نے بھی اپنا ناز، اپنا غمزہ، اپنا شیوا، اپنا چالا، اپنا چھند بند اس کی مدد گاری کون بھیجی، اس کی یاری کوں بھیجی، مت دی، ہمت دی مرانا اچہ کہی، تو انا اچہ کہی، اپنی عزت کی شمع پر پروانہ اچہ کہی۔ بیت

ناز غمزے تمام بہار رچے

دل کے تیں بہار ٹھار ٹھار رچے^(۱۳)

ہور حسن کے ایک حاجب تھا، عاقل کاری، خوب کستا تھا کمان داری بے خطا تیر مارے، ایک تیر سوں سوہنہ اتارے اڑتا جنادور تو اس کے آنگے جاتا کہاں، چلتا سو جنادور تو اس کے آنگے آتا کہاں۔^(۱۵) کمان داری کا دیو اس کے گھر کا جگیا ہے، خیال سوں تیر مارا، سو تیر لگیا ہے دو تیر اگر ڈو گھر کوں مارے تو بیلاڑ جائے نکل بال سوں باریک اس کا تیر، پولاد کوں شے گا چیر یہاں حیران ہم بادشاہ، ہم فقیر، سب عاجز کس کی نیس^(۱۶) تہمتی تدبیر جو سامنے عاشق آیا۔ بے خطا یکھا دا تیر کھایا، ناؤں اس کا ہلال کماندار،^(۱۷) دہاک اس کی ٹھاریں ٹھار اس شہباز کوں بی، اس تیر انداز کوں بی حسن اس مہر سپہ سالار کئے، اس پٹیلے سردار کئے، اس خو خوار کئے مد کوں جا کہی۔ بیک فتح کرا کہی، سرخرو ہو کر ہتاسوں دکھلا کہی۔ بیت

خدا عزت رکھے جس وقت صاحب کام فرما دے

نفر کی نیت ہوئی ثابت تو ہمت غیب تے آوے^(۲۴)

یو صاحب جمال، یو صاحب اقبال۔ یو ہلال کمان دار، غضب ناک تہا⁽²⁾۔ مہر پہ سالار سوں،
صاحب تر وارسوں۔ مل کر یک دل کر بہوت قرار کیا۔ بہوت اختیار کیا۔ بات کر خاطر نشان کیا،
ہات میں تیر کمان لیا۔ عشق کا لشکر بہوت درزور ہوا، لشکر میں سب شور ہوا۔ لئی فزے، لئی عشوے۔
لئی نازاں ملے، لئی ادباشاں ملے، لئی دعا باز اں ملے۔ کام کچہ ہوا لشکر چچہ ہوا۔ شجاعت کا شراب سر
چڑیا، ہلال کماندار بسم اللہ کر، اللہ اللہ کر عقل کے لشکر میں جا پڑیا۔ چاروں طرف تے اس پر مار
پڑی، مجلس عجب کھڑی۔ ہلال عاشقاں کا دل گھٹ کیا۔ تقوائیٹ کیا۔ ہوا خدا کا لوڑیا، ولے اپنی
ہمت میں چھوڑیا۔ مردانا تھا، دانا تھا، توانا تھا عقل کو جا کر بھگلیا، ہٹکار یا، باپ کے جہل تے، اپنی
قوت کے مل تھے نادیہ سک کر اس غل غال میں، اس قیل وقال میں یکا یک دل میانے میاں آیا
سوٹا جان کرانا جتی دل کوں تیر ماریا۔ دل کوں گھوڑے پر تے اتار یا جھگڑا بیگ میں بھگلیا، کسے
مارنے گیا سوکسے لکھا، جیتا کوئی گیان دھرے قضا کوں کیا کرے۔ قضا کوں کیوں سنبھالے، قضا
کوں نالے مصحف میں یوں دئے ہیں خبر جہاء القضا عمی البصر۔ لے لئی جو آتی ہے قضا تو
انگھیاں کوں اندھاری آ کر انگھیاں ہوتیاں ہو ر ایک وضہ۔ عقل دل کوں گھوڑے پر تے پڑیا دیکھا،
کام مشکل کھڑیا دیکھیا۔ عقل گھابرا ہوا عقل کا سینا پھانیا عقل کا سب لشکر ٹھانیا کیا نہٹا کیا بڑا ایک جہا
نیں رہیا کھڑا بیت۔

عشق سلطان عشق سرور ہے

عشق دایم عقل او پر در ہے

عقل گئی جنگل جنگل، عقل کوں وقت آیا کبل عقل ڈالواں ڈول کے یو قضا کے کھول قضا یوں⁽³⁰⁾
کھڑیا عقل پر آسمان ٹوٹ پڑیا بادشاہاں کوں لشکر خوب رکھنا کتے سواس خاطر جو اناں⁽³¹⁾ ولا در خوب
رکھنا کتے سواس خاطر کہ ایسے وقت پر کام آویں بادشاہاں کی عزت رکھیں، بادشاہاں کوں بچاویں۔
اول کے بادشاہاں خوب جو اناں رکھتے تھے سو کچھ جان کر رکھتے تھے اپنی عزت اپنی شرم اپنا نیم اپنا
دھرم پہچان کر رکھتے تھے جو بادشاہ اول تے یو گت نہیں پایا نے آخر یو نچہ دعا کھایا۔ عقل کوں اتال

لے موت آگئی اور آنکھ اندھی ہو گئی

عقل⁽¹⁾ آئی۔ چپتا نے لکھا سر کوٹ لیا، سوں میں ماٹی بھانے لکھا اول⁽²⁾ تے نیس رکھیا اپنا قاعدہ، اتال⁽³⁾
چپتاے تو کیا فایدا۔ عقل⁽⁴⁾ سب چھوڑ کر ہوا بہوت بے تدبیریوں تھی تقدیر۔ بارے یو عقل نائب⁽⁵⁾ ہوا،
خدا جانے کدھر غائب ہوا۔ بیت۔

عقل نے عقل سوں کیا نیس کام

لکھ اپنا کیا خراب تمام⁽⁷⁾

کوئی کتا شہر بدن کون گیا پھر، کوئی کتا پانچ⁽⁸⁾ میں پڑیا گر۔ کوئی کتا جھگڑے میں مارا گیا کوئی کتا
باٹ میں کس کے ہاتھ اتارے گیا۔ کوچے کوچے⁽¹⁰⁾ یو حکایتاں، ہزار بنے ہزار باتاں طالع عقل⁽¹¹⁾ کا
کچھ ہوا عقل کا کام بے بچہ ہوا۔ دل کے بخناں میں⁽¹²⁾ بی لکھا تھا سوا نیڑیا، دل بی حسن کے ہات میں
سپڑیا۔ آخر حسن کا فتح ہوا۔ جوں سنگتی تھی کتے ہوا فتح کا باجا بنے لکھا حسن کا دربار بنے لکھا حسن دھن
من موہن جگ جیون پری خدا کی درگاہ ہزار ہزار شکر کری شکر کر غم کوں دل پر تے برائی پچھیں اپنی
زلف کوں فرمائی کہ عقل پچھیل⁽¹⁷⁾ دوڑ بیگ⁽¹⁶⁾ ناسنگ دیکھ نارنگ۔ اپنے تاراں سوں، دھوئیں⁽¹⁹⁾ کے
دھاراں سوں، اس کے سرداراں سوں، اس کے یاراں سوں اس کے خدمت گاراں سوں اسے جکڑ
لیا، اسے بہوت پڑایا، اتال کیوں گنویا۔ لاف⁽²⁴⁾ کرتے ہو یوں نہاٹ⁽²⁵⁾ جاتے لاف مار کر یو کیا کیا
لوک ہنسائی، نہاٹ⁽²⁸⁾ جانے لاج نیس آئی۔ بیت:

عقل عاقل ہو بہوت چپتا⁽²⁹⁾

وہم بولیا سو سب انگے آیا

عقل جو جیسے کے پاؤں لگا کر جاوے تو بچاری زلف کدھرتے⁽³¹⁾ چل لیاوے۔ بیت۔

جو نصیباں میں تھا سو دو انپڑیا

عقل نہاٹیا فقیر دل سپڑیا

دل عاشق کہوایا، ہوساں سوں زخاں کھاتا معشوق کے دھم عاشق کوں بہ از مرہم۔ عاشقی
حیران ہونے کی خاطر کرتے ہیں، عاشقی پریشان⁽³²⁾ ہونے کی خاطر کرتے ہیں، عاشقی تپنے ترسنے کی
خاطر کرتے ہیں، عاشقی اکھیاں میں⁽³³⁾ تے ٹھوہاں برسنے کی خاطر کرتے ہیں فارسی میں ایکس کوں
کنے پوچھیا کہ عشق کیا ہے ماردم، اُنے کہا سو ختم سو ختم سو ختم۔ عاشقی حیرانگی کوں میانے میاں لیا تا⁽³⁷⁾

ہے، پریشاںگی کا لذت پاتا ہے، عاشق ہے تو عاشقیت پہچان، ہزار جمعیت اس عشق کی ایک پریشانی پر قربان اگر عشق کی لذت کسے یاد ہے تو ایک ساعت (۲) نے میں عالم عالم کا سواد ہے کس آرام میں اس چٹائی کی راحت ہے کس آسودگی میں اس محنت کی فراغت ہے تپنا ترسا لگیا سواد، تاناؤں پکڑیا مجنوں (۵) تو ٹھاؤں پکڑیا فرہاد۔ یو آگ دل میں رکھے تو بھاتی اس آگ پر چلے ہوں آتی یومنت راحت بھری ہے، اس غم میں خوشی دھری ہے یوزہر ہے ولے آسحیات کا کام کرتا ہے یو تو کڑوا ہے ولے بیٹھائی پر لاف (۷) دھرتا ہے۔ عاشق عشق کے زور سوں (۸) جیتا ہے، تو یومنت سو سیا تو عاشقی قبول کیا ہے۔ جن عاشق (۱۰) نے عشق کی آگ سوں اس بجا ک سوں روشن کیا دل کے دیوے کی باقی اس دیوے پر باؤ کام نہیں کرتی، اس دیوے کی جوت کدھیں نہیں جاتی۔ جوں (۱۲) قاری میں بی یوں (۱۳) کتا ہے۔ بیت:

اگر گیتی سراسر باد گیرد

چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد ۱

باؤ بارے کوں قدرت کہاں یہاں آنے، پانی میں کی آگ بجنے کیا جانے۔ مرگ نہیں ہے عشق سوں جیون ہا (۱۴) لے کوں کون مار یا ہے پارے کوں۔ پارا کیس مرتا (۱۵) ہے موا تو جیونے نے تے بہوت کام کرتا ہے۔ عاشق کا وجود کیسا ہے اکسیر ہے عاشق کے وجود میں جنس جنس کی تاثیر ہے عشق کی آگ (۱۸) جلیا سو وجود کامل (۱۹) وجود، واصل (۲۰) وجود، صاحب (۲۱) حال وجود، صاحب (۲۲) اقبال وجود، جس وجود میں خدا سچریا، جس وجود میں خدا گھر کیا، جس وجود کوں کعبہ کہا جاوے، جس وجود میں خدا کوں دیکھنے خلق آوے، جس وجود میں خدا کیا ہے ظہور، جس وجود میں سات آسمان سات زمین کا نور۔ باز (۲۷) لے کتا ہوں تجہ دھر، جو بات کتا تھا سو آئی بات بھی پھر دل کوں حسن کے جھگڑے میں لکھا تیر۔ دل ہوا زخمی اسیر، فقیر، بے تدبیر ادھر درد کرتے زخم، ادھر باپ کی پریشاںگی کا غم بہوت ہوا درہم، (۳۰) حیران ہوا مسلم، معشوق کے جھگڑے کی چوٹ عاشق لوٹ پوٹ جو کچہ پڑیا سو سہا حسن (۳۴) خاطر جیو پکڑ کر رہیا نہیں تو اس حال سوں جینے کا کس کا مجال تھا محال تھا حسن دھن من موہن جگ جیون نے بی دل کوں اس حال دیکھ دل کا ایک وضاسوں خیال دیکھ پکاری، آہ ماری انگھیاں میں (۴۱) تے انجھواں ڈھالی، محبت کی آگ سوں سینا جالی۔ کہی کن (۴۳) نے دل کون تیر مار یا کن (۴۴) مئے نے اس غل میں (۴۵) پودند

۱۔ اگر تیر ہوا میں ساری دنیا کو اپنے گھیرے میں لے لیں تب بھی خدا کے مقبول بندوں کا چراغ بجھے نہیں پاتا۔

سازیا۔ دل کے دل میں الابلانی کئے مازیا کر بہوت وائیاں بہوت گالیاں دی عقل کوں چھوڑے
دل کوں پکڑ لیاے پوتو بلا میں پڑیا تھا بھی کے اس بلا میں بھائے۔ میں کدھاں کہی تھی کہ ایسا کام
خام کرو میں کدھاں کہی کہ دل کوں بے آرام کرو یوموئے نفراں میں ڈرتے کچھ فرمائے تو کچھ
کرتے انوکا کیا جاتا، اکی تو کر جاتے ہستا پردکھ آتا بارے حسن پری اوتارا ستری عاقل تھی عقل میں
کال تھی اہیں میں آپے اندیشی کہ یو جھگڑے کا کام ہے، اس غوغا میں کون کے پہچانتا کیا کسے فام
ہے نہ وہاں صاحب نہ وہاں جانیا جاتا ہے نفر، جسے خدا دیتا اسے قدرت سوں کچھ ہوتا ظفر۔ بیت:

جھگڑے میں صاحب ہو ر نفراں کاں ہے

کس کی کس کے اوپر نظر کاں ہے⁽¹¹⁾

یوانہا ہو پر اپا جانے کی جاگا نہیں، یو آشنا ہو ریگا نہ پہچانے کی جاگا نہیں⁽¹²⁾، نہ دوست جانیا جاتا
نہ دشمن، مارا مار ہوتی چارو کدھن کوئی کسے ہکلتا تا پکارتا، جو کوئی جس کے ہات تلے آتا دوا سے⁽¹³⁾ مارتا
مصل اس وقت آکر عقل میں کرتی، دیوانگی آکر آنگ میں بھرتی، تن سب ہوتا سن، ہات چلتا ہو
مارش کی رہتی دھن۔ یوانہا اپنا بخت ہے قیامت کا وقت ہے یو کام کس کے عقل میں نہیں آتا خدا
جانے اس وقت کیا ہو جاتا۔

القصاصن دھن من موہن جگ جیون کوں ایک دانی تھی، دل اس کا اُنے پائی تھی، اس کا ناؤں⁽¹⁴⁾
ناز بہوت چتر چہ سارور ساز حسن سوں دائم ہراز۔ حسن نے دل کے عشق کی کہی بات، مشورت کری
اس دانی سنگات کہ دل میرا دیوانہ، میں دل کی دیوانی دیوانے دونوں میں تو چہ دونوں کی زندگانی دہلی بے
تاب، میں بی بے تاب، دونوں کوں کھڑا ہے اضطراب۔⁽¹⁵⁾ دونوں کوں میں آتے خواب، کیا جانے کیا لکھا
ہمارے دونوں کے باب دے لوکاں کامیاب نے میاں بہوت ہے حجاب، ملنا تو لکھا ہے قضا سوں،
وے اتال بچے ملے تو غلق میں دستا ایک وضا سوں۔ بیت۔

جس کے خاطر جتا تھے گا دل

شرم لو کاں کی ہوئے کچھ حایل⁽¹⁶⁾

بارے عشق بادشاہ کئے عالم کئے غل لہ کئے صاحب سپاہ کئے، مہر سپہ سالار کوں بھیجیں اس
ادبش رند عیار کوں بھیجیں۔ بیت۔

حسن کچھ اپنے دل نے کند کر
عشق کوں بھیجی یو فتح کی خبر^(۱)

کہ ہنسنا میں ہو عقل میں جیو نہریا جھگڑا کیوں نہریا۔ عقل نامردی کی بات نہاٹ گیا سو خبر
انہراوے، ہو عشق کیا کتا^(۳) سو خبر پھر لیاوے تا دیکھیں کہ عشق اس باب کیا فرماتا، اس کی خاطر میں
کیا آتا۔ بڑیاں کی بڑی عقل، ننھا کی عقل میں ہزار غلل اگر چھٹا عقل دھرے بچا آخر بھی کچا سو کچا۔
حدیث بی یوں ہے کہ الصبى صبى ولو كان ابن النبی ۱ یعنی ننھا و سو ننھا و بچ اگر نبی کا
فرزند ہے یو بڑیاں کی پند ہے بڑے نیک ہو بدتے واقف ہو رہتے ہیں بڑیاں کوں بڑے چپ
نیں کتے ہیں۔ انوبی کچھ دیکھیں ہیں، بہوت کام کئے ہیں، دنیا کا بھلا برا سب فام کئے ہیں ننھے
کاماں ہیں ہرگز نا جاسیں، کوئی دعا دینے آیا تو دعا نا کھاسیں۔^(۱۰) یونا ہو کر اگر ننھا سن اچھکر عقل بڑی
اچھے تو دو کیا ننھا اسے بی بڑاچ کنا کیا واسطہ کہ بولے ہیں کہ تو نگری بہ دل است نہ بہ مال بزرگی بہ
عقل است نہ بہ مال ۱۴ تو نگری دل سوں ہے نہ مال سوں ہے۔ بزرگی عقل سوں ہے نہ مال^(۱۶) سال
سوں ہے۔ اما ننھا آدی تک تجربہ کار اچھتا ہے سب جا گاتے خبر دار اچھتا ہے ننھا ہو عقل اس کی
عقل بی اونچی چڑھی ہے ولے بات میانے میان تجربہ پر آ پڑی ہے ہر کوئی اپنی عقل میں غرق ہے
ولے تجربے کا تک فرق ہے۔ مصحف کی آیت ہے یہاں رہنوں کل حزب بما لدیہم^(۲۰)
لہر حون ۱۳ یعنی جو کچھ جس کے ہات میں آیا نے اس میں محفوظ ہوا، اسی میں حظ پایا یکس کا حال^(۲۱)
ایکس کوں کہا ہے ہر کوئی اپنی جاگا سوا دکھڑا^(۲۴) ہے فقیر اس کوں فقیری بادشاہاں کوں بادشاہی دیا ہے،^(۲۵)
ہر ایکس کوں ایک جنس سوں محفوظ کیا ہے بقول اہل فراسان جنوں کو سب ملک میں دیتے مان۔ ع

کس گھوید کہ دوغ من ترش است ۴

ہر کوئی کتا اپنا کیف بہوت مست، پانی نوانچ میں پڑتا، گڑ کا پیچ کے ادھر نوڑتا بڑیاں تے تک
ڈرنا، ہر ایک کام کئے تو بڑیاں کوں خبر کرنا۔ اگر خوب اچھے گا تو کرو کہیں گے، وگر برا اچھے گا جواب

۱ بچ تو بچ ہی ہے گو کہ وہ فرزند نبی کیوں نہ ہو۔

۲ تو نگری کا اٹھنا دل پر ہے نہ کہ مال پر اور بزرگی عقل سے ہوتی ہے نہ کہ عمر سے

۳ جو دین جس فرقے کے پاس ہے وہ اسی میں گن ہے

۴ کوئی اپنی چھانج کو کھٹی نہیں مانتا۔

نادیں⁽¹⁾ چپ رہیں گے۔ اسبھارتی⁽²⁾ سج دھرتا ہے چپ⁽³⁾ رہنا سو عین منا کرنا ہے۔ ہمیں تو چلیں گے
اپنا بھاتا، ولے بھی کیا جانے کیا تھا⁽⁴⁾ آتا۔ یوں⁽⁵⁾ ناز دانی حسن دھن من موہن جگ جیون کوں گلے
لائی کئی بلالیوں کی تیری خاطر⁽⁶⁾ اپنے⁽⁷⁾ سر پر سب برا بھالیوں کی بہت خوب فرمائی خوب⁽⁸⁾ تھے تو عقل⁽⁹⁾
آئی۔ یو بات وقت پر سب کسے کیوں آئے⁽¹⁰⁾، یو بات تھے فرشتے غیب تے آکر سگھائے تو حسن یو
خوبی تیری ذاتی ہے بھلیاں کوں وقت پر⁽¹¹⁾ عقل آتی ہے اصالت پر صدقے جانا زوراں سوں
اصالت کدھرتے لیا، یو خدا کی دینی، خدا تے پانا۔ آدی ہونا ذاتی، تھلیدی⁽¹²⁾ اصالت کام نہیں آتی،
سمجھن ہارا یہاں دعا کھاتا خوب سمجھنا کسے آتا⁽¹³⁾ تھے کام فرمان ہارا ہوتا بد نام، اسبج تے جیون
منجھتے تیوں نہیں ہوتا کام۔ بھاگ انوج کے سر، جنوں میں عقل ہو رتدیر۔ بیت۔

دانی کاں جگ میں ناز ایسی ہے

مہر دانی کی ماں کے جیسی ہے

تیری عقل پر⁽¹⁴⁾ دانی کاں ہے دنیا میں تہہ جیسی⁽¹⁵⁾ چتر ناری سرتے پاؤں لگ توں گن بھری
بہوت دور اندیشی کری حسن ہو رت ناز⁽¹⁶⁾ یو بات ایس میں بچار مہر سپہ سالار کوں ہلائے، دو نچہ اسے
فرمائے، بیت۔

مہر صاحب ہوا ہے میا نے میان

مشکل ہووے گا اتل سب آسان⁽¹⁷⁾

عشق بادشاہ عالم پناہ گل لند صاحب سپاہ کئے اس مہر کوں اس سحر کوں کھی جا، عشق کوں سجا جھکڑا⁽¹⁸⁾
جوں پڑیا نظریوں اس حسن کے کہے پر مہر آفتاب چہر اس کی بات سن عشق لگن گیا سلام کیا کلام کیا⁽¹⁹⁾
عقل یوں نہانا ہو ر دل یوں سچو یا کر کہا نصیب⁽²⁰⁾ میں جو کچھ لکھا تھا سوانہ پڑیا کر کہا۔ عشق بہوت ہنسیا⁽²¹⁾
عقل پر اس کی نقل پر کہ عقل عجب جاہل ہے بڑا ناقابل ہے کہ بات تے نہیں ہوتا کام سو کرنے جاتا⁽²²⁾
ایسے کاماں تے کیا بات میں آتا۔ بیت۔

عقل کوں عقل اچھتی تو نہ ہوتا یوں خراب ہر گز⁽²³⁾

صہوری کر کے کچہ کرتا نہ کرتا اضطراب ہر گز⁽²⁴⁾

عقل عقل کتے سواس کی یو⁽¹⁾چ عقل اسے کیا غرض تھی کہ عشق کے کاماں میں کرتا دخل۔ حسن سوں دعا لانا اپنی عزت آجیچ کھونا،⁽²⁾ حسن بی ایک بادشاہ زادی ہے اسے بی قدرت⁽⁴⁾ ہر ایک وادی ہے صاحب⁽⁵⁾ لشکر ہے صاحب کشور ہے صاحب تیغ و خنجر ہے بادشاہاں اس کی محبت⁽⁷⁾ تے دوائے⁽⁸⁾ ہو گھر سٹے ہیں رستماں اس کے آنگے کر کا لہوا کھول⁽⁹⁾ سپر⁽¹⁰⁾ سٹے ہیں جتنے جتنے کر جانے اتنے سب یہاں ہار مانے⁽¹²⁾ ننھا بڑا سب حسن کے حکم تلمیں کھڑا حسن عاشقاں کا آئینا، زابداں کا زہر حسن خدا کا تہر اس کا بول کوئی ٹھل سکیا ہے اسے چھوڑ کوئی عشق کا کھیل کھیل سکیا ہے معلوم ہوتا ہے جو عقل نے عقل گنوا یا تھا عقل کوں اس وقت عقل نیں آیا تھا۔ بیت۔

عقل پا کر عقل نہا نیا سو پھر کیوں ہات آتا ہے⁽¹⁵⁾

عقل یہاں بی آ کر چو کیا عقل پر بات آتا ہے⁽¹⁶⁾

آخر عشق فرمایا کہ زلف کوں بولو کہ دل کے گلے میں حلقے کا طوق بھاتا راں کے زنجیراں سوں جکڑ کر عقل جاں گئی اچھے گی واں تے پکڑ لیا ناز غمراشیوا،⁽¹⁷⁾ عشوا چھند چالا۔⁽¹⁸⁾ انوکوں کہو عقل ہو ردل کے نگہباں ہوا چھیں، دید باں ہوا چھیں کہ عقل بہوت مشغول⁽²⁰⁾ ہے۔ مبادا⁽²¹⁾ سچھ⁽²²⁾ حیل کرے ہمارے آدمیاں میں کسے وسیلا کرے۔ بیت۔⁽²³⁾

زلف جو آوے پھاندا بھانے

عقل بچاری کہاں سکتی ہے جانے⁽²⁴⁾

عقل عشق سوں ملے تو بھلا نیں تو عقل پر آئی بلا۔ اس مہر نے اس گل چہرے اس ٹونے اس سحر نے عشق جیتا کچھ کہا تھا اس کا مطلب دل میں رہیا تھا سوا تاتا بیک بیک آکر، دعا کر حسن کو سنایا، خاطر نشان کیا، سمجایا۔ حسن یو بات سن اندیشا کری، مصلحت پر نظر دھری کہ کام ایسا کرنا جو کچھ کام ہووے، آرام ہووے۔ نیں تو ایسا نہ کرنا جو کام خام ہووے آپے بد نام ہووے اندیشے سوں جو کام ہوتا ہے سو کام خوب ہے اندیشے سوں جو کام ہوتا ہے سو تمام خوب ہے⁽³²⁾ ویچ ناز دائی جس کی عقل اس⁽³⁵⁾ کی خاطر آئی اسے بلائی کہی اس کام کا علاج یوچ ہے اتال کہ اس جاگا اپس کوں بہوت رکھنا سنبال اپس کوں تاول نا کرنا اتاول نا کرنا۔ بہوت دھیرا چھتا گھیرا چھتا مراد کا رشتا ہات میں آتا سو آتا ہے نک صبور کی کسے سو کیا جاتا ہے التعجیل من الشیطان والثانی من الرحمن⁽⁴²⁾

۱۔ جلد بازی شیطان سے ہے اور تاخیر رحمن سے ہے۔

تقیل شیطان کا الہام صوری رحمن کا خاصا یو پرت کا کھیلنا ہے بارڈ جوں سعدی کتا ہے۔

مصریح است و لیکن بر شیریں دارد دل کوں در ہم کو کر، غم کو کر خدا ہے قادر صوری اول کڑوی لکھی و لے بہوت مئی ہوتی ہے آ خر بیج تے جھار جھار تے ڈالی ڈالی تے پات پات تے غنچہ غنچہ تے پھول پھول تے پھل آ تا ہات، دیکھتے دیکھتے سنتے سنتے خاطر لیا تے لیا تے فکر کرتے کرتے، رہتے رہتے معلوم ہوتی ہے کام کی دھات اتالیج کام ہونا، میں تو رونا۔ میانے میان آئی ہے قضا، آدمی میں یو کیا رضا۔ رونے تے کچھ کام نہیں ہوتا ہے۔ خدا کا کام خدا بغیر کسے قام نہیں ہوتا ہے بیتاب ہو کر چپ کے تلملنا ہے خدا اسوں کس کا کچھ چلا ہے خدا کوں یو دو باتاں میں بھاتیاں، یو دو باتاں کام میں آتیاں ایک بیگی دسری غوری بند او بیج جس میں کچھ غریبی جس میں کچھ صوری بنے بیگی کیا انے گنوا یا جے صوری کیا انے کچھ پایا بیگی میں مقصود گنوا تا جاتا ہے، صوری میں ہر ایک کام نکل کر آتا آگر آسمان تے آگ برسیے گا آبر تو دہاں بی کام کرے گا شکر ہو صبر شکر ہو صبر ہر ایک درد کا دارو ہے، شکر ہو صبر محنت کے دریا کا اتارو ہے۔ شکر ہو صبر تے ہر ایک مشکل آسان ہوتا ہے شکر ہو صبر کرن ہارے پر خدا مہر وال ہوتا ہے جس پر کچھ بلا آتی ہے شکر ہو صبر کرنے تے سب جاتی ہے القضا اتال اس دل کوں اس عاشق کامل کوں چند روز بہوت محبت سوں بہوت مروت سوں ایک حکمت سوں ایک جاگادھریں بھیجیں آہستہ آہستہ جو کچھ عشق فرمائے گا تو اس کی بی ایک فکر کریں یہاں بیگی کام میں آتی بیگی نہیں سو بلا لیا تی دنیا میں تے سو یوں کتے کہ بیگی گھر بیگی کسے کچھ دینے کوں بیگی بہوت خوب ہے، کچھ آتا آجھے تو کچھ لینے کوں بہوت خوب ہے۔ محبوب نار سوں ملنے بیگی کرنا فرم ہے، بیگی اپنے یار سوں ملنے کرنا فرم ہے نہ کہ ہر ایک ہمار بیگی، ہشیار ہوا کسی بیگی یکا دی وقت دغا دے گی۔ دنیا کا کام چیلے کر سوں کرتے سچ، یہاں بیگی کتے تو کچھ کچھ ہوتا سچ۔ ہر ایک کام کوں خوبی خاطر لیا نا، بھیجیں اس کام میں ہات بھانا کام نہھا اچھو یا بڑا، توں تک تو بی اچہ وہاں کھڑا۔ جو کام اندیش کر کیا جاتا ہے، اس کام میں دغا نہیں کھاتا ہے۔ گرچہ خدا کے ہات ہے جیونا ہو مرنا،

۱۔ صبر کڑوا ہے لیکن اس کا پھل میٹھا ہوتا ہے (سوائے مفسد کے تمام فنون میں اس مصرع کو حافظ سے منسوب کیا گیا ہے۔ کلیات سعدی حصہ گلستاں صفحہ 87 مرتبہ محمد علی فردوسی ذکا الملک)

ولے جو کچھ عقل میں درست آتا ہے سو کرنا۔ بیت

بزیاں کی راضی سوں جو کام ہوئے گا⁽²⁾

بہت اس کام میں آرام ہوئے گا⁽³⁾

تو لگن رخسار کے گلزار میں ایک کوا ہے، کچے سونے سوں مستید ہوا ہے۔ اس کے آس پاس
زینت سوں کے ہیں کام، چاہہ ذقن اس کا نام۔ اس چاہ میں اس ماہ کوں مصلحت بدل بند کرنا، عاشقی
بہت بی فاش⁽⁴⁾ نہ کر کچھ چھند کرنا۔ بیت

عجب چالے بھریاں ہیں عورتوں یو

نہ جانوں کاں تے سکیاں ہیں گتیاں یو⁽⁶⁾

اگر چہ عشق چھپتا نہیں ولے جتنا چھپا سکے اتنا چھپانا، کچھ کھلیا⁽⁸⁾ کچھ نہیں کھلیا⁽⁹⁾ جس لذت
پانا۔ وہاں تے لکچے لذت زیادہ، کھول نئے مٹھجیں کیا سواد۔ چوری سوں عشق کھیلنا بی عجب
سواد ہے، جو کوئی عشق یوں کھلا اچھے گا اسے کچھ یاد ہے۔ جو کوئی عاشق چتر ند ہے ہو رادو باش،
انے ہم چوری سوں عشق کھیلنا ہم فاش۔ چوری سوں شکار کھیلنے کیوں جو بھگے، جوں رات کوں بنی⁽¹¹⁾
کوں مچلی لگے۔ یو اس کا ماتا دواس کی مائی⁽¹²⁾ دو جو پراٹھے تو محبت دس کر آتی۔ راج روشن کا کام،
وہاں جیور کنا عاشق کوں حرام۔ معشوق کی صاحبی زیر ہوئی، معشوق عاجز ہو کر گھٹیر ہوئی۔ ناز کی⁽¹³⁾
مستی گئی، غزے کی زبردستی گئی تینا تر سنا اڑیا، عشق کم پڑیا۔ عشق کے الالے تھے سور ہے، عشق کے
چالے تھے سور ہے۔ جو پٹ بھرے، تو بہشت میں تے کھانا آئے بی کوئی کیا کرے۔ بھوک اچھے
تو کھانا بھاوے، بھوک نہیں سو کھانا کیا کام آوے۔ بھوک اچھی تو کھانے کا لذت پایا جاتا، بھوک
نیں سو کھانا کا لذت کیوں آتا۔

بارے حسن ہو رنا زو دلول پچارے، دل کوں چاہہ ذقن میں اتارے۔ دل عاشق جو کچھ معشوق
کے سوراضی، عاشق⁽²⁴⁾ ہے کھلا ہے عشق کی بازی۔ ایسا کوا، کس عاشق کوں میسر ہوا۔ اس کو دے کوں
کون سکے سرا، جس کو دے میں آنحیات کا جھرا۔ بیت

زیلغا ہوئی مگر یو حسن تاری

کہ دل یوسف کوں کو دے میں اتاری⁽²⁶⁾

دل بہت پڑ کر آس، کچھ کم ایک ماس^(۱)۔ اس چاہ میں، اس نا^(۲) لے، اس آہ میں، گرفتار تھا۔ حسن
دھن، من موہن، جگ جیون کدھیں یاد کرے کرامید وار تھا۔ بیت

دل کوئے میانے پڑ کے حیران ہے

بند میانے سپڑ کے حیران ہے^(۳)

کہ میرا عشق تو بہت ہے گر^(۴)، شاید کدھیں تو بی اس کا دل ہوے گا نرم۔ مجھے وایم یوں
تا دھرے گی، پو عشق ہے آخر کچھ تو کرے گی۔ ایسے^(۵) میں یوں ہوا خدا کا فرمان، حسن کے تن میں
بہو جھٹلنے لگیا پران حسن دھن، من موہن، جگ جیون بی عاشق تھی، عاشق مطلق تھی دل کے دیدار^(۶)
کا غالب ہوا اشتیاق، سینے میں ابلیا فراق۔ بیتابی پیدا ہوئی۔ اضطرابی پیدا ہوئی بے آرامی، بے
خوابی پیدا ہوئی۔ عشق کوں کتا سنبھال کر رکھے، اپس کوں کتا بے حال کر رکھے۔ عشق تے سینا ہوا
ریش، بارے کچھ اندیش۔ عشق کا سر لشکر جو تھا۔ مہر خورشید جبر، اس کی ایک بیٹی تھی، پر سحر وفا اس کا
نام، حسن سوں اسے بہت الفت تھی، بہت آرام۔ بیت

دفا آئی دفا سو را جوٹ کی^(۷)

سو دل سوں ملے خاطر کام گھٹ کی^(۸)

حسن دھن، من موہن، جگ جیون اسے غلوت میں بلائی^(۹)، دل کا قصا در میان لائی^(۱۰)۔ وفانے
کہی بہت خوب، اے محبوب۔ میں جھانیں ہوں، میں دفا ہوں، دل کوں^(۱۱) بہت صفا ہوں میں
ایسی نہیں ہوں توں بولے بھیجیں تدبیر نہ کر سوں، جیہوں راضی ہوں فرما تھیں نہ کر سوں۔ بیت

دفا کرنے کی خاطر اس دفا کوں

کہی سب کھول کر اپنی جھنا کوں^(۱۲)

حسن نارول کا سنگار، جسے خوبی دیا دو پر دور دگار^(۱۳)۔ کہی میری عقل میں ایک تدبیر آئی ہے، دو
تدبیر بہت^(۱۴) بھائی ہے۔ کہ شہر دیدار میں ایک گل زار ہے، اس کی تعریف کیا کروں بہت
خوب شمار ہے، دو گل زار نہیں دنیا کا سنگار ہے، جو کوئی عاشق ہے سو اس گل زار کا امیدوار ہے۔ اس
میں ایک جہما ہے آنحیات کے پانی کا، عاشق کی زندگانی کا۔ ہو اس باغ کے میانے مہاں روشن

ایک چھبھا ہے جوں آسمان، جوں چندر جوں بھان⁽¹⁾۔ دیس کوں دستے خارے، یہاں عاشق حیران⁽²⁾
 سارے۔ اس چھبھے پر غزے کے بادل چھاتے، ناز کے موتی برساتے۔ اس چھبھے کوں دوکھڑکیاں
 ہیں کالیاں، بہوت بڑے مول کیاں، بہوت آلیاں⁽³⁾۔ دوکھڑکیاں جو کوئی کھولے، تو واصل⁽⁵⁾
 ہووے، وصال کی بات⁽⁶⁾ بولے۔ اس کھڑکیاں میں تے یار، حسن کا دیکھئے منگتے دیدار۔ جو کوئی عشق
 کوں انہڑیا کمال، اسے البتہ اس جاگا ہوا ہے وصال۔ بیت

لکھیا تھا رات دن دل کا اسے ذکر

چھبھے پر دل کوں لیانے کی کری فکر⁽⁸⁾

توں چھبھے چوری سوں دل کو⁽¹⁰⁾ اس ٹھار لیانے سکتی ہے؟ اتنی قدرت رکھتی ہے؟ وفا نہ
 باصفانے بولی میری عقل میرے سنگات ہے، اگر آدی میں عقل اچھے تو یو بات کیا بڑی بات ہے
 اتال مجھے یو کام کئے بغیر آرام نہ ہوئی، تا یو کام نا ہوئی۔ بیت

سکی بہت کوں اسنے چت دے کے بولی

کلچے دل میانے باندھی تھی سو کھولی⁽¹¹⁾

دل کاں ہے مجھے بیک دل کوں لیا دکھلا⁽¹³⁾ میں دل سوں مل دل کا بھید پاؤں گی، جہاں توں کہے
 گی وہاں دل کوں لیاؤں گی۔ حسن ناز نے جب کے آدھار نے عالم کے مدارنے، زلف کوں بلا کر
 بولی، پیچاں اس کے سب کھولی کہ دل کوں چاہہ ذقن میں تے بہار کاڑ ہو گرد اس کے پاؤں⁽¹⁶⁾ پر کی
 اپنے ہالاں سو جھاڑ۔ دلکش باغ میں لیا چھوڑ بیلاڑ جو کچھ ہووے گا خدا کی لوڑ۔ بہوت ساز⁽¹⁷⁾
 سوں، نہٹ انداز سوں⁽¹⁸⁾ ایشی، مروڑتی، بالیں بال جوڑتی دھائی، اپنی آدمی لٹ سٹ دل کوں چاہ
 ذقن میں تے باہر لیائی۔ ویسے میں یکا یک وہاں وقابی آئی، دل سوں اپنا دل ملائی۔ در کوں
 دلا سادی، دل کوں بہوت سمجھائی۔ بیت:

مہمان ہوئی وفا یو یک حل کی⁽²¹⁾

عذر خواہی بہوت کری دل کی⁽²²⁾

کبھی بھائی عشق تمام ہے جہا، ہوو جہاد کیسے بغیر نہیں ہوتا نفا۔ ذکر کے کھنکھیں سکے جاں مشقت،
 واں راحت۔ رنج تو منج، فراق، تو وصال کا ساز براق کھار ہے تو جٹھے کا پایا جاتا سواد، کھارانا اچھتا⁽²⁶⁾
⁽²³⁾ ⁽²⁴⁾ ⁽²⁵⁾

تو بیٹھے کا کون دیتا داد۔ دھوپ ہے تو چھاؤں کی قدر جانی جاتی۔ گری ہے تو آدی کوں سردی بھاتی۔
 جہاں بند ہے وہاں آزادی، ہر غم کے بکھیں شادی۔ شادی کے بکھیں غم، بہوت رساں تے یونچہ
 چلیا ہے یو عالم۔ بیت:

داغ پر دل کے آ رکھی پھایا⁽⁴⁾
 دل کے دل میں بی ٹوک جیو آیا⁽⁵⁾

حسن دھن، من موہن، جگ جیون جو تھے بند میں رکھی تھی سولا علاج تھی، ضرور کوں کیا کرے
 گی۔ باپ کا ملاحظہ بہوت تھا اس حور کوں توں تو دل تھا، ولے دوا گریوں ناکرتی تو تھجے بہوت
 مشکل تھا۔ توں چوٹج مرنا، عشق کیا تھجے تے ڈرتا، کیا جانے کیا کرتا، ہزار توں تملکتا تو عشق سوں تیرا
 کیا چلتا۔ حسن کی⁽⁶⁾ تھجے چھپار کھی۔ تھجے اپنا یاد کری، بہوت تھجے پر پیار کری، اپکار کری۔ اس پیار کی
 قدر جانتا ہے، مروت کوں پہچانتا ہے۔ کینک مرداں بہوت مدد ری اچھتے ہیں، ناقد ری اچھتے ہیں۔
 قدر نہیں جانتے، محبت نہیں پہچانتے۔ جوں خسرو کتا ہے⁽¹³⁾ دھوہرہ

پکھا ہو کر میں ڈولی ساقی تیرے چاؤ
 تھجے چلتے جنم گیا تیرے لیکھن باؤ⁽¹⁴⁾

بھٹے مرداں جو کوئی عورت منگتی اسے خوار کرتے، جو کوئی نہیں منگتی اسے پیار کرتے۔ جو کوئی
 منگتی اس سوں نخرے ناز، اس سوں بات بولتے جیو نہیں ہوتا، اس سوں واز جو منگتی نہیں دو بہوت
 بھاتی، اس کی گالی کھانے ہوس آتی۔ اس کے پاؤں پڑنے جاتے، اس کوں اپس کی عاجزی
 دکھلاتے۔ اس کی خاطر آہ بھرتے اس کی خاطر اساس، رات دیس پھرتے اس کے آس پاس۔ اس
 کے خاطر دیوانے ہوتے۔ اس خاطر سد، بد کھوتے۔ یو بات چلیج ہے سب کیس، کہ ”بھٹے کی دنیا
 نہیں منگے سو جٹے، نہیں منگے سو بھٹے“۔ مرداں صاحب درداں جو اتنی عقل دھرتے، سو کچھ کا کچھ
 سمجھتے، کچھ کا کچھ کرتے، منگتے سو محبت میں ہلاک بھارے، نہیں منگتے دو بہوت پیارے۔ دنیا میں
 کسی سوں محبت نالیا، اس زمانے کے مرداں کوں کیا چیتا۔ ایک جاگا نظر ہزار جاگا دل، کون⁽²⁵⁾
 عورت ایسے مرد سوں رہے گی ٹل۔ بات خرافات مرداں کی ذات۔ بے وفا، ایسیاں خاطر کھڑتے
 روئے روئے، ہلاک ہوئے۔ اپس کو عذاب میں بھاوے تو کیا نفاہاں سوں جیو بھاوے تو کچھ حاصل⁽²⁸⁾

نہیں۔ بغیر بھنا اپنی غرض کوں پھسلانے آتے، غرض سری پھچیں بات بدلاتے۔ عورتاں کوں کتے کم عقل، کم ذات، عیاری مرداں کی بات۔ عورت جو مرد پر نظر کری تو جیوں مارے، آپے ایکس سوں ناچہ دساں سوں ہنتے کھلتے، یہاں اپنے گریباں میں کچھ نہیں بھارتے۔ بھی عورتاں کوں شاباس کنناں جو اپنی شرم سوں اپس کوں سنبھالیتاں، اکیں (7) پر تب گھالتیاں، ایکس خاطر اپنا تن من جالتیاں، جانی جو بن گالتیاں۔ بعض عورتاں، مرداں خاطر ستیاں ہو یاں (8) ہیں، آگ (10) میں جلیاں ہیں۔ عورتاں میں بہوت شرم ہے، عورتاں میں بہوت نیم دھرم ہے۔ عورتاں بھاریاں بہوت بھلیاں (11) ہیں کوں (12) مرد عورت موئی تو عورت خاطر آپے بی موا، ایک سوی تو دھری کیا، دھری عورت کا مرد ہوا، سست ہے عورتاں (15) میں سست ہے، مرداں میں کہاں (16) ہے دھرم سو جیاں کوں دکھلاتے اپنی شرم عورتاں کوں ایک جاگا اپنی شرم دکھلاتے (17) آتی شرم آتی مرداں سو جاگا اپنی شرم دکھلاتے انوکوں شرم (18) نہیں بھاتی، مرداں کوں سب جاگا شرم آتی ولے عورتاں کی جاگا شرم نہیں آتی جو شرم سوں شرم ملتی تو کیا جانے شرم کاں جاتی مرد کوں سوم کا دل عورتاں کوں (21) پولاد کا دل، سوم پولاد سوں کیا کرنا بہوت مشکل مرداں کی محبت کے جھوٹے لاف، اتال دنیا میں کیا رہا انصاف بات کتے کوں بات کتے، ولے اپنی بات پر نہیں رہتے۔

بارے دفا نے دل کے دل کوں نرم کری، محبت میں پھر کرم کری۔ (24) باتاںج میں پرت جوڑی، دل کوں ہات پکڑاں باغ میں لے آکر اس (26) چشمے پر چھوڑی۔ بیت۔

عشق میں بہوت غلبا ہے کچھ
عورتاں کا کر بلا ہے کچھ (27)

بارے دل اس کوے میں تے بھار نکلیا، سینا گیا تھا چکلیا۔ باغ کوں دیکھ تیج سینا کھلیا، وہاں کے پھولاں پر بہوت بھلیا۔ بیت:

بھار نکلیا ہے بند میں تے دل
وصل ہوئے گا اتال کیا مشکل

بہت دیساں کی ماندگی چھائی، اس پھولا (28) نچہ پر تک اسے نیند آئی، دل کوں نیند آتیج (30) دفا نے خوشخبری دی حسن کوں جاتج کہ ہوا اب تیرے من بھلایا دل کوں تو خدا نے باغ میں لایا۔ بہوت دیساں (32) (33)

کا ہلاک تھا پھولانچ پر نیند لگی، اجیوں لی نیند بچ ہے اس کی نیند نہیں بھلی۔ حسن گلشن جو یو بات آئی، خوشیاں تے اپس سائی۔ پاؤں زمین کو نہیں لکھا، دل کئے باؤ پر اڑ کر آئی۔ بیت:

وقت ہے سو اتال کا وقت ہے

برہ تھا نیا وصال کا وقت ہے⁽⁵⁾

دیکھی کہ اپنے دل کا یار، اپنے دل کا آرام اپنے دل کا آدھار، جس کے عشق میں اپنا دل گرفتار جس دل کی خاطر دل بے قرار، صاحب صورت، صاحب جمال، صاحب ہنر، صاحب کمال، سندھ اور اس کی صورت، بہو بیچ پاک صورت سر ہانے ہات دیا ہے، پھولوں پر آسائش کیا ہے آہ ماری پکاری، بچاری بہت کی زاری، تمام بھاڑاں کوں ٹھاریں ٹھارے، گویا نور کے شعلے⁽¹²⁾ آئے بار، جگمگ رہا ہے تمام گلشن پھولوں میں جو دیوے ہوئے ہیں روشن باغ میں پڑیا ہے سب اجالا آفتاب ہوا ہے ہریک لالا۔ اس کے رخسار نے⁽¹⁴⁾ شاہان سنیا ہے، جانوں چاروں طرف آفتاباں سنیا ہے۔ بیت:

دل پھول تے نازک ہے اتنی جفا سو سیاہیوں

یوں جتلا ہو حسن پر ایسی بلا سو سیاہیوں⁽¹⁵⁾

انکھیاں میں تے انجھو کا بند پڑتا، پھول تے جانو شبنم جھڑتا⁽¹⁷⁾ دو نین ہوئے دو جمرے پانی ہو رہا
بھرے انجھو ڈھلتے ہیں اگلے ہو لال خدا کوں معلوم اس بچارے کا حال دل ہوا عشق تے دان دان⁽¹⁸⁾
اکھمی ہوئی یا قوت ہو الماس کی کھان۔ دیدے دیدار کوں ترستے بادل ہو کر سوتی برستے دل کے⁽¹⁹⁾
عشق میں اپس کوں جلائی دونوں پاؤں پڑی الا بلالی، یو حسن نارعبت کی متوالی، دل کا سرگود میں⁽²²⁾
اچالی، سنے سوں سینا لالی۔ عشق سرچڑیا یکا یک دل کے سوں پر اس کے انکھیاں میں تے انجھو کا بند⁽²⁴⁾
پڑیا۔ دل نیند میں تے جا گیا، حیران ہو کر دیکھنے لا گیا جو باغ میں کلیاں سب پھول ہو کر تیاں⁽²⁷⁾
ٹھاریں ٹھار، چاروں طرف جھلکتے ہیں جھلکار جھاڑاں نے سب تازا کئے ہیں سنگار، گلے میں⁽²⁸⁾
پھولوں کے بھائے ہیں ہار بن روت آئی ہیں بار، جتاں وراں ڈالیاں پر مرغولتے ہیں مست ہو⁽³⁰⁾
سرشار، پانی کا لویاں میں سب شراب ہوا مگر سایہ سنیا اس کی انکھیاں کا غبار۔ حسن ایسی نار، چاند⁽³²⁾
جیسی اجنبا و تار، بے اختیار تارے مارتی روتی ہے زار زار۔ بیت:

جو آنکھی حسن کوں دیکھے دو آنکھی سُد کو کھوچ ہے
ایتا تعریف جگ کرتا اجیوں تعریف ہو سچ ہے⁽¹⁾

خوش گفتار و خوش رفتار و دیدیاں کا سنکار، چوکا آدھار،⁽²⁾ عالم کا مدار عجب حور، خوبی کا سور،
محبوبی کا نور۔ چھند بھری باکی، لطافت کے پھول کی ڈالی۔ نازاں میں کاری، غزیاں کوں اپچان
ہاری۔ باتاں جیساں ناباتاں، پھول کی پگھڑیاں جیسے ہاتاں کرناں جیسے بال، آفتاب جیسا
جمال، کردیکہ شرزا شرم حضور، اس کی چال نے کاڑی ہنس⁽³⁾ کے چال میں قصور۔ دیداشید⁽⁴⁾،
شیدامن بی، فرس جانو پھول کی بنی۔ تن پھول تے نرم، طبیعت آگ تے گرم۔ اس دضا کے
محبوب بہو سچ خوب دل کی سُد نہیں رہی پر نہیں رہی محبت کرے جوش۔⁽⁵⁾ دل میں اٹھے خروش جاگا
پر نہیں رہے ہوش۔ آہ ماراٹھیا، پکاراٹھیا عشق کا اثر بہوت چڑیا کا کلوت⁽⁶⁾ سوں دوز کر دو نو پاؤں
پڑیا کر میں ہات بھایا چکل چکل گلے لایا، بیت:

اگر عاشق اد پر معشوق کا کچھ التفات ہووے

محبت کا لذت ہے تو چہ مٹی تو چہ بات ہووے⁽⁷⁾

کہا اے حسن دھن من موہن، جگ جیون خوبی کا گلشن معشوق عاشق پر ایتا⁽⁸⁾ سار کرتی
ہے، ایتا بی اپکار کرتی ہے تجھ تے سواد پائے عشق بازی، توں تو عاشق کوں نوازی اے پری توں
مجھے سرفراز کری فراق کے لہوے کا گھاؤ جیوں تیوں سو سے گادل۔ ولے وصال کے خنجر کا زخم
سو سنا بہوت مشکل۔ عاشق کہ عشق سوں جتلا ہے، دل میں عشق کا غلبا ہے اے⁽⁹⁾ معشوق کا پیار بی
ایک بلا ہے۔ بیت:

گلے لگ سوتے ہوو جیتا بی نہیں جاتی ہے یو مشکل

برہ میں تملیا جیوں تیوں ہلاک ہے وصل میں بی دل⁽¹⁰⁾

دور کی آگ جیوں تیوں ٹالیا جائے نزدیک کی آگ کوں کیوں سنبھالیا جائے عاشق کوں⁽¹¹⁾
بہوت تملتا ہے عاشق جنس جنس سوں جلتا ہے لوکاں کتے وصال، ولے وصال میں بی عاشق کوں
پوچھنا ہے عاشق کا حال معشوق کوو میں سستی ہے ہوو ہلاک کرتا فراق، سینے سوں نے لگیا ہے ہوو⁽¹²⁾ کم
نیں ہوتا اشتیاق دیدادیدار میں کھڑا ہے ہوو آنکھی میں تے انجھوڑا⁽¹³⁾ حلتا ہے، معشوق سچ پر آئی ہے⁽¹⁴⁾

ہو عاشق اجوں تملتا ہے۔ معشوق آکر بیٹھی پاس، ہنوز آتے، اُساس پر اُساس۔ جوں حقیقت
میں خدا^(۱) دم سید محمد گیسو دراز حسینی شاہ باز، محرم راز جنوں کوں ولی اکبر کتے، جنوں کوں سب ولیاں میں
معتبر کتے، جاں تے خدا کے وصال میں جاتے، واں تے یوں فرماتے۔ بیت

عجے نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست

عجب انیست کہ من واصل و سرگردانم^(۲)

یعنی ہر کوئی فراق میں پریشان ہوتا یہاں میں^(۳) کو وصال میں پریشان ہوں، میں واصل ہوں
سرگرداں ہوں جو واصل ہو کر سرگردانی، یو^(۴) بہت بڑی حیرانی کہ یہاں حضرت نے فرمائے ہیں
دیریاں کوں کیا دک، ماعرفناک حق معرفتیک^(۵) یعنی جوں توں ہے تیوں تجھے نیں پہچانیا،
جوں توں ہے تیوں تجھے نیں جانیا۔ عرفی عاشق دل سوختہ گرم کلام، شاعری میں^(۶) ہے جس کا نام
دوکتا ہے کہ فرد:

کو کو زدن فاختہ سرد در آغوش^(۷)

در جلمہ معشوق مرا گرم طلب کرد^(۸)

۱۔ عجب یہ نہیں کہ جو طالب دوست ہوتا ہے وہ پریشان رہتا ہے۔ عجب یہ ہے کہ میں واصل ہونے کے باوجود
سرگرداں ہوں (وہی نے اس شعر کو حضرت گیسو دراز سے منسوب کیا ہے حالانکہ یہ شعر سعدی کا ہے، ویسے حضرت
گیسو دراز کے ملفوظات جوامع الکلم میں بھی یہ شعر موجود ہے۔ جوامع الکلم کو حضرت گیسو دراز کے صاحبزادے محمد
اکبر شیشی نے ترتیب دیا ہے جس میں بیان کی وضاحت کے لیے جگہ جگہ اشعار استعمال کیے گئے ہیں جوامع الکلم کے
اس نسخے میں جو کتب خانہ سالار جنگ میں ہے اور جس کا نمبر ”تصوف (46)“ ہے اس شعر کے ساتھ کوئی صراحت
نہیں کہ یہ کس کا ہے لیکن جوامع الکلم کا وہ نسخہ ہے جو انیسٹ سنٹرل لائبریری میں ہے اور جس کا نمبر ”تصوف
1422“ ہے اس شعر سے پہلے ”چنانکہ شیخ سعدی فرمود“ لکھا ہے۔ چنانچہ کلیات سعدی میں یہ شعر موجود ہے
اور اس طرح ہے۔

آں عجب نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست

عجب انیست کہ من واصل و سرگردانم

کلیات سعدی مرتبہ محمد علی فردوسی ذکا الملک ص 833

۲۔ ہم نے تجھے دیا نہیں پہچانا جیسا کہ پہچانا چاہئے۔

۳۔ فاختہ کو سردی آغوش میں کو کو کرتے دیکھ کر معشوق کے لیے میرے دل میں طلب تیز ہو گئی ہے۔

آپے سب نظر آپے سب دل، اپس کوں آپے دیکھا جائے ولے اپس کوں آپن سمجھنا بہوت
مشکل۔ کسی بزرگ کوں کئے پوچھیا کہ خدا کوں پائے؟ کہے پائے، یعنی خدا ایسا کوئی ہے کہ جوں⁽⁴⁾
سمجھا ہے تیوں سمجھیا نہ جائے۔ خدا کوں⁽⁶⁾ نیس نہایت، آسج⁽⁷⁾ تے کتے ہیں کہ خدا بے نہایت، جو عاشق
یہاں آیا و متھیری کی پڑیا آیت، خدا کاں ہے کیسا ہے گھریں گھر یوچہ حکایت، جوں و جی عاشق
عارف واصل گوہر خن دریا دل آزاد اپستا ہے، کتا ہے: کہ

تمام عشقم و در دل تمام مشاقبت

تمام دیم و دیدن نہ ویدا شد باقیست ⁽¹⁰⁾ 1

جدا ہاں تے دیو جن پری اپچایا، جدا ہاں تے دنیا ہوئی ہور آدم آیا، دھوٹج عمر کھپا یاد لے⁽¹²⁾
تحقیق جوں ہے تیوں کوئی نیس پایا۔ باقی رتی کتے یوں نہ کہا کہ اتنا یا سچ۔ یو پار، غرقاب دریا، اسے⁽¹³⁾
نیس پار، ہر ایک نہنگ اس دریا میں شادری کرتا اپنے مقدار، عاشق معشوق کے حسن کی نہایت دیکھنے⁽¹⁶⁾
جاتا، معشوق کے حسن کون نہایتچ نیس سونہایت کیوں پاتا۔ اس ٹھار حیرانگی آسج ہے، سرگردانگی آسج⁽¹⁷⁾
ہے۔ جو کوئی خدا کے کارخانے میں جاتے، جو کوئی خدا کا کارخانہ چلاتے، جاتے جاتے آخر اس فکر⁽²⁰⁾
پر آتے۔ انوکوں یوچہ لکھیا ہے شوق، اپنا اپنا ذوق۔ انوکے سر پر پڑا پہاڑ جیتا دھوڑے تیتا پائے بھی⁽²⁴⁾
دھوڑتے ٹھارے ٹھار۔ انوکوں ہور ذکر ہے، کرامات ہور انجاز کی فکر ہے خلق کا مدد عا لینا ہے، خلق⁽²⁵⁾
کوں سوال جواب دینا ہے خدا سو ہزار گفتگو دھرتے ہیں، و سچ جانتے جو کچھ دو کرتے ہیں۔ رب
نے انوکوں یو دیا منصب آزاد عاشق یو چھوڑ دیا سب دوہرہ۔⁽²⁷⁾

تیرے کرتب کرنے تے میں چپ ہوئی بدنام

میں میا تے اند گئی توں جانے تیرا کام⁽²⁸⁾

جو عاشق یوں ہوئے ہیں اختیار، خدا کا بی انو پر بیار، رسول کا بی انو پر بیار، خدا ہور رسول⁽³⁰⁾
جنو کا لاڈ چلاتے سو یو لوگ، خدا ہور رسول کوں بھاتے سو یو لوگ۔ مرفوع القلم ہے آزاد،
۱۔ میں سراپا عشق ہوں لیکن پھر بھی دل میں طلب باقی ہے میں سراپا دیدہ ہوں لیکن دیکھنے کی تنہا پوری نہیں ہوئی۔
(دیوان دجی میں یہ شعر موجود ہے لیکن پہلا مصرع اس طرح ہے۔ تمام عشقم و در دل تمام مشاقبت
۲۔ بخنوں

(1) بے پروا بے غم۔ (2) خدا جیوں تھا دینچ، (3) اُنے میا نے میاں بیچ وار دیوں ہوئی ہے حدیث بی، کہ
 الفقیر لا یحتاج الی اللہ والی نفسہ (4) یعنی فقیر نہ اپنے نفس کا محتاج، نہ خدا کا محتاج، محتاج
 کیوں ہوئے کہ اس میں کچھ رہتا ہے (5) خدا باج۔ (6) آپنے ہوئے تو احتیاج کچھ کس (7) دھرے،
 جاں آج (8) میں واں احتیاج آ کر کیا کرے۔ اس کے کئے میں اس کا نفس آیا، ہوا ہر حرص کوں دل
 میں تے بھار بھایا۔ (9) نفس پاک ہوا کسافت دور ہوا فقیراں تو ہور بی کچھ کتے ہیں جدا، جس شے کوں
 آخر بہت سنگیا دیں اس کا خدا۔ (10) غیر پر انوکھی نظر بیچ نہیں، غیر انوکھی جان بیچ نہیں غیر کی انوکھی خبر بیچ
 نہیں یو بات نادان (11) کے سننے کی نہیں، یو دریا کم حوصلیاں کے موتی چھنے کی نہیں دانایاں یو بات نہیں
 کرتے ناداں سنگات (12) چھپا چھپا بات کرتے سو یو بات حیف نہیں کہ یو بات ناداں کے کان میں
 پڑے پھول کا چمن جا کر خارستان میں پڑے۔ اس چمن کی کلی باس مہکا دے گی ولے جو کوئی خام
 ہے زخام (13) ہے اسے کیا باس آدے گی بارے سوں لھوا پلگتا نہیں، پانی سوں پتھر گلتا نہیں۔ نادان ہور
 جاں اس درگاہ کے مردود، انوکھی یو بات سمجھنے کیا مقصود، جیتا انوکھی کشش کرنے جاتے، وہاں تے انوکھی
 مارا کر بھار بھاتے۔ نالا نکھاں کوں وہاں نہیں آن دیتے، نالا نکھاں کوں وہاں نہیں جان دیتے۔ یو
 خاصاں کی شہار خاص الخاص کی شہار۔ یہاں کیوں آتا ہرے اعتبار، یہاں تمام راز، یہاں تمام اسرار،
 ہزار ہزار پرندار، یہاں نامحرم کوں چاروں طرف تے ہوتی مارا مار، عشق کا دھات، جدا کچھ ہے، عاشقی
 کی بات جدا کچھ ہے۔ ہر ایک کوئی کسی کوں دیکھا، بے آرام ہوا تو کیا، عاشق ہوا چار لوکاں میں بدنام
 ہوا تو کیا، عاشق ہوا چار آہ مارا، چار اساس بھریا، تو کیا عاشقی کر یا؟ ہر کوئی عاشق کہو اتا، ہر کسے عاشق
 ہوتا بھاتا، عاشق کون معشوق کے گال بال پر بہت دل، ادھر، آنکھ، خال، ہات، پاؤں کر، چال پر
 بہت دل، کسوت ساز زرینے پر بہت خوش، ناز، غمزہ، عشوا، سینے پر بہت خوش۔ تیغ میں ہلک (37)
 جاتا، جاں دیکھتا ہواں تلک نیل جاتا، ولے جو کوئی اس خاک میں ناز غمزے کرتا، اس کی خبر نہیں دھرتا
 اسے عاشقی کرنے آیا بیچ نہیں، اُنے عشق کا مایا پایا بیچ نہیں۔ جو کوئی اس خاک بھیت ہے اس سوں
 جیولا دے گا، تو عاشق ہو دے گا عاشق کی جاگا پر آدے گا۔ خاک سوں جیولا دے گا، دو کیا خاک
 پاوے گا، یو خاک جس سوں خوب دس آتی، اسے سمجھا بیچ نہیں خاک بیچ پر عاشق ہوا اسے خاک بیچ

۱۔ فقیری نہ اللہ کی محتاج ہے اور نہ خود اپنے نفس کی۔

(1) بھاتی۔ خدا نا کرے یکاوی وقت کچھ بڑا بھلا ہوتا تو توں ڈرتا کی، جس خاک پر توں عاشق ہوا (3)
 ہے اسے بھرتا کی، اگر (4) تجھے ایتنا ڈر ہے اس کا، تو اس خاک میں عشق بازی کرتا کی جس کی خاطر ایتنا
 جلتا تھا جس کے خاطر ایتنا تھمتا تھا اسے بیک گھر میں (7) تے بجاؤ کتا، مائی میں مائی ملاؤ کتا، سائنے
 نکولیاؤ کتا، نزدیک جاتے دہشت آتی دوسوں دیکھنا نہیں بھاتا، بس یہاں کج (9) کہ آج لگن تو عاشق
 ہو کر (10) کتا تھا۔ دو ہو کر کوئی تھا، توں عاشق جس کا تھا۔ ہزار خیف جس کا توں عاشق تھا اسے دیکھا ج
 نہیں، اس کی صورت کس (12) دھنا ہے، اس کی صورت کس (14) دھنا ہے سو سیکھا ج نہیں۔ ایسی عاشقی کوئی کیا
 ہے (16) کیس؟ معشوق کیسی ہے کر جانیا ج نہیں، عاشق ہو کر معشوق کوں پہچانیا ج نہیں۔ اس کے زر،
 زرینہ ہو کر سوچ پر گرفتار تھا، یو خاک بی اس کا ایک لباس تھا۔ اس لباس سوں توں یار تھا، اس خاک ج
 پر تیرا پیار تھا۔ (20) تے سوں جیو لایا گھنگھٹ میں دعا کھایا۔ اللہ اللہ عاشق معشوق کے دیکھنے کی پے
 میں اچھنا، جو عاشقاں دیکھے ہیں انو تے بات پوچھنا، انو کے کسے میں اچھنا۔ رات دیس معشوق کا
 ذکر کرتا، اس خاک میں اس لطافت سوں (22) بولتا یو ہلتا چلا سوں کون ہے کر فکر کرتا۔ جو عاشق اس
 دنیا ج میں کیا گھر عجیب کیا ہے جو دیکھنا بی ہوئے میر۔ خدا کریم ہے، رحیم ہے جس لوکاں کوں (24) یو
 عشق بازی کھیلے آتی، انوکوں وصال میں بے تابی کیوں جاتی۔ انوکوں کاں کا آرام، انوکا کچھ ہو
 رہے کام، انوکا خیال خدا چہ کوں ہے قام۔ انو پر کھلیا ہے فیض کا درد ازا، انوکا عشق دائم تازا۔
 پروردگار کی نہایت کوں دیکھنے لگے قصد کرن تو رسول (26) کہے اللہم زدنی تحیر۔ یعنی الہی میری
 حیرت کوں زیاست کر، تیری خواست کر، غرض آزاد عاشق کی ہو رد ہات ہے۔ آزاد عاشق لا ابالی،
 بے پردا، دائم ماتا، صاحب کار سوں، مقصود کا رخانا کسے یاد آتا۔ اپنی خاطر کیا بخیت اسے کا ہے کوں
 جیل خانے کی چیت۔ آپے اس کے قام، یو آزاد اسے کیا خاطر زیاستی کام۔ یو خدا سوچے محفوظ مشغول،
 (31) دو عالم کوں گیا بھول۔ یہاں خدا ج ہے۔ خدائی نہیں یہاں کچھ جدائی نہیں یو عاشق خدا ج کوں سنگتا
 خدا کسے باج جدا بھی کچھ نہیں رہیا اس نے۔ یو خدا باج سب تے بے طمع، اس کا خاطر ہمیشہ جمع۔ (33)
 طلب جو کچھ آتا سو لیتا، طلب میں خدا کوں بی تعدیل نہیں دیتا۔ بعضے عاشقاں بے پردا ایسا ہیں
 کتے، ہزار منت سوں دیئے تو بی کچھ نہیں لیتے۔ انو نے ایس کوں دے دیں، ہو خدا ج کوں لئے

ہیں۔ خدایح انوکوں بلی⁽¹⁾، انوکوں بھی ہو رکھا⁽²⁾ ہے کی نہیں ہوس، بعضاں کوں زوراں سوں دے تو ضرور کوں دھندا قبول کئے نہیں تو معشوق کوں چھوڑ کر دھندے میں پڑنا درد سر ہے، کس عاشق کوں یوطح بتا کون عاشق اس کام پر ہے۔ یہاں کیا کرے کوئی بات، ”حکم حاکم مرگ مغاجات“ کوئی کچھ کہا، ولے یواہس میں آپے رہنیا۔ نہ ابتدا کی خبر دھرے، نہ انتہا کوں یاد کرے۔ کتے ہیں کہ بعضے خدا کے یوسرست دوستاں، خدا پرست دوستاں، ایسے ہیں کہ حضرت بلی انوکوں دیکھنے کی آرزو کریں گے، ملاقات کا شوقی دھریں گے۔ کتے ہیں کہ ایک دس حضرت کہے الہی مجھے تیرے دوستاں کوں دکھا فرمان ہوا کہ فلا⁽¹⁰⁾ نے جا کہ ایک کٹ⁽¹¹⁾ ہے، اس کٹ میں جا۔ حضرت تمام اشتیاق سوں اس کٹ کے نزدیک گئے، دستک مارے تو انوکے کون ہے؟ محمد میں محمد ہوں کر کہے انوکے بولے اس شہار بات یونیس آتی، مٹاں مٹی یہاں نہیں سمانی۔ وہاں محمد کوں بی یوں بولیا خدا، کہ اے محمد بول کہ سید القوم خادم الفقراء، پھر کر انوکے بچے کئے صدا⁽¹⁶⁾ چھیں انوکے کٹ کا دروازہ کھولے ملے، جو کچھ باتاں بولنے کیاں تھیاں اہل میں آپے بولے مرتضیٰ جنوں کے کہے میں رسول ہو خدا۔ انوکے فرماتے ہیں کہ میں سب سوں جھگڑا میرا بات سب کے اوپر در ہوا، جو فقر سوں جھگڑنے گیا تو فقر مجھ پر در ہوا۔ محمد⁽²⁰⁾ فرماتے ہیں کہ الفقر وفخوری ۱۔ فقیر کوں اس تے کیا بڑائی اچھے گی، یہی یعنی فقر تے میری بڑائی ہے۔ یو بڑائی مجھے خدا تے آئی ہے، یو بڑائی خدا کوں بھائی ہے۔ غرض کیا محبت باطن کیا محبت ظاہر، ایسے کاماں میں کون ہو سکتا ماہر۔ وصال ہوا تو بی کیا عاشق کوں قرار اچھتا ہے، عاشق آسودا ہو کر کیا اپنے شہار اچھتا ہے۔ اچاٹ ہرگز نہیں جاتی، تملٹا ہرگز نہیں جاتی۔ وصال کی خوشی میں انجھو کا جس جو آتا ہے، یونم دل میں تے اکھیاں کی باٹ پانی ہو نکل جاتا ہے۔ عیش آ کر کر غم کا سینا چکلیا غم⁽²⁸⁾ اکھیاں کی باٹ پانی ہو کر نکلیا۔ خوشی ہو غم، یو دونوں لقیض ہیں باہم۔ یو دونو داعوے دار، مل کر یوں رہیں گے ایک تھار۔ جس کے ہات میں جو سیر یاد داسے جالتا، ایک زور ہوا تو دوسرے کوں دل میں تے بھار گھالتا۔ جوں خوشی آتی، تیوں غم بی آتا، غم کا آنا مشکل ہے، جو خوشی آئی تو دل کوں بہوت بھاتا دل کا دشمن غم، دل کوں خوشی تو ہوئی جو غم ہوئے کم۔ ایک غم سونیش ہوتا ہے، غم تے سینا سب ریش ہوتا ہے۔ غم تے عقل درہم ہوتی۔ درہم کیا بلکہ کم ہوتی۔ غم لہو کوں پانی کرتا ہے، غم دل میں غم⁽⁴¹⁾ لے فقیری پر مجھے فردناز ہے۔

بھرتا ہے۔ خوشی اُجا اُغم اندھارا، کیا کرے یہاں آدنی بچارا⁽¹⁾۔ غم ظلمات، خوشی آجیات۔ غم بندی خانہ، خوشی نجات۔ غم بھریا ہے۔ جتنا سکے اتنا لیوے، خوشی خدادیوے۔ یواپنا اپنا حصا، بارے بھر کر آیا وچ قصا۔ فراق کا جلیا وصال سوں آرام پاوے، وصال کا جلیا بچارا کدھر جاوے۔⁽⁴⁾ جو کچھ طلق میں ہلکیا اس کا علاج پانی سوں بچارے، جو پانچ طلق میں ہلکیا اسے کوئی کاہے سوں اتارے۔ اتل فراق کے جلنے کوں سب کوئی جانتا، وصال میں کے جلنے کوں کون پہچانتا۔ بیت:

پانی میں کی جو آگ کتے سو وصال ہے⁽⁶⁾

اس آگ میانے جلنے کوں کس کی مہال ہے

آج سب عشق کی صبور می ہووے تو وصال میں جلے، اس حال میں جلے۔ اس حال کوں کیا جانے فرائ میں کے جلے بے جو عشق ہوا تمام، تو ایس سوں لکھا اپنا کام بارے جو کوئی معشوق چوسا رہے کچھ فام دھرتے، عاشق کوں دیکھا لے کر مہر بچے سوں ہلاک کرتے۔⁽¹¹⁾

القصاص دل کہا میں عاشق ہوں، اگر روتا ہوں تو سہاتا ہے، توں معشوق کچے کیوں رونا آتا ہے۔ جفا عاشق کا وطن مقام، توں معشوق تجھے غم سوں کیا کام۔ معشوق شیریں عاشق سلونا، معشوق کا کام ہنستاں عاشق کا کام روتا۔ معشوق کا شیواناز، معشوق بے پردا بے نیاز۔ معشوق درس عاشق درسی، عاشق محتاج معشوق غنی۔ جوں آزاد ہو راسیر، جوں بادشاہ ہو فقیر۔ اے گل روتا، اے خوش خو، اے خوشبو، اے مہ چہر، معشوق میں نہیں دیکھتا ایٹا مہر۔ حسن دھن، جگ جیون بولی کہ سن اے دل یو بات سمجنا ہے بہوت مشکل۔⁽¹⁷⁾ نہیں جانتی ہوں کس پانی سوں خیر ہوئی عاشق کی خاک، کہ ہم فراق میں ہم وصال میں دونو جاگا ہے ہلاک۔ نہ یہاں آرام نہ وہاں آرام، جس پر یو قصا گزریا تھج یو فام جل بھسم ہو کر بارے پڑے تو عاشق ہوئے، عاشقاں کی مجلس میں جڑے۔ ایس کوں کھونا، تو عشق میں کچھ ہونا۔ جو لگن ایس میں آپے ہاتی ہے، تو لگن اس میں اس کی مشاقتی ہے۔ عشق کے شہر میں، پرت کے نگر میں معشوق وہی ہے جو عاشق کوں پیار کرے، عاشق پر اپکار کرے، عاشق کے دل کوں گل زار کرے۔ نہ کہ بیزار کرے، خوار کرے۔ ان تے چھڑاوے، جیو پڑا دے۔⁽²²⁾ جلاوے، تلملاوے ایسے معشوق سہل ہے، ایسیاں سوں عشق کرنا جہل ہے انوکوں کوڑ معشوق کتے⁽²³⁾ ہیں، انوکوں ہوڑ، معشوق کتے ہیں۔ سنگ دلاں بے صبر، کس کا درد نہیں ہوتا اثر بے درد، بے کڑ،

پتھر اگر عاشق مرتا اچھے گلابی ہنسیاں کھڑیاں رہنکیاں، ننگ مہر⁽²⁾ کوں کے مرنا کرنا کینکیاں۔ اتنے پر
 بی کیا چپ رہیاں ہیں، مو تو بلا گئی کتیاں⁽⁴⁾ ہیں۔ یہی کتیاں ہیں مو کے، عاشق ہوا بچارا عاشق بھولا
 کچھ دل میں نہیں لیا تاستی ہو کر آگ میں پڑ چپ اپس جلاتا۔ دل لگا یا سو توڑنے میں جاتا، یہی ہو
 ایکس سوں جوڑنے میں جانتا۔ توڑنے جاتا تو تنہا نہیں، چھڑا لیتا چھٹا نہیں۔ دل میں عشق سلگایا،
 عاشق بچارا ہلکایا۔ معشوقاں میں لئی نازاں⁽⁹⁾، لئی جھنڈاں ہیں لئی بہانے بھیجیں رہتے کوئی عاشق پر
 مہر دان⁽¹¹⁾ ہوئے تو خدا جانے۔ جاں اپنے عشق کی اچھے گی ایچی گرمی۔ وہاں جیسی بی سختی ہوئی آخر کچھ تو
 پیدا ہوئے گی نری۔ عشق کا سواد ہے اتنی ٹھار، جاں دو طرف تے ابلتا پیار۔ القضا میں تیرے دیدار
 کی بہت مشتاق تھی، تیری بات گفتار کی بہت مشتاق تھی۔ سو مراد برآیا، یہاں خدا ملایا، عاشق تھی⁽¹⁴⁾
 تیری خبر پائی تھی، چوری سوں تھے دیکھنے آئی تھی، عشق کا دکھ سہا نہیں گیا، جتا رہوں گی کبھی بی
 رہا نہیں گیا۔ میں عشق تجھ سوں لیا کی ہوں، جیو پر⁽¹⁷⁾ لئے اڑ کر آئی ہوں۔ اتنا⁽¹⁸⁾ رضا دے جاتی ہوں،
 وصال کی جا کا خاطر لیا تھی ہوں۔ یا تجھے بلا بھیجتی ہوں، یا میں آتی ہوں۔ میں کبھی سو تحقیق جان، دل
 میں اپنے بڑا کھوان غلطی کے سوں میں آ کر پڑی بات، آسان ٹوٹیا بھیجیں کون دیتا بات۔ سندور⁽²¹⁾
 کوں کیوں باندھا پال، آفتاب کوں کیوں رکھنا صندوق میں گھال۔ دیوا گھر میں روشن ہوا بھیجیں⁽²³⁾
 جوت کوں کہاں لیجا، بن میں پھول کھلایا بھیجیں⁽²⁴⁾ باس کوں کیوں چھپاتا۔ سوں میں تے بول نکلیا سو⁽²⁵⁾
 کیا پھر کر آتا ہے، تیرا کمان⁽²⁶⁾ چھوٹا سو کیا بھالیا جاتا ہے۔ تھال بھوئیں⁽²⁷⁾ پڑیا آواز کوں کیوں⁽²⁸⁾
 پکڑتا، خدا کا خلق کسے منا کرتا۔ کس سوں جھگڑتا، لوکاں تے ڈرتا، ضرور ہے کیا کرنا عشق میں پختا
 اچھنا، خای خوب نہیں، کج سو کام کرنا بدنامی خوب نہیں۔ پو عشق کا چترب ہے۔ پردے میں ناندنا،
 ہیڑا کہاے تو ہڈ کیا گلے میں باندھا جو کوئی عشق میں آیا ہے، اپنا گڑ چھپا کھایا ہے پٹھائی چھپانے میں⁽³⁴⁾
 ہے، نہ بدنام ہو کر پھانے میں ہے۔ دل کہا اے نار، اوتار، شیریں گفتار، نس مکہ بک رفتار، خورشید⁽³⁵⁾
 دیدار عاشقاں کی، آنکھیاں کا سنکار، چتر چوسا رتوں ایسی ہے جو کوئی تجھ سوں برآمانے، تیر کی بات کوئی⁽³⁸⁾
 جھوٹ کر جانے، جاں دونو کا دلچ ہوا صاف، پچھیں⁽³⁹⁾ وال کیا ہے خلاف⁽⁴⁰⁾، بسم اللہ، خدا امراہ جانا، بیگ
 پھر کر آتا۔ حسن پری، غزیاں بھری اوتار ماستری نے خیال ہو نظر ہو تسم کوں دل کنے رک کر وصال
 کے جھجے پر چڑی، سارا دہس دہا چھ تھی تا شام⁽⁴¹⁾ پڑی۔ بیت:

بھیں پر کی چندی یو بن پر کی یو پری ہے
دل سیتی مل کے دل سوں کیا کیا ادا کری ہے^(۱)

جول سعدی کتا ہے۔^(۲)

نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال، ۱ عاشق بہوت بے تاب عاشق کا عجب کچھ اچھتا ہے
حال۔ عاشق بے آرام بے طاقت، عاشق کوں صبری سوں کیا نسبت۔ دو چھند بھری، اس ٹھار ایک
ادا کری وفا ہو رناز اس جھجے پر عیش کی مجلس سنوارے دل ہو رنظر ہو ر خیال ہو ر قسم اس باغ میں^(۴) پانی
کے چشمے پر صحبت رکھتے تھے۔ بار^(۶) حسن دھن، من موہن، جگ جیون کوں جس کوں بہوت مشکل
لگی دوری، دل میں نہیں ابری کچھ صبری۔ کیا کروں کہی، ہات چوری، بے طاقت ہوئی پوری۔
اپنا دل کھولی، وفا کوں بلا کر بولی۔ کہ اتال خیال ہو رنظر ہو ر قسم کوں بول کہ دل کا دل ہات ليو، یو
سہل اسے دارو بے ہوشی دیو۔ بیت۔

دل بے خبر ہوا ہے دل نے خبر سنیا
عاشق ہو کر اپس کوں کدھر کا کدھر سنیا^(۱۱)

ہو ر زلف کوں کہو کہ دل کوں اس جھجے پر یوں لے کر آ کہ دل بی نا جانے، نہ اپس کوں کچے نہ
دسرے کوں پیچانے۔ خیال نظر ہو ر نیم ہو ر دفا دل کوں دار دئے بے ہوشی دئے، بے خبر بے سند
کئے، زلف دل کوں کلف ہو کر اس جھجے پر یوں کھینچ لیا کی کہ دل کے ارواح کون خبر نہیں آئی۔^(۱۶) دل
کے دل میں کے میں بن سچ ہوں، اس گلشن میں ہوں حسن دھن، من موہن، جگ جیون دل بادشاہ،
عالم پناہ، صاحب سپاہ کے گلے لگ، جو بن سوں تلاسی پگ، مکہ جوی اپنے سینے پر اس کا ہات
دھری، آہ ماری، اساس بھری۔ تک ہنسی، تک روئی، اپس میں آپے کچھ کچھ باتاں کری۔ بیت۔^(۱۵)

تماشا ہے عجب کچھ آج اس ٹھار

کہ عاشق مست ہو ر معشوق ہشیا^(۲۰)

کہی کہ اے دل، میں کیا کیا جفا دیکھی تیرے بدل، تجھ پر لئی لئی محنت گزری میرے بدل۔
تیری یاری پر میں داری، تیری اختیار پر میں داری۔ جسے مرد کتے، سو تو نچے ہے، عاشق صاحب^(۲۳)
۱ نہ عاشق کے دل میں مبرقرا، نہ جھلنی میں پانی ٹھہرتا ہے۔

درد کتے سوتو لچہ ہے۔ یو املنا، یکا یک پھول ہو کر کیوں کھلنا سوں دیکھنے شرم آتی، یکا یک بات کیوں بولی جاتی اس لئے دل کوں بے خبر کری کہ دل سوں کچھ حظ پاوے، ہشیاری میں آنکھ بھر دیکھتے مبادا لاج آوے۔ پاکی سوں ہم دست ہوتی تھی، پاکی سوں دل کوں دیکھ دیکھ مست ہوتی تھی۔ دو چہر پری، ایسی کچھ فکر کری دل بے خبر متوالا، حسن کرتی کچھ بات بازی کچھ اوپر کا چالا۔ ہور قام نہ تھا، زیارتی کچھ کام نہ تھا۔ دل میں عشق غلبا کرتا ہے۔ نظر کا سواد بی بلا کرتا ہے۔ ہر کوئی تن سوں تن ملاتا جاں پاک عشق ہے داں نظر سوں بی لئی کچھ کیا جاتا۔ جوں بہنور پھول کا رس لیتا، بن میں لطافت سوں دل کی ہوس لیتا۔ محبوب مقبول، جوں نازک پھول۔ اسے رگر مال نہ کرے تو بہوت خوب، بہوت پاک عشق میں⁽¹⁰⁾ بہوت سواد ہے کام گھال تا کرے تو بہوت خوب۔ شوق زیاست ہوتا ہے قل قل، وایم تازا چھتا ہے دل⁽¹¹⁾۔ دل بھگتا نیں، ایک جاگا لکھا تو بھی دوسری جاگا لکھا نیں۔ عشق زور پکڑتا ہے، عشق کا کام رونق کچھ ہور پکڑتا ہے جس شوق تے شوق پانا، اس شوق کوں ناگوانا۔ ود شوق گیا بھجیں ایسا شوق بی کاں تے لیا نا، بھی اس شوق کوں یاد کر کر کیا خاطر پچھتا نا۔ غرض جتنا سکنا، اتنا رکھنا۔ اس فکر میں اچھنا جو اپس کوں عشق کی مستی⁽¹⁴⁾ بہوت چڑے، یو خطر اوجود میں تے کم بھار پڑے۔ یو ختم انسانی اس ختم میں لئی لئی تماشے ہیں⁽¹⁷⁾ جان، پہچان اس قطرے کے زور سوں کھولنا ہے اکھیاں کی باٹ، اس قطرے کے زور سوں چڑتا ہے عشق کی گھاٹ۔ یو قطر تیرے وجود کا قوت، اس قطرے میں مہر، محبت، مروت، اس قطرے کے زور سوں توں زور پکڑتا ہے، اول نہ کچھ تھا اتال عالم کچھ ہور پکڑتا ہے۔ یو تن کا وصال نیں یو دل کا وصال ہے، دل کے وصال پر کھڑے رہنا کس کی مجال ہے۔ دل سوں دل ملانا، نظر سوں محبوب کی نظر میں جانا یو تھار اپس کوں دیکھنے کا ہے۔ اس تھار اپس کوں آپے پانا، کیس تو بی دل بھگتا، کام یو ہے جو نظر کھلنا۔ یو من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ۱۔ کا مقام ہے۔ یو کیا ہر کسی کا کام ہے۔ یعنی جو کوئی اپس کوں جانیا، ائے خدا کوں پہچانیا مبادا کوئی جانے کی یو کچھ آج نوا ہوا ہے، اس تھار حضرت کوں معراج ہوا ہے۔ غرض عاشق کوں یو خیال ہونا، خدادے تو یو وصال ہونا۔ یو بہوت نازک باٹ ہے، یو بہوت مشکل کھاٹ ہے بعضے کتے ہیں

دلے جانے کن کہ حضرتؑ کہتے ہیں کہ رابست ربی فی صورة احسن امرد یعنی میں خدا کوں دیکھا قبول صورت آدم کی صورت میں اس منہر اس من موہن موزت میں۔ دیکھنا دکھانا ہے سو اٹھیا نچے میں ہے جو کچھ ڈھونڈھنا پانا ہے سو اٹھیا نچے میں ہے جسے اٹھیاں ہیں سو اٹھیاں میں کیا ہے سو پہچانے گا۔ فارسی میں کتا ہے کہ ”در دیدہ دوست با دیدہ خود دوست“⁽⁷⁾ 2 یو دکھانا کون دکھلاتا، اس دیدیاں کا بھید کون پاتا۔ جو کوئی دیدے کو دیکھا سو دیدار ہوا، حق رسیدہ ہوا، کام اس کا سید ہوا، علی ولی جنوں کی بات تحقیق کھڑی سرہ،⁽¹⁰⁾ انوکھتے ہیں کہ لم اعبد ربالم ارہ 3 یعنی اگر خدا کوں اُنے نادیکھتا تو اس کی عبادت ناکرتا یو مشقت یو ریاضت نہ کرتا۔ نہ کچھ شک دل میں دھرتا ہوں کہتے ہیں۔ خدا کوں دیکھ کر خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ کہتے ہیں۔ محمدؐ ہو علیؑ کیاں اٹھیاں ہوں تو خدا کوں دیکھا جائے، ویسے پیغمبر ہو ویسے ولی کے اٹھیاں ہوں تو خدا کوں دیکھا جائے، عاشقان واصلان کے اٹھیاں ہوں تو خدا کوں دیکھا جائے، صاحب اسرار صاحب دلاں کی اٹھیاں ہوں تو خدا کوں دیکھا جائے، اس بات کوں یو بی ایک حدیث ہے پہچان، کہ الانسان مرآة الانسان یعنی انسان آئینہ ہے انسان کی، ایس کوں آپے دیکھنے کے گیان کی اگر کسے کچھ خبر ہے، تو یہاں اسے اشارت آئینی پر ہے اٹھیاں میں⁽²⁰⁾ بات کھلنا، تو کیس عاشق ہونا تو کیس بھلنا، دیدیاں کی باٹ سراؤں لک۔ سب جیو ہو کر معشوق کے جیو میں جانا، تو ایس کوں دیکھنا تو معشوق کوں پانا۔ جیو ہونا تو جان کوں دیکھنا، دین ہونا تو ایمان کوں دیکھنا۔ ولے یو عالم ایک عالم ہے کہ اس عالم میں دو عالم دس آتا ہے، یو پیڑ دوسرے⁽²⁴⁾ بغیر کون کسے دکھلاتا ہے ظاہر کا عشق اگر کسے اچھے، تو یوں اچھا کہ باطن میں تے اسے دوچہ دھیان اچھے، تا کھلنا اس پر کھلے تا مشکل اس پر آسان اچھے عشق حقیقی اچھو یا عشق مجازی، عشق بازاں نے یو نچے کھلتے ہیں عشق بازی۔ سنی کرنا کہ آپے اس بات تے ماہر ہووئے یو چھپا ہے سو ایس پر ظاہر ہووئے۔ عاشقان دنیا میں جیئے ہیں، بہوت کرانو یو چہ دھندا کئے ہیں، یو چہ طلب⁽³²⁾

1 میں نے اپنے رب کو ایسے نوجوان کی صورت میں دیکھا جسے ابھی سوچھ اور اڑھی نہ ٹپلی ہو۔

2 آنکھوں میں وہ (محب) ہے اور آنکھوں سے وہ جدا کب ہے۔

3 میں نے ہرگز رب کی عبادت (ایسی) نہیں کی کہ اس کو نہ دیکھا ہو

4 آدی دوسرے آدی کا آئینہ ہوتا ہے

کئے ہیں۔ یواہس کوں جاننے کی بات ہے، یوں خدا کوں پہچاننے کی بات ہے حدیث قدسی ہے عین بیکسی⁽¹⁾ ہے جان کنت کنزا مخفیا فاجبت ان اعرف فخلقت خلفا فی عر فونی لے یعنی مجھے مجھ پر پیار آیا تو میں آدم کوں پیدا کیا کہ مجھے سمجھے، مجھے پہچاننے مجھے پاوے، میرے ادھر آوے، میری قدرت کوں دیکھے، مجھے جانے عشق مجازی، عجب تماشے کی ہے بازی۔ جو عشق مجازی⁽²⁾ انہر یا کمال، تو عین ہوتا ہے حقیقی کا وصال۔ اگر تو⁽⁴⁾ عاشق دانا دیوانا ہے، تو مجازی تے حقیقت پر آنا ہے۔ واصلوں کی ہے یومست⁽⁶⁾، المسجاز قنطرة الحقیقت لے یعنی حقیقت کی میڑھی ہے مجاز، مجازی میڑھی پر جاویں گے تو حقیقت کا پاویں گے راز۔ ظاہر تے باطن کوں جانا ظاہر تے باطن کوں پانا۔ کیا واسطہ کہ جاں بات کا مایا ہے، واں یوں آیا ہے کہ ومن کسان فی هذه اعنی فہو فی الاخرۃ اعمیٰ یعنی جو کوئی یہاں اندھلا ہے، سو وہاں اندھلا ہے۔ یو بات خرافات نیں، یو بات ادھر ادھر کی بات نیں۔ جہاں گن گوا لیر کے ہیں گنی، انو تے یو بات گنی ہے سنی۔ دوہرہ

جن کوں درسن ات ہے تن کوں درسن ات⁽¹⁴⁾

جن کوں ات درسن نہیں تن کوں ات نہ ات⁽¹⁵⁾

عاشق نے کوشش کرتا کہ کس عشق کی آگ خوب سگلے، ظاہر دل کسی کے پھاندے میں خوب⁽¹⁸⁾ ہلکے پھسکیں اپنی اپنی ہمت اپنا اپنا کام، اپنی اپنی طلب، اپنا اپنا قلم۔ خدا نے⁽²²⁾ کسی کچھ کر یا ہے، خدا کے عالم میں سب کچھ بھریا ہے، سوکا ہے ہریا ہے، جدھر دیکھیں ادھر دریا ہے۔ اس میں تے اول عاشق کوں فرض ہے کہ غواں ہو کر یو بے بہا گوہر چننا، خدا کوں بہوت یاد کرنا۔ محبوباں کوں دیکھنا، خوشبو کی خوش کرنا، شراب پینا، ہو رراگ سننا۔ یہاں سب ہے، یہاں تماشا عجب ہے۔ یو خلاصا⁽²⁸⁾ ہے، یو سب تے خاصا ہے۔ عشق کا وجود اس باتاں سوں ہے، نہ باقی حکایتاں سوں ہے۔ قاری میں کتا ہے۔ ”تا تو انی طالب فعل بد مباش، بہر حالے کہ باشے با خدا باش۔“ اے مرد اس فکر میں اچھنا

۱۔ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا اس کے بعد میری یہ خواہش ہوئی کہ میری شناخت ہو جائے بتا بریں میں نے مخلوق پیدا کی، پس سکوں نے مجھے پہچانا مجھ ہی سے۔

۲۔ مجاز حقیقت تک رسائی کے لئے ذہن کی طرح ہے۔

۳۔ اور جو شخص دنیا میں اندھا رہا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہیگا۔

۴۔ تا بہر تقدور تجھے فعل بدلے سے مرد کا رند کھنا چاہئے جس حال میں بھی تو ہو خدا کو نہ بھول۔

کہ روز بروز خدا کی محبت زیادت ہووے، ہر دو جہاں میں کام اپنا راست ہووے۔ حدیث بی یوں ہے کہ عزۃ الدنیا بالمال، وعزۃ الآخرة بالاعمال۔ یعنی دنیا کی عزت مال میں ہے، اور آخرت کی عزت اعمال میں ہے۔ مال تے اعمال پیدا کر لینا ہے، جوں یہاں کی خاطر مال پیدا کرتے ہیں۔ تیوں وہاں کی خاطر اعمال پیدا کر لینا ہے، مفلسی کسے نہیں بھاتی، نہ یہاں کام آتی نہ وہاں کام آتی۔ دوست و جو بولے ہو ردل سوزی کرے، مفلسی خدا دشمن نہ روزی کرے۔ اگر جاننا ہے کہ بیچ ہے بھی آنگے کچھ نہیں تو خوشی بھائے سو کر، پیغمبران نے تو یوں دیئے ہیں خبر، اگر کچھ بجیا ہے تو نیکی کر، اگر جاننا ہے کہ جوں یہاں ہے، تیوں وہاں بی کچھ ہے تو نیکی پر چٹ دھرنے کوں نکو بر۔ نہ باپ چھڑائے گا نہ ماں چھڑائے گی، جاں تاں بی تیری نیکی تیرے آنگے آئے گی سب پھسلا کھا کر اپنا پیٹ بھریں گے، کچھ آڑیا تو تیرے آنگے کریں گے۔ تمام غفلت میں تے اٹھے گا تیرا خواب، توں دے کر چھٹے گا اپنا جو (10)۔ جو کوئی خدا سوں محبت دھرتا ہے، وہاں بہتہ خوشی کا کام کرتا ہے۔ جاں خدا کی محبت ہے وہاں سرفرازی ہے خدا کی محبت سوں خدا بی راضی ہے، خدا سوں محبت کرن ہارے کی دائم پیش بازی ہے، عشق مجازی غازی تین صورت، عاشق کوں اس صورتاں کا بیان کرنا ہے ضرورت۔ ایک پھول تے ایچی باس کی ڈوری چھٹے، ایک چھاڑ کوں ایچے پھانے پھٹے۔ اول عشق سلامتی، دوم عشق ہلاکتی، سوم عشق سلامتی۔ اما عشق سلامتی کتے سوا پنا گھر، نہ کسی کی دہشت نہ کسی کی وحشت نہ کسی کا دھاک نہ کسی کا ڈر۔ کچھ ہیں کہ اپنا گھر، خوشی بھائے سو کر۔ یہاں بادشاہاں کوں قدر رکھتے نہیں کچھ کہنے، بعضے تو جماس منے۔ اگر کس کوں گھر نئے عشق لگ جاوے، بہت سکھ پاوے۔ بہت آرام، اپنے نزدیک اپنا کام۔ دائم نظر طیں محبوب، بہت خوب صفا پکڑے دل، دیکھ دیکھ رکھے تل تل۔ دائم خوشحال، دائم وصال۔ فراق کا انداز نہیں جو یہاں آوے، غم کوں قدرت عیس جو یہاں بات بھاوے۔ گود میں مراد، جیونے کا پاوے سوا۔ خدا راضی، رسول راضی، بہت سوا کی عشق بازی۔ ولے عشق کوں بہت زور اچھنا کہ ایسی جاگا چینگ لاوے، ایسی لذت کے پھاندے میں بھاوے۔ یہاں تپاوے، یہاں ترساوے، سونے نا دیوے، دسری سوں کچھ ہونے نا دیوے۔ جیونا بھلے، ہو رسوں دل نا لگے، محبت ضامن اچھے، اسبج پر دھیان اچھے۔ یو عشق

۱۔ دنیا کی عزت مال سے ہے، اور آخرت کی عزت اعمال سے

بہوت نا⁽¹⁾، اس عشق پر کون ہو سکتا قادر۔ معشوق نزدیک۔ اچھ کر چتا تر سناٹھا کام نہیں، اکھیاں⁽²⁾ تھیں دیدار ہو راتھو بر سناٹھا کام نہیں۔ یوں عشق زوراں سوں کوئی نہیں لایا، جسے خدا دیا اسے آ⁽³⁾یا۔ اتال⁽⁴⁾ عشق ہلاکتی کسی کی بہو بیٹی۔ یو اپنے گھر میں تملتا دواپنے گھر میں لیٹی۔ یو پھرتا گھر کے آس پاس، اسے گھر میں جاچتے نند ہو رساں۔ اس کے سنگات اس کا مرو سوتا، یو سورات دیس یاد کر کر دوتا۔ اسے نہ بھیتر قرار نہ بھار، چھپے چوری سوں کدھیں، مدھیں ہوتا دیدار یو عاشق⁽⁵⁾ بچاراد یوانہ پچ بے قام، بہوت ٹٹھا لگتا چوری کا کام۔ حلال تے دل کچواتا، حرام بہوت سوا دگلتا۔ آدی دیو خصلت منا کئے سو کام بہوت سوا دگلتا⁽⁷⁾ منا کئے سو کام انسان کوں بہوت بھایا ہے کہ الانسان حریص علی ممانع⁽⁸⁾ لے یو حدیث میں بی آیا ہے۔ اگر حرام کوں منانہ کرتے تو عجب نہیں جو کوی حرام نا کرتا، حرام⁽⁹⁾ کوں منا کرتے کرتے حرام پر جاہل آدی ایٹا لذت پکڑ کر ضد دھرتا ہے۔ اگر حلال کوں بی منا کرتے تو حلال بی بہوت بھاتا،⁽¹¹⁾ حرام کوں سب سٹ دیتے حلال لیچہ خوش آتا۔ آدی کی طرفہ طبیعت ہے منا کئے تو جانو کرو کر فرمائے، نہیں کرنا سوا⁽¹²⁾ اسے ستمیں⁽¹³⁾ فعل بد پر لیائے۔ منا کرنا بی ایک دکھ ہوا ہے، آدی بہوت بری⁽¹⁴⁾ بلا آدی تے حد ہوا ہے۔ سکر زٹاں⁽¹⁵⁾ بھاتا میا نے میاں، منگ منگ بھجتا انے کھائی سو جھوٹے پان۔ اس کی خوی لگی سو آنگ کی چولی، انے خوشبودی لائی سو خوشبودی، انے کھائی سو گولی۔ بڑھیاں لیا تان اوہرا دھر کی دکا پٹاں، بہوت سوا دکیاں ہوتیاں باتاں۔ عشق ڈانٹا سخت کا ندائ کو دے کا آتا وقت۔ عشق اپنڑتا اس ٹھار، اتال جیو جانے کا کیا بار۔ ایسیاں باتاں سن سن گھریں گھر ہوتی گھن پن۔ چاروں طرف تے ہوتا غل، لوکاں کوں اٹھتے پیٹ⁽²⁶⁾ سٹل۔ دنیا ہے ہر ایک کوئی ایکس سوں جیو لانا، یو لوکاں چپ کے پکار تے ان لوکاں کا کیا جاتا، یو غوغا کئے تو انو کے ہات میں کیا آتا۔ انو کے سینے پھٹتے⁽³⁰⁾، انو کی شرم ایکس کے کھانے اٹھتے نہیں سنے سو لوکاں کوں سناتے، کوٹے کوٹے دھندورا پھراتے۔ جانو آپے ایسے کاماں کیج نہیں، آپے کسے دل رنج نہیں۔ آپے فرشتے، بے گناہ، پاک، یو چہ بچارے گنہ گار، انوکوں کرے ہلاک۔ لوکاں پر نقشاں چنے بغیر رہتے نہیں، اپنے دل کی بات تو خدا بہتر جانتا دوتے نہیں، باتاں⁽³²⁾ بہوت بڑیاں بہوت متھشم، باندی مولی کا پڑا بھرم۔ اپنا درد جیسا ہے، دسرے کا درد⁽³⁸⁾ بی ویسا ہے۔ آدی محبت کوں بھتا، آدی کے دل

لے آدی ہر اس چیز پر گرتا ہے جس سے اسے درد کا جائے

میں عشق کا جوش اچھٹا، آدمی خطا بخشنا، آدمی عیب پوش اچھٹا۔ خدا ستار العیوب ہے، خدا غفار الذنوب ہے۔ جسے خدا دیوے ایسے اس بات کی سکت ہے۔ عیب پوشی خدا کی صفت ہے۔ اپنا عیب چھپاتے، دسریاں کا عیب بھار بھاتے۔ اس کے دل میں ٹوٹا عشق کا کاٹا، انوکرتے ہنس کر لو کاں کا ٹاٹا۔ فراق کوں یہاں بہت زور، جوں جوں بدنام ہوتا، تیوں تیوں محبت ہوتی ہو۔ یہاں غم کا بازار گرم، خوشی کا کیا بھرم، کام جن پر آیا اتال کاں کی شرم۔ یونچہ کرتے کرتے جن پر آتا، یکا دی وقت جن جاتا۔ اتال عشق ملاستی، کلا دیتی، بازاری، یہاں تو بہو تیج دشواری، دائم بدنامی، دائم رسوائی۔ یو عشق بازی کسے ہوا آئی، دائم قباح، دائم فحشیت۔ جیتے کئے گئے تیجے دائم رشکاں تے ہلاک دائم جہل آتے ایک بنے سوں جیونیں لاتے، سو جنیاں کئے جاتے۔ ایک گھر میں تو چار بھار، یوئی ایک عجب تماشے کی ہے ٹھار۔ طبیعت بہت نازک نرم، دو بے حیائی ہو یوں شرم۔ جس کئے گئے، اس کیج ہوں کر دکھلائے۔ ہزار جنس سوں جیولائے۔ ناز شرم یوں کرتے قاش، اصیلاں بھاریاں کیا قماش۔ جانو ایک تے دسرے کی چھاؤں نیں پڑے، ایسا کر⁽⁸⁾ تے جیسے شرم کے بڑے گھٹنگھٹ میں تے موں بھار نیں کاڑتے، بازار میں کھڑے اچھ پردے پھاڑتے۔ ہٹک ہٹک لوکاں کوں بلاتے، اکیس کوں دکھلا کر، اکیس⁽¹⁰⁾ کئے جاتے، اس جا گا کیوں مجھ لانا، یو کسے بھانا یو نامتھوئی دیکھا کیوں جانا۔ یہاں عشق کی تو ہے گرمی، ولے بہو تیج ہے بے شرمی ہزاراں کے، کیجے یاراں کے۔ ایسیاں سوں کیا کرنا یاری، ایسیاں تے کیا دھنڈناں وفاداری یو بیٹھاں ہیں پیکے ملانے، انو محبت کیا جانے۔ پیکے حلال محبت حرام، محبت سوں انوکوں کیا کام۔ یو سواد بازاری، مبالغہ ایک رات کی یاری۔ کھسے⁽¹³⁾ کیاں دشمن، گھر کے لوکاں کے صے کیاں دشمن، ایسیاں کوں کیوں چٹانا۔ ایسیاں کوں کیوں دنیا من۔ اکیس پاس من، اکیس پاس تن۔ ایسیاں کی کیا آس۔ جیولا کر پھسلا تیاں، محض پیکانچہ خاطر آتیاں، جو لگن کچھ اچھتا تو لگن کھاتیاں، ایک گھر کی نیں تو نکل جاتیں۔ جانو کدھیں آئج نہ تھی، جانو آئج نہ تھی کھانے میں تے اڑیا لوں، اتال تمہیں کون، ہمیں کون۔ یہاں بہت نکو ہو مر غول یہاں جنو آسا ہو اڈانو ڈول۔ غرض ایسے چھینالاں کے برے چالے، ایسے چھینالاں تے خدا سنبالے۔ یو برے چٹ، یہاں کون کر سکا دل کوں گھٹ۔ جتا نیم دھرم ہوئے گا، اگر پتھر اچھے گا تو یہاں نرم ہوئے گا۔ جو کوئی اچھتا ہے عشق کے سنگ، وہی بجتا ہے۔

اس عشق کے رنگ۔

القصاص و حسن⁽¹⁾ حور چھی پری، دودھیں⁽²⁾ دل کوں بے ہوش کر اس وصال کے چھجے پر لیا کر حظ
کری۔ دل کوں بے خبر کر مہاڑی پر لیا دے لجاوے، کسے نا دکھلاوے⁽⁴⁾ کسے نہ سناوے۔ چوری کا
کام، کسے نہیں ہونے دی نام۔ ویسے میں اس وقت رقیب، بے نصیب، مگر اور رویا کی ایک بیٹی
تھی۔ اس کا ناؤں غیر، سب سوں اس کا بیر۔ بہ حسب ظاہر راضی سوں رہتی تھی، حسن کن یو
دعا بازی سوں رہتی تھی۔ جاں جاوے، دو میں جھگڑا لگا دے، ملیاں کوں پھڑا دے۔ چھوٹیاں
باتاں کئی کیا مٹی لوتری چاڑی خور، دل میں کچھ ہور سوں میں کچھ ہور، زبان دراز، سب اس سوں
واز۔ حسن دھن، جگ جیون، من موہن کسے رہتی تھی،⁽¹⁰⁾ لے اپنا بھید کسے نہیں کہتی تھی۔ حسن نار،
دل کا آدھار، چتر چوسار،⁽¹¹⁾ تو پچھ سچی کہ یو نا معقول، بے وصول⁽¹²⁾۔ مردار، نابکار۔ شرم نہیں دھرتی۔
ایس کے آگے۔ ایس کی بات کرتی۔ بیت⁽¹⁵⁾

جسے حیا، نہیں کچھ اس تے بہوت ڈرنا ہے⁽¹⁶⁾

فکر ایس کے حیا کی بی کچھ سو کرنا ہے⁽¹⁷⁾

کلاکتیاں لاتی ہتوے اچاتی۔ سوں کی ہلکی بہوت شوخ، نڈر، اپنی شرم نہیں دھرتی سوکس کی
شرم کی اسے کیا خبر بے حیا، بے ایمان، بدکار، بدگمان، بے اعتبار کی اعتباری نہیں۔ بات کس کی دل
میں چھپان ہاری نہیں۔ اُسے جانتی تھی، خوب پہچانتی تھی۔ جو حسن دھن، من موہن باغ میں
جاوے، اس نا پاک کوں سات⁽²¹⁾ نا لیا دے۔ جو کچھ دل سوں ملنے کی فکر کرے، اس حرام خور تے
بہوت ڈرے۔ غیر نے سمجھی کہ حسن دھن، من موہن اپس سوں کپٹ پکڑی ہے۔ اپس سوں ہٹ
پکڑی ہے یہاں تو کچھ پیار نہیں، اتال کچھ بھلی بار نہیں۔ بیت۔

یو دعا باز تھی دو تھی سادی

سادی تھی اس تے یو دعا آدی⁽²⁴⁾

جدھر گئی بی ایکلی جاتی، مجھے سنگات نہیں لے جاتی، میں اسے نہیں بھاتی۔ غیر کی غیرت اند
کھڑی، غیر حسن کے دنبال پڑی کہ دیکھوں یو مجھے ایس کوں چھپاتی ہے، اکیلے کدھر جاتی ہے۔

یونچہ کرتے کرتے ایک رات اس باغ میں حسن⁽¹⁾ دھن، من موہن سنگت⁽²⁾ دل سوں ملے جاتی تھی، یو
تا بر خور دار بی اس کے سنگت چوری سوں لگ⁽³⁾ پھیں آتی تھی۔ شیطان⁽⁴⁾ اگر کسے⁽⁵⁾ لگے تو کوئی تھی
چھڑا دے، آدمی کسی کے پے میں پڑے تو جیو بچ جائے۔ شیطان کوں موٹھی کھل⁽⁶⁾ اتی تھی دے تو
جاتا ہے، آدمی برائی پر آتا تو کلیجا کھاتا ہے۔ شیطان کی فکر سہل ہے۔ شیطان⁽⁸⁾ کی فکر کیا کرنا، بڑا آدمی
بڑا، بڑے آدمی تے ڈرتا۔ شیطان⁽¹⁰⁾، شیطان کی صورت سوں ایس کوں دکھاتا، اس کا علاج کچھ کیا
جاتا۔ بڑا آدمی بڑا شیطان⁽¹¹⁾ فرشتے کا لباس لے آتا، بھلا آدمی پچارا کیا جاتا دعا کھاتا۔ بھلا جاتا کہ
یو بھلا⁽¹²⁾ ہے، سچیں پچیں یو فرشتا چ ہے۔ آدمی پچارا کیا پچانے، غیب کی بات خدا جانے غیب کا
عالم کسے دکھلاتا رو، و عنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو۔ 1۔ یعنی غیب کیاں کیلیاں
غیب کے صاحب پاس غیب کے صاحب کوں معلوم، غیب کے صاحب نے جیسے معلوم کیا اسے
معلوم ہوے یو غیب کے علوم نبھاں کوں بی بولے ہیں حضرت جنوں کا دل کعبہ یکدہون
المنجون و رب الکعبہ۔ 2۔ یعنی غیب کے پردے⁽¹⁴⁾ انو کیوں کھولتے، منجم سب جھوٹ بولتے۔
بعضے بولتے انو کا بول پکڑتا ہے مکان، سچ ہو رہوٹ کے میانے میاں جیتا بولیں گے انو سچ،
انو کا بول نہ جھوٹ نہ سچ، آدمی عاجز ہو کر کا کلوت تے پوچھنے جاتا، انو کا بول کدھیں⁽¹⁷⁾ ہو آتا
کدھیں نیں ہو آتا، بات میں رسالے لئے ہیں، غرض پیٹ بھرنے جا گائے ہیں، بارے حسن نار
، چتر چوسار جوں دا ایم جاتی تھی دو نچہ جا کر اس جھجے پر چڑی، یو بی⁽¹⁸⁾ اس جھجے پر جا کر ایک کوئے میں
ماری ڈری حسن ہو رہوٹ کے چالے سب خاطر لیا بی انو دونو کا بھید پائی۔ کہی⁽¹⁹⁾ حلقہ⁽²⁰⁾ جو بچتے، ڈرتی
تھی ہو رایتا کرتی تھی سو یو تھا کام، میں تو کری قام غیر کوں بی انو دونو کا چالا دیکھ کر عشق حائل ہوا
غیر کا بی دل⁽²¹⁾ پر مائل ہوا۔ غیر کوں بی دل کا عشق داٹ پکڑیا، بہوٹ اچاٹ پکڑیا۔ دل میں
بدنیت دھری، اپس میں آپے کچھ فکر کری۔ بیت۔

دل کوں یو دیکھ دل کوں بد لیا بی
حسن کا دل میں شک نہیں لیا بی⁽²⁴⁾

1۔ اور اس کے پاس ہیں غیب کے خزانے، انھیں بجز اس کے کوئی نہیں جانتا
2۔ کعبہ اللہ کی قسم لوگ منجھوٹا نہیں گے

ان کم ذات^(۱) نے اپنی ذات دکھلائی، آخر اپنی ذات^(۲) پر آئی کہ حسن کی چوری سوں اس مہاڑی پر
چڑنا ہو ردل کے^(۵) وصال کی لذت کون اپنے^(۸) میں بی حسن تے حسن میں خوب ہوں، دُر با ہوں،
محبوب ہوں۔ میں بی چلبلانے جانتی ہوں، میں بی دل کوں بھلانے جانتی ہوں، کیا مجھ میں ناز ہو
غزائیں، کیا مجھ میں شیوا ہو رشوائیں میرا^(۸) میں بی پھول کا چمن اکھیاں جوں لالے ہیں، مجھ میں بی
بالیں بال چھند ہو چالے^(۹) ہیں اگر خوبی کا دعوادھر دگی تو حور پری سوں بات کروں گی میں^(۱۱) بی آرسی^(۱۲)
میں ایسے کوں دیکھی ہوں، ایسے کوں جانتی ہوں، اپنی خوبی کوں خوب پہچانتی ہوں جس جاگا پر میرا
قام ہے وہاں دل بھلانا کیتا کام ہے۔ بیت۔

دل سوں باندی تھی جیو کی ڈوری^(۱۳)
آکہ خالی وقت کری چوری

یو مٹلا معلوم ہوا آج گھر میں کتیاں کاراج۔

بارے ایک رات حسن دھن من موہن جگ جیون^(۱۴) شہر منیج تھی حسن کا نہیں ہوا آنا۔ وقت خالی
دیکھی^(۱۵) اس حرام خور کوں یونچہ ہوا بھانا۔ دل سوں ملے خاطر بہت تڑ پھڑی، اس باغ میں اس وصال
کے چھجے پر چڑی، بحر ٹونا بہوت جانتی تھی وہاں حسن کی صورت پکڑ کر کھڑی خیال ہو نظر ہو تبسم
کوں ہو ردفا کوں جوں حسن فرماتی تھی^(۱۷) دو پچہ آ پے بی فرمائی، داروئے بے ہوشی دل کوں دلائی
پلائی۔ ہو ردلف کوں بی حسن کے منچے بول کر جیوں تیوں دل کوں اس وصال کے چھجے پر
لیائی، منگائی، گلے لائی سبائی۔

ایک ایتیاں کوں آدغا دی ہے
کیا مٹھن ہے کیا بلا کی ہے^(۱۸)

یو بداصل، شیطان کی نسل حسن کے تحت پر دل سوں لٹ پٹ ہوئی، اس کا بی دل، دل سوں لکھا
دل پر عاشق نہٹ ہوئی دیسے میں خیال جو سوتا تھا سو جا گیا، دل دستائیں دل کدھر گیا ہے کر
ڈھونڈن لکھا۔ فرد۔^(۱۹)

دل کی خاطر عجب رکھی راکھوں
غیر جو چوری کیا تو جا گیا خیال^(۲۰)

خیال کا مشکل ہوا حال دھنڈتے دھنڈتے وصال کے چھجے پر جو آیا تو مقصود اپنا پایا دیکھتا ہے
 جو غیر ذل کی گود میں مست پڑی ہے، دل بے خبر غیر کوں مستی چڑی ہے یہاں یو نامحرم، محرم ہے
 ، یہاں تو کچھ کا کچھ عالم ہے۔ خیال فی الحال شہر دیدار کوں جا کر اس گل زار کوں جا کر جو کچھ دیکھا
 تھا سو حسن ناز کوں دل کے سنگار کوں دیدیاں کے آدھار کوں خبر بولیا، معاملہ یوں ہے کر بولیا۔ حسن یو
 بات سن حیران پریشان سرگردان نا کھان (4) ناپانی کڑوی ہوئی سب زعم گانی۔ آگ (5) کے بھڑکے اٹھے (6)
 تن میں آہاں مارن لگی من میں سوکن کے جھل نعوذ باللہ جیو جاوے نکل اس جھل کوں کون سنبھالے،
 تن من رنگ روپ سب جا لے۔ بیت (8)

جان تے سوکن جو مرد کنے آئی
 جھل یو بختاں کی سو سی نہیں جانی (9)

اگر مرد آگ میں پڑو کہے تو آگ میں پڑنا بھادے، ولے سوکن کی جھل سو سیانہ جائے۔ سوکن
 اچھے جس ٹھار، اس مرد (11) تے بے دل، بے زار عورت (12) شرم کوں چپ مرد کنے آوے گی جاں سوکن میانے
 آئی وہاں لذت کیا پاوے گی جاں سوکن ہوتی، واں عورت ضرور کوں بیزار ہو کر مرد کنے (13) سوتی نہ من کا
 سواد نہ تن کا سواد سینا جلد دل میں تر پھڑی، سچ میں (14) نہیں آئی ہے جا کر دوزخ میں پڑی۔ کیا جانے کیا گنہ
 کی تھی اول زمانے جو یوں آکر پڑی اس عذاب میانے سوکن ناسوے ناسونے دیوے سوکن جیو پر
 اٹھے (15) سوکن جیو دیوے سوکن تے محبت میں فتوا اٹھے سوکن تے جزیادل تے۔ سوکن آئی ذکر تے سینا
 بھٹیا سوکن آئی محبت کا سواد اٹھیا دا ایم جھگڑتیاں جوں بلبلان لڑتیاں ادھرتے سالے ادھرتے سالیان
 چاروں طرف تے برستیاں گالیاں۔ کوئی کوہا گرتی کوئی بائیں، گھر میں کھلتیاں جائیں مائیں۔ یو گھر
 میں تنکے سوں نہیں سوتا، میانے میاں لوکاں کا ہنستا ہوتا جو دیکھے تو کل کل عورت تے زیاست ساس کے
 جھل۔ سالادٹن سالی دشمن، بجر کا اس بچارے کا من۔ کسے کسے سجاوے (16) کس کس کے تغادیاں تے
 بھار آوے۔ بیٹا بیٹی اپنی ماواں خاطر جدا لڑتے۔ یو جدا تلے یو جدا چڑتے بیزار ہوتے باپ کے ام
 سوں۔ یو بی دشمن ہو بیٹھے (18) یک قسم سوں دل سب ہونا بھنگ سعدی کہتا ہے کہ۔

بلائے سفر بہ کہ درخانہ جنگ
 تھی پائے رفتن بہ از کنش تک 1

1۔ گھر کی لڑائی سے بہتر ہے کہ سفر کی مصیبت اٹھائی جائے تک جوتے سے برہنہ پیر چلتا زیادہ بہتر ہے۔

سوکن کوں دیکھنے کا کسے تاب جس گھر میں سوکن آئی وہ گھر خراب۔ سوکن آدیکھی سچ کی تقسیم
دار یو جھل کوں سو سے توبہ استغفار جئے آ⁽¹⁾ سودگی کوں دسری عورت کیا، اے⁽²⁾ بتری اپس کوں عذاب دیا
کیتی جاگا اپس کوں باٹ بھا⁽³⁾ لے ایک دل دو جاگا کیوں لا⁽⁴⁾ لے ایکس سوں توڑنا تو دسری سوں
جوڑنا جھل تے دونو سینا چاک۔ یو بچار امیانے میاں ہلاک۔ ایک⁽⁵⁾ دل بولے اور کہے ایک یا⁽⁶⁾ ایک
جھوٹے کوں لگائے گا دوٹھار ادھر یو لڑتی ادھر دو جھگڑتی صبا اٹھ کر گھر میں کچاٹ۔ آ سودگی بار اباٹ۔
آ سودگی گئی اسے تو وقت پڑیا ہو، ایک⁽⁷⁾ کے حضور ایکس⁽⁸⁾ کوں دیکھنے کا چور۔⁽¹²⁾ ضرور کوں ایکس کئے
سوتا، دل دسری پر ہوتا، ایکس⁽⁹⁾ کوں کیا پیار، تو جانو دسری کوں دیا زہار۔ ایکس کوں پان کھلایا، تو
دسری کوں جانو آگ لایا ایکس کوں پھول پہنایا تو دسری کوں جانو انگاریاں⁽¹⁵⁾ میں بھایا۔ ایکس سوں
بات کیا تو جانو دسری کے چپو پر گھات کیا۔ ایک نرک⁽¹⁷⁾ سوتی تو دسری روتی، مرنے پر راضی ہوتی،
کلکلاتی تمللاتی کیں کانیں سو جھگڑا کاڑتی، یو دونو کی خوشی میں خلل پاڑتی یعنی آپے جل جل مرتی،
سوکن کیوں خوشی کرتی سوکن ناسو دے ناسو نے دیوے، اپنا دعوانا چھوڑے اپنا بیر لہوے یو بچارانا
ادھر کا نا ادھر کا کیا جانے کدھر کا یو ایکس سوں محبت⁽²⁰⁾ دھرتا دسری کیا کیتی⁽²¹⁾ اچھے گی کر دل میں فکر کرتا،
دسری کی فکر دل میں بڑی، اتال لذت کاں کی لذت⁽²⁴⁾ میانے تے اڑی یہاں کھانا کھاتا تو وہاں پانی
پیتا کدھیں⁽²⁵⁾ یک چنت نیں دائم دو جیتا عشرت غم ہوا، گھر جہنم ہوا ایکس کوں پو چھا بچار یا، تو دسری
کوں جانو جیو⁽²⁷⁾ ماریا۔ عورت اتنا جھل دھرتی، اس وقت جیو نیں دیتی، سولی کرتی۔ رات دیس
جھگڑا کسے بھاتا، گھر میں تے خفاٹ جانے کا وقت آتا۔⁽²⁸⁾

القصاص حسن دھن، من موہن جگ جیون اس غیر کے رشک تے ترا نچل بھگائی انکھیاں⁽²⁹⁾ کے اشک
تے جلتی، تلمتی کپڑے پھاڑ لیتی سنگارن کا کاڑ لیتی گالیاں دیتی، روتی حیران ہوتی جھل کے جہال
سوں اس حال سوں جھلی کھاتی وصال کے چھجے⁽³¹⁾ اوپر آئی غیر کوں دیکھی تخت پر مست، دل اس سوں
ہم دست۔ سوں سوں ملائی ہے سو کھور⁽³²⁾ ہی ہے، سو رہی ہے نادر استری بہوت نخر⁽³³⁾ بھری اوتار
استری۔ پکارا⁽³⁴⁾ آہ مارا⁽³⁵⁾ کد آہ یو کیا ہوا، واہ یو کیا ہوا۔ ان چھنال نے مجھے جیوں ماری، ان چھنال
نے اپناؤ ندساری ان چھنال نے میرا گھر گھالی ان چھنال نے مجھے دیس⁽³⁶⁾ اندری اسے اور جاگا نہ تھا
جو یہاں چھنال کری کر⁽³⁷⁾م اتنا بی میری آشنائی کی نیں رکھی⁽³⁸⁾ شرم۔ کچھ اسے ملاحظہ نیں آیا، یو کام اسے

کیوں بھایا، اسے ٹھار کیس نہ تھی، ہو کر کیا اپنے جہنم میں کسی سوں یاری کی نہ تھی اور اُم خور بھاری خدا کا عالم⁽⁵⁾ ہے، کیا کم ہے ایچ کا ماں پر آئی تو پچھیں کیا غم ہے اس کی چوری کی جاگدیکھو، اس کی حرام خوری کی جاگدیکھو دنیا تے ڈرنا، نزدیک کا آدی یوں کیا اتال کیا کرنا آستین میں کی آگ گھر میں کا دشمن، آدی کوں آدی پیتا کیا جانے کوئی کس⁽⁸⁾ کے لکھن۔ کید کڑھنگ او لکھن، بد نیت بڑے آدی کون کیتا کرنا جتن سنا کس دیکھے بغیر معلوم نہیں ہوتا، آدی بس دیکھے بغیر معلوم نہیں ہوتا، ایچ نہیں سمجھے کس کا کیا کرنا گلہ، کہ پیڑ بڑی کہے کہ المرء عند المعاملہ 1 یعنی کام پڑے بغیر آدی جانیا نہیں جاتا، کچھ مشکل گھڑی بغیر پہچانیا نہیں جاتا۔ سنا اور پیتل دونو کا ایک رنگ ہے ولے اس کا اور ڈھنگ ہے اس کا اور ڈھنگ ہے پیتل بی پیلا دیا تو کیا ہوا، پیتل بی چھیلادیا تو کیا ہوا⁽¹³⁾ لے بازار میں بیچنے گئے تو پیتل مول میں کم آتا سنا کے مول پر نہیں آتا، ہزار پیلا ہوا تو کیا ہوا اس پیلے میں ہزار غلل، آخر سنا سوسہ پیتل سو پیتل ایسے دیس خوباں کی صحبت ری، ولے صحبت اسے اثر نہیں کری بد ذات⁽¹⁵⁾ حرام خور چور مگر بھری خوب اچھے تو خوب کی صحبت اثر کرے، بد کوں⁽¹⁶⁾ خوب کی صحبت کیا کرے گی۔ آفتاب سب پر پر تو سنا دلے جس میں جو ہر ہے دو چہ جو ہر ہوتا مہوئی کے بندے پڑتے ہیں ولے جس میں کچھ جوت ہے دو چہ گو ہر ہوتا، چونکہ حافظ کتابت، بیت۔

گوہر پاک باید کہ شود قابل فیض

ورنہ ہر سنگ و گلے لو لو و مر جاں نشود 2

بھلا بھلا کچھ جانتا، بھلا برائی کیا جانے برابر کچھ پہچانتا برا بھلائی کیا پہچانتے جو کوئی بھلائی سمجھتا ہے اس سون بھلائی کرنا نہ کرنا برابر ہے، برے سوں بھلائی کرنا دشمن سوں سگائی کرنا نادانگی سراسر ہے۔ سعدی کتاب ہے درویش جہاں گرد صاحب تجربہ صاحب درد، بیت۔

کوئی بایداں کردن چنا نیست

کہ بد کردن بجائے نیک مرداں 3⁽²⁵⁾

یو کام عبث ہے، سخن ہارے کوں⁽²⁶⁾ بس ہے۔

1 انسان کی پہچان معاملہ کے وقت ہوتی ہے

2 ترجمہ پچھلے صفحات پر دیا جا چکا ہے

3 بدوں کے ساتھ نیکی کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ نیک لوگوں کے ساتھ بدی کرنا۔

القصاص کوں لگی تلکی، غیر کوں گالیاں دینے لگی۔ بیت۔

دل کوں اپنے اُجاٹ خوب نہیں
گھر میں دائم کچاٹ خوب نہیں^(۱)

مومن بھائی چھوٹے کاٹی میرا بس ہوئے تو اسے بہت ٹھوکنوں، میرا بس ہوئے تو اسے
چھریاں بھونکوں دونہا کروں قیما قیما کروں بہت سرچڑی ہے دھکڑیکوں لے پڑی ہے بہت ایس
کوں مروتی ہے، دل اسے نہوئے گاتے کوں کھیر جروتی ہے اجموں بی جیونیں بھگیا، دھکڑیکوں لگیا یو
چھٹا خضاتے نیں ڈری، کیا بلا کری۔ دمن کاڑی چیل ہو کر ہات میں تے چھوٹے ماری۔ اتال
میں ہائیں گروں کے یا کوا، میں کئی تھی سو آخر ہوا غیر، دل میں دھرتی تھی پیر جوں حسن کی سنی آواز، بگی
کہ یو سچ ہے جو کرتی ہے اتا ناز یار کوں پیار دکھلاتی ہے اپنا اعتبار دکھلاتی ہے بار بار بولتی، ستمیں
پکار پکار بولتی عورت کی ذات کوں اتا کلا، تو بہ استغفر اللہ۔ یو کیا بلا کھڑی ایک آہ مارتی گھڑی۔ ایک
اساس بھرتی غمزے کرتی قصیر میں کرتی چالے بہت نغریاں بھرے۔ ایسے غمزے اس میں تھے تو
انے دل کوں یو ہلاک کری مر دھنور ہزار پھول کی یوے گا باس یو کتا پکارتی پھرے گی اس پاس۔
مرد کوں کوی رکھ وال رکھ سکیا ہے مرد کوں کوی سنبال رکھ سکیا ہے؟ مرد آپ بھاؤتا ہے، مرد آپستا ہے
مرد کیں عورت کی قید میں رہتا ہے۔ مرد ہزار جاگا جائے گا اسے کاں کا جھل آئے گا۔ یوں جھل
کھاتے پھرے گا لوکاں دیوانے کہیں گے، کیا لوکاں چپ رہیں گے۔ خوب معقول جنس سوں آنا تھا
اپنے مرد کوں لے جانا تھا ایسا کرناں کیا ہوس تھا، مجہ میں شرم اچھتی تو مجھے اتنا ج بس تھا جن عورت
نے ایسے جھل کھائی، انے آخر اپنے مرد کوں گنوائی۔ ایچی چتر ایچی چور سار لڑ جھکڑ کوئی سنگتا ہے
پیار۔ لڑنے جھکڑنے تے کیا پیار آتا ہے بلکہ پیار ہے سو بی جاتا ہے دو عورت عجب ہے گنوار جو مرد
کنے لڑ کر کئی پیار تری مرد ہٹ پکڑا دل میں کپٹ پکڑا ایسی عقل دھرتی اچھے گی جو نار، دو کیوں ناہو
وے گی خوار مرد اس تے کیوں ناہو وے گا بیزار، اگر آپس میں کچہ خوبی ہے محبوبی ہے، تو بو بیتابی کیا
خاطر، مرد آچ نزدیک آتا ہے۔ آچ سنگتا ہے شتابی کیا خاطر۔ آپس کوں جھل کے ہات نہ دینا، آپس
کوں آپے خراب نا کر لینا۔ جس سوں رستے جیو پر آتا، اس سوں رسیا کیوں جاتا چھوڑیاں چھاریاں
اجمیں کچھ تن پر پڑیا نیں، بھلا برا کچھ سر پر کھڑیا نیں۔ مرد کا دل ہات لینے کیا جانتیاں، کیا فائدہ مرد کوں

گنوائے کرکھیں بھجھتیاں اسی ڈھنگاں تے مرداں ہوتے وا، انوکے دلاں میں کہ ہمیں کرتیاں
ہیں ناز۔ عورت اسے کہتے ہیں کہ مرد کے دل کوں بھلاو⁽²⁾، نہ مرد کا دل عورت تے وا ہو جائے۔
پیار آتا ہے سوبلی نا آوے کھساتیاں کا ناز، تو بہ استغفر اللہ ایسے نازاں تے جیو وا، عورت
نے مرد کا جیو پکڑی تو آسوگی نا دیکھنا اپنے تن کی، خاطر رکھنا مرد کے من کی، عورت میں مہر، محبت،
پیار اچھنا، عورت چتر چوسا ر اچھنا، عورت⁽⁷⁾ میں بات گفتار اچھنا، سواد کھن ہاری عورت کاں ہے،
سب گن میں ساری عورت کاں ہے، جو یوں عورت دل تے کھلے، تو مرد کیوں نہ بھلے۔ عورت دل
میں رکھے کھپٹ بھجھیں مرد کو کیوں لگتا چٹ۔ ادا حرکت چالیاں تے عورت مرد کوں خوش لگتی، آپے⁽⁸⁾
گلے لگتا، آپے گڑ دینا، ایسی محبت کے الالیاں تے عورت مرد کوں تو خوش لگتی۔ ایس کوں گھڑی گھڑی
سنوار مرد کوں دکھانا، اپنے دل میں کا کچھ پیار مرد کوں دکھانا۔ سچ پر سنگرام کے وقت، کام کے وقت۔
عورت نے مرد کی بہوت منت کرنا۔ پاؤں پر ہات سنا، الالیا، سینے سوں سینا چکھنا، ہنسا، گڑ دینا،
خوشبو میں تمام مہک رہنا، اپنے دل کی بات کھول کنا، یوتن سوں تن دل سوں دل ملانے کی جاگا ہے
، ایس کوں کلی کرتا اچھنا یو پھول ہو کر کھلنے کی جاگا ہے۔ مرد بھنور ہے ہزار بھول کارں لینے آیا ہے،
عورت پر عاشق ہوا ہے دل کی ہوس لینے آیا ہے۔ مرد سوں ایک⁽¹⁰⁾ چٹ ایک دل اچھنا، جیوں مرد کا
دل ملگتا ہے تیوں مرد سوں مل اچھنا۔ ناز ایسے کہتے ہیں محبوب⁽¹²⁾ عورت اسے کہتے ہیں۔
ایسیاں عورتاں خاطر جیواں دیئے ہیں مرداں ایسیاں عورتاں خاطر ہزار ہزار سوئے ہیں سردرداں⁽¹³⁾
جن عورت نے یو چھند نیس پائی، کیا کام آتی یوروکھی قبول صورتائی، قبول صورتی ہو راس میں یو چھند⁽¹⁷⁾
بہوچ خوب ستا ہو ر سنگند⁽¹⁸⁾۔ عورت کی صفت کیا ہے؟ ناز غزا، شیوا، چالا، ناز کی نرمی۔ دل ہات پکڑنا،
ہنس بات⁽²⁰⁾ بولنا، ملنا، ملا لینا، ہو ر محبت کی گری۔ عورت میں جتنی صفت⁽²¹⁾ ہے اتنی صفت مرد کوں دکھانا،
مرد تے یو صفتاں نا چھپانا، مرد کوں بھلانا۔ عورت کوں یو صفت خدا نے مرد کوں بھلانے خاطر
دیا ہے، نا کہ مرد تے چھپانے خاطر دیا ہے۔ عورت یو صفت مرد تے چھپا کر کسے دکھائے گی
چھپائے گی تو یو صفت اسے کیا کام آئے گی۔ کسے بھلائے گی۔ ایسی عورت یاد یونی ہے پانا دان، جو عاقل
عورت اچھے کی سوا پنا کام آپے لے گی پہچان اس کا دل اسے گواہی دیتا ہے، مون پر نیس⁽²⁷⁾ تو

کیا ہوا، درؤنا کھلتا ہے مون پر نہیں کھولے تو کیا ہوا۔ جو کوئی ہے عورت کی چتر ذات اسے بہانچ ہیں⁽⁴⁾ گی یوسوا کی بات۔ اگر مون⁽⁵⁾ پر چپ رہیں گے دل میں تو شاباش کہیں گے عورت اگر سنگھڑا بھی تو مرد کا دل ہات لینا کیتا کام ہے، دے یو چند کس عورت کو فام ہے۔ مرد اول⁽⁶⁾ تے بھلیا سوا دی بھلے کوں بھلائے تو بیک بھلتا، اپنا ہوتا دل تے کھلتا، اپنا رام ہوتا، کام ہوتا، مرد کی بہوت بھل، نا کھانا، مرد کوں بہوت داز نا لیا نا۔ بہوت پاک ہو چلے تو مرد پیار کرنا پاؤں خاک ہو چلے تو مرد پیار کرتا۔ اگر گھر دار کا دھندا کچھ فام ہے، تو مرد کا دل ہات لینا بہوت بڑا کام ہے۔ خدا نے کہا ہے مرد کوں نیے خدا اس کی بات⁽⁹⁾ تے کیوں ہوتا جدا اس کی بات⁽¹⁰⁾ تے جدا ہوتے کیوں راضی اچھے گا خدا۔ جو کوئی عورت چوسا رہے ہو رچے تو ہے، و دیوں چٹی ہے جو مرد آپے اس کا ہونا شرم حضور۔ گھر دار اپنا دیتا سب اس کے ہات، اس کے سامنے بھی پھر کر نہیں کرتا بات۔ اسٹیج جانتا ہے گھر کی استری، لکھن⁽¹³⁾ دتی، گن بھری۔ اس کے ہات⁽¹⁴⁾ میں دیتا اختیار جو کچھ وکری سوکری مرد اپنا ہوتا اپنا سب گھر، دل بھلا لینا بہوت بڑا ہے ہنر، مرد عجائب کچھ میوا، عورت⁽¹⁶⁾ و جس میں کچھ عورت کا شیوا۔ بیت

عورتاں کوں پنچ پند دیتا
مرد کوں آپنے رجھا لینا⁽¹⁸⁾

عورت جیتی قبول صورت اچھے بی اپنی قبول صورتی پر اپنے ناز پر نا جانا، مرد دیکھے خدا اس کی خدمت سوں جیولا نا۔ اس کا مہر اچھے گا تو ناز سہا دے گا، سب کوں و ناز بھائے گا۔ ناز کوں لکھن⁽²²⁾ چڑے گا، روپ آوئے گا۔ جس عورت کوں منگے گا گھر کا دھنی اس کے دیوے کوں کیوں نا ہوئے سی روشنی۔ قبول صورتی تو خوب ہے، جو گھر کے دھنی کا پیارا اچھے، قبول صورتی تو خوب ہے جو گھر کا دھنی قربان بلہارا اچھے۔ اس کے دیدیاں کا مطلب اس کا دیدار اچھے، اس کی نظر میں دوچہ ٹھاریں ٹھارا اچھے۔ تل نا دیکھے تو قرار نا پکڑئے، پاؤں بھونیں کو لگے ٹھارنا پکڑے۔ عورت کی صورت⁽³¹⁾ مرد کے دل میں لکھی جاوے، تل تل اس کی صورت کا گن یاد آوے، اس کی صورت⁽³³⁾ پھیر بھی کسی کی صورت نا بھاوے۔ غرض عورت دینچ ہو اس کا قبول پڑیا جینا جنے رجھا لے کر مرد کوں کری اپنا۔ جو مرد ہوا اپنا تو دو صورت⁽³⁶⁾ دو ناز خوب دستا سب کسوت ساز خوب دستا۔ دین دینا حاصل، جان

قرار ایمان قرار ایک جاگاد دل۔

بار (۱) لے القصہ حسن نے (۲) اپنے تپاک سوں ایسا کچھ کہی، لا علاج غیر نے سب سہی، کینک وقت لگ، ہلکے ہلکے۔ ایسیاں کچھ باتاں کہہ کر، اپس میں آ پے حیران رہ کر۔ بھی کہی اتال یہاں چپ رہنا خوب نہیں، یو بات کس پاس کہنا خوب نہیں۔ ساحتھی، جے (۵) یک بدیاں میں ماہر تھی۔ ٹونے نامن کا تھا خوب (۶) زور، بھیس اپنا بھرائی بھی صورت پکڑی ہو حسن کے نظر تلیں تے آپس کوں چھپائی، وصال کے چھجے پر تے (۸) (۹) اتر تلیں آئی۔ اپنے دل کوں جو کچھ بھایا سو کری، یہی شہر بسکار کے ادھر قدم دھری۔ حسن دھن، من موہن، جگ جیون کوں دل کا روش نہیں بھایا، دل پر بہوت غصا آیا۔ یو چاند سورج کی جانی، جس (۱۱) پر ختم ہوئی زیبائی۔ خیال ہو نظر ہو تبسم کوں فرمائی کہ اس دل کوں اس لا (۱۲) (۱۳) قفل کوں اس جاہل کوں، اس کاہل کوں، اس ناقابل کوں اس باغ میں تے بھار کاڑو، اس کی دوستی کا ورق پھاڑو۔ بیک اس باغ میں تے اسے بھار لے جاؤ، چار عاشقاں مل ہمارا (۱۴) اس کا کریں گے نیاؤ۔ یو اپنی محبت میں خطا بھایا، اکیس (۱۵) کوں چھوڑ دسریاں سوں جیوں لایا۔ اس کی پیشانی (۱۸) کوں بدنامی کا ٹیکا لاؤ، سب عاشقاں میں پھراؤ، یو اپنی محبت میں ثابت نہیں اسے کیا خاطر اتنا چاؤ یو گل گل زار، اس نالائق کوں (۲۰) اس باغ میں ٹھار؟ عالم اس باغ کے تماشے کا مشتاق، میں (۲۱) اس باغ میں اسے دی دھاق۔ عشق میں محکم ہے کر جانتی تھی، عاشق ثابت قدم ہے کر جانتی تھی۔ یو اپنی حد چھوڑ پر حد چکلیا، نالائق ہو کر نکلیا کیس نہاٹ جائے گا سنبالو، اسے ہمارے غضب کے بندی خانے میں گھالو۔ اس باغ میں بھی نکو دیو آنے، اگر کریں نکل جاوے گا تو تمہیں جانے۔ تمہیں تین چنچ نظراں چارو کدھن رکھو، ہشیارا چھو، اسے (۲۴) تن رکھو۔ اتال کوں کا عشق، کوں کی یاری، کوں کا دل، کوں کی دل داری۔ کوں کا غزا، کوں کا ناز، (۲۵) دیکھنے تے ہوتی بیزار دواز۔ بیت

راحت ہوئی تمام اب خوار (۲۶)

یاری تھی سو ہوئی ہے بیزاری

بات کہنا خوش نہیں آتا، موں دیکھنا نہیں بھاتا۔ جمل آگ۔ جمل (۲۷) بجاک، کون سنبال سکتا جمل کی آگ۔ دو گورت تھی بد تھی، کم ذات تھی اپنا جیو دکھلائی، یو تو مرد تھا، دل تھا دل سنبالنا تھا۔ اسے یہاں کیوں حرص آئی، کیوں اس کی محبت بھائی۔ محبت میں کفر ہے (۳۱) ایسا کام، محبت میں یو کام ہے

حرام۔ اور پردل دھرتا درست نہیں ہے، ایکس کوں چھوڑ دسرے پر نظر کرنا درست نہیں ہے۔ دو کیسے عاشق کہ دسرے کوں خیال میں نہیں گزارتے، دسر ادنیٰ میں بیچ کر جانتے۔ ایکس کوں چھوڑ دسری پردل دھرتا عاشق کی خالی ہے، عشق کے کام میں ناتما ہی ہے کس عاشق تے یو کام ہوا، کون عاشق یو جنوں دکھلایا، کون عاشق ایکس کوں چھوڑ دسرے سوں جیو لایا۔ زیلتا تھی، فرہاد تھا، مجنوں تھا کس میں یوں وضا آجنوں نہ تھا۔ ان دل نے عشق میں اپس کوں پنوایا، ہور عین جاگا پر یوں دعا کھایا، یوں گنویا، میں اس کی خاطر سارے عالم میں بدنام، یو بے وفا سوا کیا کام۔ ذرتی ہوں میں پردردگار تے، نہیں تو اتنے یا اپس کوں مارتی، اس کام کوں ناہارتی۔ دل ہور حسن میں پڑی دوتی، ایسی بات ہوئی دے کتے ہیں جس وقت غیر ایسی کری کاڑی انودونوں میں جدائی پاڑی۔ شہر دیدار تے جو شہر بسکار کوں گئی، حسن ہور دل کا قصار قیب بے نصیب کوں کمی۔ فرد۔

بات کاں لاکہ کیا کری ہے یو

چار حیاں کی استری ہے یو۔⁽¹⁴⁾

اڈھر حسن ہور دل کوں دعا دی، اڈھر باپ رقیب کوں لادی۔ رقیب گمراہ، رہ سیاہ بدکار، تاہر خوردار کے دل میں پھر کا اٹھیا، سینا پھٹا۔ بیٹی تے باپ کوں اٹھی زیاست جھل، اپس میں آپے جل جل۔ ہلاک ہوتا، در خاک ہوتا، سینا چاک ہوتا۔ شہر دیدار کوں آیا، گھرے گھر مکر زبایاں بھایا، ڈھنڈتے ڈھنڈتے حسن کے غضب کے بندی خانے میں دل کوں پایا۔ بحر میں ناو تھا، ٹونے پر قادر تھا خیال ہور تبسم ہور نظر پر کچے منتر سنیا، دانے یو تینو ہوئے دیوانے۔ اول تے مست یو تینو یار، انوکوں دیوانے ہوتے کیوتی یار۔ ان ناپاک نے فرصت پایا، حسن کے غضب کے بندی خانے میں تے بھار دل کوں لایا۔

باپ جیسا ہے بیٹی بی دسی

دو قہر یو ہے بلا جیسی⁽²⁵⁾

جھل تے بہوت جلیا، دل کوں شہر بسکار کوں لے چلیا۔ دور کی کا بیان اس میں یک کوٹ تھا اس کوٹ کا ناؤں، جہراں اس کوٹ میں دل کوں بھلایا، دل بہوت جھاپایا۔ اپنے جیوتے بیزار ہوا، یو عاشقی کر بہوت پچتایا، باپ پند لھیست کرتا تھا سو رو پند لھیست دل نے دل پر لایا۔ جنے نیں سنیا بڑیاں کی بات، اس کوں کیوں ہوتا نجات، بڑا کیا جو باپ کی بات پر عمل نہیں کیا، یو فکر اول نیں کیا برائی کوں خوبی کر پچانتے، بڑیاں کی بات نہو ادو کیا جانتے۔ نہو ادو نہو ادو بڑے سو بڑے ہیں، انوکا پس کوں آدماے ہیں، انو

(1) پرئی تھے گھڑے جس۔ بڑیاں کی پند، ہمیں نہیں مانے، فائدے کوں نقصان کر جانے۔ دل کوں دودل سخت
 سنگھ تھا عذاب (2) دے دے مارے، اس بد بخت کوں (3) خدا فرصت نہیں دیا، بارے دل بے دل ہوا، دل پر کام
 مشکل ہوا۔ ادھر مشوق تے دوشقت پڑی، (4) ادھر رقیب تے (5) سر پر یومنت گھڑی دل کوں ادھر کابی عذاب،
 ادھر کابی عذاب (6)، دل بچار اغم تے بے ہوش ہوا اور بے تاب۔ (7) ماما عجب گھڑیا، دل کوں (8) خدا سوں پڑیا۔ کہا
 الہی میں حسن خاطر ایسا جفا اتی محنت سو سیا، ایسا ذکر دیکھا اتی شقت سو سیا۔ بیت

کہ غصا پورکھی ہے چپ دل پر
 کڑوی کے ہوی ہے یو میٹھی (10) شکر

(11) حسن کیا سبب مج پر ایسا غصا کری، کیا میرا گناہ دیکھی کہ دیوانی ہوئی دو پری۔ کیا مجھ تے چوک
 آئی، کہ ناگہانی بلا مج پر بھائی۔ مجھ تے تو کچھ خطائیں ہوا، میں تو اسبج کے کہے میں تھا آپستا نہیں
 ہوا۔ ہر ایک بات تعصص کرتا، خاطر لیا تا، (12) ایکس کے آنگ لانا۔ (13) خدا تے بی نہیں ڈری، دل میں آیا
 سوکری۔ پوچھنا بچار تا، (14) ایکس کے کیے سنے پر کیا ناحق یکس کوں جیودں مار تا۔ دشمن کوئی کچھ بولیا تو
 کیا اس کی بات کوں (18) سند ہے، دودشمن عداوت کوں بولتا ہے، اس کی بات رد ہے۔ جو کوئی منھنی پر آتا
 ہے، داعی مدھی کی بات خاطر لیا تا ہے۔ دود صاحب انصاف ہے، اس کے پاس سب بات کی حد
 ہے، خاطر نالیا کر ہر ایک پر گنہ لازم کرنا بہت بد ہے۔ دنیا دودشمن کی یہاں کس تے کیا لینا ہے،
 آخر خدا کوں جواب دینا ہے۔ دشمن اپنے مقصود کوں یوں کرتا ہے تقریر، جانو ذرائیں ہے اس کی
 تفصیر۔ ناپاکی میں (23) ڈوبیا بالیں ہال ہوور پاک (24) دستا، جانو ماں کے پیٹ میں تے نکلیا۔ اتال بڑای
 بھل میں خوبائی بات میں، کیا بھلی بار اچھے ایسے کی بات میں۔ ایسی جاگا خطا کھانا، ایسی جاگا کچھ
 دل میں نالیا تا، ایسے (27) ناپاک کی بات کون ناپیتا تا، نعوذ باللہ کس تے نہ ڈرے، گھڑی میں یکس کوں
 خراب کرے۔ کافر خدا تا ترس، اس بے ایمانی سوں دنیا میں جیوتا کیجے برس، بیت

تفصیر کیا ہے پکڑی ہے کس نشان سوں

غصا ایسا کری سوبی ناحق گمان سوں (30)

جاں گمان، واں کہاں ایمان۔ حسن بی عجب تماشے کی دھن ہے، تماشے کا اس کامن ہے۔
 نہیں جانتا ہوں کہ کیا کیا فامی، جو یکا یک کری ایسی خای۔ دودمہر، دودپیار کیا ہوا، دوتا زوہ غمزہ و گفتار
 کیا ہوا۔ دودل داشتی، دودل داری کیا ہوی۔ دواشتی دویاری کیا ہوئی۔ فرد۔

ہوئی بیگانگی یو آشنا
گیا ملنا پڑی آکر جدائی⁽¹⁾

⁽²⁾ دوجینا کیا ہوا، دوترسنا، دوچٹنا کیا ہوا۔ دویاری ہو ریو بیزاری۔ جوں وجہی صاحب درد، اپنے زمانے کا فرد۔ کتا ہے کہ۔ بیت

ہر کہ رامن یار کردم او بمن اغیار کشت

کیست بہجوں دوست کو آکر بمن دشمن نشد 1

مجھے بہت لگتا ہے اس ٹھار عجیب، عجیب عجیب، ہزار عجیب۔ عورت عجیب ہے شکر، ولے اس شکر میں تمام بھری ہیں کر۔ بولیں⁽⁵⁾ ہیں کہ شر شیطان تے، مکر زنان تے۔ خدا اپنی پناہ میں رکھے، یودنو بلا یاں سوں کون جیت سکے انوکوں سجانے کس عاقل کوں نیں مل۔ نادان⁽⁸⁾ ذات، انوکوں تکرے میں عقل کج کرنیں کرتیاں کام کھول بولے بی نیں ہوتا ققام۔ یوقوم بہت جاہل، کم عقلی انوکوں ہوئی ہے حائل۔ انو گھر میں اچا جی عقل دھرنا، اتال بچارے مرداں چار مرداں میں پھرتے انوکیا کرنا۔ اپنی عقل میں کیں مانتیاں نیں، مرداں کوں خاطر میں لیا تیاں نیں۔ یو کیا دنیا میں عورتاں ہو کر آیاں⁽¹¹⁾ ہیں، یو عورتاں نیں خدا کی بلا یاں ہیں۔ گھر میں اچا کرایتا غلبا کرتیاں، اگر یو بھار نکلتیاں تو کیا بلا کرتیاں۔ اسچ تے خدا نے انوکوں چھپایا، گھر میں تے بھار کو نکلتے دیکر فرمایا۔ اگر گھر میں⁽¹²⁾ تے انوکا پاؤں بھار پڑے، خدا جانے بچارے مرداں پر کیا کیا واقعہ گھرے۔ گھر میں انوکوں یوں چھپاتے، جیوں شیطان کوں شیشے میں بھاتے۔ انوکی عقل کا دیکھو پھیر، چار ہاتاں سوں لہو امارتا اچھے گا جو مرد دوی انوکا زیر۔ جانتیاں عقل ادھر بچ ہے آئے⁽¹⁴⁾ ہیں جدھر، اپنی عقل کئے آئے دمرے کی عقل کدھر۔ بیت

کیا نادان کوں کوئی بات سچائے⁽¹⁶⁾

جسے نیں ققام کیوں دو ققام تے پائے⁽¹⁷⁾

(دعوا بڑا) عقل ننھی⁽¹⁸⁾، سر شیچ⁽²⁰⁾ انوکی یوں نیں۔ اتال کیا کوئی عقل پاوئے گی، ہے سو گیا طبیعت⁽²¹⁾

کاں جاوے گی۔ قصا یونچ ہے، انوکی وضایونچ ہے۔ بیت

انگھیاں کوں بیچ لے دن رات کرتیاں

عقل نیں ہو ر عقل کی بات کرتیاں⁽²²⁾

1 میں نے جس کسی کو دوست بنایا وہ میرے ساتھ دشمنی برتنے لگا۔ کون ایسا دوست ہے جو آخر میرا دشمن نہ ہوا۔

و لے جو عورتاں عقل پر قادر ہیں، دو بہت نادر ہیں۔ خوبی دیکھ، ہزاروں میں ایک۔ نیک زمان انوچ کون کتے ہیں، گنونت دھنیاں⁽¹⁾ انوچہ کون کتے ہیں۔ بھی استریاں ہیں جنود نیامیں نادوں کریاں ہیں، نیس تو دیسیاں عورتاں⁽²⁾ بھریاں ہیں۔ جوں قاطمہ⁽³⁾ سام، جنو پر اعتقاد دھرتے دلیاں تمام۔ جنود ایم خدا سوں مل رہتے، جنو کون معراج ہوئی کتے۔ جیوں⁽⁴⁾ خدیجہ کبریٰ⁽⁵⁾ ہو ریشی کی ماں مریم جنوں سوں خدا ہم راز، جنو سوں خدا ہم دم۔ واجب⁽⁶⁾ ہے خوباں کی خوبی کناں، دنیا میں نیک مرداں کہے ہیں یا نیک زنان۔ جیوں بی بی رابعہ بھری، کوئی ولی نیس ہوا انو کے برابر⁽⁷⁾ انوکا ہم عصری۔ جس ولی کون خدا کی سچ میں پڑتا خلل، تو حید کا نکتہ انو پاس آ کر تامل۔ بایزید⁽⁸⁾ جنید ہم ادھم، انو کے حضور کوئی نیس اچا⁽⁹⁾ تے تھے دم۔ سب ولی ہوتے تھے حیران، جو انو کرتے تھے تو حید کا بیان۔ جتے خد کے دوست خدا کون پہنچانتے ہیں، سب بی بی رابعہ گوں بڑی ہیں کرمانتے ہیں۔ دنیا میں ایسیاں پیماں بی ہویاں ہیں، انو آ جنوں⁽¹⁰⁾ جیوتیاں ہیں نیس سویاں ہیں۔ جیوں قاطمہ⁽¹¹⁾ مئی سوں ہم دم خدا کے راز میں محرم۔ کون مردانو کے مراتب⁽¹²⁾ کون آیا، کون مردانو کا مراتب پایا۔ سب ہوئے مات، اتال کیا ہے یہاں بات۔ حقیقت دور دراز، بھی میاں آ یا مجاز۔

بارے القصادہ غیر، من میں تے کاڑی بیر۔ دل کی یو خواری، یوزاری یو تملنا، یو جانا دیکھ کیا جانے کیا دل میں لیا، دل پر بہوٹ⁽¹³⁾ مہر آئی۔ اپنے کام تے آپے پچتائی۔ حتمی کھائی۔ کدول تے چھڑائی دل کا محبوب، یو کام آپے کچھ میں کری خوب۔ ادھر یو دل کلکاتا ادھر دوسن کلکاتی۔ کیا جانے بھی کدھر کی بلا کدھر آتی۔ غیر کا اتر یاروس۔ کینک وقت لگن بولی افسوس افسوس۔ خاطر قرار کر، آپس میں آپے کچھ بچار کر۔ حسن دھن، من موہن جگ جیون کے ایک رتھ لکھ بھیجی اس مضمون سوں، ہزار ہزار چچا⁽¹⁴⁾، ہزار ہزار چوں سوں۔ کہ اگر توں مجھ پر غصا کری ہے تو میرا گناہ ہے، غصے کی ٹھار ہے۔ و لے دل بے گناہ ہے، پاک ہے، دل تے توں کے پزار ہے۔ بیت

غیب تے غیر کون مہر سکی

دل کون دیکھ ترس دل اوپر لیا⁽¹⁵⁾

میں تیری صورت ہو کر کھڑی، تو دل کون بھڑکی پڑی، تو دل اس بے ہوشی میں ہواراضی، دل کیا جانتا میری دغا بازی۔ دل بے ہوش تھا، آپس تے آپے فراموش تھا۔ مست پرگنہ لازم کرنا درست نیس ہے، مست پر ایسا کپٹ پکڑنا⁽¹⁶⁾ درست نیس ہے۔ جان دل صاف ہے، واں مست ہو

سوتے کا گناہ معاف ہے۔ دل عاشق صادق ہے یوں بدنام ہرگز نا ہوتا، دواگر ہوشیار اچھتا تو یو کام ہرگز نا ہوتا۔ آپے آپس کے پردے کوں کھولی، آپے اپنا گناہ سب⁽¹⁾ بولی۔ مست جانو سوتا۔ مست کیا جانے کیا ہوتا۔ دل کی غرض تجھ سوچ ہے، دل کے دل میں تو⁽²⁾ ہے۔ اُنے پکڑ یا تھا خاموشی، پیا تھا داروے بے ہوشی۔ دل تھا بے چارہ بے خبر، یو سب⁽³⁾ ٹھار میرا کر۔ میں تیری بی گناہ گار ہوں، دل کی بی گناہ گار ہوں بڑا گناہ کری ہوں تنہا دونو کی شرمسار ہوئی۔ میں پاپ بہت کی⁽⁴⁾، دونو کوں بی وعادی دونوں کی محبت میں غلط بھائی، ایکس⁽⁵⁾ تے ایکس⁽⁶⁾ کوں پھڑائی۔ اتال⁽⁷⁾ کرم کر تیرا دل صاف رکھ، میں گنہ کری ہوں مجھے بخش معاف رکھ۔ بیت

گناہ کون بخشا کیا کچھ گنا ہے⁽¹²⁾

گنہ بخشو کہے تو بخشا ہے

تو⁽¹³⁾ پھر توں چوسا تجھے سب قام ہے، گنہ گار کوں گنہ بخشا بہت بڑا کام ہے۔ تین گناہ خدای، بخشا ہے توں تو آدم ہے، میرا گنہ میں تو سب تیرے حضور کی اتال تیرا کرم ہے۔ حسن دھن، من موہن، جگ جیون اس قصہ میں تے یو مضمون سن ایسی ایسی باتاں چن بات تے گئی بات⁽¹⁴⁾ تے گئی۔ بے ہوش ہو پڑی، سینا کوٹ کوٹ لینے لگی۔ گھڑی بہت چڑ پھڑی۔ کسے کچھ نہیں کہہ سکی، حیرت⁽¹⁵⁾ تے دانیاں تلے انگلی رکھی۔ اپنے فعل تے آپے لاجی، پھر پھر گئی تھی۔ قصیر تو سٹلا ہوا⁽¹⁶⁾ لے عشق اتال اول تے بی اگلا ہوا۔ بیت

دل کوں ناحق اتی جہا میں بھائی⁽²⁰⁾

نیں کج کر غصا کری چپٹائی⁽²¹⁾

میرے کاماں کج دل مجھ تے پڑا دور، دل کوں اتال موں کیا دکھلاؤں میں دل کی بہوت⁽²²⁾ ہوں شرم حضور۔ میں دل کی خدمت گار ہوں، دل اگر مجھے پیچے گا تو میں بے اختیار ہوں۔ دو میرا⁽²³⁾ صاحب مجھے اس کی آس، میں باندی ہو کر اچھوں گی اس کے پاس۔ جیتا ہوا بی عورت چار⁽²⁴⁾ کانداس میں کی رہن ہاری، اس پردے کوں کیا کرے گی بھاری۔ جھل⁽²⁵⁾ تے جلی میں جھل بھری، اتنا چوکی جو بات تحقیق نہیں کری۔ غصے کوں مارنا تھا کسی سوں، پھارنا تھا ہر ایک کام کوں چار جنیاں⁽²⁶⁾ سوں مشورت کرنا، مشورت میں بہت فائدہ ہے عاقل نے مشورت نا برتا۔ اگر آپس تے یو بات⁽²⁷⁾ میں ناپاتی، اس چار جنیاں میں ایکس⁽²⁸⁾ کوں تو بی عقل آتی۔ کوئی تو بی کچھ کتا، چپ نار ہتا۔ بات اس حد لگن نا اپڑتی، یو شرمندگی سر پر نا پڑتی۔ چار جنے چار بات بولتے، ایک بات کا معنا کھولتے۔

اگر آپس کوں خوب عقل آئی تو بہو⁽¹⁾ سچ خوب، یو تو بہو سچ اپروپ، کس کی عقل میں⁽²⁾ تے بی کچہ کاڑ کر دیکھنا برا نہیں ہے، یو پڑا پھاڑ دیکھنا برا نہیں ہے۔ یہاں⁽³⁾ بی یکھادی وقت کچھ دس آتا ہے، یہاں⁽⁴⁾ بی ڈھونڈے تو کچھ پایا جاتا ہے۔ جتنی عقل کی قوت اچھے⁽⁵⁾ بی مشورت درکار ہے، مشورت⁽⁶⁾ امداد ہر کار ہے۔ انا بعضے کینک مصلحت ایسی نازک ہے کہ واں مشورت⁽⁷⁾ کام نہیں آتی، مشورت واں خلل بھاتی جو فارسی میں کتا ہے کہ تول عاقل ہے⁽⁸⁾ بات خوب سن، مشورت⁽⁹⁾ یک بلا لیا تی ہے۔

زنا محرم چہ غم داری حذر از یار محرم کن

بلکہ اس حد لگن۔ بیت

راز دل را بدل خویش کہ پنہاں کردم

کہ من آہستہ بخود نقصان کردم⁽¹⁰⁾

جان مشورت نہ کرنا، وہاں مشورت کرنے گئے تو کچھ کا کچھ ہوتا، رنج کا کام سب بے⁽¹¹⁾ رنج ہوتا، کتیاں باتاں ہیں، جو کسی پاس کہنچ کیاں نہیں، ایچ دل میں رہتیاں دسرے⁽¹²⁾، پاس رنج کیاں نہیں، میں آچھ ہو رہا خدا جانتا، دسرے کے خیال کوں واں گذر نہیں دسرادو بات نہیں پہچانتا۔

بارے القصد حسن دھن من موہن⁽¹³⁾ جگ جیون کہی کہ جدھاں تے جو کوئی دنیا میں آیا اچھے کا عجب ہے جو کوئی ایسی دعا کھایا اچھے گا۔ دراصل آپے عورت کی ذات، مرواں دعا کھاتے ہیں عورت دعا کھائی تو کیا بری بات⁽¹⁴⁾۔ بیت۔

چھند بھری یو عجب ہے من بھاتی

دل دکھا کر بھی دل کوں بہلائی⁽¹⁵⁾

حسن نے نازنے، دل کے سنگارنے، دیدیاں کے ادھارنے۔ بھی دل کئے ہزار ہزار اشتیاق سوں، ہزار ہزار رشوق⁽¹⁶⁾ سوں، کتابت لکھی، اپنے احوال کی حکایت لکھی،

1۔ ترجمہ پیچھے دیا جا چکا ہے۔

2۔ راز دل میں نے اپنے دل سے پوشیدہ کب رکھا میں نے دہی (آہستہ) زبان میں بھی آپ سے (خود) جو کچھ کہا اپنا ہی نقصان کیا۔

شکایت لکھی۔ بیت

دونوں نے دونوں کا دیکھے مایا
بھی سواں کھانے کا وقت آیا⁽²⁾

اس کتابت کا مضمون یہ تھا کہ خدا کی خدائی کی سوں، تیری جدائی کی سوں، تیرے⁽³⁾
اشتیاق کی سوں، ترے فراق کی سوں، تیری مروت کی سوں، تیری⁽⁴⁾ محبت کی سوں، تیرے
چلنے کی سوں، تیرے تھلنے کی سوں۔ تیرے وصال کی اُمید داری کی سوں، تیری یاری کی
سوں، تیرے آفتاب جیسے مہوں کی سوں، تیرے کرناں جیسے روں کی سوں، تیرے⁽⁵⁾ بادل
جیسے بالاں کی سوں، تیرے چاند جیسے گالاں کی سوں، تیرے تارے ویسے نیلاں کی سوں،
تیری سکھر⁽⁶⁾ ویسی بیٹیاں کی سوں، تیرے⁽⁸⁾ ادھر کی سوں، تیری کمر کی سوں، تیرے دہن کی
سوں، تیرے بدن کی سوں، تیرے ناؤں کی سوں، تیری چھاؤں کی سوں کہ توں تحقیق جان
اے یار، میرا گنہ کچھ نہیں اس ٹھار کہ یو بلا غیر نے بسلائی، یو آگ غیر نے سلگائی، میں
عاشق تھی کیا کروں کہا گیا، مجھ تے نہیں رہیا گیا۔ مجھے بی جھل آئی، یو بلا محبت⁽¹⁰⁾ میں⁽¹¹⁾
اپس پر آپے لیا کی توں بی عاشق ہے جانتا ہے عشق کے اوکل، جاں محبت ہے واں کیا بلا
کرتی ہے جھل۔ خدانہ جھلکاؤ⁽¹²⁾ جھل کی جھلکار، اپس کوں⁽¹³⁾ مار لینے میں آتی عار۔ اتل
دُسریاں کوں مار⁽¹⁴⁾ تے کیتی بار عشق کی بری اوکل، جتنی محبت اتنی جھل۔ جس محبت کوں جھل
نیں۔ اس محبت کوں مل نہیں۔ جھل تے معشوق بہوت آتی یاد، جھل سوں باندھے ہیں عشق
کی بنیاد۔ محبت چھاڑ جھل پھول، پھول بغیر کیا چھاڑ دیسے گا مقبول۔ جاں محبت ہے۔ واں
جھل آتی، جاں محبت نہیں واں جھل کا ہے کوں جاتی۔ بیت۔

یاد آتیاں ملے سو دو راتاں

دل کوں سمجھانے کیا کری باتاں⁽¹⁸⁾

ایسے نقش نگار سوں، بہت پیار سوں۔ کتابت اُنے خیال کے ہات⁽¹⁷⁾ بھیجی راتیں رات
بھیجی۔ خیال جس کے باؤتے اگلی چال فی الحال اس جہراں کے کوٹ میں جا کر اس محبت⁽¹⁹⁾
کے میدان⁽²⁰⁾ کے کوٹ میں جا کر دل کوں عاشق کال کوں یو کتابت انہڑایا، زبان سوں بی بولیا جو⁽²¹⁾

کچھ زبان میں آیا۔ اتل دل⁽¹⁾ دل ناسنبھال حسن کی کتابت⁽²⁾ دیکھ آہاں⁽³⁾ سوس سینا جالیا، اگھیاں
میں تے لہو کے انچھو ڈھالیا۔ فرد۔

پڑن رتھ دیا دل جیو کے ہات⁽⁴⁾

کتابت کوں کتے آدھی ملاقات⁽⁵⁾

عربی میں یوں آئی ہے بات، کہ المکتوب نصف الملاقات۔ اوس میں آپے فکر کر گیا بھی
اس میں کیا مکر ہے کر ڈ⁽⁶⁾۔ دل دو پیتا، دو دکا چلیا چھاج پھونک پیتا۔ کہا⁽⁷⁾ دو غصا کیا تھا
یو پیار کیا ہے، ایسے پیار کوں اعتبار کیا ہے۔ ایسے پیار کوں کون پیتا دے، ایسے پیار تے
ایکا دی وقت جیو جاوے۔ رتھ کھول پڑیا، اپنا ہات آپے لڑیا کہا غیر ہزار ہزار لعنت بود عا
بازی کرنے کا کون وقت اے⁽¹³⁾ تو ایک بلا ہو آئی تھی، ناپاک نے جیو پر لیا کی تھی۔ بیت۔

کدھرتے آ کہاں جا جتلا تھی⁽¹⁴⁾

نہ تھی یو غیر غیرت کیا بلا تھی⁽¹⁵⁾

یہاں نا غیر کا وقت تھا، بار⁽¹⁶⁾ خیر کا وقت تھا، میرے دل میں⁽¹⁷⁾ ہو رشک، حسن کے دل

میں ہو رگمان یہاں قصہ کچھ کا کچھ ہوا مینا نے میاں۔ بیت

جیتی ہمت جیتی فکر اب دھرے گا⁽¹⁸⁾

خدا کے کھیل یہاں کوئی کیا کرے گا⁽¹⁹⁾

دل نے بی بجیا کہ گناہ حسن کا نہیں، معشوق جو اتنا مگتے سو بے سبب نہیں ہزار ہوتے
ہیں کہیں گناہ اس حرام زادی بد بخت کا ہے، گناہ اس پاپن بے رحم دل سخت کا ہے۔ ولے
میں چھتاں، بہوت نازک چلی چال۔ مکر بالیں بال کام کام نہیں ہون دی، حسن کوں ٹالی،
رکھوالاں کوں بی اچھالی۔ جھگڑے کا جھگڑا لائی۔ جھگڑا لاکر بھی دوکوں کو ملائی۔ بیت۔

یو بلا ہے بری قہر کی جانی⁽²⁰⁾

مکر اپنا کمال کو اپنے زانی⁽²¹⁾

عجب حکایت کی دھات ہے، یو تواریخ میں لکھنے کی بات ہے۔ یو اس کا کچھ کا کچھ
ہے خیال ایسے سوں کوئی کیوں رکھے آپے سنبھال۔ چوری ایلاڑ ہے۔ یو کام چوری تے⁽³⁰⁾

بیلاڑ ہے۔ بیت

اس چلتیاں میں کوئی اگر آوے^(۱)

گر فرشتا اچھے دعا کھاوے^(۲)

جیوں توڑی تہوں ساندی، جیوں کھولی تیوں بانڈی دل صاف کرتا ہے، ایسی چھٹال
کوں گناہ معاف کرتا ہے۔ دل نے، عاقل نے، کامل نے، واصل نے، حسن دھن، من
موہن جگ جیوں کوں لکھا کہ تیری^(۴) خوبی کی سوں، تیری^(۵) محبوبی کی سوں، تیری مطلوبی کی
سوں۔ تیرے^(۶) مکہ مقبول کی سوں، تیرے^(۷) سیس پھول کی سوں۔ تیری نتھ کی سوں، تیرے
ست کی سوں۔ تیری متوالی آنکھ کی سوں، تیری قبول صورت ناک کی سوں۔ تیرے^(۸) اس
نازک نرم لال ہونٹوں کی سوں، تیرے ہاتوں کی مہندی لگائی سو اس رنجیلے ہونٹوں کی سوں۔
تیرے^(۹) ناباتاں دیے دانتوں کی سوں، تیری ابلیج دیے ہاتوں کی سوں، تیرے پھولوں
دیے ہاتوں کی سوں، تیرے^(۱۰) زلف کے تاراں کی سوں، تیرے^(۱۱) گلے کے ہاراں کی سوں،
تیرے چاندوں دیے جو بن کی سوں، تیرے چاندنی سار کے چھلکتے^(۱۲) تن کی سوں۔ تیری
شرزی دیسی کر کی سوں، تیری اڑوہا دیسی زر کر کی سوں۔ تیرے راتاں کی سوں، تیری
ساق کی سوں تیرے شوق کی سوں، تیرے پاؤں کی سوں، تو چلتی ہے سو اس تیرے پاؤں
تلے کی چھاؤں کی سوں۔

بیت۔

مشق اب مرتبہ اوپر آیا
کس لطافت سوں دل نے سوں کھایا^(۱۴)

تیرے^(۱۵) کھلے کی سوں، تیرے^(۱۶) کھلے مال کی سوں، تیرے ٹھڈی کی سوں، تیرے گال کی
سوں، تیری نازاں بھری چال کی سوں، تیرے گھنگر والے بال کی سوں تیرے قبول صورتی
کی سوں، تیری مدن مورتی کی سوں۔ تیری وفا کی سوں، تیری^(۱۷) جفا کی سوں کہ جوں^(۱۸) میں یو
رقعہ پڑیا، سو جسے اگلا مجھے محبت کا اثر چڑیا۔ کہ یہاں^(۱۹) نہ گناہ تیرا ہے نہ کچھ^(۲۰) تیرا میرا ہے۔

بیت۔

دو جنیاں میں جو کوی جدائی بھائے
اس اوپر بی جدائی کیوں نا آئے^(۱)

اتنا کری سو یو غیر، اتال جان^(۲) دی یو بیر۔ جوں ہمیں اپنی محبت میں اڑے تھے تیوں
دواڑو، ہماری جدائی کی یو کلکلاٹ اس پر پڑو۔ اتال خدا جانتا ہے کہ میرا دل تیرے باب
بہوت^(۳) ہے صاف، میرے دل میں تیرے باب^(۴) کچھ میں خلاف، اگر کچھ پوچھے گی تو اے سن
موہن پری، اتنا سب، تو چہ کری۔ اگر توں خیال ہو رنظر^(۵) وفا ہو رنسم کوں کہہ کر مجھے داروے
بے ہوشی نا پلائی، تو مجھ پر ہو رنجنہ پر اپنی بلا کے آئی۔ توں^(۷) کرنے لگی چنند، غیر نے وہاں
اپس کوں کری بند۔ اسچ تے کتے ہیں کہ عورت ناقص عقل ہے، یو قدیم نقل ہے۔ جیتا عقل^(۹) دند
ہوئے تو بی عورت کی ذات^(۱۰) کیا اعتبار ہے عورت کی بات۔ عورت اپنے گھر وار کوں خوب
ہے۔ عورت ساگ مہزی بسوار کوں خوب ہے۔ گھر وار^(۱۱) کا دھندا اسی کا کام ہے۔ بعضے
دھندے کا اسے کیا قام ہے۔ چار باتاں کرنے تے دور اندیشی ہوتی ہے۔ ادھر ادھر کیاں^(۱۲)
دکاتیاں کرنے تے دور اندیشی ہوتی ہے۔ پیش بینی عورتاں یوں کتیاں کہ جینا بہوت مشکل^(۱۴)
کہ جوں جیتے، جنوں کوں عاقل کئے^(۱۵)۔ دیسے عاقلان نے اس دریا میں غوطے کھائے ہیں،
کوئی موتی پائے ہیں کوئی خالی ہات آئے ہیں۔ عورت کی ذات ہزارا پس کوں چڑائی تو کیا^(۱۷)
ہوتا، بھولی جو کوئی یکھا دی آئی تو کیا ہوتا۔ گھر کی رہن ہاری گھر کی خبر اسے معلوم^(۱۸) بھار کے
کاماں کیا جانتی بھاری محبوب کی بات پھول کا پات کلاتے^(۲۰) بارنیں، باس نکل جاتے بارنیں
باؤ بارا۔ اس باؤ بارے پر کیوں کرنا چیتارا۔ دانش مند جو کچھ آپے جاننا سو جانتا، یو بی محبوب^(۲۳)
کی بی ایک بات سنتا تو گذرا نتا۔ عورت خوب عورتاں میں جس کی رقوم، دو تو النادر
کالمعدوم ۱۔ جس کوں خدا دیا مان، جس کوں خدا کا دھیان، جس کوں خدا کی پہچان، جس^(۲۴)
کا روشن ایمان، جس کا بڑا گیان، چتر سنگھڑ، سیمان۔

بارے دل کہا قصہ عجب گھڑیا، چور پر سور پڑیا۔ توں اگر اس وصال کے چھپے پر آکر
سوئی، تو اس غیر کوں فرصت کہاں تے ہوتی۔ ہشیاری سوں بلاتی، تو اس غیر کے ہات^(۲۵) سیٹے

۱۔ نادر چیز نا ہونے کے برابر ہے

کے دعا کہاتی۔

بیت۔

کے کیا بولنا کے کیا قام

اپنی بدسوں کے سوتوں یو کام⁽¹⁾

اما جے اس معاملہ میں رہتے ہیں، اس قصے میں⁽²⁾ کہتے ہیں کہ عقل بادشاہ جو نکست کھایا، پھر کر شہر بدن میں آیا، خدا جانے کدھر جاموں چھپایا۔ دل⁽⁴⁾ بکیر کھا اڑیا، جھگڑے میں گھوڑے پر تے پڑیا، ہو رہبر کہ عقل کا سر لشکر تھا، بہوت دلا در تھا۔ جو عشق کے لشکر تے موڑ کھایا، شہر ہدایت کوں آیا۔ ہمت کوں بولیا کہ دل تو زخمی ہو کر پڑیا، حسن کے ہات چڑیا، عقل تو نکست کھا کر تائب ہوا، خدا جانے کدھر غائب ہوا۔ جو کچھ قضا تھی سو ہوئی، خدا کی رضا تھی سو ہوئی۔ ہمت⁽⁸⁾ نے پر معرفت⁽¹⁰⁾ نے۔ سر دھن کر کہا کہ عقل کا مجھ پر حق بہوت ہے۔ مطلق بہوت ہے۔ شرط یاری یوں ہے، روش دوست داری یوں ہے کہ اس وقت عقل ہو دل کی خبر لینا، انوکوں تقوا دینا۔

بیت۔

جس پہ جو کوئی پیار رکھتا ہے

حق یاری دو یار رکھتا ہے⁽¹¹⁾

کیا جانے انوکا کیا حال⁽¹²⁾ ہے، اچھوں کوں⁽¹⁴⁾ انوکے دنباں ہے۔ بارے اس وقت کچھ یاری کریں، مددگاری کریں۔ کچھ نیک بد ہوا اچھے کا تو، کام⁽¹⁵⁾ زد ہوا اچھے کا تو، معاملہ رد ہوا اچھے کا تو عشق کے لشکر سوں بھی جھگڑا کریں، رگڑا کریں، ایک⁽¹⁷⁾ ناوں کریں، ماریں یا مریں۔ ہمت یو بات کر، لہواہات کر۔ اپنا لشکر سب مستعد کیا، حضور تے ایک ایک کی گنتی لیا۔ چاروں طرف تے انھیاں فوجاں⁽¹⁹⁾، جانو قہر کے دریا کے موجاں۔ شہر دیدار کے ادھر چلیا۔ عجیب گزار کے ادھر چلیا۔ جانو ڈوگر ہلایا ٹھاریں ٹھار خلق کھلیلیا۔⁽²¹⁾ کیتک دیاں کوں قامت⁽²²⁾ کے بوستان میں آیا بھائی کوں عقل ہو ر دل کا احوال⁽²⁴⁾ پوچھیا گلے لایا۔

بیت۔

بعضے یاراں تے جیو ہے ہزار^(۱)

وقت پر آکھڑا رہیا سو یار^(۲)

قامت بولیا کہ اے ہمت، توں^(۳) پوچھیا تجھ پر ہزار رحمت، آدمی کی ذات میں اتنا اچھنا
اصلت میں تو اصل ہو رکم ذات میں کیا فرق، بھلے ہو برے کی بات میں کیا فرق۔ بے
دفا ہو وفادار کون کیوں کر جائنا، یار ہو راغیار کون کیوں کر جائنا۔ ایمان کا آدمی^(۴) ہو بے
ایمان کا آدمی یہاںچہ دستا ہے نشان کا آدمی ہو بے نشان کا آدمی یہاںچہ دستا ہے۔ عقل
بادشاہ^(۵) نے اتیاں کون لیا دیا، کھلایا، پلایا، ولے اس وقت اُسے پوچھئے تجھ بغیر یہاں کون^(۶)
آیا۔ جوں اس کی خاطر تیرا دل جلیا، تیوں دسرے کا دل میں جلیا جوں اس کی خاطر تو تملیا،
تیوں دسرا نہیں تملیا۔ اتل، کیا پوچھتا اس کا حال۔ آج ایک سال ہے کہ دل جہراں کے
کوٹ میں بہوئے^(۷) بہ حال ہے۔ ہو عقل بی شہر بدن کون گیا ہے، اپنے قدیم وطن کون گیا
ہے۔ عشق کا بہوت لشکر^(۸) ہے عشق بہوت زور آور ہے۔ عشق سوں جیتا کوئی ڈرے گا، پورا نا
پڑے گا۔ عشق سوں مل چلے توج نفا ہے، میں تو بہوت جفا ہے۔ عقل^(۹) نے لڑ کر کیا کیا، جھگڑا^(۱۰)
کر کیا کیا۔ اپس کون خراب کیا، اپنا لشکر خراب کیا، اپنا شہر خراب کیا، اپنا گھر خراب کیا۔ لڑ
کر کیا پایا، اپنا بھرم گنویا۔ شرم کون بول لایا۔ خدا کی خلق کون بول لایا، خدا کی خلق کون
دکھایا بہوت آخر پہچتایا۔ ضرور کون لڑنا کہے ہیں۔ ضرور کون جھگڑنا کہے ہیں۔ فرد۔

عقل سوں لڑ اول عقل سوں ہمار^(۱۱)

عقل جاں نا چلے وہاں ترور^(۱۲)

عاقلاں نے بھی یوں کہے کہ آخر الدواء النبی ۱ یعنی جو درد داروتے خوب نہیں
ہوتا اسے داغ دیتا۔ یو بات اس تے کہے کہ اس بات^(۱۳) تے کوئی کچھ پند لینا۔ ایک بات
ہے میری فام کر، جتنا سکے گا اتنا دوستی سوں کام کر عشق۔ بہوت بڑا بادشاہ زو آور سچ سوں^(۱۴)
لو عقل تے نکو پڑ، تک ملاحظہ کر، جوں فارسی میں کتا ہے۔

۱۔ داغ دینا آخری دوا ہے

فرد۔

ہر آن کہتر کہ با مہتر ستیزد

چنان افتد کہ ہرگز بر بخیزد ۱

ضرور کوں جیو پر آئے تو کوئی لہوے پر ہات بھانا، پچ لہوے پر ہات بھانا (۳) نہیں سو بلا جیو پر لیا۔ یو کیا فام ہے، یو کیا کام (۵) ہے۔ توں لڑے گا ہمت ہے، ولے اس کام میں بہت زحمت (۷) ہے۔ اس فام میں کو پڑ، کولو، ککو جھکو، صلح سوں کام نا ہووے تو لڑنا، تدبیر نا چلے تو جھکو نا۔ خدا (۹) نے عقل دیا ہے فام جو کچھ عقل میں درست آتا دو خوب ہے کام یو عقل تھا اسے کیوں بھایا، غیر مستدی سوں عشق پر چل کر آیا۔ ایسا عاقل تھا ولے خوب لوکاں ملا (۱۱) نے غافل تھا۔ اگر خوب لوکاں ملاتا، تو سچ (۱۲) بی آسودگی ہوتی۔ ایسا جھانا پاتا۔ توں بی لڑنا سکتا ہے۔ ہمت ہے لڑے گا دلادور ہے، نہ ہے ولے اس لڑنے تے نالڑے تو بہتر ہے۔ یکا یک جھکو نے کی کو فام، شاید جھکو نے تے صلح سوں بہتر ہوئے کام۔ لڑنے کوں ککو کر (۱۵) بہت، اضطراب، بہتیاں کا گھر ہوئے (۱۶) کا خراب۔ توں ایک جیو تیرا سہل ہے، ایسے عالم پر بلا بھانا جھل ہے۔ عشق کا لشکر بہت بے نہایت، جدھر دیکھنے گئے ادھر اس کی ولایت۔ عقل کرنی ہے سب ایسا یو بچار، لڑ کر مرنے کوں کیا ہے کیتی بار۔ آئے اتنے کوں لڑنے کی چٹ خوب نیں، بہو تچ آب خودی بہو تچ ہٹ خوب نیں۔ بڑے ڈوگر پر نھنا ڈوگر پڑے، پتھر تے پتھر جدا ہووے نھنا ڈوگر بالو ہو کر سب چھڑے، میری بات توں فام کر، توں تو ہمت ہے ولے ہنر سوں کچھ کام کر۔ لا علاجی پر کیا نھنا کیا پڑا داں خدا سب جاگا حاضر کھڑا۔ وقت پر خدا تھوڑیاں کے ادھر ہوتا ہے، اعتقاد جوڑیاں کے ادھر ہوتا ہے۔ دو بات جدا ہے، چھپیں خدا ہے۔ ستمیں پیٹ رگڑ کر سول اٹھانا، عاقل ہو یو کام کیا مانا۔ عقل ہو رہمت دونوں مل کر کچھ کام کرنا ہے، جان اکیلی بہت ہے۔ عقل نے (۲۳) واں سرنا ہے۔ حافظ رکھا ہے۔

بیت۔

حسنت با تفاق ملاحت جہاں گرفت

آری با تفاق جہاں ی توں گرفت ۲

۱ جو چھوٹا ہو کر بڑے سے مقابلہ کرتا ہے وہ اس طرح کرتا ہے کہ پھر اٹھ نہیں سکتا

۲ تیرے حسن نے ملاحت سے مل کر ایک دنیا جیت لی ہے، بیشک اتفاق سے دنیا فتح کی جاسکتی ہے۔

اتال تدبیر اس کی یوں ہے کہ عشق سوں عشق لانا عشق کوں سمجھانا، عشق کوں اپنا کرنا، عشق کوں منانا۔ عشق کوں اپس⁽¹⁾ کوں راضی کر لینا، اپنی پیش بازی کر لینا۔ اگر عشق کئے یوں ابھالیا ے گا، عشق بہوت بڑا بادشاہ ہے۔ تیری مراد کوں تجھے انہڑا ے گا تو⁽²⁾ اپنی مراد پاوے گا، عشق کوں بہوت بھائے گا، بہوت خوش آئے گا۔ دوستی سوں پیش آنا کچھ عیب نہیں ہے، جوں خویشاں سوں خویش آنا کچھ عیب نہیں ہے۔ دنیا میں آشنائی ہو مروت بی اچھتی ہے، مہر ہو ر محبت بی اچھتی ہے۔ اگر کوئی بڑے کا ادب رکھنا تو ننھانیں ہوتا، نہیں رکھیا تو کوئی کسی کے کام میں منانیں ہوتا۔ بڑیاں کا ادب رکھنا اپنی بڑائی ہے، بڑائی بڑیاں تے آئی ہے، تو بڑائی بڑیاں کوں اور ننھایاں کوں بھائی ہے۔

بیت۔

عشق سوں کچھ علاج چلا نہیں
عشق سوں صلح باج چلا نہیں⁽⁸⁾

عشق⁽⁷⁾ جاگتا، ہرگز نہیں سوتا، عشق صاحب قدرت، عشق تے سب کچھ ہوتا۔ ہمت⁽⁸⁾ کہا جو کوئی مرد ہے دو لڑن ہاراج ہے، دشمن پر جا کر پڑن ہاراج ہے۔ لڑنے پر آیا تو کیا کچھ جاتا ہے، ولے قامت کا اندیشا مجھے بہوت بھاتا ہے۔ قامت بہوت عقلمند⁽¹⁰⁾ ہے، قامت کئے بہوت عقل کا بند ہے، جو کچھ قامت کہا سب دو پند ہے۔ قامت⁽¹²⁾ ہمت کا بھائی، قامت کی نصیحت ہمت کے خاطر آئی۔ ہمت سب لشکر اپنا قامت کئے چھوڑیا، قامت کے کہے پر عشق سوں عشق جوڑیا۔ ہمت دانش میں آکر دنیا کا عالم خاطر لیا کر عشق سوں جا کر ملایا، دل کا کپٹ دور کیا، ہمت دور کیا۔ عشق کوں بڑا ہے کر جانیا، عشق کی بڑائی مانیا۔ عشق پر اعتقاد لیا یا، عشق کوں بہوت بھایا، عشق نے ہمت کوں گلے لایا۔ عشق کوں ہمت پر بہوت مہر آئی جی بات سب کسے بھائی۔ رہنے کوں عجائب⁽¹⁸⁾ نا در ایک جا گا دیا، بہوت تواضع، بہوت تنظیم کیا، باٹ کی ماندگی چڑی تھی سو اس کا اتار دوا، ہمت کا دل جمع خاطر قرار ہوا⁽²⁰⁾

بیت۔

عشق و ہمت یو دو ملے جس ٹھار

کام کرتا تمام واں کرتا^(۱)

پچھیں عشق نے اسے ایک رات غلوت میں بلایا، ہمت نے لئی باتاں اُدھر ادھر کیاں^(۲)؛
چدھر تھہر کیاں سنایا، اس باتاں میں عقل ہو ر دل کی بی بات^(۳) لیا یا۔ ہو ر اس دھنا سوں
خاطر نشان کیا، ہو ریوں سمجایا، کہ عشق بہت خوش^(۴) ہو کر راضی ہوا۔ عشق کوں بہت خوش
آیا۔ آخر قرار یوں ہوا، مدار یوں ہوا۔ عشق بادشاہ عالم پناہ، عقل الہ، صاحب سپاہ کے گھر کی
عقل کوں وزیری دینا، سب پر امیری دینا^(۵) عشق جیسے بادشاہ کوں عقل جیسا وزیر ہونا، اُس
آفتاب کوں ایسا بڈر منیر ہونا۔ ایسا صاحب ضمیر ہونا، ایسا صاحب تدبیر ہونا، دلاور لوکاں کی
صحت نہیں بھائی، بادشاہی جا کر وزیری آئی۔ وہم نے ہانکاں^(۶) مار مار کر دکھلایا راہ، عقل نہیں
چلیا وہم کا کیا گناہ۔ جاں بادشاہی ہے واں دلاور لوک بہت^(۷) درکار ہیں، دلاور لوک یک
وقت کے یار ہیں۔ یاری سوں آخر جوں تیوں ہمت نے کام کیا، عقل کی قدرت عقل کی
عقل نام کیا۔ خیر سوں گذرانا اپنا نام کیا۔ اگر^(۸) یہ دھوانا جاتا تو کیا جانے عقل پر کیا دکہ آتا،
جیونے پاتا یا نہ پاتا،

بیت۔

کام کر نہیں سکيا عقل کا بھیر

عشق آخر کیا عقل کوں زیر^(۹)

عشق بادشاہ، عالم پناہ، عقل اللہ صاحب سپاہ نے اپنے مہر خورشید چہر سر لشکر کوں دلاور^(۱۰)
کوں فرمایا کہ شہر بدن کوں بیک جا، ہو ر عقل کوں بہت دلاسا^(۱۱) دیکر بہت دل ہات لے
کر عزت سوں حرمت^(۱۲) سوں محبت سوں، مروت سوں سمجھا کر مجر لک لے کر آہو کہہ کہ دل
آزردہ نکو کر، وقت پر نظر دھر^(۱۳) یہ دنیا کدھیں^(۱۴) زیر، کدھیں زیر، کدھیں تھیں، کدھیں اُپر۔
کدھیں پیش، کدھیں پس، کدھیں رس، کدھیں بکس، اتال ہننا پٹنا، کئی^(۱۵) بات کا

دغدغا دل پر نا لیا نا، توں⁽¹⁾ ہمیں⁽²⁾ بھائی ہے، ہستا تمنا میں کیا جدائی ہے۔ ہماری وزیر کی تیری بادشاہی تے کچھ کم نہیں، دل خوش رکھہ کچھ غم نہیں۔ اس وزیر کی میں بی عالم عالم ہے، دنیا کا جینا ایک دم ہے۔ میرا ایک حکم ہے میا نے، باقی دولت توں جانے۔ عذر⁽⁵⁾ ہرگز نا کرتا، بیک ادھر رخ دھرنا، توجہ⁽⁶⁾ دھرنا۔

مہر یو بات سن عشق کوں جود تسلیم کر شہر بدن کوں روانہ ہوا، بہوت بیک بیک چلیا بہت بکچ جانا ہوا۔ عقل سوں ملاقات کیا، جو عقل کیا تھا سو بات کیا عقل نے دل کا پوچھیا احوال، مہر نے کہا دل بی ہے خوشحال، تیرا بی بلند ہوا اقبال، کچھ غم ٹوکر، الم ٹوکر۔ اب اند⁽⁸⁾ بدھائی، تیری مقصود حاصل ہوئی، مراد بر آئی۔

عقل اندیش دیکھا کہ لشکر ٹوٹیا، بادشاہی کا بند چھوٹیا، پھر لڑنے کی سکت نہیں، تدبیر کوں بھی گت نہیں۔ خلق پریشان بے دل، ایک سوں ایک نہیں رہتے مل۔ کام⁽¹⁰⁾ بھوٹج ہوا ہے مشکل سب ملک پھوٹیا، لشکر کا اتفاق ٹوٹیا۔ ملک ہوا پر گندہ، صاحب ہو کر بیٹھا ہر ایک بندہ۔ گھر گھر میر، گھر گھر راجوٹ، گھر گھر تدبیر⁽¹²⁾ ہر کوئی سرخود، کوئی نہیں سنتا کسی کی بد۔ جیسے دیکھتا ہوں دو دل میں بدنیت دھرتا، زوراں سوں پکڑ دینے کی فکر کرتا، عشق بادشاہ سوں بہوت ڈرتا۔ لوکاں نے ایماں بدلایاے دل پر بے ایمانی لیاے۔ حرام خوری پر آئے، نمک آج لگن حرام کھا۔ کس⁽¹³⁾ مسلمان میں مسلمانی پناہ نہیں⁽¹⁴⁾ رہیا، سب حیوان ہوئے انسانی پنائیں رہیا۔ جیو دینے کتے تھے جو کام بڑے دو دوست⁽¹⁵⁾ دشمن ہو کر کھڑے ستارے نے امداد چھوڑیا، فلک نے یاری توڑیا۔ اتال پھر پڑے بخت، اتال کاں کی بادشاہی، کاں کا تخت۔ عشق سوں ملینچ میں نفا ہے، نہیں تو ایک آپے کیا کہ سارے عالم پر جفا ہے۔ عشق کوں چھوڑے تو کیس ٹھار نہیں، عشق کوں⁽¹⁶⁾ چھوڑے تو آخر بھلی بار نہیں۔

کہا بہت خوب اسے واللہ بسم اللہ ہمیں دو نول جاویں، کیا کریں ضرور ہے عشق کیا فرماتا سو خاطر لیا دیں۔ عشق سوں ملاقات کریں، اپنے جیو کی بارے بات کریں بیلاڑ جیوں اچھے گی قضا جیوں خدا کی رضا۔ مہر⁽²⁰⁾ لشکر کے سنگات عقل⁽²¹⁾ بی بے اختیار ہو کر راتیں رات عشق کے حضور آیا، دیدے دیدار سوں لایا۔ دعا دیا دست بوسی کیا، عشق کوں بی بہوت

بھایا۔ عشق نے بی عقل کون گلے لایا، دلاسا دیا بہت بہت سبایا۔ کہا اتال میں بادشاہ توں⁽²⁾
 وزیر، تیرے ہات میں دیا اپنا ملک اپنی سب تدبیر تجھے بھائے سوکر، تیری عقل میں آئے سو
 کر، میں مست ہوں لا ابالی ہوں میری نگہبانی میں اچہ، میں⁽³⁾ بے پروا خیالی ہوں میری فکر
 زندگانی میں اچہ۔ میں ہور شراب⁽⁴⁾ راگ ہور محبوب، میں عشق ہوں مجھے یو چہ خوب۔ باقی در⁽⁵⁾
 سرتوں جانے، یو درد سر۔ مجھ لگ نکو دے آنے۔ سنگتا ہوں اس دنیا میں دو دیس بے غم ہوا
 چھوں، جیوں بادشاہ عالم ہوں تیوں بادشاہ عالم ہوا چھوں، کو لگ اس دنیا میں گرفتار ہوا
 چھٹاں، اپنے دل کی خوشی⁽⁶⁾ تے بیزار ہوا چھٹا صبا اٹھ کر یو لوکاں کا کچاٹ دل داڑ آیا ہے
 بہت پکڑیا ہے اجاٹ۔ کس کس سوں جنگ کس کس سوں آشتی کروں، کتیاں کون سبجاوں،
 کتیاں کی دل دشتی کروں۔ جنم یو نہ کیا براہ⁽⁷⁾ دل کی خوشی نا خدا کی یاد۔ اپنی آرزو سوں، اس⁽⁸⁾
 دنیا میں آنا ہور تخت پر بیٹھ ادھر ادھر کا غم کھانا۔ جو خوشی جاوے ہور غم آدے یاد، تو تخت پر
 بیٹھنے کا کیا سوا۔ ادھر کی ہانک، ادھر کی پکار، ملک میں غوغا ٹھاریں ٹھار۔ یو مغز خالی کرتا ہے،
 یو لوکاں کی صالی کرتا ہے۔ تخت پر بیٹھتے تو کیا بادشاہی آئی، عیش عشرت کا ناؤں⁽⁹⁾ ہے بادشاہی
 جنس جنس کیاں خبراں لیا تے ہیں، تخت پر بیٹھتے ہیں اور عالم عالم کا غم کھاتے ہیں۔ غم کھا کر
 پیٹ بھرے اتال خوشی کون کیا کرے۔ دو دیس کی دنیا بادشاہاں کے گھر میں دائم دہنگا اچھنا
 دائم ہستا کھلنا کھانا، چپا، لینا دینا اچھنا، گانا، بجانا اچھنا۔ گھر ایک جاترا ایک ہاٹ ہو رہنا،
 رات دیس تہمتا ہو رہنا ایک بات ہے فام، اول خوشی بعد از ہر ایک کام۔ بادشاہ کا گھر
 بادشاہ کے گھر جیسا دتا، شمس کا پر تو قر جیسا دتا بادشاہ کے گھر میں کوئی آئے تو یوں اچھنا
 جانو میزدانی کون آیا ہے، غم کون سب بسر جاوے جانو شادمانی کون آیا ہے۔ دنیا کی بہشت⁽¹⁰⁾
 ہے بادشاہ کا گھر، نا کے بادشاہ کے گھر میں آئے⁽¹¹⁾ بی درد سر دل مکدر۔ نیم ہور دھرم کا ناؤں
 بادشاہی ہے۔ بخشش ہور کرم کا ناؤں بادشاہی ہے۔ بادشاہی آتی ولے بادشاہی کو جاننا بہت⁽¹²⁾
 مشکل ہے بادشاہ ہوں کر آپس پہچاننا بہت مشکل ہے، یو جوں لشکری⁽¹³⁾ لشکری⁽¹⁴⁾ پنے کی چھرتی
 دیتا، تیوں بادشاہ بی بادشاہی کی چھرتی دیتا ہے، یعنی عدل انصاف کرتا ہے، خلق کون آسود رکھنا
 ہے، خلق کون مراد کون اپڑاتا ہے، خلق کی دعا لینا ہے۔ خلق تے خدا نہیں ہے جدا، کہیں ہیں کہ

”خدا با خلق خلق با خدا۔“ بادشاہ ایٹا دھنڈا کر اپنا حق خلق پاس تے لے کر مال جوڑے گا، اگر کس چو کیا تو خلق بی بڑ بڑ بولے گا۔ اس تے کہے ہیں کہ عدل انصاف⁽³⁾ کچھ خوب ہے، ہر ایک کام صاف کچھ خوب ہے۔ حق پر جو کچھ⁽⁴⁾ کئے دوسوا ہے، دو قلم نیں عین داد ہے۔ خلیفہ یعنی خدا کی جاگا کا بیٹھن ہار، ہر ایک بات کوں حق سوں کرنا پوچ بچار۔ جاں تے نفیے ہو ر بڑے کا ملاحظہ میا نے میاں آیا، پچھیں کیوں⁽⁵⁾ اسے کنا خدا کا سایا۔ جاں تے بادشاہ نے خدا کوں چھوڑ دسرے کوں ڈریا، بادشاہی کا سوا گنوا، اپنا کام بی ضائع کریا۔ بادشاہ ہو ر دسرے کا ڈر، نزدیک کے لوکاں کوں جیو کا ضرر۔ بادشاہ جو اپنی بات پر قائم⁽⁶⁾ اچھے نزدیک کے لوکاں کوں بی عزت دائم اچھے۔ اگر کوئی کسی پر تہمت رچے کوئی کس پر سٹے بہانا، اس وقت خدا کوں میا نے لیا نا۔ البتہ دل مہر دان⁽⁸⁾ ہوئے گا، خلق پر کام آسان ہوئے گا۔ یو خدا کا خلیفہ سادس⁽⁹⁾ آئے گا، اس کا چلنت بی خدا کوں بھائے گا بادشاہان جو یک عہدا کسی کوں دیتے ہیں، تو ہزار ہزار جنس سوں اس کی خبر لیتے ہیں۔ خدا جو بادشاہان کوں بادشاہی دیتا ہے، خلق کوں کیوں پالتے کر خبر نیں لیتا ہے؟ جوں بادشاہان کوں یہاں اپنے عہدے داراں پاس تے حساب لینا ہے، تیوں وہاں بی انو پر پوچ بچار ہے، ایک ایک جواب دینا ہے یہاں حق⁽¹⁰⁾ پر چلنا⁽¹¹⁾ حق پر دل دھرنا ہے، بادشاہی کرنا خدائی کرنا ہے بادشاہی بہت بڑا عمل ہے، سب عملاں میں اول ہے پاک نیت بادشاہان کا کعبہ عدل⁽¹²⁾ انصاف بادشاہان کا روزہ نماز، سخاوت⁽¹³⁾ بادشاہان کا حج، سچ دعائے خلق بادشاہان کی عمر دراز۔ پاک نیت⁽¹⁴⁾ عدل ہو ر سخاوت، یو بادشاہان کی عبادت۔ وضو کر کر چار سجدے کرنے ہر کوئی سکتا ہے، دے لے عدل ہو ر انصاف ہو ر سخاوت⁽¹⁵⁾ کی قدرت کون رکھتا ہے۔ بادشاہان اپنی عبادت نہ کر دسریاں کی عبادت کرتے، اپنی عبادت جو عرش پر سجد قبول پڑتا ہے سو برتے۔ بادشاہان کوں اگر عدل ہو ر انصاف ہو ر سخاوت پر اچھے دل، تو بات سوں دھو کر چار سجدے کرنے تے کیا حاصل۔ یو عبادت مسکیناں، غریباں، فقیراں⁽¹⁷⁾ کرنا، عاجزاں، نامراداں بیکساں، حقیراں کرنا نہ کہ بادشاہان اٹیخ پر اپنی عبادت باڑنا، باقی کا ماں تے ہات چھاڑنا۔ اپنی خوشی کوں سجدے کریں گے تو کرو، وے عبادت⁽¹⁸⁾ کرتے ہیں کر دل پر خیال نکو دھرو۔

جوں اول مذکور⁽¹⁾ ہوا ہے کہ بادشاہاں کی عبادت یعنی عدل انصاف ہو سخاوت بادشاہ مظہر اعظم ہیں، دنیا میں بہت کرم ہیں۔ انوکی عبادت انوکی ایسی اچھا نہ کہ بعضے خلق جیسی اچھا، یہاں بول کسی پر کیا دھرتا ہے، اپنا انصاف آبیج کرنا ہے یو عبادت چارجدے کر خلق کوں دکھانا ہے، خدا اور رسول کوں پھسلانا ہے۔ ولے انو پھسلائے کیوں جاتے ہیں، ذرے ذرے کے حساب پر آتے ہیں۔ جو کوئی ایسا دیوے گا سو حساب لکھنا لیوے گا۔ یو بادشاہی بی خدا کا ایک عہد عمل ہے، یو عہد عمل کیا آسان⁽⁵⁾ ہے۔ بڑا خلل ہے۔ جنوں کوں کچھ نیس دیے ہیں، اپنی مشقت کر یک کلڑا کھاتے ہیں، ان بیچاریاں پر⁽⁷⁾ تے ہزار ہزار تقصیراں، ہزار ہزار جھٹایاں، ہزار ہزار تھادے ہیں۔ یو خدا کا کارخانہ ہے، بچھیل⁽¹⁰⁾ کسے نوازنے پر آئے تو وہاں یک بہانا ہے۔ اپنا جیو خوش، تو زمین آساں خوش، اپنا جیو خوش، تو سب جہاں خوش۔ دنیا میں آپے ہو رہنا نام ہے اپنا جیو خوش رکھنا بہت بڑا کام ہے جسے بادشاہی کتے سو دو بادشاہی جدا ہے، اتل مجھے حجب جیسا وزیر ملایا⁽¹³⁾ ہے۔ خدا ہے، مدد رب ہوا ہے۔ بارے اتل کچھ سبب ہوا ہے، خدا سبب ساز، خدا بندے کوں خوش کرتا نواز۔

بارے⁽¹⁶⁾ القصہ آخر جس وقت کہ عشق بادشاہ عالم پناہ قل اللہ صاحب سپاہ کی عقل پر وزیر مقرر ہوئی، امیری مقرر ہوئی۔ عشق بادشاہ، عالم پناہ، ہمت کوں فرمایا کہ دل کوں بھراں کے کوٹ میں رقیب نے دندسوں بند کیا ہے، بہت خوار کر آزار دیا ہے۔ توں جا کر خاطر لیا کر۔ دل کوں، عاشق کامل کوں⁽¹⁷⁾ اس واسطے کامل کوں، واں تے میرے حضور لیا، ہو اس کے پاؤں میں کا بند کا ذکر اس رقیب بے نصیب کے پاؤں میں بھا۔ ہو غیر کے⁽¹⁹⁾ اس کی دختر ہے، بد اختر ہے۔ ساحر ہے، ٹونے میں بہت ماہر ہے اسے بی خوب⁽²¹⁾ ایک قلب جاگا میں قید کر کر آجو وہاں تے کیس نکل نا جادے، دو کیس چھانکنے کی فرصت نا پاوے۔ وہ بہت بڑی ہے، شکر کی چھوری ہے۔ جاں جائے گی، وہاں بلا بسائے گی۔ ہمت نے عشق بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ کوں سلام کیا، مدعا سب قام کیا۔ بھراں کے کوٹ کوں چلیا، جوں پارا نواں⁽²⁵⁾ میں ڈھلیا۔ وہاں جا کر جھگڑ کر کوٹ لیا۔ جھگڑا فتح کیا۔ دل کوں اس کوٹ میں تے باہر لیا یا، دل کے پاواں میں کا بند کا ذکر اس رقیب بے نصیب کے پاؤں میں

بھایا۔ ہو رہی کون بی پرانے گھر میں شیطان کے گذر میں چھوڑ یا، چاروں طرف تے
 کاندیاں چھینا، دروازے کے پاٹوں جوڑ⁽²⁾ یا۔ کہ دسری بار ایسی شیطاگی تا کرے، دو دیں⁽³⁾
 ادب پاوے تک ڈرے، غیر خاطر بی جیو تھلنا، ولے کیا کرنا دنیا کا کام ہے ادب کے باج
 نہیں چلتا۔ کیا نخس عقل آئی، غیر نے جیسا کری دیا پائی۔ بچھیں ہمت نے دل کوں، عاشق
 کال کوں، واصل کوں۔ بہوت یاری سوں، بہوت دوست داری سوں عشق بادشاہ، عالم پناہ
 صاحب سپاہ کے حضور کیا یا دل کوں ہو عقل کوں ہو عشق کوں ایک جاگا ملایا۔ یو سب
 جوں گئے، ایکس کے ایک گلے گلے⁽⁷⁾۔ گئی عداوت ہو رہٹ دور ہوا، سب کوڑ کپٹ دور ہوا۔
 فتوا اٹھیا، حرکت، بھاگی، دشمنی سٹی⁽⁸⁾، دوستی جاگی۔ آخر عقل ہو عشق ہو رہمت مل⁽⁹⁾ اندیشے کہ
 دل کا حسن سوں عقد کرنا، اس کام پر جد دہرنا کہ دل⁽¹⁰⁾ نے حسن خاطر بہوت جفا دیکھا ہے،
 بہوت مشقت سو سیا ہے۔ سب ملے سب ہوئے خوش حال، کہے اتال دل کوں تا برتا، یو
 کام اندیشے ہیں سو کرنا۔ اس کام کوں سب قرار دیئے، بیاہ کا کاج مانڈے، ڈیرے ٹھاریں⁽¹⁵⁾
 ٹھار دیئے۔ گھر سنوارے، جاگا جاگا نقش نگارے۔ صدر بچھائے، پاچے رنبھا، اربھی میکا
 پاتراں آکر تاپے۔ ٹھاریں ٹھار آرائش کئے، دل سورج کا حسن چاند سوں جلوادینے، ناز،
 غمزہ، عشوا، لطافت، مہر، چھند یو چند نیاں ساریاں، اس سورج پر اس چاند پر تارے داریاں۔
 عالم سب ہوا شہ مات، دیس تے روشن ہوئی رات۔ مشتری تماشا دیکھنے آئی، زہرانے جلوہ
 گائی۔ حسن ہو دل کا عقد کئے، سب مل مبارک باد دیئے۔ اتال غم برے نے خاطر، عشرت
 کی خلوت کرنے خاطر پھول لائیں سوں بیج سنوارے، چھپر پلنگ کا پردا اتارے، دونو دل کھول
 لیے، گذر یا سو قصہ بول لیے۔ ایکس کوں ایک گلے لاتے، ایکس پر ایک قربان جاتے۔
 ایکس کے خاطر ایک تر پھڑے⁽²¹⁾، ایکس کے ایک پاؤں پڑے۔ ایکس سوں ایک شرطیں⁽²³⁾
 کرتے، آہ مارتے، اساس بھرتے، ایکس کوں ایک دیکھتے نیند اڑ گئی نہیں سوتے۔ اتال کی
 خوشی یاد آئی تو ہنستے، اول کا دکھ یاد آیا تو روتے۔ اپس میں آپے جیوں جانے، تیوں بہوت
 سواد سوں سب رات گذرانے۔ پاؤں میں پاؤں سینے سوں سینا۔ ادھر پر ادھر، ہات میں
 ہات۔ دونوں مل یو سٹے جانو ایک وجود، جانو ایک ذات۔ نازاں نے گھونگھٹ کھولے،

غزیاں^(۱) نے باتاں بولے۔ غزیاں کا ہجوم چڑیا، عشویاں تے سند اڑیا۔ چھنداں نے چہر لائے، چالیاں نے تماشا دکلائے۔ لطافت ذوق میں آئی، دیدیاں کوں بہوت رجھائی۔ خوشنائی مردت چلبنے لگی، محبت اکھیاں میں کھلنے لگی۔ بنگزیاں شور کیاں، کھنگھر دغل اُچائے۔ کرتے زر کمر کھلیا۔ ہاراں سینے پر دندلائے پھولاں خوئی میں بھگے، تو کا تو پچہ کلائے۔ خوشبوئی کی دوڑی چھٹی، چوندرہ باس کی مہکار انھی۔ دو چار پیالے شراب کے پیئے، دنیا میں جو کچھ کرتے سو کئے۔ غزے کرے، بلا کرے، بہوت غلبہ کرے۔ غنچہ کھلیا، پھول ہوا سب تن، سچ ہوئی سب گلاں کا چن۔ الماس سوں کھو دے یا قوت کا کھن باہر نکل آئے لال رتن۔ یا قوت کے ریزیاں کے طبلے پیئے۔ دھن ہانک ماری، چلچلا کر اٹھی دل بادشاہ چتر جوہری بہوت شانا بیندھا ان بیندھیا موتی کا دانہ۔ یو موتی کا دانا حسن نار کری رونے کا بہانا۔ دل لکيا گلے لا لاسمھانے۔ روتی تھی سویکا یک ہنس پڑی۔ بھی اپس میں دو نہ گلے گلنے گی گھڑی گھڑی بھی وہی محبت وہی پیار، ایکس پر ایک صد تے ایکس پر ایک بلہار۔

الحمد للہ دو نو کوں ہوا وصال، اپنا دل خوش تو سب عالم خوش حال۔ دل کو ملیا جیو کا جانی، یو وصال مبارک^(۲) ہو یو خوشی ارزانی۔ اپنا جفا دل پر پڑی، تو میسر ہوئی۔ یو وصال کی گھڑی^(۳) مرداں نے مشقت سوں امید کے دروازاں کھولے ہیں، من طلب شیا^(۴) جدآ فسو جدآ کر بولے ہیں۔ یعنی جو کوئی جس کام پر جد دھریا، انے دو کام کر یا یک جو بندہ دل سوں امید کیا، خدا اے البتہ دو امید دیا۔

بار^(۵) آئے آخر دل کی محنت سب فراغت ہوئی، مشقت^(۶) راحت ہوئی، جفا وفا ہو آئی۔ غم نشاط کا بار لیا یا، رونا ہنسی کا پہنیا لباس، دگیری خوشحالی ہو رہی پاس۔ دشمنی دوستی ہو آئی گھٹائی میں مٹائی بھائی۔ پریشانی جمعیت کا کی کام، نامرادی مراد ہوئی، تمام حسن ہو رول ان دونوں کا بیاہ ہوا، ان دونوں کے عشق کا نیاؤ ہوا۔

پچھیں ایک دیس دل ہو رہمت ہو نظر تینو شراب پیئے، تینو مست بے خبر تماشا دیکھتے

۱۔ جس کسی نے کسی چیز کو خوب طلب کیا اس نے اسے پالیا

رخسار کے گل زار میں آئے، دہن آنحیات کا چہما پائے۔ وہاں دیکھتے ہیں ایک پیر سبز پوش
 کلاہ زرتابنا گوش صاحب ہوش اس چشمے پر کھڑا ڈلتا ہے، جو کوئی اسے دیکھتا تو بھلتا ہے دو
 پیر سوکڑی کا پانچ، (بہوت خوب داج داج) بہت آلا، چارو طرف ہر⁽²⁾ نور کا اجالا۔
 دیکھتے جیو جاتا، بھی آتا۔ یو دیکھنا عاشق کون بہوت بھاتا۔ اگر یو آنحیات یوں جیتا کرے
 گا، تو ایک بار کیا کہ عاشق ہر روز ہزار بار مرے گا۔ آنحیات کی مدد ہر دم، اتل عاشق کون
 مرنے کا کیا غم۔ ہو ساں سوں مرنے آتا، ہزار ہزار کچھ فکر اس کرنے آتا۔ ہمت بولیا دل
 کون کہ اے دل یہاں کچھ چت دھر، اس پیر سوں روشن ضمیر سوں قدم بوی کر۔ یو پیر خضر
 پیغمبر ہے، آنحیات کے چشمے پر ہے۔ دل نے جو⁽⁵⁾ ہمت بولیا تھا تو نیچے دوڑ کر اس پیر کی
 قدم بوی کیا، ادب سوں نزدیک بیٹھیا، اس پیر کی دعا لیا۔ جو⁽⁹⁾ دل کے دل میں راز کا
 خیال آیا، خضر نے بی انگلیاں سوں و نیچے اشارت دکھلایا۔ دل ہو رانگیاں سوں بات ہوئی،
 ولے ود بات دونوں کے سات ہوئی، خضر نے فیض⁽⁷⁾ دل کوں انپڑایا، اپنی مراد کی منزل کوں
 انپڑایا۔ دل نے خاطر قرار کیا، گھر دار کیا، روزگار کیا۔ دل کوں فرزنداں ہوئے، فرزندان
 خردمندان ہوئے۔ اس فرزندان میں کا بڑا فرزند سو یو کتاب لائق مستید ہر باب۔ اپنے
 وقت کا لقمان، افلاطون۔ اپنے وقت کا فرد، خسرو، مجنوں اپنے وقت کا خاقانی، انوری،
 سعدی اپنے وقت کا ظہیر، کمال، سلیمان اپنے وقت کا ہر ایک بات کا ہادی۔ کلام کا صاحب
 نام کا صاحب، الہام کا صاحب، ہر ایک کام کا صاحب، روشن ضمیر، صاحب تدبیر۔ ہر فن
 میں ماہر، چھپا سب اس کے آنکے ظاہر۔ خدا کا واصل، صاحب دل عاشقان کا رہنما۔
 صاحب حال صاحب حاصل۔ ہاتھ غیب کی آواز کا محرم اسرار محرم راز، رازداراں کا
 آدھار، عاشقان کے جیواں کا یار، مجلس کا سنگار، دل کے بارغ کی بہار، سرتے پاؤں لگ گل
 زار۔ بادشاہاں کی مجلس میں پھرے، موتیاں کے دریا میں حیرے، عاشقان کا دل بھلاتا،
 معشوقاں کوں تپاتا، سب کے دلاں کوں بھلاتا۔ بہوت خوش شکل، بہوت خوش رو۔ بادشاہاں
 کوں اس کے دیکھنے کی آرزو۔ ہزار قصبے، ہزار شعر، ہزار لطیفے یاد، جس کے نزدیک بیٹھے اس کا
 ہووے دل شاد سب کے دلاں کا آرام، سب کو اس سوں کام۔ بہوت اس میں عقل،

بہوت اس میں فام، سب کام میں تمام۔ جاں یو اچھے واں دلییری نا آوے، صحبت اس کی
 سب کوں بھاوے۔ بات اس کی جوں شکر، جوں نبات۔ جو گنن دنیا، تو گنن اسے حیات۔
 بارے جس وقت تھا ایک ہزار و چہل و پنج، اس وقت ظہور پکڑیا یونج⁽¹⁾۔ جو کوئی صاحب
 سخن اچھے گا، جو کوئی صاحب فن اچھے گا۔ اسے یونخن اثر کرے گا، سب بے خبر کرے گا،
 اپنے ادھر کرے گا دو پہچانے گا، وہ اس بات کی قدر جانے گا۔ ہمتا یاد کرے گا، اپنا دل شاد
 کرے گا۔ دل پر⁽²⁾ تے جائے گی فکر، اسے ہماری لگے گی ذکر۔ ہماری بات کی لطافت کے
 پیالے کا اثر چڑے گا، ہزار اعتقاد سوں بہ دل و جان⁽³⁾ ہماری سلامتی کا فاتحہ پڑے گا۔ عجب
 مرد تھا کہے گا، عجب صاحب درد تھا کہے گا۔ عجب کامل تھا کہے گا، (عجب⁽⁴⁾ واصل تھا کہے گا)
 ہادی ہے کہے گا منادی ہے کہے گا، ہزار شکر کہ بارے الحمد للہ۔ کتاب تمام ہوئی، مقصود
 حاصل⁽⁵⁾ ہوا، سب کام ہوا۔ زور سوں نیں آتا فام، کج سوں آگتا کام، اتال جوں حسن ہو
 دل اپنی مراد کوں انہڑے، اپنے کمال اعتقاد کوں انہڑے تیوں بادشاہ ہو ر بادشاہ⁽⁶⁾ کے
 دوستاں⁽⁷⁾ بادشاہ کے عزیزاں، بادشاہ کے خوشیاں، قرابتاں بادشاہ کیاں پیار یاں پیارے،
 مانتے مکین بارے۔ بادشاہ کے خدمت گاراں، دولت خواہاں، دعا گویاں، امید داراں⁽⁸⁾
 سب اپنی مراد کوں انہڑے، انوکوں غیب کی نعمت سنہڑے۔ رزق فراق اچھو، ہمیشہ بہ عیش و
 عشرت اچھو۔ عمر دراز اچھو، دائم بدولت اچھو، عاقبت بہ خیر اچھو، ایمان سلاست اچھو، آئین⁽⁹⁾
 یارب العالمین۔۔

اختلافات نسخ

(صفحہ - 1)

- (1) م، و = بسم اللہ کے ایک لفظ میں
 (2) ب، ج = یوں ہے کہ
 (3) د = حد تک
 (4) م = درخانہ اگر کس است یک حرف بس است
 د = او بخاکس است یک حرف بس است
 (5) م، و = ایکھی اچھر پیم کا پھیرے سو پنڈت ہوئے۔

(صفحہ - 2)

- (1) ب، ج = قادر قدرت
 (2) ج = کر لے
 (3) ب، ج = پورے
 (4) ج = ہے ہو
 (5) ب، ج = کہے اسے
 (6) د = آپے کئی لاک۔
 (7) الف = ے جہاں جو کچھ ہے وہاں سب (کرم خوردہ)

ہر ایک شے نے جلوہ دیتا نور اس کا۔

متن میں نسخہ الف کے کرم خوردہ حصے کی تکمیل نسخہ 'ب' 'ج' 'س' 'م' 'و' سے کی گئی ہے۔ نسخہ الف میں دوسرا مصرع ناموزوں ہے۔ چنانچہ متن میں نسخہ ت اور م کا مصرع ثانی شامل کیا گیا ہے نسخہ 'ج' 'س' اور 'و' میں دوسرا مصرع نسخہ الف کی طرح ہے۔ نسخہ ت میں پہلا مصرع اس طرح ہے۔

جہاں جو کچھ ہے وہاں سب ظہور ہے اس کا

(8) و = خدا حاضر ناظر، خدا سکتا۔

(9) ب = ”اس کا کھیل“ سے ”ع“ تو یاد کر اس بچہ کو اپنی ہمرے

لک نماد

(صفحہ - 3)

(1) الف = اس نسخہ میں یہ مصرع کرم خوردہ ہے۔ اس لیے متن میں نسخہ ’ب‘
'ت' 'ج' 'س' 'م' اور 'و' کا مصرع شامل کیا گیا ہے۔

(2) الف = ع، گر جبریل ہو آئے تو بی یہاں بال و پر نہ۔

و = ع گر جبریل ہو وے تو ہی یہاں بال و پر نہ

متن کی عبارت میں موزونیت کے لیے نسخہ ’ت‘ ’ج‘ ’م‘ کا مصرع نسخہ الف کے مصرع کے بجائے شامل کیا گیا ہے۔

(3) ت، و = عجائب عجائب

(4) الف = ”اس کے کام انسان کیا کر سکے قام“ یہ عبارت اس نسخہ میں کرم خوردہ ہے متن میں نسخہ ’ب‘ ’ج‘ س م اور و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔ نسخہ ت میں یہ عبارت اس طرح ہے۔ اس کے کام انسان کیا کر سکے گا قام۔“

(4) ”فیو عربی میں کتا ہے کن فیسکون“ یہ جملہ بھی نسخہ الف میں کرم خوردہ ہے اس لئے نسخہ ب، ت، ج، س، م اور و کا جملہ متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(6) و = دہنی جو دھرنی دھر یا بھی ہو ر دھرے سو ہوئے۔

کس کے کرنے تے کیا ہوئے جو خدا کرے سو ہوئے۔

(7) ت = ہو دیں

(8) م = کچھ

(9) ج = مہربان

- (10) و = ع یو خاصیت ہے عشق کی یہاں بیان کوئی کیا کرے۔
 (11) ت = ع۔ بیگانے کو یو عشق ملا آشنا کرے
 (12) ت = اپنے گن
 (13) ت = ناجان پہچان۔
 (14) ت = ایک
 (15) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”ایکس کے خاطر ایک تملیے چپے ایکس کے خاطر ایک ترستے پتے۔“
 (16) م = ع = دوڑیا ہے عشق جس پر لھوا کھینچ باند کر۔
 (17) و = سگے ماں باپ ہو سکے بعا یاں سوں۔

(صفحہ - 4)

- (1) م = کسی اور کے
 (2) و = جیوا تال لکيا۔
 (3) ت = خیال و خواب۔ و = خیال ہو خواب
 (4) ج = کھیل یوں کھلیا۔
 (5) ج = دنیار۔
 (6) و = ایک کوں۔
 (7) ج = پو
 (8) ت = سنبھال سکتا م = سنبھال
 (9) م = دورائی۔
 (10) ج = ع۔ پاوے جھجو عشق میں ابے فنا کرے۔
 م = ع۔ پاوے جھجو عشق میں ابے فنا کرے۔

(11) ج، م = عشق نذر عشق بادشاہ۔

(12) الف = اس نسخہ میں چاروں اشعار نثری جملوں کی شکل میں اس طرح لکھے گئے ہیں۔ ”عشق ہرگز کے جدا نہ دھرے، عشق دونوں ملا کے ایک کرے۔ سرمست لا ابلی ہے عشق آب بھادنا خیالی“۔ نسخہ ج میں بھی یہ اشعار نثری عبارت کی شکل میں ہیں نسخہ ب، ت، س اور م میں یہ اشعار واضح طور پر اشعار ہی کی شکل میں موجود ہیں جنہیں متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔ نسخہ و میں پہلے شعر کا دوسرا مصرع یوں ہے۔

ع۔ عشق دوکوں ایک کرے۔

(13) ت، م، و = تو

(14) ت = ہوتا ہے کوی

(15) م = کہے

(صفحہ 5)

(1) م = یوں پیدا کیا۔

(2) ت = ع سب میں دو ہے تو سب میں ہوئے سواد۔

م = ع سب میں دو ہے تو سب میں ہے یو سواد۔

(3) م = ”عشق میں آپے ہے اس میں ہے کمال، عشق میں آپے ہے تو عشق کو نہیں زوال“ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(4) و = اپسیں

(5) ت = بات کو بھید پایا

(6) ت = تخت کو پاوے دیکھنے و = ”تخت کوں دیکھنے سے لیکر..... بات

نک سمجھا جانا“ ندارد۔

(7) ت = جو یو بات

- (8) م = عشق ہو خدا۔
 (9) ت = ع دیتا ہے نفاق رہتا جو برے لک
 م = ع۔ دیتا ہے نفاق رہتا ہے جس رے لک۔
 (10) الف = عنوان کی سرخی مع چاروں اشعار کے ندارد۔ ج۔ اسی نسخہ میں
 صرف عنوان کی سرخی ”فی نعت خواجه عالم“ درج ہے۔ اشعار ندارد۔ نسخہ ب، ت س اور م
 میں منقبت کے چاروں اشعار مع عنوان کے موجود ہیں۔ نسخہ و میں صرف ”در نعت محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم“ درج ہے منقبت کے اشعار موجود نہیں۔
 (11) ت = عشق خدا کوں بھیہ یا تو اپنا حبیب کر محمد کون پیدا کیا“ یہ عبارت
 اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(صفحہ 6)

- (1) ت، و = جس کے نور۔
 (2) د = محمد دوم سیوم ہے علیؑ
 (3) ب = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”علی باج کوئی“
 (4) د = محمدؐ نے پایا تھا سو محمدؐ نے پایا جو کچھ۔
 (5) ب، ج، م۔ جو کچھ پانا تھا سو محمدؐ نے پایا جو کچھ محمدؐ نے پایا سو۔
 (6) ب = تقسم میں آیا۔
 (7) ب = رسول کوں بھایا۔
 (8) ت = کار سازی ہے ولایت
 (9) ت = کامیائے میاں
 (10) ت = کہیں ہیں خدا
 (11) ب، ت، م = حضرتؐ کے۔

(12) ب، ج = اسبچ اچھتے ہیں، ایمان دھرے تو یونچہ دھرنا، طاعت کرے تو یونچہ کرنا صدق، عدل شرم کا دیوا ابا بکرؓ عمرؓ عثمانؓ نے کیا ایسے دیوے کی روشنی قیامت لک جائے گی، جو کوئی اندھے ہیں انوں کوں روشنی دس آئے گی حضرتؐ کے یاراں جنوں سوں۔

(13) ت = ع ہر ایک حال خدا کوں یقیں سوں اچھنا

(14) ب = جا گا صدر

(صفحہ - 7)

(1) ت = خبر تے

(2) د = کچہ رمز پا کر سے لیکر..... مان دے ہو ر فرمائے ندارد۔

(3) ت، س = مان دے عطر دان دے ہو ر فرمائے۔

(4) ب، ج، م = کرنا کچہ نشان دھرنا وچھتی

(5) و = پادہ عسٹکنا وچھتی سے لیکر..... نوی نطق بیتیا ندارد

(6) ب = ہم ہشیار دھریا ندارد۔

(7) الف، س، و = بہت بڑا کام اندیشیا “ ندارد۔ نسخہ ب، ت، م میں یہ

عبارت موجود ہے جو متن میں شامل کی گئی ہے۔

(8) ب = آنگے آنہارے

(9) و = بھی لوکاں آنکھیں تھے

(10) صرف الف میں یہ شعر درست ہے۔ باقی سارے نسخوں میں مصرع اولیٰ

مصرع ثانی اور مصرع ثانی مصرع اولیٰ لکھا گیا ہے۔

(11) ب = باٹ

(12) ت = یاد اچھے

- (13) ب، ت، و = کا سورات
 (14) ب = کچے تو بی کھیا
 (15) ت = بڑ ہے جو تک
 (16) م، و = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”تک تملے تک چہ پھرے تک مستی چڑے
 تک تر پھرے۔“

(صفحہ - 8)

- (1) ب = وہی ہے صانی کہ جس صاتی تے صفا کوئی پاوے
 وہی ہے کام کہ جس کام تے نفا کوئی پاوے
 ت = وہی ہے صانی کہ جس صانی تے صفائی پاوے
 وہی ہے کام کہ جس کام تے نفع پاوے
 (2) ب = یو باغ جو کرتے ہیں یتا جد جو دھرتے ہیں لوکاں باغ جو کرتے ہیں
 جواسچہ
 (3) ب = جو کے
 (4) و = کے باغ
 (5) ت = ع جو دل کو لیا ہات کچے کسی کو دیا
 (6) الف = ع ہزار کعبے بندایا ہزار حج بی کیا۔
 ب = ع ہزار کعبے بندھایا ہور ہزار حج کیا۔
 م = ع ہزار کعبے بندھایا ہزار حج بی کیا۔
 و = ع ہزار کعبے بند یا ہزار حج بی کیا۔ متن میں نسخہ کا مصرع شامل کیا
 گیا ہے۔
 (7) ب = در زینت خن و در نام کتاب۔ س = در زینت خن و در نام کتاب۔ م =
 در زینت خن و در نام کتاب گوید۔

(8) و = یو قدرت اللہ ہے سے لیکر پڑھنے آوے ہوس ندارد۔

(9) ت = کئی برس

(10) ج = ہر ایک بات

(11) ت = ناکوئی سمجھے۔

(12) ب = سے

(13) ب = کتاب کے بغیر

(14) ب = جیکوی

(15) و = کوں جیو کا صاحب

(16) ب = رنگ پھول

(17) ب، ت، م، و = خوش لباس کے پھولوں

(18) الف = سنگے دل میں بھرے اساس ”یہ جملہ نسخہ الف میں کرم خوردہ ہے۔

اس لئے نسخہ ت، س اور م کی عبارت متن میں شامل کی گئی ہے۔ نسخہ ج میں بھی یہ جملہ کرم

خوردہ ہے۔ نسخہ ب اور و میں یہ جملہ موجود ہے۔

(19) ت = پھول کے جس۔

(20) ب = فاتحہ فرض۔

(صفحہ۔ 9)

(1) ج = خن کشناسی ہے ہو۔

(2) ت = ہے جو

(3) ت = دین دنیا

(4) ب = حکیم سدہ

(5) ب = ہندو بات پا۔

- (6) ت = باٹ - م = باٹ پاتجے
 (7) ب = بڑ جائیں گے
 (8) ت = سمبھانے ہارا۔
 (9) ب = ہوئے
 (10) ب = یہ دل جیو ہے۔ ت = بی جیوے دل
 (11) ب = ہو رسب ٹھار۔
 (12) ت = گنہ کاراں ہوئے سن آج۔
 (13) ”خدا بی“ یہ دو الفاظ نسخہ الف میں کرم خوردہ ہیں اس لیے جملہ کی تکمیل
 باقی نسخوں سے کی گئی ہے۔
 (14) و = کو
 (15) و = انو پر ہرگز خدا کی نہیں رحمت۔

(صفحہ - 10)

- (1) ب = جیتا انوکوں سمجائے۔
 (2) م، و = گواہیر کے فہیم
 (3) و = گھسٹ
 (4) م = میں یو بولتے۔
 (5) ب، ت = ابلہاں اشد خموشی۔ ج = اہلیاں۔
 (6) ت = انوکو کچ فام کی۔ و = کچ فام کے انوکیا کام کرے۔
 (7) ب = کوڑ چھاؤں
 (8) ب = چڑچڑ۔
 (9) م = دیکھے بی ایمان۔
 (10) و = قدرت سوں باند کر سے لیکر..... محبت آیا تھا اندارو۔

- (11) ب، ج = بات سنج
- (12) ب = کتے ہیں انوبی یوں کہتے ہیں۔ م = تے ہیں جاہلاں کوں انوبی یوں کہتے ہیں۔
- (13) ب = موتی
- (14) ت = سو میں بھریا۔
- (15) ب = بھریاں
- (16) ت، ت، ج، م، د = الٹا یا تو یو شیریں پایا تو نوی باٹ۔
- (17) ”ایٹی باناں“ یہ دو الفاظ نسخہ الف میں کرم خوردہ ہیں۔ متن میں ان کی تکمیل نسخہ ب، ت، ج، س، و اور م سے کی گئی ہے۔
- (18) ب، ج، د = سوں یو باٹ نکل
- (19) ت = کچے ہو ر مشقت

(صفحہ - 11)

- (1) ت = دانا کو ہے سجدے کی
- (2) و = کس کی کیا مجال
- (3) ب = پاناں
- (4) ت = تو
- (5) و = ہماری اس بات
- (6) ت = انے کہا ہوتا۔ م = انے کھائل ہوتا
- (7) ب، ج = انے کون کرنا منا
- (8) ب = گن اس باغ
- (9) ت = درن باغ

(10) ب = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔ ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔

جو کوئی اول آخر اچایا بنیاد

(11) و = بول میں یک یک حور

(12) ب = جیکوی۔

(13) ت = کس تے کچے جانتا۔

(14) ت = ڈرنا اور پرہیز

(15) ب = نقصان تو ہے فہم دار۔ و = نقصان اگر تو ہے فہم دار

(16) ت = نے کچے پایا بلکہ خدا کو پایا۔

(17) و = مانا جانا، پہچانا۔

(18) ت = سو

(19) م = اچھنا

(20) ت = درد مند ہوتا ہے بے درد۔

(21) ”بے درد“ درد منداں کون کیا جانتے یہ عبارت۔ نسخہ الف میں کرم خوردہ

ہے اس لیے عبارت کی تکمیل نسخہ ت، ج، س، م اور ’د‘ سے کی گئی ہے۔

(22) ب = لونداں

(23) و = پہچانتے

(24) و = کون کیا کچے۔

(صفحہ 12۔)

(1) ب = چھنداں کو

(2) ت = پہچانتے

(3) ب = کب

- (4) ج = موں سوں، م = موں پو
 (5) ب = سید
 (6) ت = اس بات کا مانا۔
 (7) ب = چھپانا۔
 (8) ب، و = بعضے عجب لوکاں ہیں
 (9) ب = چل لیو چلن ہارے۔
 (10) ب، ت = پڑتا
 (11) ت = لال کون کالا کر سکتا ”یہ جملہ ندارد۔
 (12) ت = جس کا دل صفا
 (13) د = کہ خدا کہتا ہے
 (14) ت = عظمت نور سے کوی
 (15) ت = خاک پتھر
 (16) ت = دوروز
 (17) ت = مال ہو روز
 (18) ت = بھی۔
 (19) ت = یکی
 (20) ب، ت، م = ہے یو خدا
 (21) ت = اس کا
 (22) ت = نام
 (23) ت = کام تمام
 (24) ب، م = پر جنو
 (25) د = دنیا میں خوب کھوائے سے لے کر..... ع
 ثبت است بر جریدہ عالم دوام ماہ ندارد۔

(صفحہ - 13)

- (1) ت = یہ
- (2) ”بہلائی برائی سب اپنے پاس ہے“ یہ جملہ نسخہ الف میں کرم خوردہ ہے۔ نسخہ ب، ت، ج، س، اور م سے عبارت مکمل کی گئی ہے۔
- (3) ت = خبر اپنے کو رہنا۔
- (4) ت = پہچانا نے سب جانا
- (5) ت = ڈھلنا
- (6) ت = چلنا
- (7) ت = چھوڑا پس دیوانہ ہوا۔
- (8) ت = مدعا دل سے دور پڑتا اگر جو چہتا ہے دل کو۔
- (9) ب = ہے تو
- (10) ت = شریک کر۔
- (11) ت = تو تو چند، م = تو سیک
- (12) ت = یہ چلن سیکتا ہے
- (13) ب = مر با
- (14) ب = یہاں پڑی
- (15) ب = بُری
- (16) ت = زندہ
- (17) ت = زیست بی اسے جگا ہے اس پر رحمت۔ س = زیست لے
- استحکام ہے۔ اس پر رحمت۔
- (18) ت = دل کے دروازے کھولا۔
- (19) ت = خاص ہو یا عام۔

(20) ت، م = ع عقل ہے بازو لے باز ہے بلند پرواز

(21) ب = کوالتے۔ وہ = کہلاتے۔

(صفحہ-14)

(1) ت = ہو دے تو تمیز کر بھلا اور برا جانے عقل رہے تو۔

(2) ب = عقل تے میرد = عقل تے میر ہو عقل تے پیر عقل تے بادشاہ
ہو عقل تے وزیر

(3) ت = عقل سے یہ عالم رہا ہے کھڑا

(4) ب = اخل بہوت

(5) ت = ستی

(6) ب = ع جنے جو علم سکيا ہوا اخل تے آیا ہے۔

ت = ع جنے جو علم سیکا سو عقل سے آیا ہے۔

م = ع جنے جو علم سکھا سو عقل تے آیا ہے۔

(7) ت = عقل سے کچھ خدا بھی دور نہیں۔ و = عقل کوں خدا کہنا بی کچھ
دور نہیں“

یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(8) ت = ذات سے صفات

(9) ت = آفتاب درمیاں سے جاوے

(10) ت = شراب کون کہتا۔

(11) م = پھول پھول کھوایا

(12) ب = جو ہر پایا۔

(13) ب = میٹھا لگا بول۔

(14) م، و = دے تو ذات

- (15) ت = کدھر آئیں گے۔
 (16) ج = ایک معنی سوں، ندارد
 (17) ت = شک اس وقت جائے گا
 (18) ب = انوئیں لیائے
 (19) ت = دیکھائیں جاتا۔
 (20) ج = نا جاسی اس نظر
 (21) ت = نہیں آتا
 (22) ب = ہے اس نظر
 (23) ت = خدا کیا ظاہر
 (24) ج = پکڑتا ہے
 (25) ج = جاگا سوال ہے کہ خدا۔ و = دوسواں ہے کہ خدا

(صفحہ-15)

- (1) ت = دل ہی میں
 (2) و = خدا تحقیق ہے سے لیکر.....کہوئے تو کہا جائے تک ندارد۔
 (3) س = یونہ کہے۔
 (4) ب، ج = دے کی وضاسوں یہاں بھی دتا ہے۔ م = دے وضاسوں
 یاں بی دتا ہے۔
 (5) ب = عجب شکت
 (6) ت = انسان بی یہاں
 (7) م = نہج
 (8) ج = کر بولیا۔
 (9) ت = جی لے آتا

(10) ت = تجہ سے ہے باریکے باریکے وضع سے دستا ہے۔ تاریکے تاریکے وضع سے دکتے ہیں باریکی کو تاریکے کی وضع سے دیکھے گئے تو کیوں دیکھی تاریکی کو باریکے وضع سے دیکھے گئے تو کیوں دیکھے۔

(11) ب، ج = اگر آسمان اگر زمین سے لیکر..... گفتار کی فرصت پائے

ندارد۔

(12) ت = آسمان و گرزین اگر آب و آتش

(13) ت = آپ ہی پیدا

(14) ت = انھوں کو بھی کوی

(15) ت = آپ سے آپ پیدا ہوا ہے تو پس یونچہ۔

(16) ت = دیکھا چاہے۔

(17) ب، ج = کر کے

(18) ب، م = کیسے بچہ قدرت

(صفحہ-16)

(1) ب، ج = عالم میں سو۔

(2) ب، ج = ”عالم میں سو جہا ہے“ اس عبارت کے بعد پچھلے صفحہ کی عبارت

”اگر آسمان اگر زمین“ سے لیکر..... ”فرصت پائے“ درج ہے۔

(3) ت = اس نے

(4) ت = لا رکھا

(5) ب = ع کھولیا ہوا کرتے سوں آپس پر سٹیا

ت = ع کھولیا ہوا کرتے سر یہیں پر سٹیا

ج = ع کھولیا بھوا کرتے سوں آس پر سٹیا

- س = ع کھولیا لھو کرتے سیر یہیں پر سنیا
 م = ع کھولیا لھو کرتے سوں آس پر سنیا۔
 (6) ت = خدا
 (7) ت = نہج نہیں سو۔
 (8) ت = پس دل
 (9) ب، ج، م = جو کچھ بے اختیار دل میں
 (10) ب = خام ت، م قام
 (11) ت = سو ہمیں
 (12) ب، ج = ہو ر محبت اس کی ہے فرض
 (13) م = محبت ہے فرض۔
 (14) ت = فرض باقی خد کے
 (15) ت = کون جو اس
 (16) ت = کریں کہ ایسے کاماں کے انکے فکر کرے ہنا ہاری۔
 (17) ت = حیرت کہ گنگے سب ہوئے موتی
 (18) ب، ج = کجی نہیں جاتی۔

(صفحہ-17)

- (1) ت = سخن
 (2) ب = مہانے
 (3) و = تجلیات یعنی
 (4) ت = دیتے تو انوار سبحانی
 (5) ت = یوں کیس ہے۔ ج = کہے ہیں۔

(6) م = ہے کہے۔ و = ہے تاکہ

(7) د = کچھ

(8) ب = ساتھ ساتھی کی چوندرہ پو ہوئے

جس پر پیار پیو کا ہے سودھن بر جی کوئی

ج = ساتھ ساتھی کی چوندرہ پو ہوئے

جس پر پیار پیو کا ہے سودھن بری کوئے

(9) و = نیاز

(10) ب، ج = بات کچھ ہو

(11) ت = دیکھتے کہنا دیکھیں گے کہنے سے زیادت

(12) الف، و = جو اپنے۔ نسخہ الف کی عبارت موزوں نہیں ہے۔ اس لئے

نسخہ 'ب' ت، ج، س اور م کی موزوں عبارت "جیوں اپنے" متن میں شامل کی گئی ہے۔

(13) ت = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "عاشق مست عابد ہشیار"۔

(14) ب = معشوق اپنا دیدار

(15) ت = دکھاتا ہے۔

(16) و = تاکہ

(17) ت = مانے

(18) و = اچھے لی تو

(19) ت = یا

(صفحہ 18)

(1) ب، ج = آتا، ت س = تا

(2) ب = ایسے مانتا

- (3) ب، ج = دین ہو دنیا، ت = دین و دنیا کے گزرتے
- (4) م، و = سچ کر کے بے منت
- (5) ب = دنیا یاں پاک
- (6) و = غار فاں بی او یسے قبول
- (7) صرف نسخ الف میں ”کتے کہ“ اور سارے نسخوں میں ”کتے ہیں کہ“ درج ہے اس لیے متن میں نسخ الف کے بجائے نسخ ب، ت، ج، س، و اور م کی عبارت شامل کی گئی ہے۔
- (8) ت = گیا
- (9) ب = ہے یو بات
- (10) ب = کے
- (11) م = یہاں کی صفت
- (12) ت = صفات ج ذات
- (13) و = بات آئی ہے
- (14) و = بات آئی ہے
- (15) ب = فارسی کے واصلان فارسی کے صاحب دلاں۔

(صفحہ-19)

- (1) نسخ الف میں یہ مصرع ”لا جرم عین جملہ عالم شد“ درج ہے لیکن سب رس کے تمام نسخوں اور خود حضرت راز الہی کی تصنیف وصیت نامہ میں ع ”لا جرم عین جملہ اشیا شد“ ہے اس لئے نسخ الف کے بجائے نسخ ب، ت، ج، س، م اور و کا مصرع متن میں شامل کیا گیا ہے۔
- (2) ت = ”خدا کے خاصے“ ندارد۔

(3) نسخہ الف، ب اور س میں ع ہت مالے چڑ چڑ کہوں سکی ہے لیکن جواہر اسرار اللہ کے جتنے بھی نسخے اب تک دریافت ہوئے ہیں ان سب میں اور نسخہ م میں بجائے ”ہت مالے“ ”ہب مالے“ لکھا ہے چوں کہ معنی کے لحاظ سے بھی یہ زیادہ درست معلوم ہوتا ہے اس لیے متن میں نسخہ م کا مصرع شامل کیا گیا ہے۔

(4) ب = سب جا گا خدا کا ج تھا۔ ت = سب کا خدا ج تھا۔ م، و = سب جا گا خدا ج تھا

(5) و = ”اس پانی ہو اس موتی“ سے لیکر میں تو اس حلال کون“ تک عائد۔

(6) م = ایک ذات وجود

(7) نسخہ الف = حرص مراتب = ب = حفظ حرص مراتب نسخہ ج میں یہ عبارت کرم خوردہ ہے۔

نسخہ ت، س اور م میں ”حفظ مراتب“ درج ہے نسخہ الف کی عبارت چوں کہ مہمل ہے اس لیے متن میں نسخہ ت، س اور م کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(8) ت = اس ایک بات کی ہے بدہ

(9) ج = کو نچے بڑے گھر سے لیکر میاں تے جاوے“ عائب۔

(صفحہ - 20)

(1) ت = اور تیرا درمیان تے جاوے

(2) الف، ب، س = دریا میں قطر ابھار = ت = دریا میں تے قطرہ

بھار۔ م = دریا سستی قطر ابھار۔ نسخہ الف، ب اور س کی عبارت مہمل ہے۔ نسخہ م کی بہ نسبت نسخہ ت کی عبارت زیادہ واضح ہے اس لیے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(3) الف = نہیں، دریابی۔ م = نہیں تو دریا کوئی۔ نسخہ ب، ت، س

میں ”نیں تو دریابی“ درج ہے۔ یہ جملہ زیادہ درست معلوم ہوتا ہے اس لیے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

- (4) ت = ویسا نچہ تھا عربی میں کہے ہیں۔
 (5) ب = کئی معنی ہیں۔ ت = بہت معنی ہے۔ م = کئی معنی ہیں۔
 (6) ت = قابل ہیں۔
 (7) ت = بکج
 (8) ب، ت، م = ”یو کیا ذات ہے“ یہ جملہ ان تینوں میں موجود نہیں۔
 (9) ت = اور وہاں سے سب آتا
 (10) ت = کوئی کیوں جاتا اس کچھ میں ہے۔
 (11) ت = وہاں نور
 (12) ب = کا اس کالے میں۔
 (13) ب = کیا سمجھتا اس کی مت
 (14) ب = دو
 (15) م = ”اپس کی اپس کوں خبر نہ اچھنا“ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔
 (16) ت = اس لگن
 (17) ت = فرمایا کہ رسول
 (18) ب = ع جیسے اخل ہے دو دھر ہاتھوں سنجال کہے۔
 (19) ت = ع جو سو برس کو ہو دیکا وہ اتال کہے۔

(صفحہ - 21)

- (1) ب = عقل کا کام الف ہو رلام اقل نے کیا کلمہ کلام میں تو کاں تھا
 سلام علیک علیک سلام عقل ہو احلال۔
 (2) ب = صاحب غلام۔ حاکم احکام۔ حمام، حمام، کوٹہہ بام یو کچہ عجب۔

- (3) ت = تھا اس کا
- (4) ت = ویش مندی، ترکش بندی، قبول صورتی۔ ولاوری سب علم اسے حاصل۔
- (5) ب، ج = ع کرے نت دل پونا زش عقل جیسا۔
م = ع کرے نت دل پونا زش عقل جیسا۔
- (6) ج = سر پر چتر
- (7) ت = بازار بازار اپنی دہائی پھرایا کہ تن
- (8) ب، ج = جیوں نفر، جیوں خدمت گار
- (9) ت = خبر دلچ کو معلوم ہر یک منزل کا
فقیر یہ تن بچارا مطیع ہے دل کا
س = ع فقیر تن پو بچارہ مطیع ہے اب داں کا
- (10) ت = جاتا ہے۔
- (11) ج = بھیجیں بھیجیں تن۔
- (12) ت = آتا ہے۔
- (13) ت = دل عاشق جاں

(صفحہ - 22)

- (1) ت = عدل دانصاف
- (2) ت = پتا کیا ڈر
- (3) ت = عدل دانصاف
- (4) ت = کرتے کچھ
- (5) ت = دنیا کا سواد چھوڑنے پر آئے پس دنیا۔

- (6) ب = ذوق
 (7) ب = کیا
 (8) ب = دنیا میں محفوظ۔
 (9) ت = اپس دور
 (10) ت = اپنے ہر ایک ٹھار رکھوال
 (11) ت = مات گئے ہونا
 (12) ت = نمک نے تے کھانا بے نمک کھائے تو آدی کیا سواد پاتا۔
 (13) ت = آدی نہیں سواد کیا پاتا۔ ج = آدی نہیں سواد پاتا۔
 (14) ت = جیون شیریں۔ س = جوں شیریں۔
 (15) ج = نہیں سوو
 (16) م = کام میں نیت۔
 (17) ت، م = جاتی ہے ہزار۔
 (18) ت = آتی ہے
 (19) ت، م = عاشق ہے، عاشق کا عاشق کا عاشق پر کرم ہے۔ عاشق ہو
 دل سخت یو تو عجب تماشے کا ہے وقت۔ عاشق کا دل نرم اچھنا، عاشق کا عاشق پر کرم اچھنا۔

(صفحہ - 23)

- (1) س = بخشنے ظاہری۔
 (2) الف، س، ج = ہرگز نبودی چوب تر فرماں نبردگاؤ خر۔
 ب، ت، م = گز نبودے چوب تر فرماں نبردے گاؤ خر۔ نسخہ ب، ت اور م کی
 عبارت نسخہ الف، س اور ج کے مقابلہ میں زیادہ درست بھی ہے اور امثال و حکم کے
 مطابق بھی اس لیے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(3) م = دونو

(4) م = ۲

(5) م = عاشقاں کے آگے دنیا خراب۔

(6) ب، ت = لکھے دنیا سب خراب۔

(7) ج = دنیا سب خراب۔

(8) ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”عاشق کوں شراب پیے تو بہت نفا۔

(9) ب، م = شراب پی اگر سنگتا ہے سخاوت پر آنے تو شراب پی اگر سنگتا

ہے رن میں۔

ت = شراب پی اگر سنگتا ہے سخاوت پر آنے تو شراب پی اگر سنگتا ہے

رن میں گھوڑا بھانے تو شراب پی اگر سنگتا ہے معشوق سے خط پانے تو شراب پی۔

اگر سنگتا ہے حسن کا نظارہ کرے تو شراب پی۔ ج = شراب پی ہزار اگر

سنگتا ہے۔

(10) ت = بھرے

(11) ت = چاہتا۔

(12) ت = ”اگر خدا کوں اپڑنے سنگتا ہے تو شراب پی“ یہ جملہ اس نسخہ

میں نہیں ہے۔

(13) ت = اولیاں شراب، م = بعض ولیاں بی شراب۔

(14) م = نوش

(15) م = نوش

(16) ت، س = آرائش بزم بادشاہی

(17) ت، س، م = خوشی میں اسی

(18) ت = ڈراتے۔

(صفحہ - 24)

- (1) ب = از حزا ا مرد ز زا ہد میکند منع
- (2) ب = شراب بی ہزار گناہ کرتی حیوں جو کوں - ج = شراب بی ہزار
- (3) ت = جیو دل کو بھاتا۔
- (4) م = وہاں چپ رہیا جاتا۔
- (5) ت = تاکید تمام شراب
- (6) ت = بخشا کھا کر - م = بخشا۔
- (7) ب = فرمودگی۔
- (8) ت = آتے
- (9) م = دنیا یاں کوی
- (10) ج = کوی
- (11) ت، س = لوکاں عالم کے مال
- (12) ب = شراب کیا شراب
- (13) ت = سے اپس کو کیا۔
- (14) ت = کسی کے ذکر۔
- (15) ت = بار۔
- (16) ت = کیا
- (17) ت، س = یہہ سخن
- (18) ب، ت = کتا ہے کہ۔
- (19) ب = از شیشہ ہماں تیرا ود کہ دروست۔

(صفحہ - 25)

- (1) ت = ذرا ذرا۔
 - (2) ت = برا اور کرتے۔
 - (3) ت = شراب بھارا بدنام
 - (4) ت = تو ب۔ سب
 - (5) نسخہ الف میں ”برتے نیں“ ہے جو کہ سیاق و سباق کے لحاظ سے ’وزوں‘ نہیں۔ اس لیے نسخہ ب، ت، ج اور م کی عبارت ”برتے“ متن میں شامل کی گئی ہے۔
 - (6) ب، ج، م = ”بلکہ ایک غرض ہے“ ندارد
 - (7) ب = دریا دل۔ ت = دریا دل پاک کر پیوے۔
 - (8) ج = پاک کر پیوے۔
 - (9) ت = ولے کبھی آپ سے برابر بول کر ڈراتا۔
 - (10) ج، س، م = حرام کتے تو بہ کراتے۔
 - (11) ت = اس نسخہ میں یہ شعر نہیں ہے۔
 - (12) ت = یہ عالم سب جانتا ہے پس جو
 - (13) ت = پہچانتا ہے سو۔
 - (14) ب، ت = وگراں۔
 - (15) ت = کس آدمی میں۔
 - (16) ت = کرنا بی بڑا۔
 - (17) ت = بولے تو
 - (18) ت، س = نیں بخنڈے گا۔
 - (19) ت = عارفان کا ہے کام مصلحت ہے کچھ اس میں وہیچہ سمجھے کہ ج۔
- ج = عارفان کا ہے۔

(20) ت، م = ان سنخوں میں یہ شعر نہیں ہے۔

(صفحہ - 26)

- (1) ت = یوزید بولا نہ عمر
- (2) ت، م = یہ
- (3) ب، ت، س، م، و = بول ہے
- (4) و = یوں فعل
- (5) و = حسب حال ظاہری
- (6) ت = ولے
- (7) ت = گناہ اگر نا بخشے۔
- (8) ب = جو بی اتا
- (9) ت = بست اگر پتھر
- (10) ت = بے باک۔
- (11) ب، و = پولاد
- (12) و = ایسے سوں
- (13) س = بزم کرے شراب خدا کی محبت کا ناؤں ہے شراب خدا کی یاد کے غلوت کا ناؤں ہے جو کوئی عاشق تمام ہے اسے ہمیشہ یو چہ شراب سوں کام ہے جکوی پاک۔
- (14) ج = شراب ظہور۔ و = شراب ظہور اہوتا۔
- (15) ب، ج = دانایاں کا کیا چارا۔
- (16) ب = میں ہے اندھارا۔
- (17) ت، س = کئے

- (18) ت = اٹھا سکتی ہے، نورے بحری
 (19) و = قام
 (20) ب، ج = چاند۔ ت = چندر
 (21) ت = دیکھنا اور راگ سننا شراب پینا ہے۔

(صفحہ - 27)

- (1) ب، ج، م، و = یہ شعر موجود نہیں۔
 (2) ب، ج، م، و = خودی پیچنے والے“ سے لیکر..... ”اس بات کی خبر“ عمارد۔
 (3) ت = خدمت گاری سے مجوہاں۔
 (4) م = دیئے بھی نہیں لیتے۔
 (5) ج = کیا قام
 (6) و = مراتب کی نہیں۔
 (7) ب، م، و = دکھلایا۔
 (8) ت = کیوں
 (9) ت = سب کے مراتب
 (10) ت = بڑے قام سے۔
 (11) و = لگوں
 (12) ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”شراب پیٹ میں بھرتا“۔
 (13) ت، س = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”جوں لبالب شراب سوں بھریا ہے خم“
 (14) ب، ج = کوی ذرا بھار
 (15) ت = میں یہ سلایا۔

- (16) ج = چلی
 (17) و = تھے راز پنہانی۔
 (18) ب = سب پانی اس کو دے کا.....
 (19) م = یو حاصل اتھا۔ ب = یو حوصلہ تھا تو شاہ ولایت
 (20) و = ”بزرگی انو کی سب بے نہایت کہتے ہیں“ ندارد۔
 (21) ت = ہیں کہ جن ولی نے۔

(صفحہ-28)

- (1) ت = نہیں کے آتی۔
 (2) ت = بڑی نہیں جو کہ کسے۔
 (3) ب، ت = صاحب سپاہ نے کماج۔
 (4) و = کمانچہ تہورا
 (5) ب = سرود۔
 (6) ت = دائرہ اور چنگ۔ و = داہرا
 (7) الف = قصہ خان شاہ نامہ خان ب، ت، ج، س، م، و = قصہ خواں
 شاہ نامہ خواں۔ نسخہ الف کی عبارت مہمل ہے اس لیے متن میں نسخہ ب، ت، ج، س، م اور
 و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔
 (8) و = ”جس کا راگ اسم ہے“ سے لیکر.....
 سرود محرم عشق است و عشق محرم اوست“ ندارد۔
 (9) ت = اسم جسم
 (10) ب = ہے راگ عشق کی صورت۔
 (11) ت = یوں لگتا جیسا تیر۔

(12) ت = روتا ہے بے اختیار۔

(13) الف = ع سرور و عشق محرم است و عشق محرم اوست۔

ب، ت، ج، س، م = ع سرور محرم عشق است و عشق محرم اوست۔

نسخہ الف کی بہ نسبت ب، ت، ج، س اور م کا مصرع زیادہ موزوں ہونے کی بنا پر متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(14) و = کئے نہیں پایا۔

(15) م = کے ہے بات۔ و = کے ہات ہے۔

(16) الف = کوں بیوے گا۔ ب = کیوں جیوے گا۔ نسخہ الف اور ب کی

عبارت مہمل ہے اس لئے نسخہ ت۔ ج س م اور و کی عبارت ”جو پیئے گا“ متن میں شامل کی گئی ہے۔

(صفحہ - 29)

(1) ب، ج، و = دنیا میں آیا سو عبث آیا۔

(2) ت، س = آیا گیا لذت میں دیکھا۔

(3) و = جس کے اس آبجیات۔

(4) ج، م = ولی۔

(5) ت = علیؑ سب اس۔

(6) ب = پانی کا۔

(7) ج، م = دھات۔

(8) ت = صاحب سپاہ کو اس کا اثر چڑا۔

(9) ت = بات کے سنتے۔

(10) و = بات تے حال ہوا

- (11) ب = دل پو پو، ت = دل میں سر شور
- (12) ب = ہے جو جیو۔
- (13) ت = رنگت
- (14) ت = سنگت
- (15) ت = یہ بات کھیل نہیں۔
- (16) ت = ہوا دل بہت آب دل کہ مشکل وقت آیا ہے۔
یہ دل لانے کی جاگا ہے اگر دل دل لگاتا ہے
- (17) ت = سنبھالنا۔
- (18) و = شاہاش صدرحت۔
- (19) م = میں تے اٹھے۔
- (20) و = رکھے کوئی سنبھال۔
- (21) م = نسخہ میں یہ دو جملے دوسروں کی طرح لکھے گئے ہیں۔
عاشق ہے اس کو عشق اپنا ہے
عشق جلتا ہے عشق تپتا ہے
- (22) ب = آزما کر یا نا آزما کر۔ ج = نا آزما کر۔
- (23) و = برہم۔
- (24) ت = نام لینے جان جاتا عشق کو صبر کیوں آتا۔

(صفحہ - 30)

- (1) ت = صفت بے تابی۔
- (2) ب = سعدیؒ بولیا ہے۔
- (3) ب = عشق میں ایسے چال۔ ت = عشق میں ایسا چال۔ م = عشق

- میں ایسی چال۔ و = عشق میں ایسی چال۔
 (4) ب = نہ صبر آب در غربال۔
 (5) نسخہ الف میں ”بدنای آتی عشق میں“ لکھا ہے جو ناموزوں ہے اس لئے نسخہ ب ’ت‘ ج ’س‘ م اور و کی موزوں عبارت ”بدنای تے عشق میں“ متن میں شامل کی گئی ہے۔

- (6) ب = بھی ہے بچار۔
 (7) و = آیا یہاں کوں۔
 (8) ت = انھو کا جو عشق۔
 (9) و = عشق کوں چھپا۔
 (10) ت = ٹھار پائے۔
 (11) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”حکایتاں ہیں خرافاتاں ہیں“۔
 (12) و = ”حکایتاں ہیں“ ندارد
 (13) ت = کام ہے پس جو کچھ
 (14) الف ’ب‘ ت ’س‘ ج ’ع‘ = عاشق بازی۔ م ’و‘ = عشق بازی معنی کے لحاظ سے نسخہ م اور و کی عبارت درست ہے اس لئے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔
 (15) م = اس نسخہ میں یہ شعر دو نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے۔
 (16) ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”لوگ گھر گھر پریشان“۔
 (17) ت = جتنا دوڑے سرگردن سب پھوڑے۔
 (18) و = ہو کر کھو پڑے۔
 (19) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح ہے ”بادشاہ کے جو دل پر آوے۔ و = فم تل میں سب ملک ہوئے درہم۔ ج = اس نسخہ میں بھی یہ شعر نثری جملوں کی طرح ہے۔
 تل سے ملک سب ہووے برہم۔

(صفحہ - 31)

- (1) ت = دل بادشاہ، عالم پناہ کل اللہ صاحب سپاہ کو۔
- (2) ت = بل میں دیوے ہزار ہزار شاہشاہ لیوے۔
- (3) ب'ج = ہزار ہزار بادشاہشاہ۔
- (4) ت = گھر دھنی اوچے جس کو گھر ہے خوب۔
- (5) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور یوں ہے 'گھر دھنی دوچ جس کوں گھر ہے خوب' دوچ صاحب جیسے 'نفر ہے۔ ج = اس نسخہ میں بھی یہ شعر نثر ہے۔
- (6) و = آ کر بہوت سرا کر۔
- (7) ت = ع بھائی ہے اسے نفر نکھا جائے۔ ج = ع بھائی اسے نفر نہ کہا جائے۔
- (8) ب = یہ شعر اس نسخہ میں نثری جملوں کی شکل میں ہے "بھائی اسے نفر نہ کیا جائے۔ آپڑی پر جیکوی نفر کام آوے۔
- (9) ت = دہستا۔ م'و = دھستا
- (10) م = ندھر۔
- (11) ت = تو آنحیات کی خبر لاؤنگا۔
- (12) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔
- (13) م = ندیم یو پڑتے وقت میں کیا فام۔ و = ندیم یو پڑتے وقتچے۔
- (14) ت = تو یہاں
- (15) ت = دل پر کچے۔
- (16) "سو ہوتا ہے" یہ جملہ نسخہ الف' ت اور د میں نہیں ہے جس کی وجہ سے عبارت نامکمل تھی جملے کی تکمیل کیلئے ج'ب' س اور م کا یہ جملہ متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(صفحہ - 32)

(1) ت = دسرے کے دل کو قدرت کیا ہے جو وہاں۔

(2) ت = سبیا سو کیا سبیا۔

(3) ت = منہ نہیں دیکھنے میں آتا۔

(4) ت = نہیں آتا۔

ت 'س' = "نیں پاتا" اس جملے کے بعد دونوں نسخوں میں یہ شعر

درج ہے۔

خدا کو پاس رکھ دھوڑتے جنگل میں

دھنڈورا شہر میں پگڑا بغل میں

(5) جیتا ہے۔

(6) ج = تا وجود۔

(7) ج = مردودی کی۔

(8) ب 'ج' م = تینوں نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ م میں دوسرا جملہ

یوں ہے۔ ڈالچ پر پھول نس پڑیا امید اب ہے پاس کا۔

(9) ب 'و' = خوشی خبر۔

(10) م = آ کہ یو وقت۔

(11) و = دل داری

(12) نسخہ الف 'ت' اور 'س' میں "کام کوں جد" لکھا ہے جو کہ با معنی نہیں اس

لیے نسخہ ب 'ج' م اور و کی عبارت "کام پر جد" متن میں شامل کی گئی ہے۔

(13) ج = جملے کی ترتیب بدلی ہوئی "تیری بی مراد"۔

(صفحہ - 33)

- (1) ب = یہ شعر اس نسخہ میں نثر ہے اور دوسرا جملہ اس طرح ہے
 ”صاحب سوں اپنے یک جیت ایک دل اچھے تو خوب ہے۔
 ت = ع صاحب سے اپنے ایک جیت یک دل اچھے تو خوب ہے۔
 (2) الف ت = کام شمع۔ ب س ج م و = کام کی شمع۔ نسخہ الف
 اور ت کی بہ نسبت نسخہ ب ت ج م اور و کی عبارت زیادہ درست ہے اس لئے اسے متن
 میں شامل کیا گیا ہے۔

- (3) ب ت ج م و = پھر یا جس وقت جس ٹھار گیا۔
 (4) ت = ع۔ سفر کیا سو وہی دے کہ کیا سفر میں ہے۔
 (5) و = ”عقل کے پیالے“ سے لیکر.....ع۔ ”بسیار سفر باید تا پختہ شود خانی“

ندارد۔

- (6) ت = پتا۔
 (7) ب ج و = دل مست سوں۔
 (8) ت = میں کوی آج گن کوی۔ ج م و = میں کوی آج گن۔
 (9) ب = پھل واڑی ہو پھولاں کی۔ ت = پھول واڑی۔
 (10) الف = ع۔ دنیا دعا باز ہے او باش ہو رہیاں بھری۔
 ب = ع۔ دنیا دعا باز بہوت او باش ہو رہلیاں بھری۔
 نسخہ الف کے مصرع کا وزن برابر نہیں اس لئے متن میں نسخہ م کا مصرع شامل کیا
 گیا ہے۔

- (11) و = ہو بادشاہ کا تانوں۔
 (12) ت = کہ آخر یہ کام۔
 (13) ب = خدا مدد ہے اسی کون جسے کچھ ہمت ہے۔

وہی مراد کوں انہڑا تا ہے جس میں کچھ ست ہے۔
 ت = ع وہی مراد کوں انہڑا ہے جس میں سب کچھ ہے۔
 ج = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔
 و = اوہی کون جسے ہمت کچ ہے۔
 اوہی مراد کوں انہڑا ہے جس میں ست کچ ہے۔

(صفحہ - 34)

- (1) ت = کہ میں۔
- (2) ب-م = منم کر نکلیا بھوت ہم کر نکلیا۔
- (3) ت = تک گپ رکھ۔
- (4) و = ناموس بادشاہ عالم پناہ صاحب سپاہ گل لہ سوں۔
- (5) ج = کوں۔
- (6) و = ہنسی خوشی سوں جوں پھول کھلیا۔
- (7) ب = ع۔ اب ہے جس میں تواضع ہے جس میں دورد ہے۔
- و = ع۔ ادب ہے جس میں اورد ہے۔
- (8) ت = دو چیز جس میں نہیں ہے وہ مرد سرد ہے۔
- (9) ت = اسے نزدیک اپنے۔
- (10) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح ہے ”جو کوی کئے کئے
 آئے غرض عرض کرے۔

نہی بھلا ہے جو غرض دواپس پو فرض کرے۔
 ت = ع وہی بھلا جو غرض وہ اپس پو فرض کرے۔
 م = ع وہی بھلا جو غرض دواپس پو فرض کرے۔

- (11) ت' س = بے شرم گھرے گھر مئے گا۔
- (12) ب = اس نسخہ میں یہ شعر بھی نثر ہے پہلا جملہ اس طرح ”اے خوشی لکھا مگ مگ لینا“۔
- ت = اس نسخہ میں بھی یہ شعر نثر ہے اور عبارت یوں ہے ”ایسے خوش لگا ہے مگ لینا“ و لے کوئی کے دینا۔ م = یہاں بھی یہ شعر نثر ہے ”اے خوش لکھا ہے مگ لینا و لے کوئی کے کہتا دینا۔
- و = او سے خوشی لکھا ہے مگ مگ لینا
و لے کوئی کیا کے دینا او سے لکھا دینا
- (13) ت = وہاں مگ لیا کتنے دیا کتنے نہیں دیا کہاں کا نیم اور کہاں کاست ہے اوس کی دہیجہ۔
- (14) ج = خدا ہو خدا کے خلیجے۔
- (15) ت = عار اتنے کہ دسریاں کئے مئے پاس دسریاں کئے مئے پر آتا۔
- (16) ت = پڑیا پان
- (17) ت = تاب اگر ایک
- (18) و = تو ہی دیکھنا مگیا جاتا ہے کہ
- (19) ت = قسمت کر نہار۔
- (20) ت = کوئی یہاں۔
- (21) ج = مئے تو مئے ٹھار۔
- (22) ب = نہیں ہے مگنا
- (23) ت = ”اس ٹھار“ ندارد
- (24) ت = سب کا تو مگیا جاتا ہے خدا بی دلاتا ہے۔
- (25) و = تو تک یہاں تے۔

(صفحہ - 35)

- (1) ج = کھڑے ہات۔
- (2) ت = پونچھ ایچہ کے۔
- (3) ت = لگ تک پیٹ۔
- (4) ب = دے دھرے
- (5) ت = پس
- (6) ت = کچہ بی
- (7) ت = پر سے پانی
- (8) ت = کہو اور کوی برا کہو کیا اس کو کس کا کھنا۔ م = کوئی بھلا کہو،
کوئی برا کہو۔ د = کوی بھلا کو، کوی برا“ سے لیکر..... خبر تا ہوئی ندارد
- (9) ت = پتا
- (10) ت = کس کے کے پاس
- (11) ت = ج = جاتا ہے لاج
- (12) ب، م، و = بچیں ضرور ہوا تو لا علاج۔ ت = پس ضرور کو ہوتا لا
علاج۔ ج = ضروری ہوئی تو لوگوں کا علاج۔
- (13) ب، و = ”لوکاں کا یو قام“ سے لیکر..... ”وہ جیوتا نہیں مرتا ہے“ ندارد
- (14) ج = ”کوٹال بیلے آدمیاں کا کیا حال“ سے لیکر..... بارے ناموس
بادشاہ کے حضور“ ندارد
- (15) ت = مشکل ہے دل۔
- (16) ت = گوشت
- (17) ت = کاؤ قصاب کر بچہ۔
- (18) ت = بھائی ہے ہمارا۔

- (19) ب' م = بہتر ہے اپنے جیو پر قصد کرنا بہتر ہے شرم کے۔
 (20) م = ایمان سوں اپنے۔
 (21) م = کے معنی جو کوئی جانتے ہیں حیا کے۔
 (22) ت = تنگی سے اکثر
 (23) ت = حق بہت کڑوا
 (24) ت = وہ بہت بڑا

(صفحہ - 36)

- (1) ت = آوے
 (2) ت = واقعہ فاقہ
 (3) ت = پس
 (4) ت = پر یہاں کا کیا
 (5) ت = خدا اور رسول ﷺ کی بات کا بچہ تقوا۔
 (6) م = جیو بی نہیں سکتے۔
 (7) ت = رکھے اور دنیا کو چھوڑے ہیں، دنیا کی امید دل سے توڑے
 ہیں اگر بھلے آدمی کاش کے دنیا میں نہ آتے جو برے لوکاں بی اتنا نفع ناپاتے۔
 (8) ت = مرنا اتنے خاطر کیا۔
 (9) ت = مرنا مرنا نہ ایسا نہ مرنا بعد ہا غلق تھو کے نا۔
 (10) ت = راہ و روش۔
 (11) ت = خدا ہے کر۔
 (12) ت' م = مشکل ہے اس کی وحدانیت کو پہچانا بھوت مشکل ہے
 جس تے۔

- (13) ت = ہے اور اپس
 (14) ت' ب = مال لیا جاتا۔
 (15) ت = ہیں کہ خدا۔
 (16) ب = تو یو نہیں جانتے کے نشانی۔ ت = یوں نہیں یہہ باتاں ہیں۔
 (17) ت = دیگر اپنے۔
 (18) ت = حضور نظر اکر راز
 (19) م = جملے کی ترتیب بدلی ہوئی ”تاج کر اس شاربات کرتا ہے۔“

(صفحہ - 37)

- (1) ب' م = اصل۔ ت = سب
 (2) ب = مردی کے۔
 (3) ب = ع یو سکندر کوں ملیا نہیں یک جام۔
 (4) ت = یہہ سکندر کوں ملیا ایک جام
 زور اور زر سے تا ہووے یہہ کام
 (5) م = ع زور ہووے زر سوں نہیں یو ہوتا کام
 (6) ج = کس
 (7) ب' و = جو اس پاتا پوچ پانی ہے۔ ت' س = جو اپس تے پاتا سو
 یوچہ پانی ہے۔
 ج = جو ایسے پاتا۔ م = جو اس تے پاتا۔
 (8) ب = اس شعر کے بعد ”لوکاں کا یو قام“ سے لیکر ”وہ جیوتا
 نہیں مرتا ہے“ پچھلے صفحے کی چھوڑی ہوئی عبارت درج ہے۔

- ت = دیں اور دنیا میں خوبی نیم اور دھرم ہے۔
ایمان کی نشانی سو مرد کو شرم ہے
ج = پچھلے صفحہ کی چھوڑی ہوئی عبارت ”اتال بھلے آدمیاں کا کیا
حال“ سے لیکر.....“ بارے ناموس بادشاہ کے حضور“ اس شعر کے بعد درج ہے۔
م = دین دنیا کی خوبی بھی نیم اور دھرم ہے
ایمان کی نشانی سوں مرد کون شرم ہے
و = دین ہو دنیا کی خوبی نیم دھرم ہے
ایمان کی نشانی مرد کوں سو شرم ہے
(9) ت = ہے تو حیات میں یو آئحیات ہے میں تو بولان نشان اتال تو
(10) م = یو آئحیات ہے میں بولیا نشان اتال۔
و = یو آئحیات میں بولیا نشان اتال۔
(11) ت = رکھنا تیری۔
(12) ت = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح ہے ”آدی نہیں
دو جس میں کچھ نام دنگک نہیں آدی نہیں دو جس میں کچھ آدی کے ڈھنگ نہیں۔
ب = آدی نہیں وہ جس نے کچھ آدی کے ڈھنگ ہیں۔
آدی نہیں وہ جس نے کچھ نام ننگ نہیں۔
(13) ب‘ ت = لہی

(صفحہ - 38)

- (1) ب = سو‘ ت = ہو
(2) ت = خدا سے خدا کی لگا یا امید واری
(3) و = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”باٹ میں ایک ڈوگرہ دیکھیا۔

- (4) ت = دیکھا کہ یک -
 (5) ت = انپڑتا
 (6) و = کچھواتی جاتی
 (7) ج = بھی بھر آتی
 (8) ب = گیا وہاں لوکاں تھے وہاں کے -
 (9) ب = خدا کریم ہے سب کو مکر میں سے کاڑے
 کسی کے مکر کے پھاندے کسی کو نا پاڑے -
 ت = ع کسی کے مکر کے پھاندے میں کس کوں نا پاڑے
 (10) و = ایک کہنا
 (11) م = اس سے
 (12) ج = ہوتا -
 (13) ت = پریس
 (14) ت = بہت اپنی
 (15) ت = چڑھ گیا -
 (16) ت'س = باغرض وہ بے غرض تمام
 (17) ت = ع یہہ کہاں کا وہ کہاں کا یہہ دونو ہوائی -
 (18) م = کیا
 (19) ب = حیران ہو پریشان منے میں ہوتا -
 (20) و = منے کچھ نہیں ہوتا -
 (21) ت = دشت
 (22) ب'ت = دو ایک چشمہ توں کتا سوں بہشت میں ہے

(صفحہ - 39)

- (1) م = یہ جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں ہیں۔
یو غرض ہے پوچھے بغیر نہیں رہتا
یو کچھ پوچھتا دواسے کچھ کتا۔
- (2) ت = خوہی
- (3) ت = زندہ ہووے۔
- (4) و = ”سیجا“ کا دم اس پانی تے فیض پایا، سیجا“ اس پانی تے نموے
کوں جلایا۔“ یہ عبارت ندارد۔
- (5) ب، ج، م، و = پانی کے ہر قطرے میں لاک فیضان۔
ت = پانی کے قطرے میں لاکھ فیضان
- (6) ت = پہچانے
- (7) م = اس نسخہ میں یہ عبارت شعر کے دو مصرعوں کی صورت میں ہے۔
جو اپنے رونے تے محفوظ ہیں درد منداں
سوہنے نہیں پاتے ہیں حظ یو مجو ہاں
- (8) ب، م، و = پھول کی باس کون لیا ہے۔ ت = پھول کون لایا ہے۔
- (9) ت = بھنورہ
- (10) م، و = پروانہ۔
- (11) و = بہریا۔
- (12) ت = ہوتا
- (13) ت = غرض
- (14) ت = دکھا۔
- (15) و = اچھو ایچھو

- (16) ت = ہیں کہ جس
- (17) م' د' ج = کیوں ہوئے
- (18) م = عرش میں
- (19) م' د = پانی کا ایک قطرہ
- (20) ت = اس سے
- (21) و = کو
- (22) م = خوف کرنا پرہیز کرنا "یہ دو جملے اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (23) ت = یہ پانی کا اگر موج آ جاوے۔
- (24) م = اگر مہر کی موج۔
- (25) ب' ج = پل
- (26) الف = کاڑکوں باڑی کرے۔ ب' ج' س' م = باڑکوں باڑی کرے، ت = کاڑی کو پہاڑ کرے۔ و = یہ جملہ کرم خوردہ ہے۔ سیاق و سباق کے لحاظ سے ب' ج' س' م کا جملہ درست معلوم ہوتا ہے اس لئے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔
- (27) ت = اشک کو۔
- (28) ب' م = بات تے میں خط کیا۔ و = بات تے خط کیا۔
- (29) ت = سو بھی ہات
- (30) ت = بات خاطر میں ہے
- (صفحہ 40)

(1) ج = بند تے

(2) ت = چلا بہت

(4) ت = پایا۔

(5) الف ع = عجب کوٹ اوٹ سے کیتا بکھانوں

(6) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

ت 'س' و = عجب کوٹ اوٹ ہے کیتا بکھانو

کہ حلقہ اڑدہ مارا ہے جانو

ج = اس نسخہ میں بھی یہ شعر نثر ہے۔

ج = اس نسخہ میں بھی یہ شعر نثر ہے۔

م = عجب کوٹ اوٹ ہے کیتا بکھانوں

کہ حلقہ اڑدہ مارا ہے جانو

نسخہ الف کے پہلے مصرع میں ”بکھانوں“ ہے اور دوسرے مصرع میں آخری

لفظ جانو۔ جب کہ وجہی نے اس عبارت کو بیت لکھا ہے۔ یعنی دونوں مصرعوں کے آخری

لفظ ہم قافیہ ہوں۔ اس لئے اس شعر کی موزونیت کے لئے نسخہ ت 'س' اور و کا مصرع متن

میں شامل کیا گیا ہے۔

(7) ت = پوچھتا کیا کہ

(8) ج = بادشاہی کی

(9) ت = ہدایت لک تو آیا ہے دیکھیں کیا ہوئے ہدایت سو

نظر نے لئی جفا جفا دیکھا لکھا اب کام ہمت سو۔

(10) م = دکھ۔

(11) و = سردیا ہوں تو بازی اپڑے

(12) م = ”کچھ مت پاویں“ ندارد

(13) ت = مراد برلاویں۔

(14) ت = پہاڑ زیر۔

- (15) ت = ع وہی ہے مرد جو ہمت سو ہمیشہ ہم دست ہے۔
 م = ع وہی مرد جو ہمیشہ ہمت سوں ہم دست ہے۔
 و = ع وہی مرد جو ہمیشہ سن ہمت ہمت دست ہے۔
 (16) ب = ع وہی ہے مرد جو ہمت سوں ہمیشہ ہمدست ہے
 ہمت خدا کے خزانے کی خاصی بست ہے۔
 ع = ہمت خدا کے خزانے کی خاص بست ہے۔

(صفحہ - 41)

- (1) و = تئوں جو کوئی کرے نا۔
 (2) ت = جتنا کئے تو بی۔
 (3) ب'م' و = فرداں
 (4) م = یہ جیلے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں ہیں۔
 بے کچھ خوبی ہے سو ہمت کے باب ہے۔
 ہمت ناؤں لینا بی لئی صواب ہے۔
 (5) و = باب۔
 (6) ت'س = ہات ہے ہمت مرداں کے جاں کے سات ہے
 (7) ت'س = ”ہمت کا ناؤں لینا بی لئی صواب ہے“ ندارد۔
 (8) ت = اپنے
 (9) ب'م = ہمت تعلیم خانے
 (10) ب = اچہ ہو ہمت۔ ت = چہ اور ہمت
 (11) ت'ج = مطلوب ہے۔ مرغوب ہے۔ محبوب ہے بہو تچہ خوب۔
 (12) ب'ج = پاوے

- (13) ب' م = فرض دھرتا میں تو کیا غرض ہے یاں لک آنے کوں
جو کوئی ہوا کرے کس کی سو کچھ مقصود پانے کوں
- (14) الف' س = سینا سو خفا - ت، دل ہوا خفا - ب' دینا ہوا خفا - ج، سینا
ہوا تھا خفا - م = سینا ہوا خفا بہ مقابلہ دوسرے نسخوں کے ب اور و کی عبارت ہی درست
معلوم ہوتی ہے اس لئے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔
- (15) ت = یہ شہد نبات و = یو شہد نبات۔
- (16) ب = بات اگر کہتے - و = بات کھے کہتے
- (17) ت = رگ رگ میں - ج = راگ میں و = رگ میں
- (18) ت = یہ عالم ہوتا
- (19) ج = بات بہوت تند۔
- (20) الف = بات پرہیز حذر - ب' ت = بات سے پرہیز و حذر - ج =
بات تے پرہیز ہو - م = بات تے پرہیز حذر - و = اس نسخہ میں یہ جملہ کرم
خوردہ ہے - نسخہ م کا جملہ دوسرے نسخوں کے مقابلے میں صحت سے قریب معلوم ہوتا ہے
اس لئے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔
- (21) ب' ج = خوب تو بی۔
- (22) م = صفاں تہن سو
- (23) ب = مریداں سوں مصحف۔
- (24) ت = چھو کر مصحف کو جالا یا سور چہ آیا
- (25) ت = اس کو
- (26) ت = پر سے اٹھے یک کو۔
- (27) ج = اتنا
- (28) الف = آپے پر کہوتا - ت = آپ ہی گھوٹا - ج = آپے گھوٹا
م = آبی گھٹیا - و = آپے پر گھٹیا - نسخہ الف میں یہ عبارت مہمل ہے - ب اور س

کی عبارت بھی اسی طرح ہے۔ نسخہ ت، م اور و کے مقابلے میں نسخہ ج کی عبارت زیادہ درست معلوم ہوتی ہے اس لئے اسے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(29) ب = پھنیا

(30) ت = کیا کیا کری۔

(31) ج، م، و = تھی بچاری تھی۔

(32) الف = یوسف میں۔ ب، ت، س، ج، م، و = یوسف پر۔ متن میں

نسخہ الف کے بجائے نسخہ ب، ت، س، ج، م اور و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(33) ت = ہمت اسے۔

(34) ب = اسے ہمت کی صحبت خوش آتی۔ ت = اسے صاحب ہمت کی

بات بھاتی۔ ج ”اسے صاحب ہمت“ سے لیکر..... بدنام ہوئے گا“ ندارد۔

و = اسے ہمت لہ صحت بھاتی۔

(صفحہ - 42)

(1) الف = ع شراب پیئے تو بی کوئی نہیں ہوتا جاتا۔ نسخہ الف کا یہ مصرع

موزوں نہیں اس لیے متن میں نسخہ ت اور م کا مصرع شامل کیا گیا ہے۔

ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے۔

(2) ت = صن شراب کہ جس کے دیکھنے سے اثر آتا۔

(3) ت = رہے تیری سد پس کاں کی عقل اور کاں کی ہڈ۔

(4) و = عقل پھنچیں کاں

(5) ب = سد

(6) ت، س = تن تے دل کو۔

(7) ت = دنبال چھوڑ کہ میں ہمت ہوں اس شہار میرا یہ احوال

- (8) ت = احوال
 (9) ت' و = چت چت کا برا۔
 (10) و = اس کی نہایت کوں
 (11) ت = انہڑا کہ اس کو
 (12) ب' ت' و = جفا دیکھے کیا جفا دیکھے۔ ج = جفا دیکھے کیا کیا جفا دیکھے۔
 (13) الف' س = بھی اپنی پر جا گا آئے۔ ب = بھی اپنی جا گا آئے۔
 ت = اپنا جا گا پھر آئے۔ ج = کرم خوردہ = م' و آخر بھی پھر اپنی جا گا آئے۔ نسخہ' و کا
 جملہ صحت سے قریب معلوم ہوتا ہے اس لیے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔
 (14) الف = بات گیا۔ ج' ب = ان نسخوں میں جملہ کرم خوردہ ہے۔ ت'
 س' م = باٹ گیا۔

- و = باٹ میں گیا۔ نسخہ' ت' س' م کی عبارت متن میں شامل کی گئی ہے۔
 (15) ت = بھریا دیا نہیں کریا۔ ت = پھریا گریا دریا نہیں گریا اگر دل ہی اس

آخیات

- (16) ت = کو
 (17) و = چھوڑنے کا
 (18) ب = پڑیا بچارا اڑیا بچارے پر کام مشکل کھڑیا۔ م = اڑیا۔
 (19) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور پہلا جملہ اس طرح ”نفر شاہاں
 لئے دور اندیش ہوئے تو خوب۔“

- (20) الف = قایل کی بات۔ ت' م = قایل کی بات۔ و = فائدے کی
 بات۔ ب' س اور ج میں یہ جملہ کرم خوردہ ہے۔ نسخہ الف میں ”قایل کی بات“ لکھا ہے
 جو کہ مہمل ہے۔ نسخہ ت اور م میں ”قایل کی بات“ درج ہے جو کہ زیادہ بامعنی نہیں لیکن
 نسخہ الف کے لفظ ”قایل“ سے نسخہ ت اور م کے الفاظ ”قایل“ قریب ہونے کی بناء پر
 متن میں شامل کیا گیا ہے۔

- (21) ت = آتی ہے۔
- (22) ب = بند
- (23) ت = بھاتی ہے۔
- (24) م = کاں
- (25) ب'ج = یہ شعر نثر ہے۔
- م = ھے جکوئی خوبی کوں کہے اور کوئی برا مانے۔
- نہ بول بول کہ کیا کام بیٹھے پچتائے
- (26) و = جس میں خدا
- (27) و = تھی
- (28) ت = ہمت کے پاس۔
- (29) ج = مقصود کو اپنی جگایاں۔
- (30) الف = ”دسریاں کا“ یہ جملہ نسخہ الف میں کرم خوردہ ہے اس لیے نسخہ ب' ت'ج'س'م اور د کا جملہ متن میں شامل کیا گیا ہے۔
- (31) ج = یو دل کچے
- (32) نسخہ الف میں لفظ ”بالذات“ کرم خوردہ ہے لیکن دوسرے تمام نسخوں میں یہ لفظ بلا کسی اختلاف کے موجود ہے اس لیے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔
- (33) ب = کوں کا = ت = کہوں گا کہ ارے سن دل کام کیا جائے ولے کام نبھانا مشکل مرداں میں ٹھاؤں اچھنا کچے تاؤں اچھنا کہ کرنے تو کیا ولے ہشیار جیا یو بولا ہوں۔

(صفحہ - 43)

- (1) و = اچھنا ہے کچے تانوں اچھنا ہے۔
- (2) ج = سنبھالنا بہت مشکل۔

- (3) ب' ج = ہوں سو تیری۔
- (4) ب = میں اختیار
- (5) ب = یہ شعر نثر ہے دوسرا جملہ اس طرح ہے ”اپس کے کام کوں سٹ دیوے نام پر جیو دیوے۔“
- ت = ع اپس کہ کام کو ہمت دے نام پر جیو دے
- (6) ت = جو کوئی
- (7) ت = اپس
- (8) م = قدم کچے پیش کر
- (9) ت' و = ہمت تے ہمت مطلوب ہے۔
- (10) ت' م = کہیا
- (11) ت = جب تک
- (12) ت = تب تک
- (13) ت۔ = مجھے کیا ہے تو بیدل اس کے زاس کرنا مشکل ہوئے سو کام میں میرے تو کیوں خلل کرتا۔
- (14) نسخہ الف میں یہ عبارت ”اتال دل کوں“ کرم خوردہ ہے۔ لیکن دوسرے تمام نسخوں میں یہ عبارت بلا کسی اختلاف کے موجود ہے اس لیے متن میں شامل کر لی گئی ہے۔
- (15) ب = کھڑی بھر بول اٹھ ایسی بات نکو دل میں دھرا کچے جاگا۔ ج کھڑی بھر بہتر بول اٹھ اسی بات نکو دل میں دھرا کچے جاگا۔
- (16) م = ہو کر پڑیں۔
- (17) ت = بے خطر بے اندیشہ دیکھ جا یہ بی ایک۔ و = خاطر لیا۔
- (18) و = اگر
- (19) ت = گلریزی دیکھیں اچھیں جانے اچھیں کر پت۔
- (20) ب' و = دیکھیں اچھیں، جانے اچھیں۔

- (21) د = ہیرت کیوں
 (22) ت = کہتے کہ یہ بات
 (23) ج = چڑتا بڑی
 (24) ب = یہ شعر اس نسخہ میں نثر ہے۔
 ت = غ جو کام دل سے آوے سودیکھنا کر کر۔

(صفحہ - 44)

- (1) ت = کھول اور آسخت کہاں ہے سو اس کا۔
 (2) ت = کرتے کرتے جیو۔
 (3) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔
 (4) ب = کام کرے اپنا نام کر۔
 (5) ت = صاحب اور ایسا
 (6) ب' ت' م = فتح و ظفر۔
 (7) م = ”دو نفر کوں دیکھ صاحب کون پہچانتا۔“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔
 (8) ت = تذہیر اور آتیج۔
 (9) ب' ج' م' و = جو عقل ہو، فکر پر۔ ت = جو عقل آئے ہیں
 (10) ت = تو لئی کچھ کیا کام جائے جتنا عقل اور جتنا کچھ کام ہے۔ م = تو
 جو کچھ کام۔
 (11) ت = کوں بہت۔
 (12) ب' ت = اپس
 (13) ت = سمجھیں گے ناداں دانے دیوانے
 (14) ب' و = باتاں کرتے ہیں آکر۔ ت = آکر باتاں کرتے۔

- (15) و = کوں۔
 (16) الف = ”کام کج سوں اچھے تو کچھ سواد ہے۔“ یہ جملہ نسخہ الف میں نہیں ہے لیکن تمام نسخوں میں موجود ہے اس لیے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔
 (17) ب ’ج’ م = پایا۔
 (18) ت = کھایا کیا۔

(صفحہ - 45)

- (1) ت = کئے سے لیا۔
 (2) ب = لیا
 (3) ت = بیٹھا اور کیا
 (4) ب = یوں بی میں پر مثال لئی لئی دیتا۔ ت ’س = یوں بے میں پر مثال لے دیتا۔
 م = یوں بی پر مثال لئی دیتا۔ و = یوں بی نہیں پڑ حال لئی دیتا۔
 (5) ت = لیٹتا۔
 (6) م = کر جانتا۔
 (7) ب ’ت ’ج’ م ’و = کا تو سب پر
 (8) ب ’م = نیم چے دشمن۔
 (9) م = تو
 (10) ت = ہے کہ جو۔
 (11) ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”جو لوکاں نے اس دنیا خاطر“۔
 (12) ت = نے
 (13) ب = کئے ہوئیں۔

- (14) ت = مست اور بہت
- (15) ب = رام کا تیرا دن پر آئے گھر کے بھیدی نے لٹکا ڈھائے۔
ج = رام کا تیرا دن پر آئے گھر کے بھیدی میں لٹکھا ڈھائے۔
م = رام جو جان کر رام پر آئے گھر کے بھیدی تے لٹکا جائے۔ د =
رام کا تیرا دن پر آئے گھر کے بھیدی لٹکا جائے۔
- (16) ب = بھانچہ نے مارنے
- (17) و = بتایا جائے
- (18) ت = پر یکا یک
- (19) ت = دغا بازی کمری اور حیلہ۔
- (20) ت = کو
- (21) ب = لئی
- (22) ب = اس
- (23) ت = قول و قرار پس انوکے۔
- (24) و = بادشاہی
- (25) ت = دانا جو لوگ بی۔
- (26) ب'س = یونچہ فکر اس۔
- (27) م = کوں کچھ مشکل۔
- (28) ت'س = جس ٹھار
- (29) و = دنیا کے تماشے کی۔
- (30) یہ شعر صرف نسخہ م اور و میں ہے لیکن سیاق و سباق کے مطابق ہونے کی بنا پر متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔
- (31) ”توں اس یار کوں بی ایک جیو کا یار ہے“ نسخہ الف' ت اور س میں یہ عبارت نہیں ہے لیکن نسخہ ب' ج اور م' و میں موجود ہے۔ بیان کے تسلسل کے لئے نسخہ ب'

ج اور و کی عبارت متن میں شامل کی گئی ہے نسخہ م کی عبارت کچھ فرق کے ساتھ اس طرح ہے۔ ”توں اس یار کوں بی ایک جیو کا پیار ہے۔“

(32) ب = جیو نیں جان

(صفحہ - 46)

- (1) م = میں کچھ ملاحظہ
- (2) ت = یار کو یار کتے کتے یہہ بھر - و = یار کوں کتے کتے
- (3) ت = کینے کی بلا۔
- (4) ت = پس
- (5) و = بازاریں بازار۔
- (6) ت = کتا کہ یہہ بات
- (7) ت = بہار کیوں
- (8) ت = پڑی پس تو
- (9) و = توں اپنی بات ”سے لیکر..... کیا عجب“ ندارد۔
- (10) ت = ایک کا
- (11) و = اہس کا مایا۔
- (12) ب = اہس پر چھپانا۔ ج = ایسے چھپانا جیوں۔
- (13) ت، و = نیم دھرم۔
- (14) ت = اپنی کوی۔
- (15) ت = کام کسے۔
- (16) م = دنیا کا کام خوب قام کرے
- (17) ت = اگر دشمن چٹنی ہیں

- (18) ب' ت = پر
 (19) و = فارسی میں حضرت شیخ سعدیؒ بولے ہیں
 (20) نسخہ الف میں صرف پہلا مصرع ہے نسخہ ت میں صرف دوسرا نسخہ ب' س'
 ج اور م میں دونوں مصرعے موجود ہیں۔ و' میں بھی صرف پہلا مصرع ہے۔
 (21) ب' ت = رات بھی آخر۔
 (22) م' و = گذرتا ہے سو۔
 (23) ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”اس کے رہنے کی وضع دیکھ دشمن
 ڈرے۔“

(24) ت = زیادہ

(25) م = کہتا۔

(26) و = سو۔

(صفحہ - 47)

- (1) ج = مکر ہے دعا بازاں۔
 (2) و = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”کیا کام آتے ہے لکوں۔“
 (3) ت = نہیں۔ تو نکل جاتے۔
 (4) ب' ت = مکر میا نے میاں۔
 (5) ت = نہیں دھرتے ہر کسی۔
 (6) ت = مزدور کے ج = مزدوری کے۔
 (7) ت = دیوانے بہت ملے۔
 (8) ب = جس میں
 (9) ب = خالی

- (10) ب = یو = ت - جو
- (11) ت = اچھنا کہ عاشق -
- (12) ب = مرد و جو اپس کی قدر جانیا مرد و وہیچہ جو اپس
- (13) ت = نام
- (14) ت = بھلا کر سجا یا اور مقصود -
- (15) ت = ع جنے یقین سو جیو اپنے یار سے لایا -
- (16) ب 'ج = دونوں نسخوں میں یہ شعر نثر ہے - نسخہ ب میں دوسرا جملہ اس طرح ہے - "جکوی ثابت ہو آیا مردانکے پایا -"
- (17) صرف نسخہ الف میں "خوب مرد ہے" اور سارے نسخوں میں "خوب توں مرد ہے" راج ہے - نسخہ الف کا جملہ واضح نہیں ہے اس لیے نسخہ ب 'ت 'ج 'س 'و اور م کا جملہ متن میں شامل کیا گیا ہے -
- (18) ب = یو قصا
- (19) ب = تانوں ہے عشق پر دل میں اوس کا ٹھانوں ہے -
- (20) نسخہ الف اور س میں "انپڑیا" لکھا ہے لیکن ماہی نسخوں میں انپڑایا -
- انپڑیا کی بہ نسبت اس جملہ میں انپڑاتا زیادہ موزوں ہے اس لیے ب 'ت 'ج 'م اور و نسخہ کی عبارت متن میں شامل کر لی گئی ہے -
- (21) ب 'ج = ذکر -

(صفحہ - 48)

- (1) ت = ع وہ شاعشق ہے سب جہاں اس کا ہے -
- (2) ج = جھاڑ حسن -
- (3) و = اس کی

- (4) ت = ہویدا۔
- (5) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔ ت = ع کہ اس شراب سوچتی ہے عشق کو مستی۔
- ج = اس نسخہ میں بھی یہ شعر نثر ہے۔
- (6) ت = وہ مخفی یہ محتاج۔
- (7) ب = یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے ”عشق حسن خاطر حسن عشق خاطر ہوا آشکارا“۔
- (8) ج = حسن کی خاطر
- (9) ت = گریان
- (10) ج = پھرنا
- (11) د = ع گھر میں تے ہنتے چلی تو پھول انگن میں چھڑیں۔
- ج = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔ م = ع۔ عاشق ہو کر چاند اور سورج دروازے پر آکر پڑیں۔
- (12) ت = یہ تو انور آفتاب۔
- (13) ب = نور یونوا
- (14) ب = عالم عالم اسے دیکھنے محتاج عاشق سب اس تے پائے رواج عالم عالم کی خاطر خراب۔
- ج = عالم عالم اسے دیکھنے محتاج عاشق اسے اس تے پائے رواج عالم عالم اس کی خاطر خراب۔
- و = عالم عالم اسے دیکھنے محتاج عاشقاں سب اس تے پائے ہیں رواج عالم عالم اس کی خاطر خراب۔
- (15) ب = ہر عاشق۔ ت = ہزار عاشق
- (16) ت = درد

- (17) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح ہے ”گل کے رنگ کیا
چمن میں شایاں ہے لالے جانو افتاباں ہیں۔
ت = ے کل کے رنگ کہاں چمن میں شایاں ہیں۔
لالے میں جانو افتاباں ہیں
(18) ب = کتے تو یوں اس کے۔
(19) ت = ہے اور اس باغ۔
(20) ت = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”موتیاں سے بھرا اس کا چمن۔
ج = و = موتیاں بھریا۔
(21) ت = تاوں سے۔

(صفحہ - 49)

- (1) ب = ے بلبل ہو کر نالے بھریں چمن سیراب ہو۔
پھولاں کی خاطر جا پڑیں کانٹیاں اپر بیتاب ہو۔
ت = ے بلبل ہو کر نالے بھرے چمن چمن سیراب ہو
پھولاں کی خاطر جا پڑے کانٹیاں اوپر بے تاب ہو۔
(2) ب، و = گور
(3) ب = اچھوں۔
(4) ب = پھولاں
(5) ب = ے جد ہر تدھر بی حسن ہے جو دل پھولاتا ہے
کدھر کدھر کی بلا عاشقاں پہ لاتا ہے
ت = ے جد ہر تدھر بی حسن ہے تو دل بھلاتا ہے
کدھر کدھر کی بلا عاشقاں پر لاتا ہے

- (6) ب = دلارام
- (7) ت = نانوں لقب = ت لقب نام۔ م، و = لقب
- (8) ت = نام
- (9) ت = ع لالے دیئے سینے پہ گل پھل پھل کہ تیرے گل پر
ج = لالے نے سینے پہ گل پھل پھل کے تیرے گل پر
م = لالے دئے سینے پہ گل پھل پھل کے تیرے گل پر
- (10) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور پہلا جملہ یوں ہے ”لالے دیئے
سینے پہ گل پھل پھل کے تیرے گل پر۔“
- (11) ب = ٹھکٹی، چلکٹی، جھلکتی کل کلتی رخسار کی۔
- (12) ب، ج = پھول کی پھلاری۔
- (13) ت = اور
- (14) ب، ج = خوشنمائی، سکھرائی، چترائی۔ لطافت۔
- (15) ج = رکیلیاں سوں مھیلیاں۔
- (16) و = دیکھنی
- (17) م = تھی
- (18) و = جا بجا پھرتی تھی۔
- (19) م = تھی
- (20) صرف نسخہ الف میں یہ شعر نثر ہے۔
- (21) ج = دو اس
- (22) و = کا
- (23) ت = تھی
- (24) ت = ہو رہا
- (25) و = ”سردھنیا“ کے قریب اس نسخہ میں حاشیہ پر ”دیوانا ہوا“ لکھا ہے۔

(صفحہ - 50)

- (1) ت :: کتنے
- (2) و :: نہ کیس دیکھیا نہ کیس سنیا۔
- (3) ب :: ”نہ کوئی دیکھیا“ نہ ارد۔
- (4) ت = بارے شکر الحمد للہ
- (5) ت ع = سب کسی کو خدا مراد دیوے۔
- (6) ب، ج = نثر ہے۔
- (7) ت، ج = واسطے کہ اگلے۔
- (8) ب = اگلے بی ایک۔
- (9) ب = دل کوں اگر بہوت آہ۔
- (10) ج = بہوت اگر لا حول
- (11) ت = نام
- (12) ج، س، م، و = بے بھرا۔
- (13) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔ اور نثری جملے اس طرح ہیں ”عشق کے دروازے پر سب کوں سردھرتا ج ہے، جو عشق فرمائیے بے اختیار ہو کر تاج ہے۔“
- ت = عشق کے دروازے پر سب کس کو سردھرتا پیچہ ہے
- جو عشق فرماوے بلا اختیار ہو کر پیچہ ہے۔
- ج = اس نسخہ میں بھی یہ شعر نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے۔
- (14) ت = اچھنا
- (15) ج = شہر دیدار کا۔

(صفحہ - 51)

- (1) ت = ع۔ باغ میں جانے کے کیوں چھوڑے۔
- (2) ب، ج = ان نسخوں میں یہ شعر نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے۔
- (3) ت = سے اور اس
- (4) ت = خاصی
- (5) ت = شہر دیدار میں۔
- (6) ت = رکھ
- (7) ت = نے
- (8) ت = من سورت
- (9) ت = سلکا دے۔
- (10) ب، ت، م = بے تابی کوں پالے آرام کوں جالے۔
- (11) الف، ب، ج، س، و = حسن میں یو دنیا میں ایک بلا ہے۔
ت = حسن میں یہ دنیا میں ایک بلا ہے۔ متن میں نسخہ م کا مصرع اولی شامل کیا گیا ہے۔
- (12) الف = کہ عالم اس بلا پر مبتلا ہے۔ متن میں مصرع ثانی نسخہ ب، ت، س، ج، م اور و سے لیا گیا ہے۔
- (13) ب = خاطر
- (14) م = سفارش خاطر ایک کتابت لکھ دیتا ہوں۔
- (15) ت = کتابت
- (16) ب = یہ جملہ اس نسخہ میں موجود نہیں۔ ”تیرے قصے کی حکایت لکھ دیتا ہوں۔“
- (17) و = قصے کی ایک حکایت۔

- (18) ت = نام لے اور یہ کتابت اس کے۔
 (19) ب. م = کتابت۔
 (20) ج = سوں محبت
 (21) ت = کرے گا۔
 (22) و = ع۔ ایکس سوں مہر دھرنا خوب ہے کچھ
 (23) ت = ع۔ مروت کس سو کرنا خوب ہے کچھ
 (24) ت = ع نفع بھی ہے تیونچہ جفا بھی ہے سز میا نے۔
 م = ع نفا ہے تیونچہ جفا بھی اسے سز میا نے۔
 (25) الف، ت = چنچل نذر۔ ب = چنچل نذر۔ س، م، و = چنچل نظر۔ نسخہ
 الف کی بہ نسبت نسخہ س، م، و کی عبارت زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے اس لیے اسے متن
 میں شامل کر لیا گیا ہے۔
 (26) و = ”امنگ کر“ ندارد

(صفحہ - 52)

- (1) ج = حضور کر۔
 (2) ج = مشرق ملک
 (3) و = اپسی لیا باٹ۔
 (4) ت = دن
 (5) ب = دیس باٹ چلتے۔
 (6) و = کوں بھی تقوا۔
 (7) م = بیت المال اس شہر۔
 (8) ت = پلیت

(9) و = لوکاں اوس گمراہ کے لوکاں دیکھے۔

(10) ب = تو آیا۔

(11) ت = پالتی ہیں یا جاسوس ہے بھیدی ہے یا چور ہے آیا اس کا کیا معنا

ہے۔

(12) ب = آیا ہو اس کا۔

(13) م = اس شہر کا۔

(14) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور دوسرا جملہ اس طرح ہے ”اگر ہزار

بھلا ہے اس کوں کون چٹائے۔

ت = ع اگر ہزار بھلا ہے اس کو کون متائے۔

(15) ب = ماما

(16) و = احوال سب اس کا۔

(17) ت = اس کا بچائے رقیب روسیاء رقیب نے بولا کہ۔

(18) ج = رقیب روسیاء نے۔

(19) م = ”توں کون ہے“ ندارد۔

(20) و = قابو

(21) ت = ع اگر فولاو ہے تو بی ضرورت کو نرم ہوتا۔

(22) م، و = وقت میں قصور۔

(23) ت = میں

(24) ت = میرا ہے افلاطون، ارسطو اور بوعلی اور لقمان۔

(25) ب، ج = ان دونوں نسخوں میں یہ نثری جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل

میں ہیں۔

دنیا میں عقل کچھ بی دھرتا سو دو چہ خوب ہے

مجلس سچ کہ بات جو کرتا سو دو چہ خوب ہے

- (26) م = مجلس میں کج کر۔
 (27) م = ”کیا تھا خدا کا بھایا“ ندارد۔
 (28) ت = بھایا کہ جو مجھے اس شہر میں۔
 (29) ج = پر دھیان۔
 (30) و = بھونٹ
 (31) ت = دکھاتا ہوں۔
 (32) ب = بے ترکیب۔
 (33) ج، م، و = اشتیاق بہت غالب تھا۔
 (34) ت = دناں بچے ملا مجھے تجھ جیسا۔
 (35) و = ع خدا سنبھالے یو بری ہے طمع کی دشواری
 (36) ب = ع جہاں بہت ہے وہاں خواری۔
 ت = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

(صفحہ - 53)

- (1) و = سو
 (2) ب = لیاے۔ ت = لیاوے
 (3) ت = نیوڑاتا۔
 (4) و = تلھار۔
 (5) ب = یو پیچ لڑ پر پڑتا ت = زمین۔ ج = یو پیچ۔ م = بہو پیچ پڑ پڑتا
 پھرتا بھر بھر۔
 (6) و = اوس کی دھول
 (7) ج = خدا وصال

(8) ب = نہیں رہتا ہے طمعی سب کے بھائے جان۔ ت = نہیں رہتا طمعی
سب کے بھائی جہاں طمع۔

(9) م = طمع آتی ہے طمع سب کے بھائی وہاں۔

(10) ت = سے

(11) ب، ج = ”خدا پاس بی اتنا نامگتا جو خدا بی واز آوے“ دونوں نسخوں

میں یہ جملہ متن کے تینوں اشعار کے بعد درج ہے۔

(12) ت = بیزار

(13) ج = غ نہیں کچھ خوب ہے صاحب تمیزاں

(14) ت، م = طمع داری سے آتی یار خواری

(15) ب = اس نسخے میں تینوں اشعار نثری جملوں کی شکل میں ہیں۔ و =
تینوں اشعار غدار۔

(16) ت = دینے ہارا۔

(17) ب = دیا ہے بی۔

(18) ت = دینے ہارا ہے سو۔ م۔ و = دین ہارا ہے سو۔

(صفحہ - 54)

(1) ت = ہونے دی۔

(2) ت = دن

(3) ب = کچھ اڑ کے ایک کیے چار۔ ج، م = کچھ کے ایک کے چار۔

(4) ب = اچھے گا بلکہ اس وقت۔ ج = اچھے بلکہ اس وقت دنیا دارنے

مسکین مراتب۔

(5) ب = ”مرد کی نظر ہمت پر ہے“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(6) ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔ ”مرد کون مرد پہچانے مرد کوں مرد جانے۔“

(7) ب = ”مرداں کے آنگے دو مرد ہے۔“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(8) م، و = دینا یا خدا کے

(9) م = کیا۔

(10) ت، س = ملا کر کے یک راس۔

(11) ت = دواڑ کے۔ م = جواڑ کے۔ و = دوڑا کر

(12) و = ملگے۔

(13) ب = جیسے ہے پاس۔ ت = دل کے پاس۔

(14) ت = پری جاگا۔

(15) و = بھایا۔

(16) ب، ج = ”عزت مسلماناں کا مایا“ یہ جملہ دونوں نسخوں میں نہیں ہے۔

(17) ت = ہے کہ مصحف۔

(18) ت = اتنا نکا نار۔

(19) م = دچاؤئے

(20) ت = وہی ہے صاحب

(21) ب = اپس کوں۔ ت = اس کو۔ و = ایسے کوں

(22) و = کوں گیان دھیاں کاں۔

(23) ج = کا ہے ایک۔

(24) ج = حات۔

(25) ت = کا عار۔

(26) ج = جادو سنگ۔

(27) ت = بے گیان سو کام عزت حرمت۔

- (28) ب = کام ایسے آدمی کوں عزت حرمت کا کیا۔
 (29) ب = موٹری ہور۔ ج = موندی ہور
 (30) ب = آکھند کھلا، ج = اکھند کھلا۔ م = نکھند کھلا۔

(صفحہ - 55)

- (1) ت = خدا کیا ہے کھٹ۔
 (2) م = گیا تو بی۔
 (3) ب، و = سوں جو کچھ یہاں۔
 (4) ت = وہاں بی تو لئی لئی
 (5) ت = عورت وہ سینکا درد۔
 (6) ت، م = عورتاں سے بتر۔
 (7) ت = یہ سینے کا چت برا ہے آدمی کو
 کہ غم کرتا ہے سب بے غمی کو
 (8) ب = ترکیبوں۔
 (9) ت = کچھ دارواں۔
 (10) ت = پت۔ س = پیوٹ۔
 (11) ت = اگر سوتا۔
 (12) الف۔ ت = اکثر۔ ب = اکثیر۔ ج، م، و = اکسیر الف ت اور ب
 س کے تحریر کی بہ نسبت نسخہ ج، م اور کی تحریر بامعنی ہے جیسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔
 (13) ب = ”اے بی نزدیک بلکہ“ یہ جملہ ندارد۔
 (14) ت، و = سنگتا ہے سو۔
 (15) ت = جو کچھ ہوتا در کنار سو۔

- (16) ت، و = ”انے بی کہا خوب“ ندارد۔
 (17) و = ع زباں سو ایک تھی دونو کے دل سوں جدا تھے۔
 (18) ت = یہ شعر اس نسخہ میں نثر ہے اور پہلا جملہ یوں ہے ”زباں ایک تھی
 دونو کے دل جدا تھے۔“
 م = ع بکجا حال ان کا سو خدا تھا۔
 (19) ب = کپٹ صور سوں

(صفحہ - 56)

- (1) ج = نہیں بند
 (2) ت = اسبند
 (3) ت = کھے سو یہ سچہ ہے نبی
 (4) الف، ت = دل میں۔ ب، س، ج، م، و = دل تے۔ الف، ت کی
 عبارت کے مقابلہ میں نسخہ ب، س، ج، م اور و کی عبارت زیادہ مناسب ہے اس لیے متن
 میں شامل کی گئی ہے۔
 (5) ت = بچہ
 (6) ج = یونچہ۔
 (7) و = ”بچے کوں سچا جانے“ سے لیکر..... ”سوں پر لعنت کرنا“ ندارد۔
 (8) ت = مانے
 (9) ج = سوں پر ہزار ہزار لعنت کرنا۔
 (10) م = ع چھوٹے تے کام نہ آسی بڑا انکامی ہے۔
 (11) ت = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح ہے ”چھوٹ سے کام نہ
 اسی بڑا انکامی ہے جو کوئی چھوٹ کھنا وہ بڑا احرامی ہے۔“
 و = ع جو کوئی چھوٹ کتا او بڑا کتا اور بڑا احرامی ہے

- (12) ت = الاتے
 (13) ت = کو
 (14) م = چھوپی
 (15) م، و = نہیں ہے ظاہر۔
 (16) ت = بات ہے اسچہ ہے سب۔ م = ذاتیج ایسی ہے سب۔
 (17) ت = ہے کہ
 (18) و = سوں
 (19) ج = آئی ہے سو۔
 (20) ت = سو بات۔
 (21) م، و = ماروزی کرے۔

(صفحہ - 57)

- (1) ت = اور بی کھنا۔
 (2) م = یہاں بی حدیث
 (3) و = کون بہوت مل۔
 (4) ت، ج = کچاٹ وہاں۔
 (5) ب = گت
 (6) ب، ج = ”نادان کی ہٹ کچھ ہو رہے“ ندارد۔
 (7) الف = ہمت - ت، س، م، و = ہٹ۔ ہمت لفظ یہاں موزوں نہیں
 اس لیے۔
 متن میں نسخہ ت، س، م، و کا لفظ ”ہٹ“ شامل کر لیا گیا ہے۔
 (8) ب، ج، س، و = ان نسخوں میں اس مصرع کے بعد ایک اور مصرع، ع

صحبت کے بسیار نیست رنجوری بہ لکھا گیا ہے۔

(9) و = جہاں

(10) ت = عجب بنا۔

(11) و = ہزار ہزار کام۔

(12) ت = جانے کہ جو

(13) ج = کام خام کرنا ہے۔

(14) ت، و، م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”تنہائی دانا کا خلاصا ہے، تنہائی دانا

کا خلاصا ہے۔

(15) ت = رہے گا جو۔ م = رہے جو۔

(16) ت = ”ایک تل تنہا رہنا جاسی“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے ج = ایک

تل رہی نہ جاسی۔

(17) و = کد کلا۔

(18) ت = ہو و گی پریشانی۔

(19) م، و = نے بہوت بات۔

(20) ج = اس کی بی اخل۔

(21) ت = ہوتی بڑی۔

(22) ت = کرنا کہ جس کی۔

(23) ج = ”اپنی بات کو“ ندارد۔

(24) ج = یوں خانگی۔

(25) ج = میں دیئے۔

(26) م = دانایاں نے یو بد۔ و = دانائی سوں حضرت شیخ سعدیؒ بولا بد۔

(27) و = رہے پہراں لورج ہا ہاں عیشت۔

(28) م۔ ع۔ خاندان نبوتش گم شد۔

(صفحہ - 58)

- (1) ت = بات تھوڑی
- (2) ت، ج = صحبت میں۔ ت = محبت سے بیزار۔ و = محبت تے۔
- (3) ت = بہت عار
- (4) و = فرزدق۔
- (5) ت = تاسن ہاشم خن با حق نلنم۔
- (6) ب = مگذارنا جو جنم۔
- (7) و = صفا۔
- (8) و = مکان میں آئے۔
- (9) الف = ع خدا مراد دیتا ہے جس کی ہمت ہے عالی
ب = ع خدا مراد دیتا جس کی ہے ہمت عالی
ج = ع۔ خدا مراد دیتا ہے جس کی ہے ہمت عالی
نسخہ الف کی جگہ متن میں نسخہ م کا مصرع اولی شامل کیا گیا ہے۔
- (10) ت = ع۔ خدا مراد دیتا جس کی ہے ہمت عالی
عجب ہے اس آدمی کی خوشحالی۔
- (11) ب = ع۔ چھپے کچھ رمز اور نزدیک اغیار
آنکھ یاں سو بات کرتا عاقل اس ٹھار۔
- و = ع سچ کر بات کرتا عاقل اس ٹھار
- (12) ت = سے بولا۔
- (13) ت = اپس میں۔ و = ایسے میں رقیب کی نظر تے کدھرتو۔
- (14) ب = جیودان کرا حسان کر مشکل اس کا۔ ت = جودان۔
- (15) و = مشکل آسان کہ۔

- (16) ب، ت = بیٹھس = پیٹھ۔
- (17) م = بارے ”جس مراد کوں آیا سو اپنی مراد پاوے“ ندارد۔
- (18) ب = رقیب کے ہات تے نظر“ ندارد۔ و = رقیب کے ہات تے نظر دیکھیا ہے بہوت جھا۔“ ندارد۔
- (19) ب = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”بہوت دیکھیا ہے جھا۔“
- (20) ت = ہمارے سے۔
- (21) ت = ع مراد او جو اسم اپنا اچاوے۔
- (22) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور پہلا جملہ یوں ہے ”مردد وہے جو اسم اپنا اچاوے۔“
- (23) ب = قامت نے خوبی کی علامت نے تمام کرامت نے رہنما ہادی ہدایت نے جیوں فرمایا تھا تہیوں یو بات۔ ت = قامت نے۔
- (24) ت = چھپایا کہ جو۔
- (25) الف = ع خدا نہ روزی کرے کسی کوں بند وندی کا۔ نسخہ الف کا یہ مصرع موزوں نہیں اس لیے متن میں نسخہ ت کا مصرع شامل کیا گیا ہے۔

(صفحہ - 59)

- (1) ب، ج = جدھر دیکھنا دھوڑ تابی کدھر نہیں۔
- (2) ت = دھوند تابی۔
- (3) و = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”کہا سنا کراتے سو اس دھتیارے ہیں۔“
- (4) ب، ج = مارے ہیں پس معلوم ہوا آج کہ لوکاں کرتے اپنا کاج اس سنا بنانے کے بہانے لوکاں کوں ٹھکے ٹھک بازی کرتے۔ جھوٹ بول کر کھا جاتے لوکاں کا راز ایسے کیمیا گروں کوں جھوٹ بولنے کا کیا ڈر دنیا میں سنا کہیں یوں ہوتا۔

- (5) م، و = دنیا میں کون سا اس کرنا ہمیں عجب کئے تھے سنے کی آس اتا سنا
 (6) ت = بھوکے۔
 (7) و = ہوئے تو دھاں۔
 (8) ت = ہے
 (9) ت = دغا باز تھا، دغا بازی کیا دغا کیا۔
 (10) ت = اس کی مکر کا اسے
 (11) و = اوس کی
 (12) ب = انو تو کیا اپنا۔ ج = انو تو۔
 (13) و = ع۔ رقیب بند کیا کہا سو بارے بند تو ٹوٹا۔
 (14) ت = یہ شعر اس نسخہ میں نثر ہے۔
 (15) ب = علاج نا علاج نا خوش
 (16) م = امید سٹ کو رقیب آج نا امید ہوا۔
 (17) ت = ہو کر قامت۔
 (18) ت = بہت شفقت، بہت محبت کیا مجھ پر بہت ابرار کیا یہ کام کرنے۔
 م = لئی شفقت لئی پیار۔
 (19) ج = ھے کام
 (20) ت = کو
 (21) ت = کچھ مثلث۔
 (22) ب = دنیا میں مل کو پھڑنا بہت مشکل ہے۔
 لکھا ہے دل سی دل مل رہی پر دل ہے
 ت = دنیا میں مل کر پھڑنا یہ بہت مشکل ہے۔
 گیا ہے دل سی دل مل رہی پر دل ہے
 س = ع کیا ہے دل سی دل مل رہی پر دل ہے

م = ع لکھا ہے دل سی دل میں رہنے پر دل ہے۔

(23) ب = دھریا۔

(24) م = اپس اپنے تھار۔

(25) ت = سواس شہر دیدار کے دیکھنے کو۔

(صفحہ - 60)

(1) ب، ج = سوشہر دیدار

(2) ب، ج = ع جو کوئی ہے عاشق اس کوں بلا ہوا دیدار۔

ت = ع کیا دلا کو بھاریاں کے جتلا دیدار۔

(3) و = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور یوں ہے ”جو کوئی عاشق ہے اوس کوں

بلا دیدار ہے کیا دلاں کوں بھاریاں کے جتلا دیدار ہے۔

(4) ج = بہوت غنیمت

(5) ب = دیکھے وہیں آتا۔

(6) ب = ہوتا دل کوں قرار

(7) ت = منگتا اپنا۔

(8) و = نار

(9) و = ولے اول کھچ

(10) و = آدھا

(11) و = سنکھار

(12) و = ”وہاں بی کچہ چھلکا رچ دیکھنا ہے“ ندارد۔

(13) ت = دل کے اور دیدے کا

(14) و = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔ ”دیدار رچ کے لذت دل کوں اس بلا میں

بھاتی۔ : دیدار بیچ کی لذت دل پر یو بلا لیا تھی۔“

(15) ب، ت، م، و = بہت کرا سچ تے۔

(16) ب = کاڑیا ہے حسن

(17) ب = کاڑیا ہے اگر

(18) ج = ہے دو بہت

(19) ت = ستمیں۔

(20) ت = پھاڑتا۔

(21) ب = ”خوبی چھپانے خواہاں کوں ہرگز نیں آتا“ ندارد۔

(22) م = بھاتا۔ و = ابھاتا۔

(23) ب، ج، س، م، و = ”ہر کوئی منگتا ہے کہ اپنی خوبی کوئی دیکھے“ ندارد۔

”ہر کوئی منگتا ہے کہ اپنی محبوبی کوئی دیکھے“ یہ جملہ نسخہ الف اور س میں موجود نہیں لیکن ب، ت، س، م اور و میں موجود ہے۔ اور چوں کہ سیاق و سباق کے مطابق بھی ہے اس لیے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(24) ج = ہیں سکے اتا

(صفحہ - 61)

(1) و = اتنا اپس اپنی

(2) ت = بازار بازار

(3) و = ”انوکا ریٹا کس کے نظر میں پڑیا سر بیچ انوکوں خدا نے شرم سوں

کھڑیا“ ندارد۔

(4) ج = تے

(5) ت = دین دایمان

- (6) د = جان تیاں
- (7) م = جوں
- (8) ب = یو
- (9) ت = دین و دنیا
- (10) ب = جو کہ مرد کی رضا میں چلی۔ ت = جو مرد کے کھے میں۔ د = جنے مرد کہے میں چلی۔
- (11) ب = ع سٹیا ہے غم کے عداوت طرب عزیز ہوا۔
- (12) ت = ع نفا دیا ہے بشارت جفا یہ چیز ہوا۔
- (13) ب، ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”بارے القصد ہزار محنت سوں ہزار مشقت سوں“۔
- (14) د = ”ہزار محنت سوں“ ندارد۔
- (15) د = پروردگار سر جہار، چہاڑاں کی ڈالیاں، پھولاں، سب نادر۔
- (16) ب = پھولاں سب نادر سب ادتار۔
- (17) ت = ع عجب کیا جو جنت کو رشک آوے۔
- م = ع کیا کیا رشک تو جنت کوں آوے۔
- د = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔
- (18) ت = پھل
- (19) ت = کر
- (20) ج = پاس تمام
- (21) ج = سبجا معنا۔
- (22) ت = جنے تماشا
- (23) ت = دیکھا ہال
- (24) ب، ج = نظر کی نظر ہوتی۔

(25) ب = ع نظر حیرت تے یہاں کم ہو کے جاوے

م = ع نظر حیرت تے یاں کم ہو کے جاوے

(26) ب = ادھر سے باد بارا۔ ج = ادھر تے باد بارا۔

(27) ت = گذرنا۔ م = گذرناں بہت مشکل

(صفحہ-62)

(1) ب = فکر دند

(2) ب = نظر کوں ٹھار نہیں ٹھار جاوے

(3) ب = قصار ایوں ہوا،

(4) ب = خدا رسیا یوں ہوا۔

(5) ت = ہوا کہ جو۔

(6) د = مٹکتی ٹھکتی چلے میں ہنس کوں ہٹکتی۔

(7) ب = کوں بٹے ندارد۔

م = ہٹکتی

(8) ج = قمری کرے۔

(9) ب = کوں کرے۔ ندارد۔

(10) ب = کنول پھول۔

(11) د = بات بات ایسی جیسے سد بات چمن میں۔

(12) ب = پھول۔ ندارد۔

(13) د = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”چڑے اسماں پر چاند سو۔“

(14) ت = چاند اور سور

(15) ت = ہتی مغرور۔

(16) ب، م = یو موہن دہن عجائب سوہنی ہے

سورج اس کے درس کا درسی ہے
 ت = یہ مومن دہن عجائب مونی ہے
 سورج اس کے درس کا درسی ہے۔
 د = یومن مومن عجائب مونی ہے۔
 سورج اس کے درس کا درسی ہے۔

(17) م = کیاں

(18) ت = گھرے گھر

(19) ب = ع = عجب پری ہے سو اس پر حور عاشق ہوئے۔

ت = ع = عجب پری ہے سو اس پر حور عاشق ہوئے۔

م = ع = عجب پری ہے سو اس پر حور عاشق ہوئے۔

(20) و = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح ہے ”عجب پری ہے اس پر حور عاشق ہوئے مسیح دیکھ کر اسے گم ہوئے سور عاشق ہوئے۔“

(21) ج = چتر چو سار کوں دیدیاں کے سنگار کوں نتر سحر کار کوں ایک سہلی۔ و =

دیدیاں کے سنگھار کوں حسن کے آدھار کوں چتر چو سار کوں۔

(22) د = رات تی رنگیلی

(23) ت = نام

(24) الف = قامت کے گلزار کا تماشا ہو رہر دیدار کا دیکھتی تھی۔“ نسخہ الف

کی یہ عبارت درست نہیں ہے اس لئے نسخہ ب، ت، ج، س، م اور د کی عبارت متن میں شامل کر لی گئی ہے۔

(25) ب = ”آب ہوا دیکھتی تھی۔“ ندارد۔

(26) ت = ویسے۔ م = اپس

(27) ب = ع = اثنا اثنا کوں جانیاں نیں۔

(28) ج = ع = آشنائی کتیں پہچانیاں نیں۔

(29) ج = خبری کوں

(30) ب، ت، و = خاطر نہیں جمع۔

(صفحہ - 63)

(1) و = حیراں سادستا، سرگردان سادستا، کچھ گنوا لیا۔

(2) ت = گنوا لیا کسی کی کچھ چوری کیا تیوں دیکھتا۔

(3) ب = یہ شعر اس نسخہ میں نثر ہے۔

ت = ع سکتے نہیں ہیں ایکس کو ایک پہچان۔

م، و = دونوں نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ و میں عبارت اس طرح ہے

”دونوں حیران“ دونوں سرگرداں یکس کوں ایک سکتے نہیں پہچان۔“

(4) ج = کو

(5) ت = آشنائی اور ہم شہری بیان کیا۔

(6) ب = ہم شہری اظہار۔ ج ہم شہری

(7) ت = بالے بال بولا۔

(8) م = کئے سب احوال

(9) ب = ع مہر عاجز پوہر کے آتی

(10) ت = ع مہر عاجز پہ سب کے آتی

کہ خدا کو بھی عاجزی بہاتی

(11) ب، ج = یہاں لک آ کر یوں رہیا ہوں۔ ت یاں لگ آ کر پڑیا ہوں۔

م، و، یہاں تک آ کر یوں پڑیا ہوں۔

(12) ب = آریا ہوں۔ ت، ج، م = اڑیا ہوں۔

(13) ت = یہاں بہت

- (14) ج = حیرانی پر اس کی سرگردانی پر
 (15) ت = کہی کہ اے
 (16) ب = ”تقوا کم نکو کر۔“ ندارد۔
 (17) ت = یہ بول لٹ
 (18) ب = یہی
 (19) ت = کہی اتل تیری۔
 (20) و = ابکار بہوۃ ایس مانیا نظر ہمت کو رخصت منگیا۔
 (21) ت، ج، م = لٹ نے پیار۔ و = لٹ نے اپنے پیار۔
 (22) ب = چٹ دی کاڑ تھوڑے دی بال۔ ت = کاڑ کر چٹ دی تھوڑے
 دی بال ج = چٹ کاڑ تھوڑے دی بال۔ و = چٹ کھا کر تھوڑے دی بال۔
 (23) ب = تیجے مشکل پڑے گا تو۔
 (24) ج = پڑے گا۔
 (25) د = خدا کا کھیل سب تے کچ جدا ہے۔
 کسے کوئی نہیں مدد اوس کوں خدا ہے۔
 (26) ب = نکو کر اس
 (27) ب، ج = نکو بر
 (28) و = تے
 (29) ت = ہوا اور غم کیا۔
 (30) نین جو دیکھتا ہے تو مخور سے لیکر آپے آپ اٹھے گد گئے“ یہ
 عہارت صرف نسخہ ب اور ج میں ہے لیکن سیاق و سباق کے مطابق ہونے کی وجہ سے متن
 میں شامل کر لی گئی ہے۔

(صفحہ - 64)

- (1) ب = جاں
 (2) ت = میں دیکھ چارو۔
 (3) ب، ت = لڑاں۔
 (4) ت = انگلیاں پھول کی بھکڑیاں۔
 (5) ت = دیکھتے ادھر
 (6) پ = ادھر چند تمام تبسم بس بھرا ہے جھاڑ ڈالی بات پھول پھول رہا ہے
 سب بند۔
 (7) ت = ع تھا یہ بیداد داد کو انہڑیا۔
 (8) ت = کتے
 (9) ت = ”بچے کچے نظر کے نظر میں پڑے“ ندارد۔
 (10) ت، م = نظر پڑے۔
 (11) ج = میں ولے
 (12) ت = تیز اور تند
 (13) ب = جن گیا سن سن گئے گرم
 (14) ب = دل کوں جالے۔
 (15) ب = ع قل نہیں ہے حسن کے دیدے ہیں۔
 (16) ت = دلاں کا۔
 (17) ب = حشم افکار۔ ج = چشم آشکار۔ م، و = دل شکار جگر نگار جشن۔
 (18) ت، ہ = یہ جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں ہیں۔ اس طرح
 منگائی تھی سو ایک دل دھرتی ہے
 قل اپنے پہ بہت دل دھرتی ہے

- (19) م = نونے میں و =
 (20) و = دل کا کراہیک حور چور پائیک
 (21) ت = ”عاشقاں پر کرتا ظلم“۔ ندارد۔
 (22) ب = عاشقاں سب یہاں حیران کم۔ ج = عاشقاں یہاں حیران کم۔
 (23) ت = چمن چمن۔

(صفحہ - 65)

- (1) ت = پھول اور پھل۔
 (2) ت = پھول پھل۔ پھول اور پھل۔
 (3) و = ع دو آشنا چھڑ کر ہوئے بیگانے۔
 (4) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور یوں ہے ”دو آشنا چھڑ کر ہوئے سو بیگانے یک سوں ایک مل یک سوں ایک نہیں جانے۔“
 ت = دو آشنا یہہ چھڑ ہوئے سو بیگانے
 کیس سے ایک مل ایس کو ایک نہیں پہچانے
 (5) و = بھائی تھا ماں تے جانی تھا بہوت خوشام
 (6) و = ع جو کوئی کام کوں جاتا اور کام پر اچھتا
 (7) ب = جو کوئی کام پر جاتا ہے ایس کوں کام اچھتا
 و لے دو کام ہوئے لگ بہوت اس تیں ڈرتا
 ج = نثر ہے اور عبارت اس طرح ہے ”جو کوئی کام پر جاتا ہے ایس کوں کام اچھتا
 لے دو کام ہونے لگ بہوت اس کتیں ڈر لگتا۔
 م = جو کوئی کام کوں چاہتا ہے کام پر اچھتا
 و لے دو کام ہوئے لگ بھی بہوت ڈرا اچھتا۔

(8) ب، ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”یوں ہوا کہ نظر جس وقت۔
ت = ہوا کہ جس۔

(9) د = نظارہ کرتا تھا۔ خدا کیا کرے گا کراستار کرتا تھا دل پارا پارا کرتا تھا۔

(10) ب، ج = ”دل پارا پارہ کرتا تھا۔“ ندارد۔

(11) ب = پھریا۔

(12) ب، ج = نظر کوں دیکھیا۔

(13) ت، گھوٹیا اور اس پر اچایا کہا کہ تو کون ہے۔

(14) ت = تھادے

(15) ج = سوں

(16) د = تاندنے اس دنیا۔

(17) ب - ج = میں

(18) ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”ایکس کوں ایک جانے ایکس کوں ایک
پچانے۔

(19) د = دو

(20) د = پچانیا ہو رجانیا۔

(21) ت = رویا اور گلے۔

(22) م = ع جکوئی پھڑے پھیں نہیج لئے پاتا ہے۔

د = ع جو کوئی پھڑے پچان دنیا کا روش منچ پاتا ہے۔

(23) ب = ع خدا سنگتا ملانے تو یوں ملاتا ہے۔

ت = ع خدا ملاتا چاہے تو یوں ملاتا ہے

(24) ت = بولا کہ یہ

(25) ح = کا دل جیوں پھول ہو کھلیا۔

(26) ب = پھول ہو کھلیا۔

(صفحہ - 66)

- (1) ب، ج = یہ شعر نثر ہے۔
 (2) ج = کہی میں
 (3) ت = ہوں بہوت
 (4) ج = ملیا تیرا۔
 (5) ت = نام
 (6) ت = کھی
 (7) ت = خوب ہوتی ہے خوب کے سنگات
 خوب آدمی کہتے ہیں خوبچہ بات
 ج = نثر ہے۔
 (8) ب، ج = جیو کے جیو کے ادھار
 (9) ت = پر تھا اس کا یعنی جو ہر کا جھلک
 (10) ب = ”تھا“۔ ندارد۔
 (11) ج = جا بجا دیکھتی تھی کہ کوئی۔
 (12) ت = قدر پہچانے
 (13) م = ع آدمی کوں آدمی کی طلب گر آئے۔
 ت = آدمی کی آدمی کو طلب گر آئے۔
 آدمی جیسا مگے ویسا پائے۔
 ب، ج ہر دو نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔
 (14) و = اپس کون یہاں
 (15) ج = دوسرے دیس نظر کوں
 (16) ت = ویسا چلا۔

- (17) ت = ع چتر تھا کیا بیگ مجلس کا نام
 و = ع چتر تھا کیا بیگ مجلس کوں نام
 (18) ب = جس علم۔ ج = جس علم کی پوچھی پات نظر نے تیوں ایک بات
 کوں کیا سودھات
 (19) ت = پوچھی جیوں جیوں بات

(صفحہ - 67)

- (1) ب، ج = تراشی سو صورت
 (2) و = من ہر مورت۔
 (3) و = خزانے دار بھی بچ۔
 (4) ت = مگلی
 (5) و = ہو
 (6) م = آشنائی۔
 (7) س = ہو
 (8) ج = کیوں کر آئی۔
 (9) ب، ج = ”یو اس کی صورت ہے جس کی صاحبی پر سب چلے“۔ ندارد۔
 (10) ت = ہے کہ جس کی صاحبی سب پر چلے ہے کہ جس کے
 (11) م، و = صاحبی سب پر چلے۔
 (12) ت = نام
 (13) ت = ع لگا یا دل کو آخر حسن کی آس
 (14) ت = تو
 (15) ت = نیاز آیا۔

(16) ب = حوا وقت مشکل، ج = وقت حوا مشکل۔ و = وقت حوا سخت کام حوا مشکل۔

(17) د = ع پہلی بار بچھڑ ہے سوا د بار یاد آتا۔

(18) ت، س = ع بسر سکتے ہیں بک پل میں دو سو بار یاد آتا۔

(19) ب، ج، ع = میرے یو دیدے نا دیدے کد ہیں دیکھیں گے تک دیدار۔

و = ع میرے یو دیدے نا دیدے کدھیں تو دیکھیں گے دیدار۔

(صفحہ - 68)

(1) ت، س = میرے دیدے ہے نا دید کو تک دیکھنے دیدار۔

مجھے دیدار تلا تک تیرا دیدار یاد آتا۔

(2) ب، ع = تیرے نیناں تیرا سینا تیرا گفتار یاد آتا۔

ج = ع تیرے نیناں تیرا سینا تیرا گفتار یاد آتا۔

(3) ب، ع = سٹی ہوں سدا کوں میں اپنی کہاں کی بدرہی مجھ میں۔

ج = ع سٹی ہوں سدا کوں میں اپنی کہاں کی بدرہی مجھ میں۔

م = ع سٹی ہوں سدا میں اپنی کہاں کی بدہ رہے مجھ میں۔

و = ع سٹی ہوں سدا میں اپنی اٹھا لگی نیں تاب کچھ منہ میں۔

(4) ب = ع گلے اک سود لگی تیرے خدا و دلیس کب حوے گا۔

(5) م = اس نسخہ میں یہ شعر نہیں ہے۔

و = ع نظر جو جگ پر پڑتی تو تیرا پیار یاد آتا۔

(6) ت = ع تیرے دیدار کا میں دھیان دل میں پکڑ رہی ہوں۔

(7) د = ع نہ مجھ کوں پھول خوش لگتا نہ مجھ سنگھزار یاد آتا۔

(8) ب، ج = نثر ہے۔

(9) ج = پھاندے میں سنہری

(10) ت = حسن حال۔ ج = سن کر اس حال۔

(11) ب = اس حد

(12) ج = جو تھا۔

(13) ج = پانوں پڑنے

(14) ت = نا توانا۔

(15) ت = کھیلا عشق پیرا پی۔

(16) ب، ت = معشوق پڑے۔

(17) ب = عشق بہوت عاشق سو عشق میں۔

(18) ت = پر

(19) ب، ج = جو دل

(20) ت = دو جو۔ و = دو جنوں ہوئے ہم رازی وھاں۔

(21) ت، م = کھلتی ہے بازی۔ ج = کھلتی ہیں بازی۔

(22) ت، س = بازی کہ جو گل کے دریا۔

(صفحہ - 69)

(1) م = اپنے

(2) ت = سنواری

(3) ب = صنعت ہے

(4) و = ولے دو تانوں

(5) ت = نام

(6) و = ”کیس ناز کی صورت پڑ یا کیس اپس کوں نیاز کیا ہے۔“ ندارد

(7) ب، ج = ”ایک عشق ہے جو دو نو کوں بے آرام کیا ہے۔“ ندارد۔

- (8) ت = آرام
- (9) الف = عشق جو اپنے کام۔ ب، ج = عشق ہے اپنا کام۔ ت، س، م = عشق جو اتنے کام۔ نسخہ الف۔ نسخہ ب ج اور نسخہ ت، س، م کی عبارت کے تقابلی مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ت، س اور م کی عبارت زیادہ موزوں ہے اس لیے اسے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔
- (10) و = وہوئی یو۔
- (11) ج = آتا والا۔
- (12) ت = معشوق حایل
- (13) و = ٹی شرم کیس ناز کی صورت پکڑ یا کیس ایس کوں نیاز کیا ہے ایس کوں نیاز کیا ہے ایس کوں ایچ بھاتا ایس سوں ایچ یکجاتا عشق سب کوں اچاتا۔
- (14) م = ”عشق سب کوں اچاتا“ سے لیکر..... ”خوشی بھائے سوکر“ غدار۔
- (15) ت = بوریا۔
- (16) ج = عشق معشوق۔
- (17) ب = عشق معشوق پکارتا کہ آہ عشق عشق زنگار منزہ پاک۔
- (18) ب، ج = ”عالم گیر“۔ غدار۔
- (19) ب، ت = آپلی۔
- (20) ج = ہے تدبیر۔
- (21) و = ”خوشی بھائے سوکر“ سے لیکر..... ”ایچ لگ جاتا۔“ غدار۔
- (22) و = میں بھی کوئی بزرگ کھتا ہے۔
- (23) ب = عشق یو۔
- (24) و = دونو کام
- (25) ب، م = توں بی عاشق
- (26) ت = رے

(صفحہ - 70)

- (1) ت = بھلائی۔
 (2) ب، ج = ڈھائی ہو رکھی سجان اللہ
 (3) ب = ع عشق آخر مراد کوں اپڑاوے۔ ج = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔
 (4) ب، ت، م = راز
 (5) ت = ع ادھر تو ناز کرتا ادھر وہ کرتے ناز۔
 (6) ب = ج، و = ان تینوں نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔
 (7) ت = معشوق ناز۔ ج = معشوق نیاز کرے تو عاشق نے ناز جوڑنا نکہ عاشق

- (8) ب = ناز۔
 (9) ”ناز کر کر“ یہ عبارت نسخہ الف میں کرم خوردہ ہے لیکن نسخہ ب، ت، ج، م، م اور و میں بلا کسی اختلاف کے موجود ہے اس لئے متن میں شامل کر لی گئی ہے۔

- (10) و = نازاں میں بلا
 (11) م، و = ٹوٹنا مانگنا۔
 (12) ب، ج = لگن منگیا۔
 (13) ج = منگیا۔
 (14) ب = در روز۔ م = اور روز۔
 (15) م، و = تو تمنا
 (16) ت = میں منگیا بی عین۔
 (17) ب، ج = تو توں نہیں۔
 (18) د = یو استعنائی۔
 (19) ج = کوئی سمجھے۔

- (20) ب = پ
 (21) م = کہی کہ اے بھائی
 (22) ج = جیوں تیوں صفت
 (23) ب = توں صفت
 (24) ت = عاشق کرتے کیا۔
 (25) ب، ج = جو دل کا یار اچھے کوئی تو کہوں میں اسے دل کی
 کہ آسانی اندیشے کچہ کرم کر میری مشکل کی۔

(صفحہ - 71)

- (1) ب، ج = جانتا ہے۔
 (2) م = ”تو نچہ ہے مجھے دل کوں ملانے کا ضماں“ جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔
 (3) ت = یو کچہ
 (4) ت = درمیان۔
 (5) ت = سچہ
 (6) د = اس نسخہ میں یہ دو جملے شعر کے مصرعوں کی طرح لکھے گئے ہیں
 محبوب خوب نہیں کہیں اسے دنیا منے
 سورج چاند دونوں اس تارے کوں جنے
 (7) م = دنیا میں
 (8) ت = سورج چاند دونوں اس ستارے کو۔
 (9) ب = دو
 (10) ت = بولا کہ حسن دل۔
 (11) ت = کے آرام۔

(12) د = اس نسخہ میں یہ دو جملے بھی شعر کے معرعوں کی شکل میں ہیں۔

دیدے مشتاق تیرے دیدار کے

عاشقان امیدوار تیرے پیار کے

(13) ب = نہیں یو۔

(14) ت = تجھے آسان دستا ہے مجھے تو بہت مشکل ہے۔ د = اس نسخہ میں

یہ شعر نثر ہے۔

(15) الف، ت = ”ملا جائے“ ب، ج، س، م، د = ”ملانے جائے“ نسخہ

الف، ت کی بہ نسبت نسخہ ج، س، م اور د کی عبارت زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے اس لیے اسے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(16) ت = سے دل کو ملا دے۔

(17) ب = دل کوں کسی سوں

(18) ت = وہ اگر توڑے گا۔

(19) ب = توڑے گا توں۔

(20) ب = لگا کر توڑتے۔

(21) ت = توڑتے سوال سخت۔

(22) ب، م = بجز

(23) ت = معشوق بھاڑے۔

(24) ت = کچھ دانا ماں، س = کچھ دانا۔

(25) ب، ت، ج، م، د = یو ہے قضا ج یوں ہے یہاں اپس۔

(26) ب = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی، ”اپس پر کام مشکل نا کرتا۔“

(27) م = کوں سو سے سو سے بغیر۔

(28) ت = کو

(29) ب، ج، د = پھر تا معشوق کو دیوانی نہیں۔

(30) ب، م = دیتے ہیں معشوق زار زار روتے ہیں آہ بھرتے ہیں آہ بھرتے ہیں معشوق بی۔

(31) ت = نیکچہ کرتے۔

(32) و = پھنڑ کر رہ سکے۔

(33) ت = یک روٹاں سے۔

(34) ب، ج = لوٹے۔ س۔ لڑتے۔

(35) م = گھر

(صفحہ - 72)

(1) ب، ج = بغیر دل کے آرام۔

(2) ت = درمیان۔ س۔ درمیانے

(3) و = بھلا

(4) ت = معشوق بھادے

(5) ب = ”عاشق جو ثابت ہوا اپنی ٹھار“ ندارد۔ ج عاشق ایس کوں جو۔

(6) ت = کرے عاشق

(7) ج = معشوق

(8) ج، و = چار

(9) ج = تو اپنی

(10) ب = ہے تو اپنی

(11) ب = اس لہجہ میں یہ شعر نثر ہے اور نثری عبارت اس طرح ہے

”معشوق بے نیاز ہے اھے بادشاہ پری معشوق سوں نکو کرد برابری۔

ت = معشوق بے نیاز ہے بادشاہ پری

(12) و = اس نسخہ میں یہ دو جملے بھی شعر کے مصرعوں کی شکل میں ہیں۔

دیدے مشتاق تیرے دیدار کے

عاشقاں امیدوار تیرے پیار کے

(13) ب = نہیں یو۔

(14) ت = ع تجے آسان دستا ہے مجھے تو بہت مشکل ہے۔ و = اس نسخہ میں

یہ شعر نثر ہے۔

(15) الف، ت = ”ملا جانے“ ب، ج، س، م، و = ”ملانے جانے“ نسخہ

الف، ت کی بہ نسبت نسخہ ج، س، م اور و کی عبارت زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے اس لیے اسے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(16) ت = سے دل کو ملا دے۔

(17) ب = دل کوں کسی سوں

(18) ت = وہ اگر توڑے گا۔

(19) ب = توڑے گا توں۔

(20) ب = لگا کر توڑے۔

(21) ت = توڑتے سوال سخت۔

(22) ب، م = بجر

(23) ت = معشوق جفا سے۔

(24) ت = کچھ دانا ماں، س = کچھ دانا۔

(25) ب، ت، ج، م، و = یو ہے قضاچ یوں ہے یہاں ایس۔

(26) ب = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی، ”ایس پر کام مشکل نا کرنا۔“

(27) م = کوں سو سے سو سے بغیر۔

(28) ت = کو

(29) ب، ج، و = پھر تا معشوق کو دیوانی نہیں۔

(30) ب، م = دیتے ہیں معشوق زار زار روتے ہیں آہ بھرتے ہیں آہ بھرتے ہیں معشوق بی۔

(31) ت = نیکچہ کرتے۔

(32) و = بچھڑ کر رہ سکے۔

(33) ت = یک روٹاں سے۔

(34) ب، ج = لوٹنے۔ س۔ لڑتے۔

(35) م = گھر

(صفحہ - 72)

(1) ب، ج = بغیر دل کے آرام۔

(2) ت = درمیان۔ س۔ درمیانے

(3) د = بھلا

(4) ت = معشوق بھاوے

(5) ب = ”عاشق جو ثابت ہوا اپنی ٹھار“ مدارد۔ ج عاشق ابس کوں جو۔

(6) ت = کرے عاشق

(7) ج = معشوق

(8) ج، و = چار

(9) ج = تو اپنی

(10) ب = ہے تو اپنی

(11) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور نثری عبارت اس طرح ہے

”معشوق بے نیاز ہے اے بادشاہ پری معشوق سوں کو کرو برابری۔

ت = معشوق بے نیاز ہے بادشاہ پری

ج = ع معشوق سے ٹک کر ہرگز برابری۔

ج = ع معشوق سوں ٹک کر برابری۔

و = ع معشوق سوں ٹک کروں ہرگز برابری۔

(12) و = معشوق صاحب

(13) ت = ہے جو

(14) م = دل دل توڑنا۔

(15) و = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”کہا اس تے جیو بھگے گا۔“

(16) ب = دل

(17) و = موہن جیو کی جیون توں جو۔

(18) ج = پھول ہو کر کھلا

(19) و = بہو ہے آلا

(20) و = دیکھے اپنے پروردگار۔

(21) ب = ”پروردگار کوں دلچ میں دیکھے“ ندارد۔

(22) و = صو تیا۔

(23) ت = گئے۔

(24) ت = ہیں کہ شرع لوکاں کتے کہ یوں۔

(صفحہ - 73)

(1) ب = کہ یوں۔

(2) ت = لایا تھا آدمی کی

(3) ب، ج، و = ٹھار

(4) ت = ایسے ہیت۔

- (5) ب، ج = نقل کی حد تے آنگے ہے۔“ عمارد
- (6) ت = بھلا کہ جس۔
- (7) ب = جسے بردا۔
- (8) و = کھولیا۔
- (9) ب = بات، س، جو
- (10) ت، س = جو
- (11) ب، و = دیدے جو دل۔
- (12) ب = ہرے۔
- (13) ب = دیدار۔
- (14) ب = پچھانا
- (15) ت = ہی کھنا
- (16) ب = کوں دیکھنا۔
- (17) ج = ”یو حضور کا جلوہ ہے“ سے لے کر جو خطرا آتا ہے وہ بائج
میں ہے عمارد۔
- (18) ت = حضور جلوا۔
- (19) ب = یو اپنے نور کا جلوا ہے یو اپنے حسن کے۔
- (20) ب = سویلی دل۔ و = ہوتا۔
- (21) ب = پیو پاتا۔
- (22) ت = جو کے۔ م = جیو کو پاتا۔
- (23) م = سب
- (24) ب، ت = سب
- (25) ب = تے قطرا۔
- (26) ت = اور جی
- (27) م = ہورابی

- (28) ب، و = بہت پیچ
 (29) ب = وہی
 (30) و = او قطر اھے اجوں
 (31) ت، م، و = میں تازا
 (32) و = کیا۔
 (33) ت = ”عارفان کی شناس دو نچہ ہے اجهوں اس قطرے کی باس دو نچہ ہے۔“ ندارد۔

- (34) ب، ت، م = عجائب کچھ کر یا۔
 (35) ب = کرتیاں سوا نگھیاں دم = کرتیاں سوں انگھیاں
 (36) ت = پر کیا
 (37) ب = عاشق
 (38) ب = عاشق الذات

(صفحہ - 74)

- (1) ب = جیو ہے ہور۔
 (2) و = ایک منزل
 (3) ت، س = جسد
 (4) و = جسم بند۔
 (5) ت، جو = س = جسد ہے جنے اپنے ماپ کے بند کو دیکھا اونے اپنے جسد کو دیکھا۔
 (6) ت = جانے ہارا۔
 (7) ت = اس سے۔

(8) ت = جیو سو تو جانیو سو۔ ت = جیو سو تو جاں سو۔

(9) ب = ”ایسا بڑا کیا۔“ ندارد

(10) ب = یو

(11) ت = جاں

(12) ت، م = ہنا

(13) ب = تیو دیکھیا۔

(14) و = اندیش کر دیکھ

(15) ت = نظر بھی تھے۔

(16) ت = اپی

(17) ب، ت = اگر کچھ تجھ میں ہے کچھ دید۔

(18) ت = رہو۔

(19) ت = اس نے

(20) ت = کریں کے اس

(21) و = کھاتا ہے پتا۔

(22) ت = ہے کہ کچھ

(23) و = بہ حسب حال ظاہری

(24) ت = وقت نماز

(صفحہ-75)

(1) و = عادت ہے او عبادت

(2) ت = دونوں عبادت

(3) ت = رسول کی دیدار اور شفاعت ہے۔

(28) ب، و = بہت پیچ

(29) ب = وہی

(30) و = اوقطراھے اجوں

(31) ت، م، و = میں تارا

(32) و = کیا۔

(33) ت = ”عارفان کی شناس دو نچہ ہے اچھوں اس قطرے کی باس دو نچہ ہے۔“ غارود۔

(34) ب، ت، م = عجائب کچھ کر یا۔

(35) ب = کرتیاں سو آنکھیاں دم = کرتیاں سوں آنکھیاں

(36) ت = پر کیا

(37) ب = عاشق

(38) ب = عاشق الذات

(صفحہ - 74)

(1) ب = جیو ہے ہور۔

(2) و = ایک منزل

(3) ت، س = جسد

(4) و = جسم بند۔

(5) ت، جو = س = جسد ہے جنے اپنے ماپ کے بند کو دیکھا اونے اپنے جسد کو دیکھا۔

(6) ت = جانے ہارا۔

(7) ت = اس سے۔

(8) ت = جیو سو تو جانا سو۔ ت = جیو سو تو جاں سو۔

(9) ب = ”ایسا بڑا کیا۔“ ندارد

(10) ب = یو

(11) ت = جاں

(12) ت، م = ہنا

(13) ب = تیو دیکھیا۔

(14) و = اندیش کر دیکھ

(15) ت = نظر بھی تھے۔

(16) ت = اپی

(17) ب، ت = اگر کچہ تجہ میں ہے کچہ دید۔

(18) ت = رہو۔

(19) ت = اس نے

(20) ت = کریں کے اس

(21) و = کھاتا ہے پتا۔

(22) ت = ہے کہ کچہ

(23) و = بہ حسب حال ظاہری

(24) ت = وقت نماز

(صفحہ - 75)

(1) و = عادت ہے او عبادت

(2) ت = دونوں عبادت

(3) ت = رسول کی دیدار اور شفاعت ہے۔

- (28) ب، و = بہت پیچ
 (29) ب = وہی
 (30) و = او قطر اھے اجوں
 (31) ت، م، و = میں تازا
 (32) و = کیا۔
 (33) ت = ”عارفان کی شناس دو نچہ ہے اجهوں اس قطرے کی باس دو نچہ ہے۔“ ندارد۔
 (34) ب، ت، م = عجاب کچھ کر یا۔
 (35) ب = کرتیاں سوا نگھیاں دم = کرتیاں سوں انگھیاں
 (36) ت = پر کیا
 (37) ب = عاشق
 (38) ب = عاشق الذات

(صفحہ 74)

- (1) ب = جیو ہے ہو۔
 (2) و = ایک منزل
 (3) ت، س = جسد
 (4) و = جسم بند۔
 (5) ت، جو = س = جسد ہے جنے اپنے ماپ کے بند کو دیکھا اونے اپنے جسد کو دیکھا۔
 (6) ت = جانے ہارا۔
 (7) ت = اس سے۔

(8) ت = جیوسو تو جانا سو۔ ت = جیوسو تو جاں سو۔

(9) ب = ”ایسا بڑا کیا۔“ غدار

(10) ب = بچ

(11) ت = جاں

(12) ت، م = ہٹنا

(13) ب = تیر دیکھیا۔

(14) و = اندیش کر دیکھ

(15) ت = نظر بھی تھے۔

(16) ت = اپی

(17) ب، ت = اگر کچھ تجھ میں ہے کچھ دید۔

(18) ت = رہو۔

(19) ت = اس نے

(20) ت = کریں کے اس

(21) و = کھاتا ہے پتا۔

(22) ت = ہے کہ کچھ

(23) و = بہ حسب حال ظاہری

(24) ت = وقت نماز

(صفحہ-75)

(1) و = عادت ہے اور عبادت

(2) ت = دونوں عبادت

(3) ت = رسولؐ کی دیدار اور شفاعت ہے۔

(4) الف = ”شفاعت ہے لاکھ لاکھ عنایت ہے نماز کوں کھڑے رہے۔“ یہ عبادت نسخہ الف میں کرم خوردہ ہے۔ لیکن نسخہ ب، ت، س، م اور و میں بلا کسی اختلاف کے موجود ہے اس لئے اسے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(5) ب = نماز میں ہے تو۔

(6) ب = اگر کوئی پوچھتا ہے۔

(7) ت = پڑا ہے نماز کو یوں کرنا جانو سو خدا موباتاں کرنا ہے۔

(8) م = جانو

(9) ب = ”یو ادب کی جاگا ہے۔“ ندارد۔

(10) ب، م = ہے یہاں زیادتى۔ و = ہے یہاں زیادتى

(11) ت = زیادہ

(12) ت = نماز کو یوں

(13) و = اوئے

(14) ت = ہے کہ دل

(15) ب = ”دل ادھر ادھر نہیں جاتا اس کے متعجب میں اچھتا ہے۔ دل خدا سوں واصل ہوتا ہے۔“

یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(16) ت، م، و = ہوں

(17) ب = ہے وے خبردار۔

(18) الف = اس خبر یز۔ ب = اس خبر اجو۔ ت، س = سوائے اس کے۔ م

اس چیز پر۔ و = اس خارج نسخہ الف اور ب کی عبارت سرے سے مہمل ہے۔ نسخہ م اور و کی عبارت اگرچہ کہ کسی قدر سیاق و سباق سے مناسبت رکھتی ہے لیکن ت اور س کی عبارت زیادہ واضح ہے اس لئے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(19) الف، ب، س = اختیار۔ ت۔ م = بے اختیار نسخہ ت، م کی عبارت

نسخہ الف ، ب اور س کے مقابلہ میں زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے اس لیے اسے داخل متن کیا گیا ہے۔

(20) م = خاطر خوب خوب اچھٹا کہ

(21) ب = تے کچ

(22) ت = بی کچہ

(23) د = اگر اس وقت تجے دنیا“ سے لیکر.....”مسلمانی ہے کون جانے“

ندارد۔

(24) ب = نا لے ٹھار۔ ت = نا لے ٹھار۔

(25) ب = ماں یا باپ

(26) اچھے گا تو دودخت۔

(27) ت = یہ دنیا اس وقت تجے کیوں گزرتی ہے اور کیا دستا تھا تیرے اوپر

(28) ب = نماز کا پڑھنا۔

(29) ب، ت = دھرنا

(30) ت = پڑنا یہ بی ایک

(31) ت = پکڑ رہے۔

(32) الف = خطر اقرار = ب، ت، س، م = خاطر قرار نسخہ الف کی عبارت

مہمل ہے اس لئے متن میں نسخہ ب، ت، س اور م کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(33) ت = ہے جو کچھ خدا ہے سو ایک

(صفحہ-76)

(1) ت = کو جانے

(2) د = تھوڑا خدا

(3) د = کیسے ہیں جو

- (4) ت = اچھوں چھوڑنا بچہ
- (5) م = خطرے کوں کیوں۔
- (6) ب = د = انو دل۔ ت = ”انو کے دل اس گل میں نا بجاسی“ ندارد۔
- (7) الف = آتے انو کے آڑے۔
- (8) الف = اگر اس کے دل پر کچھ باقی اچھے گا تو ہو ر خطر آدے گا اس کی۔“
- نسخہ الف میں عبارت کرم خوردہ ہے۔ لیکن ماہی نسخوں میں بلا کسی اختلاف کے موجود ہے۔
- (9) ت = نے تو اتنا حاصل کرنا ہے۔ م = اتنا تو حاصل کرنا ہے۔
- (10) ب = حاصل کرنا کہ
- (11) ت = سے
- (12) ت = پاوے عمر چپ
- (13) ت = پر سر۔
- (14) م = نا چھوڑے گا۔
- (15) ب = ہے مرنے
- (16) الف = حاصل مرنے منگیا۔ ب، س، م = حاصل کرنے منگیا۔ ت = حاصل نہیں مرنے منگتا نسخہ ت کی عبارت زیادہ واضح ہے اس لئے اسے شامل متن کر لیا گیا ہے۔
- (17) ت = اسے کوئی
- (18) ب = مارے
- (19) ب = اکرا سے
- (20) د = ”نیں کرتے ہو نہیں کرنے کا۔“ ندارد۔
- (21) ب = ”نیں کرنے کا سو کرتے۔“ ندارد۔
- (22) م = بسر کرتے۔
- (23) ت = کا کچے کچاٹ

- (24) ت، و = رکھنا خاطر جمع کرنا۔
 (25) و = ہوائے گاتو بہت بلند
 (26) ت = خدا کی عبادت میں اپنا دل کھولنا۔
 (27) ب = نماز میں بولنا۔
 (28) ب = دکھلانا ہور زاری۔
 (29) ت = رازی
 (30) ت = ناظر ہے کہ۔ و = ناظر جاننا۔
 (31) ت = قادر ہے کہ۔

(صفحہ-77)

- (1) ب = ”جیو دیا ہے“ غدار۔
 (2) ب = کے کھیتی جنے کچے
 (3) ب = دل کہ کھاں
 (4) ب = نماز خارج
 (5) ب، م، و = کے خلوت میں محرم
 (6) و = آتا جاتا۔
 (7) ت = باقی سب دل سے گئے۔
 (8) ب، ت = میں خوب۔ و = میں خوبی
 (9) م = بڑے بڑے عاشقیت
 (10) ب = ہوتیاں
 (11) ت = ہے رفتہ رفتہ عشق کے جھاڑ سے پھل وصالیت کا اسے حاصل ہوتا ہے۔
 (12) ت = ”رہتے رہتے بھگے ہو اس کیڑے کا قصہ ہوتا ہے۔“ غدار

- (13) ب، م، و = میں صوں چنچ ہوں۔
 (14) و = بندے کا
 (15) و = حال
 (16) م، و = ”یہاں یو حال ہے۔“ غدار۔
 (17) ب = ”بعضے عاشقاں چھپاتے۔“ غدار۔
 (18) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”بعضے کتے دکھلانے میں سواد ہے بعضے کتے چھپانے میں۔“
 (19) ب، و = میں سواد ہے ہر یک
 (20) و = ”ایک قسم کا وقت“ سے لیکر ”یعنی تھے سود و صوئے“ غدار۔
 (21) ب = تھا ہر ایک زمانے
 (22) ب = عشق کے یا۔
 (23) ب = جاتا ہے انا انا اللہ
 (24) ت = ”اما۔“ غدار۔
 (25) ب = صوئے یو بے حال تو صوئے یو بی کمال۔
 (26) ب، م = صوئے یو بے حال تو صوئے ولے۔
 (27) ب = دور صو جاتا دو پتی پنا۔

(صفحہ-78)

- (1) ت = یہاں تو نوراً علی نور ہے۔“ غدار۔
 (2) ت = گئے معراج
 (3) ب = تے آئی
 (4) ب = ”نہ اسے ماں نہ اسے باپ“، غدار۔

- (5) ت = دھرے
 (6) ت = کرے
 (7) ب = میں۔
 (8) ب = انا اللہ عرفان ہے۔
 (9) ت = عرفان سے اگر۔
 (10) ب = ہوں۔
 (11) ت = ہے ایک
 (12) ب = مست عارف
 (13) ت = ولے پرانا اور بشریت
 (14) ت = ہے تو فرق
 (15) ت = بے اختیار ہوتا
 (16) ت = پل
 (17) س = کو
 (18) م = کوں یوں کہوے۔
 (19) ب = کھینچ نہیں۔
 (20) ب = یوسب وصال

(صفحہ - 79)

- (1) ب = نیاز
 (2) ت = رہتے رہتے یکہادی
 (3) ب = رہتا انا۔
 (4) ب = معنا پاتا ہے۔

- (5) ب، م = کر
- (6) ب = اپنی
- (7) ب = میں یوں
- (8) م = اشغال
- (9) ب = ”یا انا ہوا اچھو۔“ ندارد۔
- (10) ت = ہے کہ ایس
- (11) ب = یہاں ایس کو پرتا۔
- (11) ب = بے اختیار
- (13) ب = ”اسے یوقام ہے“ ندارد۔
- (14) ب = اگر
- (15) ب = پر بشریت۔
- (16) ب = انا اللہ کا۔
- (17) م = میانے میاں آئے۔
- (18) الف، ب، ت، س، ج، م، د = ع گشتہ تمام جمع و پراگندگی کجاست متن میں اس مصرع کے بجائے دیوان و جہتی میں شامل مصرع دکھا گیا ہے، کیوں کہ سیاق و سباق کے لحاظ سے دیوان کا مصرع ہی زیادہ درست ہے۔
- (19) ب، م = ع۔ سرتا پنا خدا شدم و بندگی کجاست
- (20) ت = سے نہیں ہووے تو آپس کو بندہ۔
- (21) ب = میں ہوئے۔
- (22) ت = وہ کہ جس
- (23) ت = بہت

(صفحہ-80)

- (1) ت = ولے ہے کچھ درمیانے
- (2) ب، ت، م = ایکچہ تھا سواد
- (3) الف، ت = یعنی تھے۔ س، م، و = یعنی یو تھے۔ نسخہ۔ ب میں یہ عبارت موجود نہیں متن میں نسخہ س، م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔
- (4) ب = ذکر اول چند روز
- (5) ب = ”دل کوں ٹھار رکھ“۔ ندارد۔
- (6) ب = انہڑ تا اس
- (7) ت = ہو جاتا۔
- (8) ب = سب کسافت
- (9) ب = بولتا ہے وہ
- (10) ب = ”بے چکوں“ ندارد۔
- (11) م = کتاھے سو۔
- (12) ب = ہمارا دل۔
- (13) ب = ہمارا دل
- (14) ب = پاک لطیف
- (15) ب = کھیتے نہیں۔
- (16) ب = اگر کیے بی یکا یک کوی
- (17) ت = چپاتی۔
- (18) م = دیکھیا۔
- (19) م = دیکھیا۔
- (20) ب = آسمان سانا

(21) و = حمال حال کرے تو جدا ہوئے اس حال خدا کا وصال کرے تو چہ ہوے

(22) ب = یو۔

(23) ب = ”خدا تے آتی جاں تے آتی و خدا یو خوب۔“ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(24) ت = سے آتی وہاں جاتی وہ خدا یہہ خوب پہچان باہتچہ میں جو ہاٹ۔

(25) الف، ت = ہاتچ ب، س، م، و = ہاتچ۔ متن میں نسخہ ب، س، م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(26) ت = خاص عالم سب یہاں حیران اور

(27) و = عالم حور عالم سب حیران حور جس ہاٹ پر ہاۃ آتی۔

(صفحہ - 81)

(1) ب = بہار آتی۔

(2) ت، س = وو

(3) ب، و = بولتے ہیں کہ

(4) ب = مدد ہوتا ہے۔ ت = خدا اور روح اور انسان

(5) و = سمجھا سمجھا۔

(6) و = ”ایسا کامل واصل“۔ ندارد۔

(7) و = اوس میں غیب ہونی تے بات۔

(8) ت، س = پردے

(9) ب = کی باتاں آتے۔

(10) ب، ت = خدا نے عقل

(11) و = بے سد حوا بے ہوش حوا۔

- (12) ت = کیا کہنا۔
- (13) ب = کیا کیا نہیں کیا سو
- (14) و = بندتے چھوٹا۔
- (15) ت = گدا۔
- (16) ب = ثواب تے بہار
- (17) ب، و = کون ہے سو۔
- (18) ت = کرنے۔
- (19) ت، س = طلق۔ م۔ زری
- (20) ب = تیرے
- (21) ب = بہوت ہونے گا کیل۔ ت، و = بہوت ہے کیل۔
- (22) ت = دیکھ کر پھل۔
- (23) الف، ت = پوچھے۔ ب، س، م، و = چھے۔ متن میں ب، س، م، و کی عبارت شامل ہے۔
- (24) ب، س، م، و = نہیں۔
- (25) ت = کھلا ہے۔
- (26) ت = سے دیکھے تو خدا۔
- (27) و = میں دس آتا ہے۔
- (28) و = دستا ہے۔
- (29) ت = آیا۔
- (30) و = دکھ
- (31) ب = بولنے کا ہے سو بولنا۔
- (32) الف = ”کچھ حال ہے۔“ کرم خوردہ لفظ ب، س، م، و = کچھ حال ہے۔
- (33) ت = رہے گا۔

(34) ب = پھورے تو سوکھا۔

(35) و = او پتھر پوچھیا۔

(صفحہ - 82)

(1) ت = نہیں رکھتا۔

(2) و = جوں خوبہ حافظ ”فرمائے ہیں۔

و = ع ورنہ ہر سنگ بود لولو دمر جاں شود۔

(3) الف = کھلتا۔ ب، ت، س، م، و، و = کھولتا۔ متن میں ب، ت،

س، م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(4) ب = بولتا طلب بولاتا۔ ب = بلاتا

(5) ت = طلب کہ جس۔

(6) ت = زمین آسمان

(7) ب = ”اپنا وجود جملہ جہاں کوں فنا کر جانا“ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(8) ت = یہہ

(9) ت، س = پوست

(10) ب، ت، س، و = بولتا ہے سو

(11) ت، س = جب کہ یہہ لی۔

(12) ب = اس کے

(13) ب = بولاتا ہے دو

(14) ب، م، و = ”اتنی مشقت اس ٹھار۔“ جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔

(15) و = پونچھ۔

(16) و = بنداجو اپس کوں“ سے لیکر..... آپے گرج کر کتا ہے۔“ ندارد۔

- (17) ب = ”تمام نور کیا۔“ ندارد۔
 (18) ب = خدا چہ
 (19) ب = بولنا
 (20) ب = کوں کاں
 (21) ت، م = کاں ہے۔
 (22) م = خدا بندے۔
 (23) ت، س = آنکر۔
 (24) ب = ہوئی چھاڑ ڈالی۔
 (25) ب = بھاتا پچھانو۔
 (26) ت = پچھانو جو پھول اور پھل ڈالی کو۔
 (27) ب = جتیاں
 (28) ت = آتے
 (29) م = ”اپس کوں“ ندارد۔
 (30) ب = اسکیاں پتاں۔
 (31) ب = ڈالیاں۔
 (32) ب = رنگ رنگ پھلے۔

(صفحہ - 83)

- (1) م = ہے یک
 (2) الف = انپڑایا۔ ب، ت، س، م، و = انپڑیا۔
 (3) ب، م = ہے سوا یک سب سوں۔
 (4) الف = انپڑایا۔ ب، ت، س، م، و = انپڑیا۔
 (5) ب، ت = دل میں جو۔ م = دل جو میں

- (6) ب = ”مشقت کرتے کرتے“۔ ندارد۔
- (7) الف = ”صورت پایا۔“ کرم خوردہ۔ ب، ت، س، م، و = صورت پایا۔
- (8) ت = گھی۔
- (9) ب = ”گنویا بندایونچہ ایس کوں“۔ ندارد۔
- (10) ب = دو دینچ مسکا کھیو ہو کر کام لگن کیس کا کیس۔
- (11) ت = گھی
- (12) م = ہو کر کام کیس کا کیس۔
- (13) ت = دو دینچ۔
- (14) ب = ”ایس سوں لڑ۔“ ندارد۔
- (15) م = دہال نکو پڑ۔ ندارد۔
- (16) ت = کیا تجھے حاصل
- (17) ب = سین
- (18) ت = لڑنے سے کیا غرض۔
- (19) ب = ایسی کوں
- (20) ت = انے وہاں
- (21) ب = رہیا اس
- (22) ب = طرف
- (23) ت = نیس کوی
- (24) ب، ت، م = آخر
- (25) ب = جتیاں چل
- (26) م = منزل پر بھی یکہادی۔ ب منزلار، پر بی یکہادی۔
- (27) الف = ”آئی تو۔“ کرم خوردہ۔ ماچی سارے نسخوں میں یہ عبارت موجود ہے۔
- (28) ب = اس پر ہوتا۔

- (29) ت = کا ج ہے اس
 (30) ب = اس آج میں نہیں اچھنا دتا۔
 (31) ب = ”چنداں بشریت کا محتاج نہیں اچھتا۔“ ندارد۔
 (32) ب = میں بیر
 (33) ت = چاہا تو اچہ پر بی رغبت
 (34) ب = رغبت کرتے۔
 (35) ت = قصور کچھ
 (36) ت = نہیں دیکھا۔

(صفحہ - 84)

- (1) ت = کا
 (2) ت = سے
 (3) ب = او جاتا
 (4) ب، م = شیشے
 (5) ب = کسے دینا دست مستی اپس میں سا کر رہنا۔ نہیں کہیں کی بات جانا کھنا
 واں نہیں کتا۔
 (6) ت = ست
 (7) الف = باب = نسخہ ب، ت، س، م، و میں ”بات“ ہے اسی بے متن میں
 بھی بات لکھا گیا۔
 (8) ت = فرق ہے اس
 (9) ب = میں مستی
 (10) ت = لاتی
 (11) ت، س = جب کہ عشق۔

- (12) ت، س = تب مستی اس کی ہشیاری
- (13) ب = خوشی
- (14) ب = سایا چو۔
- (15) ت، س = آوے
- (16) ت، س = سادے
- (17) ت = عرفان کا کمال
- (18) ت = مست بھی کچھ کا کچھ
- (19) ب = کرنے
- (20) نغز الف میں محبت ہے جو کہ موزوں نہیں۔ ماہی نغزوں میں ”محرمت“ ہے
سیاق و سباق کے لحاظ سے یہ لفظ زیادہ مناسب ہے اس لئے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔
- (21) ت = یہ تو عشق
- (22) ت = جب رہیا
- (23) ت = جس سے
- (24) ت = ایک پکڑتا
- (25) ت = دوسرے کو
- (26) ب = مست ہوتے ڈلتے۔ ت = مست ہو دل نے رازاں۔
- (27) ت = کھولتے ایک سے ایک
- (28) ت = زائد لوگوں کو پلا یہ
- (29) ب = میں آتے۔
- (30) ب = ایساں
- (31) ب = کی اگر
- (32) ت = سرنا دھرے
- (33) ب = گرتی

(34) م = نہ کہ جو

(35) ت = سمجھے

(36) ب = کچھ صوہ خیال

(37) ب = احمق لوگاں بہوت

(صفحہ - 85)

(1) ب = خودی

(2) ب = بندہ اپس کون، م = بندہ اگر اپس کون سمجھ کر خدا۔

(3) د = کھیا تو پیتا کی۔

(4) ب = چھوٹا

(5) ت = مست ہے

(6) ت = دیوانگی کی دہات د = مستی کی دوہات۔

(7) ب = جھوٹ کون دیوانے کون مست کون سمجایا۔ ت = جھوٹے کو مست کو سمجایا

م = جھوٹے کون مست کون سمجایا۔ د = چھوٹے کون مست کون دیوانے

کون سمجایا۔

(8) م = ”مست پر“ ندارد۔

(9) ب = بہوتاں اس

(10) ب، م = کچھ بر۔

(11) ب، د = نہیں جوہر

(12) د = ہوئے جواوہ

(13) ب، س، م، د = بلندی پر چڑے

(14) د = اس نسخہ میں یہ شعر نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے۔

(15) ب = ”کتے ہیں کہ۔“ ندارد۔

- (16) ت = کتے ایک
- (17) ب، و = ہمنہ دکھلاؤ۔ م = ہمنہ کوں دکھلاؤ
- (18) ت = کامل واصل تھا۔
- (19) ب = ”واصل تھا۔“ ندارد۔
- (20) ب = لذت راحت
- (21) ب = ”مجھے دیکھو“ ندارد
- (22) ت = مقام ہے عاشق
- (23) ب = کاں ہے فام
- (24) س = اوس کا عاشق دو۔
- (25) ت = جانتا ہے کہ
- (26) ب = ”جہیں دونوں بی میرے پر عاشق ہیں۔“ ندارد۔
- (27) د = اوتھلنے ہور تھمتا نہیں دو جلتے میں ہور جلتا نہیں۔
- (28) د = ”اے عاشق اے راہ رو“ سے لیکر ”دو کے خبر پچہ نہیں۔“
- ندارد۔

- (29) ب = توں جو کہیں۔
- (30) ت = دیکھا
- (31) م = تو
- (32) ت = خبر ہی نہیں۔
- (33) ب = کس
- (34) ب = ہے کچے
- (35) ت = ”یہاں برد۔“ ندارد
- (36) ب = وجود ہمارے سات
- (37) د = ہے پوڈات

(38) ب = کھ۔

(39) م = کچھ

(40) ت = لے کے تو کھینچ لیتا۔

(صفحہ-86)

(1) ب = کھ

(2) ب، و = بیٹھ کتے

(3) ت = وہیچ

(4) م، و = کیس جاسکتے ہیں۔

(5) ب = ہمارے حالت ہیں۔

(6) ت، س = ہیں سب کہ

(7) ت، م = صفات بی آتا۔

(8) ت = سے

(9) ت = سے

(10) ب = کوں نزدیک

(11) ب = غائب کر۔

(12) ب = ہاں خدا

(13) ب = کم گزر

(14) ت = خدائی ذات

(15) ت = جو اس بات

(16) م = وہ بھی باتیں۔ و = وہ بھی باتیں۔

(17) ب، س = آج۔ و = تجھ

(18) و = جو

- (19) ب = سب چھپی
- (20) ب، ج = حال
- (21) د = جینے بھر کی ہے ذات
- (22) ب = کی ذات
- (23) ب = خطرانہ
- (24) ب = پتھر جان۔ ت ”پتھر ہے جاں لگن وہ تمام سن“ اس نسخہ میں یہ عبارت نہیں ہے۔
- (25) ب، ت = خاکچ میں سے
- (26) ت = لکھا
- (27) ب = جانا بی دھانچہ۔ ت = جائیں گے بی دھانچہ۔
- (28) ب = نہ کہیں جاتے نہ کہیں آتے۔
- (29) ب = عدل انصاف
- (30) ب، ج = اگر کوئی ایس کوں۔ د = کچ ایس کوں۔
- (31) ب = عشق نازی ہرازی۔
- (32) ت = راضی
- (33) ت = سے کیا۔
- (34) ب = آنے۔ ج = آلیا۔
- (35) د = سے بارے القصہ کہتے
- (36) ت = بات آتی
- (37) م = تو
- (38) ج = حسن کا دل گفتار
- (39) ب = اس نسخہ میں یہ دو جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں اس طرح لکھے گئے ہیں۔

نظر بولیا کہ اے بن پر کی پری
اے دنیا کے سرگ کی انجھری اے گن تے گن بھری

(صفحہ - 87)

- (1) ج = ”اے نادر سندی“ ندارد۔
- (2) ت = اپھری
- (3) ج = گن تے گن بھری
- (4) م = توں دل لائی۔
- (5) پ = ملا توں۔ ت = بھلاؤں۔
- (6) ب = کئے لانوں
- (7) م = جیلے کی ترتیب بدلی ہوئی ”میں تجھے کیوں دکھلاؤں۔“
- (8) ب = دکھلاؤں۔
- (9) الف = لیا۔ ت = لایا ب س، ج، م، و = ملایا۔ متن میں لایا شامل کیا گیا ہے۔
- (10) ت = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔
- (11) ب = جاتے دیکر تدبیر
- (12) ب = ہے کدھر
- (13) ت = جانے
- (14) ت = آنے
- (15) ب = دیتا ہے کر۔
- (16) ب = ہے حور
- (17) ب، و = جوان
- (18) ب، ج = بات تے جانا
- (19) ت = خدا میں حال کوکوں اس کے انہڑے

- (20) ج = میں بے اختیار
 (21) ت = پرے
 (22) ت = ہات
 (23) ت = دکھائے
 (24) ب، ج، م = ”انودنیا دکھائے“ ندارد۔
 (25) ت = سے بھی بے ادبی۔
 (26) م = خوش تو خدا رسولؐ راضی، انو خوش تو ہر دو جہاں میں فتح بازی۔
 (27) و = خوش تو خدا رسولؐ راضی انو خوش تو ہر دو جہاں میں سرفرازی۔
 (28) ت = خدا اور رسولؐ
 (29) و = ماں باپ کی۔
 (30) و = کھو دے گا تو ماں باپ کا کیا کوئی اترائی ہوئے گا۔
 (31) ت = اترائی۔ م = اترائی۔
 (32) و = ادب دار ہے بہت نیک بخت بر خوردار ہے۔
 (33) ت = اے سندھار۔
 (34) م = ”وہ بات“ ندارد۔

(صفحہ-88)

- (1) ب، ج = مایا سوتیرے
 (2) ب، م = نقصان نفا۔
 (3) ت = پڑے کو کھڑا۔ ج = پڑے کوں اٹھا“ سے لیکر.....”لکھ نہیں کرتا“۔ ندارد۔
 و = ”پڑے کون اٹھا“ سے لیکر.....”میں کرم ہے“ ندارد۔
 (4) م = اٹھا کر کھڑا کرنا پڑا دھرم ہے۔

- (5) م = کوئی ٹیک ہے (فٹ نوٹس میں "کون ہے۔") و = کون ٹیک ہے۔
- (6) ت = ہے کہ۔ جیسے
- (7) و = کوئی پتھر
- (8) ت = ٹے تو
- (9) ب، و = پھٹ کر
- (10) ت، = میں جھڑان ہاری
- (11) ب = بدی کیا نیکی۔
- (12) م = تو نیچے۔ و = یو نیچے۔
- (13) الف = "سو نیچے کرو گے" کرم خوردہ۔ ب = سو نیچے کر گئے۔ ت، م، و = سو نیچے کرو گے متن میں نسخہ ت، م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔
- (14) ب، ت، و = کرتی ہے تو
- (15) ب = واسطہ آج
- (16) و = "محبت راسک راس پکڑا ہے۔" مدارد
- (17) ب = آنحیات خاطر
- (18) و = سرگردان ہے پشیمان ہے شان پوچھتا۔
- (19) ب = جو کوئی غم میں پڑ کر اسیر کرتا ہے
- خدا چ اس وقت آدھگیر کرتا ہے
- ت = ع خدا چ اس وقت اسے آدست گیر ہوتا ہے
- م = یہ شعر نثر ہے
- (20) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "اگر کوئی توں نزدیک کا آدمی دیوے گی میرے سنگھات"
- (21) و = آدمی کوئی
- (22) ب = دیو میرے ہو سنگھات۔

- (23) ت = دو آنکھیاں جو کہا ہے۔
- (24) و = میں تیرا رام
- (25) ب = ”اے بی آرام ہوتا ہے“ ندارد۔ و = اوسے آرام
- (26) و = میرا ایک
- (27) ب = ع کے ہے عقل جتنی حور کے ہے اپنا قام
- ت = ع کے عقل ہے اپنی اور کے ہے اپنا قام
- (28) بہت عقل سو کیا ہے نظر یہ دل کا کام
- و = ع بہت عقل سوں کیا ہے نظریہ دل کا کام
- (29) ب، ت، م = ہل
- (30) م = مغرب میں پھر
- (31) ت = اسماں وز میں دعرش وکری
- (32) ب = تمام خیال سے ”لیکر..... ہر ایک کام میں“ ندارد۔
- (33) ت = سوسار
- (34) ت = کاڑ

(صفحہ - 89)

- (1) ت = ع دل کو کوئی جا کر بیک بولوبات
- (2) م = چٹھے پر
- (3) ت = انگستری خیال ہو رنظر کے دی ہات
- (4) ب = ”جو کچھ“ ندارد۔
- (5) ب = کامر
- (6) ب = کوں جیوں تیوں مجھ لک۔
- (7) ب = دو آنکھیاں کا طالب ہے۔

- (8) ب = دل مکر یو بات
- (9) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور دوسرا جملہ یوں ہے ”دل بھلیا بھلیا سو کیوں نا آویئے“
- ت = ع دل بھلا بولیا سو کیوں نہ آوے
- م = ع دل بھولا بھولیا سو کیوں نا آوے
- (10) ب = ”خیال حور“ ندارد۔
- (11) ب = ”کنے تے“ ندارد۔
- (12) ت = کتنے ایک۔
- (13) ب = بیکچہ۔
- (14) ب = اس نسخہ میں یہ شعر بھی نثر ہے۔
- (15) ت = لایا اور کہا۔
- (16) د = جو مرداں ہیں۔
- (17) ب = میں ہمت
- (18) ب، ت، و = دو نچہ
- (19) الف، ت، ہمت دھرے یوں دھرنا۔ ب، س، م۔ د = ہمت دھرے تو یوں دھرنا متن میں یہی عبارت شامل کی گئی ہے۔
- (20) م = ع خبر معشوق کا جو کوئی لیاوے
- (21) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔
- ت = خبر معشوق کی جب کوئی لاوے
- و = لے معشوق ادھا کیوں نہ بھاوے
- و = ع اد بھی معشوق ہی کو کیوں نا بھاوے
- (22) ب = باتاں پوچھتا۔
- (23) ت = پوچھتا

(24) ب = کینک وقت لگ یونچہ بھر بھر کر یوچہ بات پوچھیا۔“ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(25) ت = پوچھتا

(26) ب = ہے کھے

(27) ت = کھے کیوں پھرا۔

(28) ب = عاشق کے پاس جو

(29) ب = نیس جاتی ہے

(صفحہ - 90)

(1) ب = دھند

(2) و = انگشتی کا نشان کہ

(3) ت = وہ

(4) و = حور آئی

(5) و = گام بارے یہاں لگوں آیا۔

(6) م = بچھیں یو حکایتاں ہوئے بچھیں نظر۔

(7) ب = ”جیو کے جگر نے“ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(8) ب = جیتی جیتی محنت جیتی مشقت۔

(9) ب = تہوں جانے تو مانے میرا تھا۔

(10) ت = جانے کہ آصف بی ایسا۔

(11) ت = اس کے عشق

(12) ب = سترہ اتیری بیتابی۔ م = میں بڑی بیتابی۔

(13) و = مٹھر قبول۔

(14) ت = حسن کی

- (15) ب = میں دیکھ
 (16) ت = نفر میں
 (17) و = کچے گا سوانو کا۔
 (18) م = نکودیکھ ہر ایک بندگان خدا سے سیر نکودیکھ جس نفر۔
 (19) ت = نفر سے
 (20) ب = مال نفر۔
 (21) م = زمین آسمان
 (22) ت = بادشاہی دئی یہ کام۔
 (23) ب = نہیں کیا قبول
 (24) ب = اور گیا یہ کام
 (25) ت = سر پر لیا سرہ دد کہ جہاں۔
 (26) صاحب سپاہ نے بولیا
 (27) و = توں بولتا۔
 (28) ب = بہوت خوب بولتا ہے۔“ غدار۔
 (29) ب = صوئے حاصل۔

(صفحہ - 91)

- (1) ت = تجھ سے کیا زیادہ ہے
 (2) ب = ”سچ کتا ہے۔“ یہ جملہ بھی اس نسخہ میں نہیں ہے۔
 (3) ب = کہ صندوق۔
 (4) ب = سے آچے
 (5) و = حال چھوڑے نا
 (6) ت = ”تا ہو کوئی آوے۔“ غدار۔

- (7) م = ”ہور کوئی کھادے“۔ نادر۔
- (8) ب = جنگا یا تو۔
- (9) ت = میں بی جانتا ہوں۔
- (10) م = نئے
- (11) ب = اپنا بی اپنے
- (12) ت = نام
- (13) ب = سوئیس کے۔
- (14) ب = پچاس اس پر۔
- (15) ب = کدھر حساب
- (16) م = آپے کرنا۔
- (17) ب = بولی سب کے
- (18) د = مخلوقات
- (19) ب = خدا کون کیا ہور کوئی۔ د = خدا کے کئے کیا اور کوئی
- (20) ب، س، م = کیا میانے۔ د = کیا کے میانے
- (21) ت = کریجئے۔
- (22) م = میں پوست کندہ کتا، د = میں پوست کندہ کتا۔
- (23) د = دشمن کے کیا۔
- (24) ب = سوں
- (25) ب = دہلیخ راستا تاک
- (26) ت = دشمن بی کرتے زیاست ہلاک
- (27) ت = میاں میاں
- (28) ت = کون پاتے
- (29) ب = کتیاں سلک

- (30) ب = سوں
 (31) م = ہزار ہزار ہو
 (32) ب = بڑا
 (33) ب = صاحب اپنا
 (34) ت = تے
 (35) ب، و = حساب
 (36) الف = یہاں۔ کو جاطرہ۔ ب، م، و = نکو جاطرہ۔ ب، س۔ سباق کو
 خاطرہ۔

- متن میں ب، م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔
 (37) م = دیوانگی ہے یو عقل نہیں نادانگی ہے عاقل ہو کر۔ و = نادانگی ہے
 (38) ب = کوئی عاقل ہو کر یو کوئی
 (39) و = اچھے تو بھی
 (40) ب = زیادہ
 (41) ت = کہاں۔
 (42) و = ”کچھ دینا بی جانتا ہے۔“ عمارد۔
 (43) ب = دینا دُسر۔
 (44) ت = دسرا آن کر۔
 (45) و = اپن عقل میں کم ہونا جانا ت = آپے عقل میں ناگم۔
 (46) ب = آپے بہت۔ ت = انے بھی۔

(صفحہ۔ 92)

- (1) ب = اسے نکو۔
 (2) م = ٹھیک۔

(3) الف، ب، انکس ہو رگا دیرا۔ ت انکس ہوا کا ڈیرا۔ س، م = آنگن ہو ر ہوا
ڈیرا۔

و = انکس ہو رکید کا دیر۔ متن میں نسخہ س، م کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(4) ب = ”بارے القصہ“ ندارد۔

(5) الف = دل بھری تھی آک۔ ب = دل میں بھری آس = ت، س، م، و =

ل میں بھری تھی آس۔ متن میں نسخہ ت، س، م، و کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔

(6) ب = سوں

(7) ت = جو آیا اور خیال کو۔

(8) ب = کیا کرتا۔ ت = کرنا کیا۔

(9) ت = اے یار اگر آدی آئے یار پاس سے

بھر بھر کے بات اس سے عاشق آس سے

و = ع پھر پھر کو بات اس سوں کرے عاشق آس سے

(10) و = پر بھی بہت

(11) و = خلاصا۔

(12) م = ان باتاں تے جیو نہیں بھگتا۔ و = اس باتاں تے دل میں بھگتا۔

(13) ب = کہ نقاش

(14) ب = چترنا جو میرا۔

(15) ت = ع مائل اتھا سو جیو بھلانے یہہ گت کیا۔

(16) ت = دل چترنا۔

(17) ت = دیکھیں ہنر

(18) ب = میں قلم۔

(19) و = لکہ کر من موہن کی صورت لکہ کر

(20) ت = دیکھتے ہی

- (21) = ت = نقش بہت بھایا
 (22) = ت = نقش سے بہت چھو لایا
 (23) = ب = طاقت گئی جاری صوری، م، س = طاقت گئی صوری
 (24) = ت = آتی دوری معشوق کہاں صوری
 (25) = ب = اسے دھن۔ و = اوس کدن
 (26) = ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور پہلا جملہ ! اس ہے، بہوت۔
 تاب دل، دل نے کچھ تاب نہیں ابریا۔

(صفحہ - 93)

- (1) = ب، م، و = ہاے آخر خیال، ت = بارے خیال
 (2) = م = سوں
 (3) = ب = عزم کیا، ندارد
 (4) = ب = عقل
 (5) = و = برہم اوس کا فہم تمام
 (6) = ب = اس نسخہ میں یہ بھی شعر نثر ہے
 ت = نزدیک دل کے تو دل کا سب مراد آیا
 یہہ دل کے کام سننے وہم آخل بھایا
 (7) = ت = ماریا
 (8) = ت = دو چور نے و د حرام خور نے
 (9) = ت = میں پانی
 (10) = ب = لایا
 (11) = ب = مایا نظر
 (12) = ب = ”تاب ہو گیا تھا“ ندارد۔

- (13) ت = گھر کھال کو دغا باز۔ د = گھر گھالو ایک مکری دغا باز
- (14) ت = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”شہر دیدار کے، ادھر“
- (15) و = حات میں تے
- (16) ب = کرنا ہو
- (17) و = ہے سوتوں کر۔
- (18) ت = آج کر
- (19) ت = ہوا بچھیں
- (20) ت = ہوتا ہے
- (21) ت = یہہ بولا
- (22) م = علاج واقعہ پیش وقوع باید کرد
- (23) ت = زر گھر گیا نہ نام و نشان رہا۔
- (24) س = نہ نام رہا نہ نشان رہا
- (25) م = ہمارے۔
- (26) ت = پھر اوے
- (27) ت = سے۔ م = سوں پھر آوے گا
- (28) و = کاماں کرنے تے
- (29) ت = میں تو کہتا
- (30) و = تجھے یو سب عقل

(صفحہ۔ 94)

- (1) ب = دستا کہ
- (2) ب = یو
- (3) ت = کسی نہ

- (4) ب = مجھے دھرت
- (5) ت = دھرت
- (6) ب = کپٹ دتا۔ م، و = گت نیں دتا
- (7) ب = میں درست
- (8) ت = ہننے
- (9) ب = کلڑے
- (10) ب، م = صاحب ”ہوئے صاحب۔ و = صاحب ہوئے صاحب
- (11) ب = کہ دل بادشاہ، و = آخر عشق بادشاہ
- (12) ت، ت = میں قصا
- (13) ت = قول قرار کیا ہے ہمارے تمہارے درمیان پروردگار کیا ہے۔
- (14) ب = میانے پروردگار
- (15) ب = و = ہمت اپنی محبت
- (16) ت = میں بھی یہ ایک
- (17) ب = ”واہ واہ“ غدار
- (18) ت = اگر
- (19) ب = آد میں بجیا
- (20) ت = قول و قرار
- (21) ب = امداد
- (22) ب = اڑیا کیا سنگتا ہے۔ غدار
- (23) ب = جیسے مشکل
- (24) ت = بہوں
- (25) الف = خدا جانے، خدا جانے
- (26) ب = ڈون کے دانش کا اہل بدکوں کوں جانے کھا جادتا۔ ت =

دو کو کے دانش کا راجل بد کوں جاتے کہاں دتا۔

(27) الف = اچھوں ماقصود مابین خوف ورجا میں دتا ہے۔ ب، ت، س، م، و= اچھوں مقصود مابین خوف ورجا دتا ہے۔ یہ عبارت قدرے واضح ہونے کی بنا پر متن میں شامل کر لی گئی ہے۔

(28) ت = نظر کی عقل وہاں کام نہیں کام کرتی۔

(29) ب، ت = کرتی کہ کہے۔

(30) ت = کا اچھنا

(31) ب، ت = سلوک کہ

(32) ب، م = ایسے پر

(33) الف = آدمی کی تل، ب = آدمی کی ذات پل میں۔ ت = آدمی کا تل

میں۔ م، و = آدمی کی ذات تل میں۔ متن میں نسخہ م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(34) ب = دل سوکتنا

(35) ب، ت، م = بھی

(36) ب = عالم کیا خبر

(صفحہ۔ 95)

(1) یہ شعر صرف نسخہ م، میں ہے۔ سیاق و سباق سے مطابقت کی بنا پر متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(2) ب، ت = آتا دو

(3) ب = جلا سوکھا

(4) ب = شراب کی مستی کا نتیجہ۔ م = شراب کے اثر کا نتیجہ

(5) ت = وقت پر میسر ہوئیں آتا غماری۔

- (6) = و تو پھر میسر
- (7) = م خماری کے کھینچا کھینچی تے۔
- (8) = م، و کھانا بہوت قیمت ہے اگر کوئی
- (9) = ت بساں اول مچہ کے تھوڑا۔
- (10) = م کھائے کر
- (11) = ت روتا
- (12) = ب ولے بہوت
- (13) = و تینو بھی ایکس کی آگ
- (14) = و آگ میں سائے آگ کی جنس تک غافل ہوئے تو جالچ گی
- راکھ کر کرا چھالچ گی۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (15) = ب جالچ گی کاک راک کرا چھالچ گی۔
- (16) = ت دسرے
- (17) = ت قول و قرار
- (18) = ت ہے نہیں حاصل جھوٹ بغیر ہوتی۔
- (19) = ب کر
- (20) = ت کو بھی قرار
- (21) = م، ت جتنی دوستی جتنی یاری اچھے تو بھی
- (22) = ت محبت اور جتنی
- (23) = ب جتنی مروت۔ ندارد
- (24) = ت ساوہیٹ۔ س = ساوہیٹ
- (25) = ت دوستی کھانا
- (26) الف = ت = سو جان، ب، س، م، و = سمان، متن میں بھی
یہی لفظ رکھا گیا ہے۔

(27) م = ع بادوستاں تلطف، بادشمنان مدار۔

(28) ب، م، و = باتان زیاجتہ

(صفحہ۔ 96)

(1) یہ شعر نسخہ م اور س میں ہی ہے لیکن سیاق و سباق سے ہم آہنگی کی بنا پر متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(2) و = ”اپنا تمام کام سچ سوں اچھے تو کچہ برا نہیں ہے“۔ ندارد

(3) ب = کاج۔

(4) ب = پیاری کہ جیوں

(5) ت = دکھن میں مثلاً چلا ہے کہ

(6) ب = دھیاں متی

(7) الف، س، و = ہاں کو ہاں کے نہیں کہتے۔ ب = ہاں کو صوں کے نہیں کہتے۔

ت = ہاں کو ہاں نہیں کو نہیں کہتے۔ م = ہاں کو ہاں کی نہیں کہتے۔ نسخہ الف، س، و نسخہ ب اور نسخہ م کی بہ نسبت ت کا جملہ زیادہ واضح ہے اس لئے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(8) م = سنی اچھے گی

(9) ب = شاید کہ

(10) ب = جتی صاحب کی فکر نفروں اچھنا ایسا نفر۔ و = جیتی صاحب کی

فکر صاحب کوں ہے۔

(11) م = ان تے زیاست فکر نفروں اچھنا۔

(12) ت = زیادہ

(13) ت = پر غم کیوں اچھنا گھر

(14) ب = ”گھر کے دہندے بدل صاحب پر غم کیا مانتا“۔ ندارد۔

(15) م = پر غم، و = پر گھم

- (16) ت = کوں فکر
- (17) ت = زیادہ
- (18) د = نیک
- (19) ب = کے
- (20) ب = صاحب کوں گھر دھندے کی ذکر۔ ت، صاحب کو جو ہودے
گھر کے دھندے کا ذکر۔
- (21) ب، م = اچھے، ت = اچھے تو نفر کو بلاتا صاحب
- (22) الف، ت = ”ایسے نفریکے ستر“ ندارد۔ نسخہ ب، س، م، وٹس یہ جملہ موجود
ہے اس لئے متن میں بھی شامل کر لیا ہے۔
- (23) ب = بلا کئے، پر کوئی کرے گا۔
- (24) ب = فرح
- (25) ت = اچھا کہ نفر
- (26) ب = جوے گا کام، ت، ہوگا کام
- (27) م = گر جانتا
- (28) ب = کوئی دھاں

(صفحہ 97)

- (1) م = کئے بی
- (2) ب = تے بی نفرائی
- (3) ب = چلنا
- (4) ب = نفر بچارا کیا
- (5) ب = صاحب بی
- (6) ب = کچھ ایسے دینا

- (7) ب = کو
- (8) ب = ”صاحب کابی کام ہو آوے“، یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (9) ب، م = صلح صلاح
- (10) ب، م = ”ہر چند بھاگ بھروسا کئے ہیں کر بے غم نا اچھنا“، ندارد
- (11) ب = ”در ہم نا اچھنا“ ندارد۔ و = برہم۔
- (12) ت = صبر و کلیب
- (13) ت = بہجت و شادمانی
- (14) ب، ت = قول و قرار
- (15) م = اینوکوں یک وقت کر کے یاراچہ
- (16) ب، ت = وقت کے یار
- (17) و = کراچہ، ندارد
- (18) ب، ت = عالم ہے کچہ
- (19) ب = ہوتا تقدیر
- (20) و = ہوتا مرد نے تدبیر
- (21) ب، م، و = آئے انو میں دو
- (22) ت = لوکاں کے دیتے
- (23) م = دینا لیاچ کام آوے گا
- (24) ب = لیاچ کچہ کام
- (25) ب = ”کسی کوں کوچہ دیاچ کام آوے گا“۔ ندارد
- (26) ت = اگر خنی فاسق ہے خدا کا دوست ہے۔ توبی
- (27) ت = ہے خدا کا دشمن ہے توبی۔ س = عابد ہے توبی خدا کا دشمن ہے
خداوں سے ہزار ہے۔
- (28) ب = ہونا

- (29) ب، ت = پھل نہ پھول
 (30) ت = بے آس
 (31) ب، ت = چھاڑ کے پاس
 (32) ت = نے کام آگ لانے کام
 (33) ب = سو دو کل ہے۔ و = سوا کل ہے
 (34) ت = نہ کہ او دل ہے
 (35) الف = نظر اڑ نہیں۔ ب، ت، س، م، و = نظر میں اڑ نہیں۔ متن میں یہ جملہ شامل کیا گیا ہے۔
 (36) ب = سو دو چتر
 (37) ت = نہ کہ او نظر ہے
 (38) ت = فلانے کہ فلانے، و = فلانے کی نظر فلانے کو صوفی۔
 (39) و = ہو ر قطر جوش میں کھاتا، ندارد

(صفحہ۔ 98)

- (1) و = موتی دھرتا
 (2) و = دیو کہتا
 (3) ب = دنیا ہے کتے
 (4) و = باتچ میں تے ماک موتی
 (5) م = باتچ میں دریا
 (6) ب = سب بھریا
 (7) ت = بھایا کافر کیا کفر میں لایا تو اس وقت
 (8) ت = ککو کر اگر چہ ان نے خطا کیا تو اس سے خطا ککو کر درگزر نہیں

- یہاں سے
- (9) و = ”اس بددعا کرنے“ ندارد۔
- (10) و = تو بھی او سے درگزر کر
- (11) ب = یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے ”خنی پر کسی کی بدعا چل سی نا، خنی دشمن کے ہلائے تے ہل سی نا“
- (12) ت = چلتی نہیں خنی دشمن کے ہلانے ہلتا نہیں
- (13) ت = سے جلتا نہیں
- (14) ب = غلط کر جانتا
- (15) ب = کوں سخاوت، سوں پہچانتا۔ م = شجاعت سخاوت سوں پہچانتا ہے۔
- و = کوں سخاوت میں پہچانتا ہے۔
- (16) ت = اچھتا ہے شجاع
- (17) ت = اچھتا ہے شجاع اپنے جیو۔
- (18) ت = اپنے نام
- (20) ت، م = جوں سعدی کتا ہے مور دو اس نشہ میں متا ہے،، یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (21) یہ شعر صرف نسخہ ب میں ہے لیکن سیاق و سباق سے مطابقت کی وجہ سے متن میں شامل کیا گیا ہے۔
- (22) ب = کی اپنی خوشی
- (23) ت = نام نہیں جانا نام کام آوے گا بیکام نہیں آتا۔
- (24) م = تاوں
- (25) ب = سخاوت بڑی
- (26) ب = بان
- (27) ت، = سخاوت دنیا

- (28) ت = دن
 (29) و = فکر کی نیس
 (30) ب = ہاٹ جو
 (31) م = چل
 (32) ت = چلے بھی جاتے
 (33) ت = کے
 (34) ت = کے

(صفحہ 99)

- (1) ب، ج = کام
 (2) ت = آگے کچھ
 (3) و = اتنا سچ واجب آیا ہے
 (4) الف، ت = اچھے سے اس نے مائل کہا نہ جائے۔ نسخہ الف کا یہ جملہ سہل ہے۔

اس لئے متن میں نسخہ ب، ج، س، م، و کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔

- (5) ت = شیطان ہے
 (6) م = کیوں آدے یاد
 (7) ت = رحمان ہے
 (8) ت = اگر تو انسان
 (9) ت = پہچان
 (10) ت = جان
 (11) ج = بہت عقل ہونا یا بہت قلم
 (12) ب = عقل یا بہت قلم

- (13) س = زور رسوں، ناہنگاڑنا۔ م زور آور کونا زور سوں ناہنگارنا،
و = زور آور کوں ناہنگارنا۔ متن میں نسخہ و کا جملہ شامل کیا گیا ہے نسخہ
الف = ب اور ج میں زور آور سوں ناہنگارنا لکھا ہے۔
- (14) م = آدی
- (15) ب، ج = حرمت بہت سنگتا، ندارد
- (16) ب = تو
- (17) ب = یوچ ہے گت۔ م = یوچ ہے گت فارسی میں کتے اول
- (18) ب = کوں جو بادشاہ سنگتا، و = اصیلاں کا بھوکا ہے ہورا صیلاں کوں
سنگتا۔
- (19) م = تے کچہ خطا
- (20) ت = آتا ہے بھلا
- (21) ب = حکا تاں
- (22) ت = پہچان کہ آدی
- (23) ب = گوہر اس کوں پرکھنا
- (24) ج = اس کوں ہر کیں کام نہیں ہر کے نیں یو دور بنی
- (25) م = کرتا
- (26) ت = مرتا نیم دھرم
- (27) ب = ہے جن جن کو
- (28) م = یوگان
- (29) و = ایک جا کا نہیں بل بھیجا تو ایک جا کا کا دھندا اجاتا، ندارد
- (30) ت، س = بلی ٹھریا
- (31) ب = جاگا دھندا، س، جاگا دھندا۔
- (32) م = مکہ

- (33) ت = ہی
- (34) نسخہ الف میں ”لہوے کوں سٹ پچھیں“ لکھا ہے لیکن باقی نسخوں میں ”لہوے کوں دیئے سٹ پچھیں“ تحریر ہے۔ نسخہ الف کے مقابلہ میں یہ جملہ زیادہ صاف ہے اس لئے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔
- (35) و = پچھیں تیرے جھٹ
- (36) ب = کرے راجوٹ

(صفحہ - 100)

- (1) و = آپڑے
- (2) ب = پچھیں لہوے۔ ت = سمجھے لہوے پچہ کام
- (3) نسخہ الف میں ’نیں راجوٹ‘ درج ہے نسخہ ب، ت، س، ج، م و میں ’نیں تو راجوٹ‘ لکھا ہے۔
- (4) ت، س = اگر چپ کچہ بادشاہی
- (5) و = راجوٹ ہے
- (6) ت = دلاتا
- (7) ب، ج = دلاوٹے دلاور
- (8) و = لوگ بی ملا
- (9) ت = نہیں ہوتا مل
- (10) ب = کوں چورتا
- (11) ب، م = یہاں تو واجب
- (12) ت = دن
- (13) ت = کرنا اگر ہزار بھی برس جئے آخر مرنا ہے دنیا میں آنا نام
- جھوڑ جانا۔

- (14) =ب = جیوے آخر، م = جیوے توبی آخر
- (15) =ب = آگے آخر
- (16) =ت = آنے ہارے نام پوچھتے آتے ہیں مرد کے نام تچہ مرد کو پاتے ہیں۔
- (17) =م = ناوچہ پوچھتے
- (18) =ت = لیا تے ہیں سو
- (19) =و = نہ کہ مرد
- (20) =ت = موے
- (21) =ب = سولوکاں
- (22) =ب = خلق بہت جانتا۔ م = خلق خدا جانتا
- (23) =ت = پہچانتا
- (24) =ج = دیتے لیتے
- (25) =م = یہاں دئے لئے بغیر بندے ہو رہتے۔
- (26) =ب = نام بڑا
- (27) =ج = نامچہ سوں
- (28) =ب، م، و = م کرتا ہے
- (29) =ب = پایا ہمت
- (30) =ب = پیڑ تے
- (31) =ب، ج = پیدا کر کھڑے لوکاں کی بڑی فکر بڑے دھانوں کھڑے ہو بڑے لوکاں کی۔ م، و = پیدا کر بڑے لوکاں کی بڑی فکر۔
- (32) =ت = دہاؤں بڑی عقل اس حد لگن دور سے جاں نکلتا خدا کا تاؤں نہننے لوکاں۔
- (33) =ب = جاں خدا

- (34) ب = ہات بڑا
 (35) ت = نکودے بڑا کام القصہ تو عقل
 (36) ب، ج = ”روشن تمام“ ان دونوں نسخوں میں یہ جملہ نہیں ہے۔
 م، د = روشن ہے تمام
 (37) ت، س = تنک مورگرگٹ
 (38) ت = تنک
 (39) ب = تو بی کیا
 (40) م = سیاہ گوش
 (41) ب، ج = اچھالے
 (42) ب، ج = بخیر

(صفحہ - 101)

- (1) ت، م = کام
 (2) ب = آدمی ذات
 (3) م = اترتا
 (4) ب = گنوا یا
 (5) ت، م = ذات میں عمارد
 (6) ت، د = نیک
 (7) ت = برے
 (8) ب = میں پاچ
 (9) ب = ڈھکیا
 (10) ب = میں صوتی
 (11) د = بانی میں سب

- (12) ت = مارے
 (13) ب = بیٹھائیں
 (14) و = اس نسخے میں زائد الفاظ کے ساتھ دو جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں ہیں۔

- اگر تجہ میں اچھے گا زور تو یک بھائے ہو راضی
 عشق تجہ سوں صلح پر ہوے گا راضی
 (15) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی، ”زور تجہ میں نا اچھے“
 (16) ت = اچھے تو البتہ
 (17) ت = ابھی سے
 (18) ب = کچھ کر
 (19) ب، ج = دکھ کا یا۔ ت، س = دکھ دہایا
 (20) و = دلے خوب
 (21) و = ہزاروں کے اوپر اوٹھے
 (22) ت = اٹھے اور ایسے
 (23) ت = بڑے
 (24) ب، ج = ہوے
 (25) ت، و = اور
 (26) م = کا بہت کام بھاتا۔
 (27) ب = سنیاں تارے۔ ج = تارے
 (28) ج، م = دوچ ہے سنبھانہارا
 (29) ب = ہے تو مردانگوں ہمت بغیر کیا جارا ہے
 (30) ت، س = ہمتا پر نکہ
 (31) و = ہے ہمتا از جانے

- (32) ب، ج = بہت بڑے
- (33) ب، ج = آہچہ ناکرنا
- (34) ت = قوت کی بات کچہ اور ہے۔ و= قوت کچہ ہو رہے
- (35) ت = قوت کی عجب عالی نشانی ہے، و= قوت اور ہے عالی نشانی
- (36) س = عالی نشانی ہے
- (37) ت = چلتا ہے ادھر
- (38) ب = آخر پر
- (39) و = ”لوکاں خوب جو ہر دار“۔ ندارد
- (40) ت = جیو
- (41) ت = مائی کی اچھے گی

(صفحہ - 102)

- (1) و = کیا پتھرے کام
- (2) ت = جائیں گے تو بچھیں
- (3) ب، ج = پرے لوکاں کام
- (4) ج = ”خوب لوکاں تے ملتا ہے ملک ہو مال“۔ ندارد
- (5) ب = کیا مثلاً مشہور ہے۔ ت = کیا دوچہ مشہور ہے
- (6) ب = واں سب
- (7) ب = توں کیا
- (8) ج = وقت ہی پر
- (9) ت = میرا جو عاقل کلینچ جانتا
- (10) ت = اپنے لوکاں کو
- (11) ب = دیتے سن کہ جدھر ہانڈی ڈوی واں سب کوی

- (12) ت = اے
- (13) ب، ج = جیسا
- (14) و = گھر دیو اتو مسجد دیو۔
- (15) ت = اس نسخہ میں یہ عبارت شعر کے پیرائے میں ہے۔
- چار بلائے چودہ آئے سنو گھر کی ریت
ہاہر کے آکر کھا گئے تو گھر کے گادے گیت
- (16) ب = آشنا کوں پچھانیا بیکانے کوں جانیا
- (17) و = ”دلیر لوگ ماتے بھاتیاں کوں منگ“ ندارد
- (18) ت = پچھانیاں
- (19) ج = وقت پڑے سب
- (20) ت = بنے
- (21) الف، ت = ایک گز زمین بی فکر کرنا۔ نسخہ الف کا یہ جملہ واضح نہیں ہے
اس لیے متن میں نسخہ ب، ج، س، م اور و کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔
- (22) الف، ب، ج = لیتا تو سال۔ ت، س = لیتا نہیں تو۔ م، و = لیتا تا سال۔
متن میں نسخہ م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔
- (23) و = چار وکوں
- (24) ب = ہوئے سو۔ ج = ہوئے سو بھی
- (25) ت = کوٹ ملک لیتا ایک کا ملک ایک کو دینا۔
- (26) ب = ملک لیتا ایکس کوں
- (27) و = کو حرام
- (28) و = تہوا جما کرنا بادشاہاں بی اپنی خوشی
- (29) ب، ج = اپنی خوشی تا بسرنا، ندارد
- (30) ج = بادشاہاں سب تیر۔

(31) = سب کوں دلا سادے کر، ندارد

(صفحہ - 103)

- (1) = خوب خوش نمائش سو
 (2) = م خوب
 (3) = ت دکھانا کہتا
 (4) = م ہوش
 (5) = ب تو ترکش بند کا آوے، ج = تو ترکش بندی کا اودم
 (6) = ت آدم، م = عالم
 (7) = ب بادشاہاں بڑے ترکش بنداں ترکش بنداں کوں الو، ت بادشاہاں ترکش بنداں کو۔ م، و = بادشاہاں بڑے ترکش بنداں ترکش بنداں کوں۔
 (8) = م ترکش بند الف، ت، ج س، و = ترکش بندی متن میں نسخہ کو ترجیح دی گئی ہے۔

- (9) = ب، ت = ہے آگ
 (10) = ب بادشاہانچہ
 (11) = ب، ت۔ بھاتا
 (12) = م جوکوی جوکام
 (13) = و ”اپنی مراد پانے خاطر کرتا ہے“۔ ندارد
 (14) = م دیا ہے کیا کم
 (15) = ت کیا کچھ کم
 (16) = م ہے کہ یاں جسے
 (17) = ت کھے ہے وہی
 (18) = ب، ج = کہے ہیں

- (19) ب، ت، م = ہے
- (20) ب، ت، م = ہے
- (21) ج = لکن کر لے
- (22) ت، و = ”بھروسا اس پر بھا کر اچھتا عقل کا کام نہیں“ یہ جملہ دونوں نسخوں میں نہیں ہے۔
- (23) ب = ڈرتا کچھ فکر نہ۔
- (24) و = کہنے
- (25) ب، ج، و = بھاٹ
- (26) ب = یک وجہ ٹوٹا۔ ج = کوجب ٹوٹا
- (27) ج = جاتا ہے ایچ
- (28) ت = لوکاں دشمن
- (29) ت = منگاتے
- (30) ب = ہزاراں بلایاں، م، و = ہزار بلایاں
- (31) ب = پچھیں فکر دشمن
- (32) ب، ج = کون بادشاہ دھن سوں مال سوں ٹھاٹ کر، و = کون بادشاہ ٹھاٹ کر مال دھن سوں
- (33) و = تو لکھ ندارد

(صفحہ - 104)

- (1) ت = جو تک لشکر
- (2) ب = بھاگے
- (3) ب = مالی حساساھے ولے جھاڑ سر پے اپرے پچھیں کیا تیا ہے۔
- م = مالی جیتا جیتا

- (4) م = اکھڑے
- (5) ت = فام کرتا کون
- (6) و = آسمان ٹوٹ پڑیا تو تھا مٹا کون
- (7) ت = بچے کیا بات آتی ہے
- (8) الف = جو بولے، متن میں ”جوں بولے“ شامل کیا گیا ہے جو نسخہ ب،
ت، ج، س م اور و کی عبارت ہے۔
- (9) ت = کو، ب، کوں بڑا مانگ
- (10) ت = بادشاہاں کو واجب ہے تو بیر کرنا
- (11) ب = تملک
- (12) ب = ہتی کوں چڑی ضمان۔ ت = ہاتی کو چھڑ ضمان، و = ہتی کوں
چٹنی ضمان
- (13) ب، ج = بہوتاں کوں لوٹیا، ندارد
- (14) ب، ج = کھانے خاطر ملے ہیں۔
- (15) ب = کردا سو کرو لے
- (16) ت = پر
- (17) ب = سو خدا ہے۔ ت = ہے سو خدا
- (18) ب = لھوا ہے مصحف
- (19) ت = پر سے دارے
- (20) نسخہ الف میں ”دل ہو داغ“ درج ہے جو کہ واضح نہیں اس لئے متن
میں ”دل ہوا داغ“ عبارت شامل کی گئی ہے جو باقی سارے نسخوں میں
تحریر ہے۔
- (21) ب = کہ کہے ہیں، ندارد
- (22) ت = منے ہارے۔ م = سنن ہارے

- (23) ت = دناں
- (24) ب، ج، م = دشمن کوں مسوں
- (25) ب = اگر
- (26) م = صوئی توبی
- (27) ب، ت، ج، م = سنبھالنے کوں کوئی۔ و = سنبھالنے کوی۔
- (28) ت = اچھتا چہ
- (29) ب = لھوا، ت = اور
- (30) ت = اگر چہ
- (31) ب = نہیں تو
- (32) ت = نہیں ہوتا ایس
- (33) و = اوجو خوب لشکر کوں خوب کر جانے
- (34) ت، س = محبوب کر جانے، خوب کر جانے
- (35) ت = دینے ہارے
- (36) ت = کس
- (37) ب = لینے
- (38) ت = پیکاں کو
- (39) ج = ’بی دیوئے‘ ندارد
- (40) و = ”جیو کسی کا کیوں لیا جاتا“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے

(صفحہ - 105)

- (1) م = جیو لینے کا بہوت دل
- (2) ج = ”بہوت دل ہو پیکا دینے ایٹا“ ندارد
- (3) و = جوتوں پیکاں کوں منکیا تو ہرگز تجھ میں ناری رنگ

- (4) ت = ہوئے کا سب
- (5) ت = کے
- (6) م = آتا
- (7) ب = آڑے
- (8) ت - دودن کی اس کوٹ میں جانا نہیں تو چپ رہنا کوٹ میں جانا
کیا مانا۔
- (9) ب = تو کوٹ
- (10) م = ”عبث دل میں فکرنا لیا“
- (11) ب = ج، و = فکر لیا
- (12) ب، ت، م = موٹ
- (13) م = وہیچہ
- (14) ت = پس
- (15) و = جانے تے رہیا
- (16) و = دو عاجزی و سرگردانی اور شرم ساری
- (17) ت = پر مرنا
- (18) الف = اگر دل میں مردی کا ہوس = ب = اگر مردیکا دل میں ہے
ہوس، ت، ج، س، م، و = اگر دل میں ہے مردی کا ہوس۔ متن میں یہی
جملہ شامل کیا گیا ہے
- (19) ت = ناچہ
- (20) ب = سواد جو عاجز
- (21) ت = ہو کے ایک کے
- (22) ب = رچہ وھاں کیا مانا
- (23) ت = مرد کو نظر

- (24) ت = یہ کھنا عاقل اس بات کو خوب سمجھ رہا یہ فکر
- (25) الف، ت = کیوں کرتوں، نسخہ الف کا یہ جملہ مہمل ہے اس لئے متن میں
ب، س، ج، م، و کا جملہ شامل کر لیا گیا ہے۔
- (26) ب = توں جو پکڑ
- (27) ت، س = درتن
- (28) ت = کب تک
- (29) ت = سوکے اچھوں کے بہرائیں
- (30) ب = یا مست ہے اپنی گیان کا یا شراب پیا ہے۔ ج = یا مست ہے
یا اپنی گیان کی۔
- (31) ت = سے دلاں
- (32) ت = کرے
- (33) نسخہ الف میں 'جس کوٹ کوں کہا جائے لکھا ہے یہ کہ واضح جملہ نہیں اس
لئے متن میں نسخہ ب، ت، س، ج، م، و کا جملہ شامل کر لیا گیا ہے۔
- (34) ت = ملک لہوا
- (35) ب = کوں ٹاٹا
- (36) و = یکس کی ایک طاعت
- (37) ب، م = طاعت
- (38) ت = جس نے
- (39) ب = قبول ایسے
- (40) ت = بھاتا
- (41) ب = انے یوں، ت = ان نے بی یوں
- (42) ت = حدیث میں بھی آیا ہے
- (43) و = آئی ہے صبح اس میں

(44) ب = شک کہ

(صفحہ - 106)

- (1) ب = رزق نیزے
- (2) ت = تلے
- (3) م = ”دنیا میں“ ندارد
- (4) ت = تام
- (5) ب = حضرت ایکدیس، ت = حضرت ایک دن ایک کے گھر سے
تھے مہمان
- (6) ب = خدا رضا
- (7) ب، ج = انوبی لڑے انوکے اصحاب بڑے، ت = انو آپے لڑے انوکے
اصحاب بڑے۔ و = انو آپے لڑے انوکے اصحاب بڑے۔
- (8) م = دانت مبارک شہید ہوا۔ و = دندان مبارک شہید ہوا۔
- (9) ب، ج = ”کفر کو اسلام کیے“ ندارد
- (10) ب = خدا کا فرمایا
- (11) ت = جفا کشی بھاتی
- (12) ج = آتی ہو رہی
- (13) ب، م = تمای ہو رہی جیسا
- (14) ت = کھڑے تو کافراں کے خون ہوئے
- (15) الف = ہووے، مہی نسخوں ”ہوئے“ ہے
- (16) ب، ج = خراج دیے دین قبول کیے، ندارد
- (17) ب، م = تربیت ہو رہی تدبیر کے صاحب
- (18) ت = قول و قرار

- (19) ج = دسری کون کتا۔ و = دسری بات کوی
 (20) ت = اتال خدا کیا جدا ہے
 (21) ت = بہوتاں سے تھوڑیاں سے بہت ملائے
 (22) ج = ہمت کے میدان میں آگئے ہیں
 (23) ب = کئے میدان
 (24) ت = کتا
 (25) و = ”دنیا دودیس کی یہاں غم“ ندارد
 (26) و = کہا پو کیا مانا
 (27) و = ہے ہرگز نہیں برتا
 (28) ب، ج = ہوتا ہے تو
 (29) و = لشکر کج کر کج ہو رہا باز وٹھوک بادل۔
 (30) ب = رچ نارچ، س = رچ ہو رچ
 (31) م = کولہوے پتھر دلچ نہیں

(صفحہ - 107)

- (1) ت = دھرتا ہے
 (2) ت = جاتا ہے
 (3) ت = بھاتا ہے، م = بھاتا آیا اگر
 (4) ت = چھوڑ کر ضرور
 (5) ب = ہر
 (6) ب، ج = ”جیونا بھادے گا“ ندارد۔ ت = جونا
 (7) و = بادشاہی چھوڑیا سوتل تل آوے گی یاد
 (8) ت = ہے کہ جو

- (9) = و اچھٹا انوکے سنگات
- (10) = ت اگر سجے کوئی،
- (11) = م لوٹ کا لوٹ
- (12) = ت جینا تو کچ، و= ”جیونا تو کچ ہے جوگ ہے نیم ھرمت“ نادر
- (13) = م سنگیا ہے سو
- (14) = ت میرا
- (15) = م مجھے یو بولنا۔ ب= بی یو بولنا
- (16) یہ شعر صرف نسخہ میں ہے لیکن سیاق و سباق سے مطابقت کی بنا پر متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔
- (17) = و اپس تو بولنا ایک بار
- (18) = الف ”صاحب کا کام جانے،“ نسخہ الف کا یہ جملہ مہمل ہے اس لئے ”صاحب کا کام صاحب جانے“ نسخہ ب، ت، ج، س، م، و کا جملہ داخل متن کیا گیا ہے۔
- (19) = ب نمک حرامی
- (20) ”کس چڑتا کس کھاٹ“ نسخہ الف اور ت کا یہ جملہ بھی صاف نہیں ہے اس لئے اس کی جگہ پر نسخہ ب، ج، س، م، و کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔
- (21) = ت سے
- (22) = ب سن کرو ہم
- (23) = ب خاطر میں آئی
- (24) = ب وزیری ہم پیشوائی

(صفحہ - 108)

- (1) = و میں کوئی کہا ہے
- (2) = ب-ع = ع حریفان بادھا خوزدند و زھند۔

- (3) ج حریٹاں بادھا خوزدن وزختند
تہی خم خانہ ہا کر دند وزختند
- (4) ب = خم ہے وہی شراب، وہی تچہ دانا و تچہ زبردستاں ہیں۔
م = خم ہے وہی۔
- (5) ج = ”بیچ مستان“ ندارد
- (6) ب، م = وایں نہیں کرنہ کہا جائے۔ ت = وایں کچہ ہی نہ جائے۔
ج = وایں نہیں سو کرنہ کہا جائے۔ و = وایں ناگر نا کھا جائے۔
- (7) م = میں بھی کتا
- (8) و = اس نسخہ میں یہ شعر نہیں ہے
- (9) ت = ارے وہم تچہ پر بہت آتا ہے مجھے رحم۔
- (10) ب = مجھے بہت
- (11) ب = دل میں تچہ جانیا۔
- (12) ت = و
- (13) جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”یوں جلی ہے بات“
- (14) ب = خوب بہت
- (15) ب = کتا ہے سو
- (16) صرف نسخہ الف میں ”وہم کیا تھا“ لکھا ہے سارے نسخوں میں ”وہم کہا تھا“ ہے۔

اور یہی ہونا چاہئے۔ اس لئے متن میں وہم کہا تھا، شامل کیا گیا ہے۔

- (17) ت = مشغول
- (18) ب = تو دو کام
- (19) ب، ت، ج، م، و = رہیا
- (20) م = ڈٹ پکڑنا

(21) = و ”ہٹ پکڑنا“ ندارد

(22) = و میں کی کانٹ

(صفحہ - 109)

- (1) الف = مل ہیں، ب، ت، ج، س، م، و= ملے ہیں۔
- (2) ب = ہوتا اول تے آخرتا اول، ت= ہوتا کہ آخرتا اول انو کے برتے
انوکى عقل یہہ لوکاں ہر ایک بت سر چڑتے پس عادت وہیچہ پڑی اپنی۔
- (3) ب، ج = انو کے پر بی، و= ”انو کے پڑتے“ ندارد
- (4) = و ہر ایک کی بات
- (5) ب = ”اپنی عقل کا سودا گیا“ ندارد
- (6) ج = ”عقل کا امداد گیا“ ندارد
- (7) ب = جانو تما شکیر، ت= جانو یہہ بی ایک تما گیر۔
- (8) م = کچہ خوب ہوا
- (9) = و ”دانا کی عقل دغا نیں کھاتی دانا کی عقل بہوت کام آتی“ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (10) ت = رہتا
- (11) ب، ج، م، و= کام گیا تو بی
- (12) ب = سوں دسرے
- (13) ج، م = بھی کیا۔
- (14) م = اجالا بھو مچہ خوب
- (15) ب = عقل بہو مچہ خوب بہوت آلا۔
- (16) ب، ت = بھی قصا، م= سجا یا، یہی قصہ، و= سجا یا یا سننے وقصا کتے۔
- (17) ت = آیا القصہ وہ یا قوت کی انگٹھی

- (18) ب = من موہن پاس تے
- (19) ب = دیکھ نظر
- (20) و = وقت میں کھڑے
- (21) ج = اس انگٹھی کوں موں میں رکھے۔
- (22) و = او سے نظروں تلے
- (23) و = آیا
- (24) و = ”پانوں سار ہوا“ ندارد
- (25) ج = چشمہ پایا شہد ہو لئی کا۔
- (26) ج = ”جسے آسحیات کتے ہیں“ ندارد
- (27) ت = کیا
- (28) و = دیکھے کی ایک
- (29) و = اپس بھی حوے شاد دائم دنیا میں جیوے
- (30) م = اپناست اپناہت
- (31) ج = ”تاخوری کیا“ ندارد
- (32) ت = قصا ایسے وقت
- (33) و = موں میں نکل کر آسحیات کے چشمے میں پڑی
- (34) ب = ع امانت میں کیا خیانت کیا ہے درکار

(صفحہ - 110)

- (1) ت = بہت تر سا بہت تپیا
- (2) و = ع گنوالیا ج توں اب کیا کماں تے پچتا دے
- (3) م = گنوالیا ج توں اب کیا کماں تے پچتا دے
- یو بست دا نہیں جو گئی سوہات پھر آدے

نسخہ الف اور ب میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ الف میں پہلا جملہ ”گنویلا ج توں اب کیا کم آتے چپتاوے“ درج ہے اس کی جگہ نسخہ ”ج“ کا مصرع متن میں شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ ت کا پہلا مصرع نسخہ الف کے پہلے جملہ کی طرح ہے۔ لیکن مصرع ثانی سارے نسخوں سے جدا ہے، ت = ع، یہ نسبت وہ نہیں جو گلی سوبات پھر آوے۔

- (4) ت = یہہ احوال
- (5) ب = نظر لکھا
- (6) ت = بہو تچہ
- (7) ت = اس دہات کا وہانچہ خدا نے دکھلایا
- (8) ب = بدعتی تاثیر
- (9) ب، ج = نظر کے کرتا
- (10) و = یک رات رات، ندارد
- (11) و = ”اس کے ہات“ ندارد
- (12) و = پڑیا تو یاد اچھو
- (13) ت = وہ یاد آیا
- (14) ب = بیک پر جالیا، ت = یک بیک آگ
- (15) ت = ہے کہ جو
- (16) ب، م = حال ہے رے بھائی، ج = حال ہے ولے بھائی
- (17) م = گذرتا ہے یک آدھے وقت و آخا، و = گذرتا ہے یکاوی وقت و آخا۔
- (18) ب، ج = وقت اور و آخا
- (19) و = اوٹڑ ہے
- (20) ت = خوشی اور غم
- (21) ب، ت، م، و = سوچ، ج = سو
- (22) ت = ہے تیرالو

- (23) ت = جاتا تھا ہے
 (24) م = کرتے
 (25) ت = ایسوکا بھی یہہ حال
 (26) ”گنگا بھی دھوپ کا لے میں..... کدھیں پت چھڑی“ یہ عبارت صرف نسخہ م اور و میں شامل ہے۔

(صفحہ - 111)

- (1) ت = قدر و قضا
 (2) ب = اسی کا ذات
 (3) ت = نکتہ
 (4) ت = نکورہ کھڑا کہ جو کدھیں
 (5) ت = ہیں کہ صاحب
 (6) یہ شعر صرف نسخہ م اور و میں ہے
 (7) م، و = پر
 (8) ت = بچے بزرگاں مرداں میں
 (9) ب، ج = نہیں
 (10) ”کس بڑائی میں جمع شرم نہیں آتی سے لے کر..... آخر اس دنیاتے کس کا دل بھگیا“ یہ عبارت صرف نسخہ م اور و میں ہے و میں آخری جملہ ہے۔
 ”جن نہیں بھگیا“۔

(صفحہ - 112)

- (1) م = پکڑ کہ تجھے
 (2) ت = کچھ

- (3) ت = امانت
- (4) ت = نیٹ
- (5) د = ”ہور عاجزی دور کر“ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے
- (6) ب، ج = ہے سواستقنائی
- (7) ب، ت = استقنائی ہر کے نیں آئی
- (8) الف، ج، د = مارتا
- (9) الف، ج، د = سنگارتا، م = سنگھارتا
- (10) ت = پارا رہا آگ پر
- (11) د = پڑیا
- (12) ب، ج = دنیا نیکی بڑائی
- (13) ب = کو لک
- (14) م = سوں
- (15) ب = چلے گی سونے
- (16) ت = کب تک
- (17) ب = سینکا
- (18) ب، ت = کج کر
- (19) ب = دنیا دو پہر، د = دنیا دو پہار
- (20) ب = دنیا کوں نہ سرھے نہ پاؤں، د = دنیا کوں نہ سر نہ پاؤں
- (21) ب = ہے جاں
- (22) ب، م = جیوں تیوں
- (23) ت = کھڑے تو ہوئے بنی تو ہوئے ولی ہوئے بڑے
- (24) ب = سے
- (25) ب = لکن

- (26) د = اگر کچ
- (27) ت = سٹ تک روکھا
- (28) و = غربت
- (29) ت، و = کہ جس میں
- (30) الف، ت = آوے کہ، ب، ج، س، م، و = ”آوے نہ کہ“ متن میں یہی عبارت شامل کی گئی ہے۔
- (31) ت = کچے اور
- (32) ب = یو بات یو بات کیسا ہے بہوت نوی
- (33) و = اس نسخہ میں یہ شعر نہیں ہے
- (34) ت = عاشق کو اس بات کا بہت ہے تک معشوق سے معشوقچہ کو تنگ
نچتے لوکاں
- (35) ب = میں خای
- (36) الف = بادل، ب، ج، س، م، و = یہاں دل

(صفحہ - 113)

- (1) ت = سنبھالنا
- (2) و = اس نسخہ میں یہ رباعی بھی نہیں ہے
- (3) م = ہووے
- (4) ب، ت، م = غم تے ایسے عاجز
- (5) ب = غم بی
- (6) ب، ج = ان نسخوں میں یہ دوسرا نہیں ہے
- م، ع = اسی بیہ کبکیا کیوں کے ست تن کا کھاس،
و = جو لکھن تو لیس مل جو بھون تو ماس

ای ہنہ کبکیا کیوں مکہ کھے مت ست تن کا کھاس
(7) الف = کچہ دھرم ہے، سب رس مقفا عبارت میں ہے اس لئے متن
میں ”کچہ دھرم“ شامل کیا گیا ہے کیوں کہ دوسرے جملہ کے لحاظ سے یہی
مناسب ہے۔

نسخہ ب، ج، س، م، و میں بھی کچہ دھرم درج ہے۔
(8) ج = ”جون سنا“ ندارد

(9) ب، ع = ہو سب چھاندے ست چھوڑے پت جائے
ت، ع = سیوست نہ چھاوے ست چھوڑ میں نت جائے۔
(10) م، ع = اے بھی ست کی داس ہے یک لاگے تجہ گھر آئے
د، ع = انی بھی ست کی داس ہے پک لاگے تجہ گھر آئے
(11) و = کافراں او پیے آگ

(12) ب = تہا بہار

(13) ب = قرار کوں قرار عجب کچہ ہے

(14) و = ”ہر ایک کام پر اختیار عجب کچہ ہے“ ندارد

(15) ج = پل

(16) ب = اٹھیا

(17) ب = بھاتا ہے

(18) ت = لے اوپکا

(صفحہ - 114)

(1) ب = جیوں مگتا

(2) ت = ایک کے

(3) ب، ج، س، م، و = میں ہے کہ

- (4) د = بات میں بات
- (5) ب، ج = پل
- (6) ت = معرفت کو سمجھے
- (7) د = جوہر شناسی
- (8) ت، س = اسرار تمام
- (9) ب، ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی کدھیں کوئی روتا کدھیں کوئی ہنستا ہے
- (10) ت = یہوں
- (11) ب = کاھے بہوت
- (12) ت = ہے
- (13) ت = رہتا ہمیشہ
- (14) ب = نے بہوت دھرم
- (15) ب، م = ”کاڑی“ ندارد
- (16) ت = میں سے بہار
- (17) م = بند کر
- (18) ت = رقیب بد بخت بد نصیب کو
- (19) ت = ڈالی
- (20) ب = اتال کھی جا
- (21) ت = اب جا
- (22) ت = ع بلا سے باہر نکالی راہ دکھلائی
- (23) ب = دیدار شہر
- (24) ت = آیا اور حسن دھن من موہن جگ جیون کا ملاقات پایا
- (25) ج = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے
- (26) ت = ایک بھرا

- (27) ت = جیو کے گلزار
 (28) و = نو بہار کوں چتر چوسار کوں حیرانگی لگی
 (29) و = ”دیدار دکھلاوے گا“ ندارد
 (30) الف = یو قصا یو گھرے گا، ت = یہ قصہ یہوں گھرے گا، ج = کہ قصہ
 یوں گھڑیگا، ب، س، م، و = یو قصا یوں گھڑگا متن میں ب، س، م، و کی
 عبارت شامل کی گئی ہے۔
 (31) الف، ت = سچ کر گمان، ب، ج، س، م، و = سچ پر گمان
 (32) ب، و = غلبا

(صفحہ - 115)

- (1) ت = پکڑی
 (2) ب = فراق کچہ دل
 (3) و = غمزے کوں جولائی
 (4) ت = اپنے جو عشق
 (5) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے
 ت = ع راز غمزے کو بولی سب دل کا
 (6) ب = جاؤ دل کوں
 (7) ب، ج = ٹوٹا نامن کر کچہ جنت منتر کر جیوں تیوں
 (8) م = جیوں تیوں
 (9) و = منج کو لیاؤ
 (10) و = ع بارنا لگے دل کے آنے کوں
 (11) ب، ت، ج، م، و = فرمائی پر
 (12) ب = ”جلے جلے“ ندارد

- (13) ت = چلے کہ سو
- (14) ج = منزل کرے
- (15) ب = پر
- (16) م = مندر
- (17) ب، م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”نظر یہاں تے جو جاوے گا“
- و = بہار بھی جو جاوے گا
- (18) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی، کام کبل ہوئے گا، کچہ خلل ہوئے گا
- بلا کچہ لیا دے گا
- (19) ت = کبل ہو کیا کچہ خلل ہو گیا
- (20) نسخہ الف میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ ت، میں دوسرا مصرع یوں ہے۔
- ع عاقل کے دل پر جو گذرتا ہے سو جھوٹ نہیں
- نسخہ م میں یہ شعر اس طرح ہے۔
- عاشق کی بات توڑ نکو اس میں ٹوٹ نہیں
- عاشق کے دل اوپر جو گذرتا سو جھوٹ نہیں
- (21) ت = اچکر
- (22) نسخہ ب میں یہ جملے شعر کے دو مصرعوں کی طرح لکھے گئے ہیں۔
- لکھا تھا اپنے سرحد کے سرداراں کوں
- کہ چاروں طرف متید رکھو بہادراں کوں
- (23) ت، س = پہاڑاں کو
- (24) ت = میں سے جانے لگو دیو
- (25) ب = جانے
- (26) ت = ع جاں کو کوئی جتن رکھے کینا

(صفحہ - 116)

- (1) = و ”زہد دریا کا کوہ کرتھا ایک مقام“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- = ت زہد دریا
- (2) = ٹ کوٹ کرتھا
- (3) = ب اسے فرمایا
- (4) = ب کیں بلا
- (5) = و تیوچ اپنی جاگاتے سب ہشید
- (6) = م بے خبر رات
- (7) = م بھت بازی
- (8) = و آئے وہاں ایک
- (9) = ب تلے پھول باڑی
- (10) = و اوس میں کھر کھڑی بھر آسائش پائے
- (11) = ب آسائش کھڑی، ت = کھڑی یک آسائش
- (12) = و تھے وہاں تک
- (13) = و اس نسخے میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح ہے ”غم عالم اچھے تو بی نیند کھتے سو بی موت تے کم نہیں
- (14) = ب میں یو
- (15) = و موت نیند کا بھائی ہے
- (16) = ت ظاہر ہے کہ
- (17) = ب دیکھا، ت = دیکھے جاوے آدم
- (18) = ب کوں عالم
- (19) = ب کا ہے دو
- (20) = ت پہنا ہے وہاں بی جو یہاں جیتے مرتے ہیں تیونچہ مرنا ہیٹا ہے۔

- (21) الف، ب چو یہاں، ج، س، م، و= جیوں یہاں
- (22) م= جیوں یہاں، ت، و= جو یہاں کرتے سو وہاں بی کرتے۔
جوں یہاں جیتے مرتے تیوں وہاں بی جیتے مرتے، یہ عبارت ان نسخوں
میں نہیں ہے
- (23) ب= جیتے تیوں
- (24) م= مرتے جیتے
- (25) ج= جیوں یہاں عالم
- (26) و= یہاں
- (27) و= وہاں
- (28) ب، ج= بل
- (29) م= عرش و کرسی لوح و قلم میر ہوا آتا
- (30) ب= لوح و قلم
- (31) ب، ج= میر ہوا آتا
- (32) ب= جو
- (33) و= جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”خیال ہوتا ہے عجائب عجائب تماٹے
دستے ہیں انسان کو کہ“
- (34) ب، ج= کی بی یو خبر
- (35) م= ٹہار نہیں بھار
- (36) ب= دسری ٹھار اچھتا تو
- (37) ج= نہیں دوسری ٹھار، و= نہیں اگر بھار
- (38) ج= ”تو تھے کیوں دستا“ ندارد
- (39) ت= دستا دوسری ٹھار اچھتا تو تھے کیوں دستا تو تو تن
- (40) ب= تو تن

(41) ب = اگر تجھ میں

(42) ت = کہ خواب

(43) ت = کھا

(صفحہ - 117)

(1) و = ایسا گل تھا کتا وہاں ایسا کنول تھا کتا ایسے تماشے

(2) ب، ج = دیکھتا کتا یہاں

(3) ت = اس کے

(4) ت = دیکھے

(5) و = تیونچہ

(6) ت = جاگتے سوتے ہیں تیں

(7) ت = عالم پس کے ہیں شعر بولے ہیں

(8) و = اس میں کئے ہیں سواوس عالم

(9) ب = ہور بشارت

(10) ب، ج = ”بادشاہوں کوں یہاں“ ندارد

(11) ج = ”بشارت وہاںچہ ہوتی ہے“ ندارد

(12) ت = خواب کا بہوت، و = خواب میں بہوت

(13) ت = عالم کہ اس

(14) ت = بچتے، تو، و = بیچنے لگے تو

(15) و = بڑیاں کے دھات

(16) ت = مرنے

(17) ب = سمجھا مرنے

(18) ب، و = ترسانا پانا ہے

- (19) ب = ایک میں
 (19) ج = ایک ایک میں
 (20) ب، ج = مشکل لگتا ہے یا یک کیس تے کیس آنا تک مشکل لکھا فعل یک
 (21) م = لگتا ہے عقل
 (22) ب = محبوباں ہیں خواہاں
 (23) ب = یوچہ لوگ وضا
 (24) ب = یوچہ حکم رضا
 (25) ب، ج = ”مراد اپنی پاوے“ ندارد
 (26) و = پاوے
 (27) م = دل تے
 (28) ب = جیسے
 (29) و = جاتا
 (30) ب = ولے دھاں تے جو کچھ لے آیا
 (31) ت = آتا
 (32) ب = لی لے جاتا

(صفحہ - 118)

- (1) ب، ج = پھول
 (2) ت = ہے کال ہے واصل ہے اس دنیا
 (3) ب = اسے دنیا
 (4) ب، ج = ”اس مقام کوں بہوت خوب ہے“ ندارد
 (5) ت = دستا ہے، و = دیکھتا ہے سو بولتا ہے خواب میں کی سو بیداری
 (6) ت = بیداری ہے جب وہ بولتا وہ دیکھتا رہا

- (7) ب، ت = عشرت نہ الم
- (8) د = اچھا بیچ نہیں اچھتا آپے
- (9) س = خدا میں چہ اچھتا
- (10) ت = اکیچہ م = دو کیچہ
- (11) د = ”حق تعالیٰ فرماتا کہ..... دل کوں سجاوے“ مدارد
- (12) ج = فرماتا پاک ہے عیب کہ
- (13) م = اس کوں کالا نور
- (14) ب، ج = اس نور کی کیسے خبر نہیں ہے معلوم
- (15) د = جگوں مسلمان ہے اوس کا دل شاد
- (16) س = یہی نہیں تحقیق
- (17) ت = خواب کی صورت اس خواب میں کی صورت میں ایک صورت ہے،

دو صورت کے دیکھے میں

- (18) ج = صورت میں تے ایک صورت ہے، م = صورت پر کے دس آتی
- ہے تری صورت اس خواب کی صورت میں یک صورت ہے، دو صورت
- (19) ب = جیو کھیتے = م = جوں کتے ہیں اس ٹھارو لے
- (20) ت، س = ہاں داداں
- (21) ت = بنے
- (22) ت = محض یہاں
- (23) ب، ج = دیکھا کر کھے ہیں
- (24) ت = اسی کا چہ نام
- (25) د = ”تاج یہاں تے پائے ہیں“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (26) د = انو آکر یہاں بتلائے ہیں

- (27) = و ”راز کا پردا کھولے ہیں، ندارد“
 (28) = و سمجھے کہ ایک نکتہ، سے لے کر..... ایک معراج ہے“ ندارد
 (29) ب، ج = و وچ کچے، ت = و بچے جانے کہ جس
 (30) = و موں دیکھلائے ہو رکھنک میں تے چھانکے
 (31) = م حبیب سوں مل کر حبیب ہونا
 (32) = م محال ہونے

(صفحہ 119)

- (1) ت = و داتا اس بات کی قدر جانے گا
 (2) = و کئے میں آتا ہو سنگتایا یک کیوں پاتا یکا یک کیوں او یے یو بی
 کیا حلواہ میں ہے جو لے کر کوئی موں میں بھاوے
 (3) ب، ج = و نادانچ ناداں اس کا
 (4) الف = و سنو یا، ب، ت، ج، س، م، و = پنچریا
 (5) = م چڑیا نہیں
 (5) ب، ج = و نہیں ہے
 (7) ت = و پڑی کہ اس قلعہ کے دیدمان سے دیکھا
 (8) ”اس بلا اس طوفان نے دیکھا“ یہ جملہ نسخہ الف میں نہیں ہے
 لیکن ماقبی سارے نسخوں میں موجود ہے اس لئے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔
 (9) = م کیا ہوا ہے
 (10) ت = و بیک توبہ
 (11) ب، ت = و فرمائے
 (12) الف، ب = فرسوں، ت، س، ج، م، و = فراست سوں، متن میں ان ہی
 نسخوں کی میں شامل کی گئی ہے۔

- (13) ت = پڑ بڑ کے اٹھے
 (14) ب = اٹھے کرنے کا ہکا سکا
 (15) ب = گرتے پڑتے
 (16) ب = آپے کرنے جھگڑا
 (17) ب = کھڑا
 (18) و = کہو یا سخت نظر
 (19) ب = دوست دلاور
 (20) و = توبہ کوں دونو بھی خار کئے بھی دونو بھی کھڑی میں جھگڑا کیے فتح
 (21) ب، م = خوار
 (22) ب = فتح ندارد
 (23) م = غمراہزار توبہ کوں یک قل میں توڑے گا

(صفحہ - 120)

- (1) ب = سر ہزاراں بلایاں، و = سرا پر ہزار بلایاں
 (2) ب = پڑا
 (3) ب = صومعا، م = صومعه
 (4) ت = جا کا چھوڑے
 (5) ب = جانے کوں آگے
 (6) ت = ناموس بادشاہ عالم پناہ سے ملاقات کئے۔
 (7) ت = جو پاک، و = چورتا یک
 (8) ب = دودنا یک
 (9) الف = عشق میں گنوا یا۔ اس نسخہ کا جملہ مہمل تھا، اس لیے متن میں ”عشق میں ناموس گنوا یا“ نسخہ ب، ت، ج، س، م، و کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔

- (10) ت = گنوا یا گیا نکھا
- (11) ب = دو پھولے
- (12) ب، ج، لباس بدلانے، ت = لباس پھر بدلانے
- (13) ب = پیا تھا اتھا کیفی
- (14) ب = پڑ کر پھونکا
- (15) ت = پھونکیا سیلی
- (16) ب = تھا بہت اثر
- (17) ب = پکڑ
- (18) ت = دیکھا جو کوئی غمزے کو وہ جتلا ہوا
غمزے نے جو شراب پیا جتلا ہوا
م = غمزے نے جو شراب پیا تھا بلا ہوا
د = غمزے بھی شراب پیا تو بلا ہوا
- (19) ت = لشکر کے
- (20) ب = اوپر روانہ ہو کر عقل۔ ج، م = اوپر روانہ ہو کر عقل
- (21) م، د = بجالیا غمزے نے
- (22) ب، ج = ہو غمزے کے
- (23) د = بہت دل کوں طلب کیا
- (24) ب = بیگی
- (25) ت = کیا
- (26) د = ”جتنی سعی کرنا تھا اتنا سب کریا“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے
- (27) ت = کیا
- (28) ب = پاواں
- (29) ب = بانہا سو

(صفحہ - 121)

- (1) ب= موئچ کر سب چپ رہے فریاد نہیں کرتا ہے کوئی
 غمزا بہوت بیداد ہے یاد نہیں کرتا ہے کوئی
 ت= موں مچہ کر سب چپ رہے فریاد نہیں کرتا ہے کوئی
 غمزہ بہت بیداد ہے یہاں داد نہیں دیتا ہے کوئی
 ج= غمزہ بہوت بیداد ہے یاد روئیں کرتا کوئی
 م= موموئچ کر سب چپ رہے فریاد نے کرتا ہے کوئی
 غمزہ بہت بیداد ہے یہاں داد نے کرتا ہے کوئی
- (2) ت= ہے تمام
- (3) ت= تخت و تاج سے اپنی شاہی سے
- (4) ت= ع جو کوئی عاقل اچھے کا اپنی بازاں
- (5) و= ع بڑیاں کی کیا نے گا ادیو بڑی بات
- (6) و= انو نے اپنی
- (7) ب= ملک سب گنوائے
- (8) ب، ج= ”یو دغا باز ہیں“ ندارد
- (9) ب= جانا ہے
- (10) ب، و= پانا ہے
- (11) ب، ج= ”اسے گلے لانا“ ندارد
- (12) و= لانا ہے
- (13) ت= زشتی
- (14) و= برائی تھے اوس کی
- (15) ب= ہیں گن
- (16) ت= گن کہ ہمارا

- (17) ت، م = ”جھگڑنا سو لشکر“ ندارد
- (18) ب = ملک تے
- (19) ب = ع برا کوئی سو براچ ہے اس تے ڈرناچ
- تے براکی سو براچ ہے اس سے ڈرناچ
- (20) عقل میں خوب دستا ہے سو کرناچ
- (21) ت = پاس بی لشکر
- (22) ب = ذات ہیں حیلہ، ت، ذات حیلہ، و = ذات ہے حیلہ
- (23) ت = ہوتا کہا
- (24) ب = ”کوئی کیا جانے کیا ہوتا“ ندارد
- (25) ب = ”توں بی ورزور ہو کر نڈرا چھے تو خوب ہے“ یہ جملہ بھی اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (26) ت = تو بی

(صفحہ - 122)

- (1) ت = اپنا اختیار
- (2) م = سکتا
- (3) ت = تیوں میں راضی ہوں جوں توں
- (4) ب = خدا اگر کرتا ہے حسن سوں
- (5) ت = مل کر حسن کو پھاندے
- (6) و = جوں آپے تلملتا تیوں اے بھی تلملا دے، اس نسخہ میں یہ جملہ نہیں ہے۔
- (7) ت = اے تلملا دے
- (8) ب = پنا دے

- (9) ب = جوں آپے ترستا تیوں اسے بی تپاؤے“ اس نسخہ میں یہ جملہ نہیں ہے۔
- (10) ت = ترساوے
- (11) ب = تو بہوت خوب
- (12) ب = تو بہوت خوب
- (13) ب = ”
- (14) نسخہ الف، ب، ت، ن، س، و میں ”کدھیں تے“ لکھا ہے صرف نسخہ میں ”کدھن تے“ درج ہے۔ ”کدھیں تے“ کی بہ نسبت ”کدھن تے“ یہاں زیادہ سوزوں ہے اس لیے متن میں اس مقام پر نسخہ دو کو ترجیح دی گئی ہے۔
- (15) ب = ہات ملتے تو
- (16) ت، و = غزل گفتن دل از فراق حسن
- (17) یہ شعر صرف نسخہ ”س“ میں ہے۔
- (18) س = اس نسخہ میں یہ شعر نہیں ہے
- (19) ب، و = ع میں ماریوں گا ہو خیر تجہ فراق تے
- (20) م = ع لوکاں یہ کیا کہتے ہیں سو معلوم میں مھے
- (21) ب = ع بے خبر کو کہاں ہے خبر تجہ فراق سے

(صفحہ - 123)

- (1) ب، ج، م = لکھا چوساری دل پر بہوت لیا نے
- (2) و = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح لکھا گیا ہے ”عقل نے بجیا کہ دل نے لکھا چوساری دل پر بہوت لیا نے مگتا ہے حسن کا بھولانے۔“
- (3) ت = حوالے کا
- (4) ب، ج = صبر اس کا کام شجاعت اس کا نام

- (5) ب = ع صبری کیلی ہے جس تے قفل مقصود کا کھلتا
 ت = ع صبری کو نچی ہے جس سے قفل مقصود کا کھلتا
 ج = ع صبری پر خدا راضی صبری پر خدا کھلتا
 صبری کیلی ہے جس تے قفل مقصود کا کھلتا
 و = اس نسخہ میں یہ جملہ بھی نثر ہے اور اس طرح لکھا گیا ہے۔
 ”صبر تے خدا راضی صبری پر خدا بھلتا، صبری کیلی ہے کلف مقصود کا کھلتا۔“
- (6) و = ”صبری تے دنیا یہ“ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (7) ت = مصحف میں کی
- (8) ت = ع دھرتی میانے رنج دھرہ میچ کھر کر بوئے
 مالی سچے سر کھراڑت ایسی پھل ہوئے
 ت = دھرتی میانے رنج دھرہ میچ کھر کر بوئے
 مالی سچے سر کھراڑت آئیں پھل ہوئے
 ج = دھرتی میانے رنج دھرہ میچ کھر کر کوئے
 مالی سچے سر کھراڑت اس پھل ہوئے
 ک = دھرتی میانے رنج دھرہ میچ کھر کر بوئے
 مالی سیہے سر کھراڑت آئیں پھل ہوئے
 و = اس نسخہ میں صرف دوسرا مصرع ہے اور اس طرح
 ع اے مالی سیہے سر کھراڑت آئیں پھل ہوئے
- (9) ب = دل بادشاہ نے صبر
- (10) و = لشکر سب حاضر
- (11) و = کا حکم
- (12) ت = سب اپنا
- (13) ب، ج، م، و = دیکھیا کہ

- (14) ت = بات کا اے
 (15) ت = فکر کر ذکر
 (16) ب، ج = منزل راتے رات آیا
 (17) ب، ج = ویسے میں
 (18) ب = لیائے کہ
 (19) و = ٹھار جانو باریکیاں
 (20) ت = موٹیاں ہو یاں ہے
 (21) ب = ہو یاں اشکار
 (22) ب = ع بلا پو بلا پیدا ہوئی ہے یہاں تک ڈرنا
 (23) و = ع جہاں غمزا کرے غمزے تو داں عشق نے کیا کرنا
 (24) س = بھاتے

(صفحہ - 124)

- (1) ت = یو ہرمن ہرن
 (2) و = رام کر کر انوں کوں بھاندے میں پاڑیں گے دے اپن
 پھاندے میں
 (3) ب = پھاندے پرسی نا
 (4) ب = تو بہوچ
 (5) و = اولالے ہرن
 (6) ب = میں آدی
 (7) ب = اتناج جو
 (8) ت = دھیان
 (9) ب = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”لے ہرن کا لباس“

(10) نسخہ الف میں ”نفاس“ لکھا ہے لیکن سارے نسخوں میں ”تفاس“ ہے اور یہ لفظ بمعنی بھی ہے اس لئے متن میں شامل کر لیا گیا ہے

(11) ب = کہاں ہرناں

(12) ب = کہاں دل

(13) ت = آس

(14) نف = آپے نوی تو تے کا جان، ب = آپے نوی نو تے کا جان۔ ت =

آپے عاشق بے جان، م، و = آپے نواں نو تے کا جوان۔ نسخہ الف، ب، ت، کی بہ نسبت نسخہ م، و کا جملہ واضح ہے اس لئے اسے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(15) و = سار

(16) ب = لیا

(17) ب = باٹا تاؤ باؤ

(18) ب، و = پھنچیں جانو ڈورے، م = پھنچیں جانوں دوڑے

(19) و = ہرناں تھے غمزے کا چشم

(20) و = ”انوکوں پکڑنے کون کر سکتا ہم“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے

(21) ت = ع ہرناں نے اپنا مکھ دکھلائے دل کو گشت میں

(22) الف = دور کے کھڑے، ب، ج، م = دور گئے تو کھڑے ت، دوڑ کر کھڑے

و = ورسوں کہوے، نسخہ ب، ج، م کی عبارت زیادہ صاف ہے اس لئے متن میں شامل کر لی گئی ہے۔

(23) ت = ہر ایک ہرن ہر ایک نار کی

(24) ت، و = پھلجڑی ہر ایک

(25) م = صد

(26) ت = کا وہاں

- (27) ت = ع کاں کاں بیٹھنا لے بیوکوی عاشق بچارا کیا کرے
 ت، س = ع روں روگو دیدے لیا بکر غزیاں کے سنگاتے پھرے
 م = عبدالحق کی مرتبہ سب رس طبع اول و دوم میں غزیاں پر نشان لگا
 کرفوٹ نوٹس میں ”ہنگائے“ لکھا گیا ہے۔ متن میں نسخہ م کا مطلع غانی
 شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ الف میں دوسرا مصرع یوں ہے۔
 ع، روں روں کوں ویدے لالینا غزیاں کے ہنکاتے بھرے

(صفحہ - 125)

- (1) ب = دیکھا دل
 (2) ت = دنبال یہہ تو
 (3) ب، ج = سو تو
 (4) نسخہ ب، م، و میں یہ نثری جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں ہیں۔ اس طرح
 ب = دل کے دل میانے شوق بل پکڑیا
 دل دیوانہ ہو کر جنگل پکڑیا
 م = دل کے دل میانے شوق بل پکڑیا
 دل دیوانہ ہوا جنگل پکڑیا
 و = دل کے دل میں عشق بل پکڑیا
 دل دیوانہ ہو جنگل پکڑیا
 (5) ت = مہر سے ماں باپ کی باقی مہر بن باپ کی، س = مہر سوں باپ
 کی باقی مہر بن باپ کی
 (6) ت = ناطلیس
 (7) الف، ج، س، و = بھائی یا بھان، ب، ت، بھابی بھان، م = بھائی ہو
 بھان متن میں نسخہ ب، ت، کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

- (8) م = ہے مکر ہے
- (9) ب = چھوڑا
- (10) ب = کدھرتے
- (11) و = سرگردانی پریشانی
- (12) و = بولانے جاتے تھے ہو ردل کو نچ لیا نے جاتے تھے سودل کو نچ
- (13) الف، س = ا نے آتا دیکھے، ب، ج = رونا نہ دیکھے، ت = آچہ آتے دیکھے
م، و = ادھر آتا دیکھے متن میں نسخہ، ت کا جملہ شامل کیا گیا ہے
- (14) ت، س = دیکھے ہو رکھے
- (15) ب، ج = کہ پایا
- (16) ت = ایک کو
- (17) ت = بہت
- (18) ت = دیا
- (19) م = تے
- (20) ت، نظر اور غمزہ دونوں ٹیک، م = اس نسخہ میں یہ جملے شعر کی طرح لکھے گئے ہیں۔
نظر غمزاد وٹھک دونو دھتیارے
اپس میں آپ ل کچھ کچھ بچارے
- (21) م = دل کے کئے
- (22) ب = کئے جاتا
- (23) الف، س = یا ملا یک وضا کا ہے۔ ب = یا بلا یک وضا کا ہے۔ ت = ملا
یک وضع کا ہے، ج، م، و = معاملہ یک وضا کا ہے۔ متن میں نسخہ ج، م، و
کی عبارت شامل کی گئی ہے۔
- (24) ب = جاتا ہے کیا
- (25) ب = آتا ہے بادشاہاں

- (26) الف = معافا نکہا سواں کھاتے۔ ب، ج = معافاں کیا گنداں کھاتے۔
 ت = مصحف کیا سواں کھاتے، متن میں نسخہ س اور م کا جملہ شامل کیا
 گیا ہے نسخہ، و، میں یہ جملہ کرم خوردہ ہے۔

(27) ب = رزق حات

(28) و = سوں گھر جالنا

(صفحہ - 126)

- (1) ب، ج = عقل دل
 (2) ب = تو بیگی شر شور، و = ٹوٹے ہوئے سر شور
 (3) ب = عمر ہو کر
 (4) و = ”کیس کا کیس“ ندارد
 (5) ب = پاڑے
 (6) ت = ع نظر اور غمزے کے چالے بدل لئے
 (7) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے
 س = ع دل ہو عقل ٹل دو نو دغا کھائے
 و = ع کہ عقل ہو ردل دو نو دل دغا کھائے
 (8) ت = بہونچہ
 (9) و = ہزار امید سوں
 (10) ب، ج = چھند بند سوں
 (11) م = ”بند سوں“ ندارد
 (12) و = گذریا تھا سو
 (13) و = ہوئے

- (14) ت = لائی کچھ
- (15) ب = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی تھی ”لی کچھ دی کچھ بخشی“
- (16) صرف نسخہ الف میں ”تپایا ہے“ لکھا ہے، باقی نسخوں میں ”پتایا ہے“ درج ہے، اس لئے متن میں بھی یہی عبارت شامل کی گئی ہے۔
- (17) الف، ب، ج = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے
- (18) ب، ج، م، و = کرنا ہو شمار کرنا کہ
- (19) الف، ب، ج = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے
- م = عاشق جو کوئی ہوا اسے آرام نہ پہنچے ہے
اپنے جن کے کام بغیر کا نہ پہنچے ہے
- (20) ب، م = مکتوب مقبول جوں محبوب = ت = مکتوب معقول خوب دو محبوب
- و = ”مکتوب مقبول خوب جوں محبوب“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے
- (21) الف = ”مانی زیاست“ نسخہ الف کا یہ جملہ نامکمل ہے اس لئے ”مانی تے زیاست“ نسخہ ج، م، و کا جملہ متن میں شامل کیا گیا ہے نسخہ ب، ت، س کا جملہ بھی نسخہ الف کی طرح ہے۔
- (22) ت = خوش نام کہ جس کے کام دیکھنے سے
- (23) و = ”آج مدت یک ہے کہ“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے

(صفحہ - 127)

- (1) ت = ایک ہوا ہے کہ
- (2) و = سپرد کر رہا
- (3) ت = نہ اسے کھانا نہ اسے پانی دینا نہ ادھر آنے دیتا کہ اسے وہاں بہت جفا ہوا ہے
- (4) ب = کھانا دیتا ہے

- (5) ب = آن دیتا ہے
- (6) ب = جفا ہے اس پر وہاں بہت خوب جفا ہے۔
- (7) ت = خفا
- (8) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے
- ت = ع دنیا کا کام مشکل ہے یہ بے تدبیر نہیں ہوتا
- (9) ت = چیتا ہے
- (10) ت = لیوے اور یہاں
- (11) و = ”متوطنان کوں آزار دیوے“ غدار
- (12) ت = کچھ تدبیر
- (13) ت = پس کیا
- (14) ب، م = کچھ خوب ہے
- (15) ب = کچھ خوب ہے، ت = بہت ہے کچھ خوب
- (16) م = تے بہت ڈرنا
- (17) ت = ہشیار تنگلو دغا
- (18) و = کوں کوئی کیا
- (19) ت = کام نہیں ہات آتا
- (20) ج = خدا سوں نہیں ڈرنا
- (21) ب = اگر
- (22) ت = باگ پر غالب ہووے، دعا شرزے پر روپاہ در ہووے
- (23) و = روپاہ شرزی پر
- (24) ب = لیا
- (25) ت = مجھے کچھ فکر
- (26) ب، ج = ع کیا حال آخر ہوے گا سوے گا کیوں یوزلزلہ

- (27) و = ہنا کو بدنام
 (28) ب، م = یو کام کتنا ہے، ت، یہ کام کتنا ہے
 (29) و = جلالت میں یو عشق آتا کم نہ ہو قہر ہرگز
 عقل کے کارڈی تے یو اترا سی نازہر ہرگز

(صفحہ 128)

- (1) الف، س = عقل کوں عقل اچھے یو عشق کا مایا پانا، نسخہ الف کا یہ
 جملہ مہمل ہے اس لئے متن میں ”عقل کوں عقل اچھتی تو یو عشق کا مایا پانا“
 نسخہ ب، م، و کا جملہ شامل کر لیا گیا ہے
 نسخہ ج میں یہ جملہ کرم خوردہ ہے، نسخہ ت میں ”تو یو عشق“ کے بجائے
 ”تو عشق“ لکھا ہے۔
- (2) الف = اپنی کاں ہے، متن میں ”اپنی کاں ہے“ ب، م سے لیا گیا ہے
 نسخہ ت میں جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ہے، کاں ہے اتنی زیادہ سری، نسخہ
 ج، و کی عبارت بھی نسخہ الف کی طرح ہے۔
- (3) ب، م، و = عشق سوں قوت کرتے عقل ہوئی دیوانی
- (4) س = کرتی ہے دیوانی
- (5) و = انبایاں
- (6) ت = قطرے دریا
- (7) ب، ج = ہم کرے گا
- (8) ت = چوٹی
- (9) و = ع کس کس کوں جا کر مارے گا کیا جانے خنجر عشق کا
- (10) ج، م، و = کا یک سپہ سالار
- (11) ت = ریتا

- (12) ب = درد و محنت
- (13) م = قلاسی، زاری، بے نوائی
- (14) ب = خواری، دشواری، خونخواری
- (15) م = طبع دوم انفاں زاری وہ
- (16) ب = آرزو آہ و نالہ
- (17) ب = حیرانی پریشانی
- (18) ب، ج = سب جاگا حاضر
- (19) م = جہی
- (20) و = ”انوکا دل ہات لے“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے
- (21) ب = جاں اچھے ایسے وزیراں
- (22) ب = کی کیا چلے تدبیراں
- (23) ب = کا
- (24) ب، ج = مرجیتا سر
- (25) ب، ج = یو سب شہر دیدار کوں یک بار لے جا
- (26) ب = چا
- (27) ت = بھی جاں
- (28) م = ”حیران“ ندارد
- (29) ت، م، و = ایسے کام تے ڈرے
- (30) و = نے
- (31) ت = عزیز بارے مہر
- (32) ت = جو عشق ہاشاہ، عالم پناہ فرمایا تھا۔

(صفحہ - 129)

- (1) ب، ج = ”سب زجمع کیا ایکس تے ایک خوب تر“ یہ عبارت دونوں نسخوں میں نہیں ہے
- (2) ت = ایک سے
- (3) ت، س = فولاد
- (4) و = ”جانو کوہ قاف کا ڈوگر ہلایا“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (5) ب، م، و = ع دل نے کیا ہے کام یو اس عقل پر کیا بول ہے۔
- (6) ج = دل کے ادھرتے عقل بی حیراں و ڈاؤں ڈول ہے۔
- (7) م = عقل یو فوجاں، و = عقل نے فوجاں دیکھ یو قہر کے دریا کی موجاں دیکھ۔
- (8) ب = قہر کے موجاں
- (9) الف، ت، ج، س، و = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے، نسخہ الف میں پہلا جملہ اس طرح ہے، یو واقعہ عقل کوں آیا سو اس دل کے اولوں تے۔ نسخہ ب میں یہ شعر اس طرح ہے۔
- یو داخا عقل کوں آیا سو اس دل کے اولوں تے
بلا ماں باپ پر آتی ہے فرزندوں کے چالاں تے
- (10) م = آپے
- (11) م = او
- (12) الف = عقل کے چڑیا، نسخہ الف کا یہ جملہ مہمل ہے اس لئے متن میں نسخہ ب، ت، ج، س، م، و کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔
- (13) ب، ج = پ
- (14) ت = استقامت
- (15) م = دلیں رات

- (16) ب = دل
 (17) ت، م = نیچی
 (18) ب، ج = ع جو غمزا آئے لڑنے کوں عقل یہاں ٹھار کیا کرتا
 (19) ب، ج = جو
 (20) و = جانہاری
 (21) ب = کوں
 (22) ب = دل ہو اس میں
 (23) ج = اس میں بہت یاری
 (24) و = ”غم خوار تھی“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے
 (25) ب = تو بی مار مار آج، ت = تو بی مار مار کر بچ، م = تو بی مار مار بچ،
 و = تو یہی یو مار مار بچ
 (26) ت = ”بارے سنبھالی“ ندارد
 (27) و = ”یاری کوں قرار رکھی دل اپنا ایک ٹھار رکھی محبت کوں پانی“ اس
 نسخہ میں یہ عبارت نہیں ہے۔
 (28) ج = دل میں اپنا ایک
 (29) ب = آشنائی بول
 (30) ب = ہوا مشکل
 (31) ت = نام
 (32) م = میں لکھا لکھا سو

(صفحہ 130)

- (1) و = کاں
 (2) م، و = یا بھائے

- (3) ب، ج = تو کیا خدا کوں
- (4) م = کوں بھی بھاوے گا
- (5) ب = ہوا مرداں
- (6) و = یو
- (7) ت = یہ حدیث حضرت مکی ہے سن
- (8) ب = حدیث سن
- (9) ج = سن اے رشید
- (10) و = جو کوئی اپنی عزت خاطر مارے گیا سو شہید ہے، جو کوئی اپنی عزت خاطر اتار یا گیا سو شہید ہے
- (11) ب = آ مار یا گیا، م = مار یا گیا
- (12) سن = خوش باس
- (13) ب = لشکر ہے
- (14) ب، م، و = عشق کا گہوارا
- (15) ب، ت = ہڈیاں
- (16) ب، م = کد
- (17) و = ”یہاں اپنا لہو آپے گھٹتا“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (18) و = یہاں مرد کا قصہ ہے
- (19) ب = ”یہاں باگ ہو رہن کا قصہ ہے“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے
- (20) و = ہرن کے در کا قصہ ہے
- (21) ب = شرزی
- (22) ت = بچہ نہ تھا، س = بچہ بنا
- (23) ت = عیچہ نہ تھا، س = عیچہ بنا
- (24) ت = دیکھتا

- (25) ب = "استاد کہ" ندارد
- (26) م = ندیم بر سر رنداں ہرا نچہ بادا باد
- (27) ت = خوش باس
- (28) ت = کنی
- (29) ب = "ہمت دہری" ندارد
- (30) م = ہمت بڑائی
- (31) و = لبوے نازاں کے ہاتاں میں یو دل نال جھگونا کیوں
- ت = لبوے نازاں کے ہاتاں میں ہے دل نال جھگونا کیوں
- (32) کہ عقل اور عشق کا جھگونا یکا یکا یوسنہوتا کیوں
- (33) م = آفتی
- (34) ب = ج = نبڑتا
- (35) ب = دغا
- (36) ب = جھگوتے تھے بڑتے تھے
- (37) ب = نھاٹے نہ دو نھاٹے

(صفحہ - 131)

- (1) و = اپنی
- (2) ت = آخر کیوں
- (3) ت = فتح و شکست، ج، و = فتح ہو شکست
- (4) ب، ت = کبھی
- (5) و = ہوئی پریشان اندیشواں
- (6) م = فکر کر کے ہمت
- (7) ت = ہر ایک کام اول تک بچار کر کرنا

- جو کام کرتے اسے اختیار کر کرنا
 س = جو کام کرتے اسے اختیار کر کرنا
 ہر ایک اول نمک بچار کر کرنا
 (8) و = ”اس نیک خواہ، نمک پر حلال کون“ یہ عبارت اس نسخہ میں
 نہیں ہے
 (9) ت = نمک حلال
 (10) الف = ع و من و ہر دل رہا اوتار مورت، نسخہ الف کا یہ مصرع معنی کے
 لحاظ سے موزوں نہیں ہے متن میں نسخہ ت، ج، ہ، م، و، کا مصرع شامل کیا گیا ہے
 (11) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے
 ت = ع سو اس کالی بلا سے کی مشورت
 (12) ت = ان خال نے عالم کے کال نے بولیا
 (13) الف = حسن کا نمک حلال نے بولیا، اس ناموزوں جملے کے بجائے
 متن میں نسخہ ب، ت کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ ج، م، و، کی عبارت
 بھی نسخہ ”الف“ جیسی ہے۔
 (14) ب = تجھے ہمیشہ دل شاد، م = تجھ تے ہمیشہ اس کا دل
 (15) ب، ج = آرزو مند، ت، س = آرزو باد
 (16) ت = پسو انا کہ اس کے
 (17) و = اوپر
 (18) ب = اس کے آنچ تے کھتا، ت = اس کے لچے سے کھتا، لوں آنچ تے کھتا
 م = اس کے آنچ تے کھتا
 (19) ت = تاب اس کے سامنے
 (20) ت = روپ اس کا بہوچ
 (21) و = جھڑے بات بولے تو نبات پڑے

- (22) ت = کوئی اسے دیکھے
 (23) و = ع برائی خویش سوں دیکھانہ جاوے
 (24) ت = ع عزیز ہے سو وقت پر کام آوے
 س = ع عزیز سو وقت پر کام آوے
 (25) ت = نک یہاں بہار
 (26) ت = و لے اس نے اسے جاگا پر کرے گھر کہ
 (27) و = اپنی
 (28) الف = پڑتا، مہی نسخوں میں ”پڑتی“ ہے
 (29) ت = نام

(صفحہ - 132)

- (1) ت = عاشق
 (2) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے
 ت = کھول کیا کہوں کہ کیسی ہیں
 حسن کی بھاں حسن جیسی ہیں
 (3) ت = بہت
 (4) ت = بہت
 (5) ب = اتنا قوت، ت = جو اتنا قوت
 (6) ب = ظلم
 (7) ب = مچھوئیں کیا
 (8) ب = تھوڑا
 (9) ت = تمیں نادر ہیں
 (10) و = پھل

- (11) ت = دو
- (12) پ = جھکارے
- (13) پ = دو
- (14) ب = قد و قامت
- (15) ت = دو
- (16) ب = کے
- (17) ت = کشت دو
- (18) ب = دونو محبوب دونو ناریاں
- (19) ب = کے
- (20) ت = دل سے جیو
- (21) ب = ہرگز مرادی نالیاوے
- (22) ب = دونو آب حیات
- (23) ب، ج = نار
- (24) ب = کوں ہو
- (25) ب = ساری، ت = استاری
- (26) ب، م = عقل کے پاس
- (27) الف، س = بخت تیری، ب، ج = بہو بچ تیرا، ت = بہت تیری، م،
- بھوت تیرا بچہ متن میں نسخہ ت کی عبارت شامل کی گئی ہے
- (28) الف، س = ع، اے لڑنے جھگڑنے سوں ہے کیا کام
- ب = ع اے لڑنے جھگڑنے سوں کیا ہے کام
- ت = ع اے لڑنے جھگڑنے سے کیا کام
- ج = ع اے لڑنے جھگڑنے پڑنے سوں کیا ہے کام
- متن میں نسخہ د کا مصرع شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ م میں یہ شعر نثر ہے اور

دوسرا جملہ اس طرح ہے ”اسے لڑنے جھگڑنے سوں کیا کام“

- (29) ب = عاشق اعلیٰ
 (30) ب = بولی کیا
 (31) ب، ج = گل کوں کہ کیا
 (32) ب، ج، م، و = کوں
 (33) ب، ج = ووتر، ت = وودو
 (34) ت = ہمیں ہے جھگڑے
 (35) و = دار دکھاتا اوس کا درد کو جاتا
 (36) ب = آتا
 (37) ب = جاتا
 (38) ب = خام ہے
 (39) ب = آئی لگ
 (40) ت = تمام یہ وہ مثل ہے کہ

(صفحہ - 133)

- (1) یہ مثل صرف نسخۃ اورس میں ہے لیکن سیاق و سباق سے مطابقت کی بنا پر متن میں شامل کر لی گئی ہے۔
 (2) ب = تو بولیا، ج = تو سوں
 (3) و = یو
 (4) ب = جانتی
 (5) ت = خال نے عالم کے کال نے کہا
 (6) الف، ب، ج، و = ع ناز میں اپنے مست ہیں محبوباں، متن میں نسخۃ کا مصرع شامل کیا گیا ہے۔

- (7) ت، س = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے
- (8) ب، م = تازہ اور غزلے
- (9) ب، ج = بہت بھاتا ہے سہاتا ہے
- (10) و = بھاتا
- (11) ب، ج = عاقل جو کہتا بات کو اس بات میں مانتا ہے کچھ
- (12) م = عاقل جو کہتا بات و اس بات میں مانتا ہے کچھ
- عاقل نہ ہو اندیش دیکھ اس ٹھار پہ پانا ہے کچھ
- و = عاقل جو کہتا بات آدو اس بات میں معنا ہے کچھ
- و = عاقل جو کہتا بات آدو اس بات میں معنا ہے کچھ
- عاقل نہ ہو اندیش دیکھ اس ٹھار پہ پانا ہے کچھ
- (13) الف = کچھ میں بات کے پچھیں ہے، ب، ج، و = ہر ایک بات کے پچھیں لی غم کرتا ہے، ت، س = میں بات کہے پر بھی غم کرتا ہے۔ م = کچھ میں بات کے پچھیں بھی غم کرتا ہے، متن میں نسخہ ب، ج کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔
- (14) ب = سمجھا پانا ہے
- (15) و = ”دل کوں بے غم کرتا ہے“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے
- (16) ب، ج = پاس عجب ایک و = پاس عجائب ایک
- (17) ب = بہت بڑا داتا ہے
- (18) ت = وقت میں
- (19) و = ہمزاد تیرے کئے آنے کوں
- (20) ت = رہنے والی
- (21) الف = فارغ بال، ماقی نسخوں میں فارغ البال ہی ہے
- (22) ب، م، و = فی الحال
- (23) ب، و = تے آئی

- (24) ب = بی تواضع
- (25) م = دو
- (26) الف، ت، ج، ی، م، و = گھڑیاں متن کی عبارت نسخہ ب سے لی گئی ہے
- (27) ت، م = ایک کو ایک دیکھ
- (28) و = پڑیاں بن بازی بعد
- (29) و = دو بچڑے دو عزیزاں آمل ہلے جب
دو غنچے دو نو پھول ہو کر کھلے تب
- (30) الف، ت = ایک رات میں رات، متن میں شامل جملہ
”ایک رات بات میں بات“
نسخہ، ب، ج، س، م، و سے لیا گیا ہے
- (31) م = پردہ
- (32) و = اس نسخہ میں یہ دو جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں اس
طرح لکھے گئے ہیں۔
کانٹے کا زخم کھاؤ درد کھی
اپنے ہم درد پاس درد کھی

(صفحہ - 134)

- (1) ج = میں باری عاشقی
- (2) الف = اس نسخہ میں یہ شعر نثر کے دو جملوں کی طرح لکھا گیا ہے پہلا
جملہ اس طرح ہے۔
”جے میں کھی سو ان کہا پریت بھی اس دھات“
ب = وومن کا ایک بھیا، اب دو کی انکی بات
متن میں نسخہ، ت، س، ج، م، و کا شعر شامل کیا گیا ہے۔

- (3) ت = باپ سے ملاحظہ سے
- (4) ب = جھگڑا کدھاں اسے
- (5) ت = کچہ نیم
- (6) ب = آکھریا
- (7) ت = بیماری اور کہی کہ خدا ہے
- (8) ج = کیا ہے بیماری
- (9) ب = ہزار
- (10) ت = ہمت مردانہ
- (11) ت = ”توانا اچہ کہی“ ندارد
- م = توانہ اچہ کہی دانا اچہ کہی
- (12) ت = ہمت
- (13) ت = ناز غمزے تمام ٹھار اچھے
- دل کے تیں بہار ٹھار رچے
- (14) ب، ج، م = کئے لی ایک
- (15) م = سوں ہدف
- (16) الف، س = جناور تو، ب، ت، ج، س، م، و = اڑتا جناور تو
- (17) ج = حضور
- (18) ب، م = جائے نکل اوس کا تیر عاشقاں کا اجل بال سو باریک، ت = جائے نکل اس کا تیر عاشقاں کا اجل سو باریک
- (19) ب = چل سکتی
- (20) ب = جو عاشق سامنے آیا
- (21) ت = نام
- (22) الف، ت، س = ہلاک کماندار، متن میں نسخہ، ب، ج، م، و، کی عبارت

شامل کی گئی ہے۔

- (23) ت = حسن ناراس
- (24) الف = ع نفر کی نیت ہوئی ثابت تو ہمت تے عبت تے آوے
- م = خدا عزت رکھے جس وقت صاحب کام فرمائے
- نفر کی نیت ہوئی ثابت تو ہمت غیب تے آئے
- و = ع نفر کا نیت ہوئی ثابت تو ہمت تے غیب تے پاوے
- متن میں مصرع چائی نسخہ، ب، ت، ج، س سے شامل کیا گیا ہے

(صفحہ 135)

- (1) الف، ت = ہلاک کی کما عدار
- (2) م = قہری قہار
- (3) الف = کئے۔ مافی نسخوں میں ”کیا“ ہے
- (4) الف = کئے مافی نسخوں میں ”کیا“ ہے
- (5) و = بات کیا
- (6) و = ”خاطر نشان کیا“ ندارد
- (7) و = ”لشکر میں سب شور ہوا“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے
- (8) ت = بہت غمزے، بہت عشوے بہت نازاں طے بہت اوباشاں
- بہت دعا باز اں طے
- (9) ب = لہی دعا باز اں لہی اوباشاں طے، و = لہی اوباشاں طے لہی
- دعا باز اں طے، یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے
- (10) و = کچ اور ہوا
- (11) ب، ت، م = لشکر سب ہچے، و = ”لشکر ہچے“، ندارد
- (12) الف = شجاعت کا اس پر چڑیا، ت = شجاعت کا اثر چڑیا، س، ج،

و= شجاعت کا شراب سرچڑیا نسخہ سرج، ہ، و کی عبارت متن میں شامل کی گئی ہے۔

- (13) س، ہلاک کما ندارد
- (14) ب= بسم اللہ اللہ اکبر
- (15) ب، ت، ہ، م= عاشقان کا کال دل گھٹ
- (16) ت= مرد دانا تھا، و= ”مرد دانا تھا، دانا تھا“۔ ندارد
- (17) ب= ”دانا تھا“ ندارد
- (18) س= جا کر ٹھکا بیگا زیا باپ کے
- (19) ب= ناجان کر آیا جیتے دل، ت= ناجان انا چتے دل
- (20) ب، ج= بیک بھگیا
- (21) و= کسے تیر لکھا
- (22) ب= قضا سوں کیا، ت= قضا کو کوئی کیا
- (23) الف= معاف، باقی نسخوں میں مصحف ہے
- (24) ت= یہوں
- (25) ب= یعنی آتا
- (26) ت= اندہارا آن کر
- (27) ت= لشکری ٹھانیا
- (28) و= جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”ایک جنا کھڑا نہیں رہیا“
- (29) ت= قصہ یوکس سے کھے کھول، س= قصا یوکس تے کھے کھول
- (30) ت= یہوں
- (31) ب، ت، ج، ہ= ”جواناں دلاوراں خوب رکھنا کتے سوا اس خاطر“ ندارد
- (32) و= بادشاہاں جو خوب جواناں سو کچہ جاں کر رکھتے تھے

(صفحہ - 136)

- (1) ت = آئی تھے بچانے
- (2) ب = اول میں
- (3) ت = اب
- (4) و = عقل ہوا بے تدبیریوں تھی تقدیر۔
- (5) الف = کر بہت
- (6) الف = ثابت ہوا، مابقی نسخوں میں ”تابع ہوا“ ہے۔
- (7) الف، ب، ت = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ ب میں پہلا جملہ یوں ہے۔ ”عقل نے عقل سوں میں کیا کام۔“ نسخہ ت میں پہلا جملہ اس طرح ہے ”عقل سے عقل نے میں کیا کام۔“
- (8) ب = بانچ میں، ت = پانی میں
- (9) ب = کس کے اتارا۔
- (10) ت = یوبہ
- (11) ب = کام چھ ہوا۔ ت = یہی چھ ہوا کہ دل۔
- (12) ب = میں لکھا سو۔
- (13) ب = جو منگتی تھی کہتے تھے یہاں ہوا۔ تب = جوں منگتی تھی تیوں فتح ہوا۔
- (14) و = ”جوں منگتی تھی کتے ہوا“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (15) ت = درگاہ میں ہزار ہزار۔
- (16) ت = ”شکر کری“ ندارد۔
- (17) ت = عقل کی پیچھے۔
- (18) و = ”بیک ناسنگ دیکہ نارینگ“ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (19) ت = دھونی کے

- (20) ب = "اس کے سرداراں سوں"۔ ندارد
- (21) ب = جکڑ کر لیا اسے بہوت۔
- (22) ت = اپنے کو بہت
- (23) و = اتل اتل کیوں لاف کراتے۔
- (24) ب = لاف کراتے، ت = لاف کراتے اور یہوں نہاٹ جاتے
- (25) ب = نہاٹ کر جاتے یوں لاف مار کر کیا لوک ہٹائی
- (26) و = یولاف مار کر کیا کیا
- (27) س = مار کر کیا لوک ہٹائی
- (28) ب، ج = فھاٹ
- (29) م، و = ع عقل غافل ہو بہوت چپٹایا
- (30) ت = پیشی
- (31) م = کچھ کر لیاے
- (32) ت = پریشان سرگرم دان ہوے کی خاطر
- (33) ت = انکھیاں تے
- (34) ت = میں آنجو
- (35) ب = سوختم دسوختم دسوختم
- (36) ب = عاشقی میں حیرانگی
- (37) م = لیا تا

(صفحہ - 137)

- (1) م = پاتا
- (2) ت، م = ساعت کے رونے
- (3) ب، ج، م = تو

- (4) ت = نام
- (5) ج = بجنوں ہو، فرہاد یو آگ
- (6) ت = کو
- (7) و = حات
- (8) ت = جینا
- (9) ب، ج = سویا
- (10) م = عاشق عشق
- (11) ب، ج = آتی
- (12) و = ”جوں فارسی“ سے لے کر ع ”چراغ مقلماں ہرگز نمیرد“ ندارد
- (13) ب = بی کتا
- (14) ب = ٹھارے
- (15) ت = ہے اگر موا
- (16) الف = موا تو جیو جیو نے تے بہوت۔ ب = موا تو جٹو تے بہوت،
ت = موا تو جیو نے سے بہوت، ج، س، م = موا تو جیو نے تے بہوت، نسخہ و میں یہ جملہ
کرم خوردہ ہے۔ متن میں نسخہ الف کی بجائے نسخہ ج، س، م کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔
- (17) ت، س = بہوت زیادہ کام
- (18) م = میں
- (19) ”کامل وجود“ ندارد
- (20) ت۔ س = واصل وجود صاحب دل وجود صاحب حاصل وجود صاحب حال
وجود صاحب اقبال وجود
- (21) و = ”صاحب حال وجود“ ندارد
- (22) و = صاحب اقبال وجود صاحب کمال وجود
- (23) ت = وجود کہ جس

(24) الف، ت، ہ، س، = سپرد گیا، ب، ج، = پنجر کیا، و = پنجر یا، متن میں نسخہ ”و“ کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(25) ب = میں

(26) ب = کھیا

(27) ت = بارے بات کہتا ہوں

(28) ت = سو بات آئی

(29) ب = بات پہر، و = سنگات بھی

(30) ب = ہوا اسیر زخمی

(31) ت = ہوا اور ہم معشوق کے جھگڑے میں چوٹ

(32) و = برہم

(33) ب = عاشق ہوا لوٹ پوٹ

(34) ب = سہیا

(35) ت = حسن کے خاطر

(36) م = نہیں اس

(37) ب = جینے کس کا

(38) ت، ہ، س = جمال تھا جینا اوس کا محال تھا

(39) ب = ”محال تھا“ ندارد

(40) ب = ”آو ماری“ ندارد

(41) ت = میں انجواں

(42) ت = بنا جالی اور کہی کہ کھتے تیرے دل کو ماریا

(43) ب، ج، م = کن موے نے دل کوں

(44) ب = کس

(45) ب = میں دند

(صفحہ - 138)

(1) الف = سارا باقی نسخوں میں ”سار یا“ ہے، اس لئے متن میں بھی یہی لفظ شامل کیا گیا ہے۔

(2) ت = لی اور کس

(3) ب = ماریا بہوت

(4) ب = پڑتا چہ تھا

(5) ب، م، کد ہاں کہی تھی کہ دل کوں یو حلاک ہے آرام کرو میں کدھاں کہی تھی کہ ایسا کام کرو۔

(6) ت = تھی ایسا

(7) ت = نام

(8) ت = کرو سوے

(9) ب = یوتو، ت = اپلی تو، م = انوتو

(10) الف = صاحب نہ وہاں، جانیا جاتا ہے، نانفر، ب، م = صاحب جانیا جاتا ہے نانفر

ت = صاحب نہ وہاں جانیا جاتا ہے نفر، و = صاحب جانیا جاتا ہے یا نفر

نسخہ ج میں یہ جملہ کرم خوردہ ہے نسخہ س کی عبارت بھی نسخہ

الف جیسی ہے متن میں نسخہ ت کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔

(11) ت = جھگڑے میں صاحب اور نفر کہا ہے

کس کی کس کے اوپر نظر کہاں ہے

(12) ب، م = نہیں ہے یو

(13) ب، م = نہیں ہے نہ، ت = نہیں دوست

(14) و = کسے پکارتا

(15) الف = بے آتا، نسخہ الف کے اس مہمل جملے کی بجائے متن میں نسخہ ب،

ت، ج، س، م، و، کا جملہ ”اسے مارتا“ شامل کیا گیا ہے۔

- (16) و = تے
- (17) ب = تو اپنا
- (18) ت = من موہن ایک دائی
- (19) ت = نام
- (20) ب، ت = دو بے تاب میں بے تاب
- (21) ب = ”دلو کوں نہیں آتے خواب کیا جانے کیا لکھا ہمارے“ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (22) ب = دستاویزا
- (23) ب، ت، ج = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔
- و = ع شرم لوکاں کی ہوئے گی حائل

(صفحہ - 139)

- (1) الف، ب، ت، ج، س = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے، نسخہ الف، ت، س، میں عبارت اس طرح ہے ”حسن اپنے دل میں کد کر، عشق کون بھیجی یو فتح کی خبر“ نسخہ، ب، ج، میں اس طرح ”دل میں کد کر عشق کن بھیجی“۔ متن میں نسخہ، م، و کا مصرع اولیٰ شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ م، و میں مصرع ثانی اس طرح ہے ع عشق کن بھیجی یو فتح کی خبر
- (2) و = باٹ پکڑ یا عقل کیا سو خبر
- (3) ب = خیر لیا دے
- (4) ت = عشق کیا اس باب فرماتا
- (5) و = جیتا بختا اچھے بی کچا
- (6) ب = ٹھنواد ہے اگر

- (7) ت = یہہ بڑیاں پسند ہے
- (8) ت = انو بہت کچھ
- (9) ت = نیس جوتے
- (10) ت = نیس کھاتے
- (11) ج = تنہا
- (12) ت = کیا دو
- (13) ت = کہ یہہ بی کہے ہیں کہ
- (14) یہ مقولہ نسخہ الف، ب، ت، میں نہیں ہے
- (15) ت = نکہ مال سے بزرگی
- (16) ت = نکہ سال سے اما
- (17) م = ہنخوکار آدمی نیک اچھتا ہے تجربہ کار سب جاگا اچھتا ہے خبردار
- (18) الف، ت، س = نہنا اور عقل اس کی اونچی چڑی ہے، ب = بھنا اور اس کی عقل اونچی چڑی ہے، ”نھنا اور عاقل اس کی عقل بی اونچی چڑھی ہے“ یہ جملہ متن میں نسخہ م اور و سے شامل کیا گیا ہے۔
- (19) ت = ولے نیک تجربہ کار فرق ہے قرآن کی آیت بی ہے۔ و = ولے تجویز کا فرق ہے کیا واسطہ کہ او بڑے ہیں بڑائی کوں اپنی انہڑ ہیں مصحف کی آیت ہے
- (20) ب = آیت بی ہے، م = آیت بھی آئی ہے یہاں
- (21) م = ایچ میں حظ پایا
- (22) ت = ایک کا حال ایک کو، م = یک کا حال یک کوں
- (23) ب، م = کھیا ہے
- (24) ب = رہیا ہے
- (25) م = دیا ہر ایک کوں
- (26) ت = ایک

(27) د = کھانچ میں کرنا

(28) د = کام کوں گئے تو

(صفحہ - 140)

(1) ت = نادے کر

(2) ب، ت، م = اس ٹھار لی اتنی

(3) د = ”سج دھرنا ہے“ غدار

(4) ت = رہنا ہے سو

(5) ب، ت = ہمیں چلیں

(6) ت = تقاضا

(7) م = یوناز

(8) م = سب سر پر اپنے بلا، د = سر بلا

(9) ب = سر پر برا

(10) م = برا ہو رہلا

(11) ت = خوب عقل تجھے آئی

(12) م، د = یو

(13) د = کسے بھائی

(14) م = یو بات غیب تے تجھے فرشتے سکھائے

(15) م = بھلچہ بات ہو عقل

(16) د = تقلیدی کوں اسالت

(17) د = اچ تے پنا جیو مئے

(18) ب، ج = جیوں جیو سنگا

(19) ب = برادری

- (20) ب = جیسی ماری
 (21) ب، ج = دور اندیشا توں کری
 (22) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے
 (23) م = سمجھا دو جھگڑا جوں پڑیا تھا
 (24) ب = پڑیا مہرتیوں، ج = پڑیا مہرتیوں
 (25) ب، ج = اگلے
 (26) ت = یہوں
 (27) ب = کھیا
 (28) و = نصیباں میں جو کچھ لکھا تھا سوانپڑیا
 (29) ب = لکھا تھا سوانپڑیا کھیا
 (30) ب، س = اوس کی اوس نقل پر
 (31) ت = بڑا جاہل عجب ناقابل ہے کہ بات نہیں ہوتا کام
 (32) ب، م = ہوتا سو کام کرنے
 (33) ت = ع عقل کو عقل اچھتی تو نہوتا یوں خراب ہرگز
 (34) م = ع صبری کر کو کچھ کرنا نہ کرتا اضطراب ہرگز

(صفحہ - 141)

- (1) ت = ہیچہ
 (2) الف = کہا نا، ب، ت، ج = کھونا س، م = گوانا، نسخہ و میں یہ لفظ کرم خوردہ ہے متن میں نسخہ ب، ت، ج کی عبارت شامل کی گئی ہے۔
 (3) ب = اسے قدرت
 (4) ت = قدرت ایک
 (5) ب = صاحب لشکر صاحب کشور صاحب تیغ صاحب خنجر ہے

- (6) صاحب تیغ صاحب خنجر ہے = ت
- (7) میں = ت
- (8) ہو ہو کرتے = م
- (9) کھول کر سپر، و= کھول کر ٹے = م
- (10) بٹے جتنے = ب
- (11) جتنے ابس کو عاقل کر = ت
- (12) نہنا کیا بڑا = ت
- (13) حسن کے تلیں = م
- (14) کون = ت
- (15) عقل پا کر عقل تھاٹیاں سو پر کر ہات آتا ہے = ب
- (16) عقل تھی یہاں آ کر چو کیا عقل پر بات آتا ہے = ت
- (17) پکڑ کر کیا = ب، م
- (18) ”شیوا“ ندارد = ب
- (19) ”انوکوں کہو عقل ہو ردل کے نکہان ہوا چھیں“، یہ عبارت = ب
- اس نسخہ میں نہیں ہے
- (20) مستغنی = ت
- (21) مبادا بھی کچھ = م
- (22) کچھ مکر و حیلہ = ت
- (23) میں نے کسے، ت = میں سے کسے = ب، م
- (24) ب، م = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے نسخہ ب میں دوسرا جملہ اس طرح ہے = ب، م
- ”عقل بیجاری کھاں سکی جانے“
- (25) آتی = م
- (26) عشق کچھ کھیا = ب

- (27) و= "اس کا مطلب دل میں رہیا تھا سو" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے
- (28) ت، س = دعا دے کر
- (29) ت = کرنا کہ جو
- (30) ج = "اندیشے سوں جو کام ہوتا ہے سو کام خوب" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے
- (31) ب = "سو کام خوب ہے اندیشے سوں جو کام ہوتا ہے" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے
- (32) و = کام تمام خوب
- (33) ب = خوب ہوتا ہے، ت = خوب یہی ویچہ نازدائی حسن کی عقل، ج = خوب ہوتا ہے بی
- (34) ب = ہے بھی ویچہ
- (35) و = "اس کی خاطر آئی" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (36) ت = اتال اس جا کا اپس کو رکھنا بہت سنبھال اپس کو باولے ناکرنا اوتا وولے ناکرنا
- (37) م = بادل
- (38) ت = بکھیر
- (39) و = اچھنا گھٹ اچھنا
- (40) ب، ج = مراد کا سررشتہ، ت = رشتہ مراد۔ م = مراد کا رشتہ
- (41) ب = صبور کی تک
- (42) نسخہ الف اور ت میں یہ عربی عبارت نہیں ہے

(صفحہ - 142)

(1) ب = الاما ہے

- (2) ت = خاصہ ہے
- (3) پ = پارو۔ و = یار
- (4) الف، ب، ت، س، م، و = حافظ
- (5) و = اس نسخہ میں یہ مقولہ نہیں ہے۔
- (6) و = برہم
- (7) و = ”غم نکو کر خدا ہے“ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے
- (8) ب، م = لگتی ہے ولے
- (9) ت = شیریں
- (10) ت = ڈال تے پالے بات بات تے
- (11) م = پھول پھول تے پھل آتا ہے بات
- (12) ب = ہے ہر ایک کام
- (13) ج = کام ہر ایک کی دھات
- (14) ت = خدا بن
- (15) م = ہے یو بیتاب
- (16) م = سے
- (17) و = ”یو دو باتان کام نیس آتیاں“ ندارد
- (18) ت = وہیچہ کہ جس
- (19) ت = صوری کہ بنے
- (20) ب، م = گنوا یا
- (21) م = آتا ہے اگر
- (22) م = بریچے گا ابر
- (23) و = ابر دھال
- (24) ب، ج = درد

- (25) ت = شکر اور صبر کر نہا رہے پر خدا مہربان ہوتا ہے، لشکر اور صبر سے ہر ایک مشکل آسان ہوتا ہے
- (26) م = مہربان
- (27) ب، م = پر جو کچھ
- (28) ب = اس کا ل
- (29) و = کرتا
- (30) ب = بیگی سو، م = بیگی نے سو
- (31) ب = میں جیتے رہتے
- (32) ت = اچھے بیگی بہت خوب
- (33) ب، م = کوں بیگی بہت خوب
- (34) و = خوب ہے دنیا کا کام خیلے کرسوں کرنے کج یہاں بیگی کئے تو کج کا کج ہوتا کج محبوب ناز
- (35) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”اپنے یار سولے بیگی کرنا فرض ہے“
- (36) الف، ت، س = فرض ہے ہر ایک ب = فرض میں ہے ہر ایک نسخہ کج اور و میں یہ عبارت کرم خوردہ ہے۔ م = فرض ہے نہ کہ ہر ایک۔ متن میں نسخہ م کی ہی عبارت شامل کی گئی ہے۔
- (37) ت = کئے تو ہوتا کچھ کا کچھ ہر ایک
- (38) ت = خوب خاطر
- (39) ب، م = پر
- (40) و = توں تو بیچ وھاں کھڑا
- (41) ب، و = تو پہلی اچہ، م = تو بیگی اچہ

استعمال کیا گیا ہے اس لئے متن میں نسخہ الف کے اس شعر کے مقام پر نسخہ
ب، ت، ج، س، م، کا شعر شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ و میں یہ شعر اس طرح ہے۔
دل کوئے میا نے پڑ کہ حیران ہے
بند میا نے نپڑ کو حیران ہے

- (4) م = کرم کدھیں
(5) ت = تو کچہ و = کچہ کا کچہ
(6) ت = ایس میں بہوں ہوا
(7) الف = دیدار غالب ہوا، اشتیاق، متن میں نسخہ ب، ت، ج، س، م،
و، کا جملہ شامل کیا گیا ہے
(8) ب، ج = ”خطرہ الی پیدا ہوئی ہے آرامی بے خوابی پیدا ہوئی“ یہ عبارت
ان دونوں نسخوں میں نہیں ہے۔
(9) ج = ع وفا آئی دعا سورا جوٹ کی
(10) ت = ع کہ دل سے ملنے خاطر کام گھٹ کی
و = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے
(11) ت = بلا کر دل
(12) ت = لا کر اسے بولی دل کھولی وفانے کھی
(13) و = کی صفا ہوں
(14) و = ہوں کرتوں
(15) و = فرمائی
(16) ب = ع وفا کرنے کہ خاطر اس وفا کوں
و = ع کہی سب کہولی اپنی اس صفا کوں
(17) ت = دیا پروردگار
(18) و = دو پاک پروردگار

(19) ت = ایک آئی

(20) ت، م = مجھے بہت

(21) ت، و = دین و دنیا

(صفحہ 145)

(1) الف، ت = ابہان، متن میں ”بھان“ نسخہ ب، ج، س، م، و سے شامل کیا گیا ہے

(2) م = عاشقاں

(3) ت = آلیاں کہ دو

(4) ت = جو کھولے

(5) م = داخل

(6) ج = بات بی اس

(7) ب = دیکھتے مگلتے

(8) ت = انہر دایا

(9) ت = ع ججھے پر دل کو لانے کا کری فکر

م = ع ججھے پر دل کوں لیانے کا کری فکر

و = ع ججھے پر دل کوں بھانے کا کئی فکر

(10) ب = کوں لیائے

(11) ت = سکی بت کو انے چست دیکھ بولی

جو کچھ میانے باند ہے تھی سو کھولی

(12) ب، ج = جے بیک دل کوں لیاوے مجھے دکھلاؤ

(13) ت = لا بتلا

(14) م = ”میں دل سوں مل“ ندارد

(15) ب = بہار کا ژدار طمس میں نے بہار کا ژ ہوا، و = کا ژ۔ کھودار لخصمن

میں نے بھار کا ڈر

- (16) ب = کی بالاں
 (17) م = بہت ساز سوں، ندارد
 (18) ت = ایٹ سے
 (19) ب = اپنی لٹ
 (20) ت = وہاں بی آئی وفا سے دل اپنا ملائی، وہاں بی وفا آئی
 (21) ت = ع مہماں ہوئی وفا یہ تہ کی
 (22) الف = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے
 = اس نسخہ میں بھی یہ شعر نثر ہے اور دوسرا جملہ اس طرح ہے
 ”عذر خواہی بہت کری دل کو“۔
 (23) ت = عشق ہے تمام
 (24) و = جہاں رنج تھاں سنج
 (25) الف = وصال کا ساز براق، ب = وصال کا ساز براق، ت، س = وصال کا ساز براق ج، م = وصال کا ساز براق۔ و = وصال کا سان براق، متن میں
 نسخہ ت، س اور م، کی عبارت شامل کی گئی ہے۔
 (26) ت = کا جاتا

(صفحہ - 146)

- (1) ب = میں
 (2) م = چلنا
 (3) ت = ہے عالم
 (4) و = داغ پر دل کے پھر رکھی بھایا
 (5) الف = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے

- ت، س = ع، دل
- (6) و = یوں
- (7) الف، س = جو تج، متن میں، ”جیوتج“ نسخہ ب، ت، ج، س، م، و، سے شامل کیا گیا ہے
- (8) ب = تملسا عشق
- (9) ب = حسن بری
- (10) ب = جانا
- (11) ب = نکھپانا
- (12) ت، س = غرضی ماقدر اچھتے ہیں
- (13) م = بہت
- (14) م = ع منجہ چلتے جنم گیا تیرے لیکن باؤ (لفظ چلتے پر نشان لگا کر فٹ نوٹس میں چھلنی، چلتی دیا گیا ہے)
- و = اس نسخہ میں یہ دوہرہ نہیں ہے)
- (15) ت، س = بعضے مردان جو کوی عورت فرمانبردار اسے کرتے خوار، جو کوی نافرمانبردار اسے کرتے پیار کہ کوی کرتے خڑے ناز اس سوں باتاں کرنے تے جیونیں ہوتا واز جو کرتی نافرمانی و بہت بھاتی۔
- (16) الف = جوی ”جو کوی“ نسخہ ت، ج، س، م، و، سے لیا گیا ہے
- (17) ج = اس بات
- (18) الف = جیونیں ہوتا واز ”جنونیں ہوتا اس سوں واز“ متن میں شامل عبارت نسخہ ب، ت، ج، س، م، و، سے شامل کی گئی ہے۔
- (19) و = اوس کی خاطر رات دن اساس بھرتے اوس کی خاطر آہ بھرتے
- (20) ت، س = دنیا میں خواہش مند چلے بے پروا بھلے
- (21) ت، س = کچے ہوا کچے کا کچے کرتے دوست محنت میں ہلاک بچارے دشمن

دو بہوت پیارے

- (22) د = منگتے سوا و ہلاک بچارے میں منگتے سوا و بھوت پیارے
- (23) ب = محبت کسی سوں تالانا، م = محبت کسی سوں نالیاں
- (24) د = جاگا نہیں دل
- (25) ب، ج = کیوں
- (26) م = ذات سو بے وفا
- (27) د = ”بے وفا ایسیاں خاطر سے“ لے کر، عذاب میں بھاوے“ ندارد
- (28) ت = روتے روتے ہلاک ہو کر اپس کو۔ ج = روتے روتے ہلاک
- (29) م = عذاباں
- (30) د = جیولانے میں کیا نفا

(صفحہ - 147)

- (1) ت، س = بھیراز جفا
- (2) ب = ”کم عقل“ ندارد
- (3) ب = عیاری سومرداگی ذات جو پر مرد نظر
- (4) ج = ذات
- (5) ب = جیو مارتے، ت = جاں سے مارتے
- (6) ت = بہوتاں سو، د = دوسریاں سوں جیولانے ہنتے یہاں
- (7) ت = ”ایکس پر تب کھالتیاں“ ندارد
- (8) ب = پت
- (9) ت = ہوتی ہیں آگ میں جل جاتیاں ہیں
- (10) د = ہمیں چلیاں ہیں
- (11) ت = مھلیاں کوں

(12) د = کون مرد عورت موٹی، سے لے کر..... کیا کرنا بہت مشکل، ندارد

(13) ب، ج = دوسری کیا، ندارد

(14) ت، م = ہوا عورتاں بچہ ست ہے، م = ہوا خورتاں بچہ میں ست ہے

(15) ب = ست عورتاں بچہ میں ہے

(16) ب = ہے ست دھرم

(17) ت = بتاتے

(18) ت = انوکوں، ندارد

(19) ت = آتی

(20) ت = کا

(21) ت = کا فولاد، م = کو فولاد

(22) م = فولاد

(23) ب = کتے

(24) ب = پھر کر کرم

(25) ت = کا

(26) الف = لے کر چھوڑی اس چشمے پر چھوڑی، ب، ج، س، و = لے آ کر

اس چشمے پر چھوڑی

ت = لا کر اسی چشمے پر چھوڑی، م = لے کر آ کر اس چشمے پر۔ متن میں

نسخہ ب، ج، د کی عبارت شامل کی گئی ہے

(27) الف = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے

ت = عشق بہت غلبہ ہے کچھ

عورتاں کا بلا ہے کچھ

(28) و = پھولوں کے نزدیک او سے چند آئی

(29) م = دل نیند

- (24) ت = بار
 (25) و = جیتا
 (26) م = کانہ
 (27) ت = رہنا
 (28) م = دکھنی دوہرہ
 ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور پہلا جملہ اس طرح ہے ”دیکھے
 تیرے کرتب کرنے تے میں چپ ہوئی بدنام“ نسخہ م
 ت، ع میں میانے سے اٹھ گئی تو جانے تیرا کام
 (29) ب، ت = بے اختیار
 (30) ت = انور پر بہت پیارا دور رسول کا بھی

(صفحہ 152۔)

- (1) و = کیا پروا
 (2) ب = بے پروا غم
 (3) ت = جیو بھاد نچہ
 (4) ب، ج = اپنے
 (5) ت = حدیث کہ
 (6) ب = فخر
 (7) م = ہیا ج نہیں
 (8) و = آنے
 (9) ت = کو
 (10) م = لہچہ
 (11) م، و = کشفات دور ہوا خاک اس کا بہ معنی نور ہوا

- (12) و = ہوا ہوا فقیراں
- (13) ب، ج = غیر کوں
- (14) ب = تاداں نے
- (15) ب، ت، ج، س، م، و = سنے
- (16) ت = چھپا چھپا کر بات
- (17) ت = عجب
- (18) و = کلی کی باں
- (19) ت = زکام، م = زکام (فٹ فوٹس، زخام)
- (20) ت = بچنے کے کیا
- (21) ب = کرتے
- (22) ب = مار مار بہار کر بھانے
- (23) ت = آنے
- (24) ت = جانے
- (25) م = ”خاص الخاص کی ٹھار“ مدارد
- (26) م = آتا بے اعتبار، و = آتا ہر یک بے اعتبار
- (27) ب = طرف ہوتی
- (28) الف = مار مار، متن میں مارا مار نسخہ، ب، ت، ج، س، م، و، سے شامل کیا گیا ہے
- (29) ت = کس کو دیکھ
- (30) ب = تو عاشق
- (31) ت = ہر یک کوی
- (32) و = کے بھاتا
- (33) ب = پانو چال

- (34) م = ساز زر زینہ
 (35) ت = خوش بہت ناز
 (36) ت = خوش بہت اتنیچہ
 (37) م = واں بلک جاتا
 (38) ب = جاتا نہیں
 (39) ب، ج = اس پتھر ہے، م = اس کے بھتر ہے
 (40) ب = عاشق کے جاگا پر۔ م، عاشقی جاگا کی پر

(صفحہ - 153)

- (1) و = دھاتی
 (2) م = آفت
 (3) و = دھج خاک ہے توں او سے برتا
 (4) و = اگر کس تجے اما ڈر ہے
 (5) ب = تجے ڈر
 (6) ت = کی کہ جس
 (7) م = سوں
 (8) ت = یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے، ”سانے گولیاؤ کتا“
 (9) ت = سوچ
 (10) ب = کسی کا
 (11) ت = حیف کہ جس
 (12) و = ”اس کی صورت“ سے لے کر..... سیکھاچ نہیں“ نثار
 (13) ت = وضع سے ہے
 (14) ت = وضع سے ہے

- (15) ب، ج = "سیکھا ج نہیں" ندارد
- (16) س = کیس کہ معشوق
- (17) م = ہیکھا چہ نہیں۔
- (18) م = ذرا اپنے پر اور اس کے کسوٹیچہ پر م = زرینہ ہو کسوٹیچہ
- (19) م = اولیا پسچہ
- (20) ب = مرنے بیوں سوں جیولایا
- (21) م = دیکھنے کی بی اچھتا
- (22) ب = بولتا ہے حلتا، ت، بولتا اور یو
- (23) ب، م = دھاتیچ میں، ت = دھیانچ میں، و = دھات میں
- (24) م = کون عشق بازی
- (25) و = کی
- (26) ب = نہایت کے دیکھیں کون یکے قصد
- (27) ب = لا دہالی
- (28) و = مغلو کا کارخانہ
- (29) ب، م = نچیت
- (30) ت = آزاد کیا خاطر اسے زیاستی
- (31) م = دونو
- (32) ت = خدا کئے بھی خدا کچھ نہیں رہا خدا باج اس نے سب تے بے طع، م =

خدا گئے باج خدا تے کچھ نہیں رہیا

(33) ب = بے طلب کچھ

(34) ب = دیئے بی

(35) ت = تو کچھ

(صفحہ - 154)

- (1) ت = نہیں بھی
- (2) ب = کا ہے کوں حوس
- (3) الف = کیوں یو بتا کون، ب = کوں یو بتا کون، ت = کو یو تھا کون م،
 یو طع بنا کون، و = کوں طع کون عاشق متن میں نسخہ م کا جملہ شامل کیا گیا
 ہے۔ نسخہ کی عبارت بھی نسخہ م کی طرح ہے نسخہ ج میں یہ عبارت کرم خوردہ ہے۔
- (4) و = عاشق خدا کریم ہے رحیم نہ ابتدا کی خبر
- (5) ت = رہا کہ نہ
- (6) و = ”خدا پرست، دوستان“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے
- (7) و = اشتیاق
- (8) ب، م = چونکہ کتے ہیں
- (9) ب، ت، م = کہے کہ الہی
- (10) م = جاگا
- (11) ب، و = گنبدھے اس گنبد میں جا
- (12) ت، س = حضرت در حال تمام
- (13) ب، و = گنبد
- (14) ب = مارے انوکوں کھے، ج = مارے تو انوکوں کہے
- (15) و = حضرت
- (16) ت = پس
- (17) ب، ج، و = گنبد
- (18) ب = اپنے آپس میں بولے، ج = اپنے اس میں بولے و = اس میں
 سوبولے
- (19) ب = جسکے اوپر ہوا

- (20) = د فقر کا ہاتھ منج پر۔
- (21) = د حضرت
- (22) = ب اچھے کی یعنی بھی فقیر تیری بڑائی، ت = اچھے کی یعنی فقیر سے
میری بڑائی
م = اچھے کی بھی یعنی فقیر میری بڑائی، د = چھے کی بھی یعنی فقیر سے
میری بڑائی
- (23) = م، د میں یکا یک کون
- (24) = ب کیا قرار عاشق کون اچھتا
- (25) = ب میں جو انجھو کا
- (26) = ت جو جنس
- (27) = ب باٹ نکل پانی ہوا جاتا ہے
- (28) = ت ہو کر نکل، د = ہو پگل
- (29) = م آ کر چکلیا
- (30) = ب، ج = غم آنکلیاں کی باٹ پانی ہو کر نکلیا
- (31) = الف = نفیس
- (32) = ب، م، د = کیوں
- (33) = ت اس
- (34) = ب سپرتا
- (35) = ت ہوتا
- (36) = ب کھار تھا
- (37) = ب جوں جو خوشی
- (38) = الف، ب، ج، س، م، د = غم کا سہل ہے۔ متن میں ”غم کا آنا مشکل ہے“
نسخہ ت سے شامل کیا گیا ہے

(39) ج = خوشی ہوئی تو ہوتی

(40) م = سینہ ریش

(41) و = غم کے دل

(42) ب = دل میں بھرتا

(صفحہ - 155)

(1) ب، ج = آدمی تنہا بچارا

(2) و = خدا دیوے کم یاب مکر یو

(3) و = وصال کے جلنے

(3) ب = کدھر آرام پاوے جو کچھ

(5) ب = وصال کے جلنے

(6) ب = ع پانی میں کی آگ کتے سو وصال ہے

(7) ب، ت، م = صورت

(8) م = فراق کے جلے بے

(9) ب = ہوتا

(10) ت = کوئی عاشق معشوق چوسا

(11) ب = تجھے رونا کیوں آتا ہے ت = رونا تجھے کیوں آتا ہے

(12) ت = ننھا

(13) ب = کام شیوا

(14) ب = آزاد اسیر

(15) ب = ایک گلرو ایک خوش خوا ایک خوشبو اے مہ چہرہ

(16) ت = قہر

(17) م = سمجھا

- (18) م = میں
 (19) ت = ہوں کہ کس
 (20) ت = آرام کہ جس
 (21) ب = بڑا رہے
 (22) ت = لے آوے
 (23) ت = اور
 (24) ب، ت = کسی

(صفحہ - 156)

- (1) ب = ہستیاں کھلتیاں کھڑیاں
 (2) ب = سوں مرتا
 (3) ت = مرتا
 (4) ت = سے
 (5) ت = ”کتیاں ہیں موا کے“ ندارد
 (6) ت = بچارا بہولا
 (7) ت = لیتا لاتا سستی
 (8) ت، س = میں چپ
 (9) ت = بہت نازاں بہت چھنداں ہیں بہت بہانے
 (10) ب، ج، م = کوئی معشوق عاشق
 (11) ت = مہربان ہوتے
 (12) ب = ہوئے گی آخر
 (13) ت = اس
 (14) ب = عاشق تیری تھی

(15) الف = عشق کا دکھ یاد کہ نہیں گیا۔ ت = عشق کا دکھ سہا نہیں گیا۔
 متن میں یہ نسخہ الف کی عبارت کی بجائے، نسخہ ب، ج، س، م، و، کی
 عبارت شامل کی گئی ہے۔

(16) م = کہی تو بی

(17) ب، م = پر آٹھ

(18) ب = اتا

(19) ت = پر آن کو

(20) م = تو

(21) ب، ت = سمندر کو باند

(22) ب = کون بندھانا

(23) ت = ہوا تو بچھیں

(24) ب = پاس کیوں

(25) ب = نکلے بچھیں کیا پھراتا ہے، ت = نکلیا نیچے پھر کیا آتا، م = نکلیا
 بچھیں سو کیا پھر کر آتا۔

(26) ب، م = تے

(27) ب = بھویں پڑیا

(28) ت = آواز کیوں

(29) ب، ج = ”خدا کا خلق کسے منا کرنا کس سوں جھگڑتا“ یہ عبارت دونوں
 نسخوں میں نہیں ہے

(30) ب = جو

(31) ت = تو کیا ہڈیاں گلے

(32) ب = باندا

(33) ب = اپنا کر چھپا کیا ہے

- (34) ت، س = شیرینی
- (35) ت = نہ کہ بدنام
- (36) ت = ناز
- (37) ب = بڑا
- (38) ب = بات جھوٹ
- (39) ت = ہیں
- (40) ب = کیا خلاف
- (41) الف، ت، س، م = ماما شام بڑی، متن میں ”ماما شام پڑی“ نسخہ، ب، ج سے شامل کیا گیا ہے۔

(صفحہ - 157)

- (1) الف، ب، ج، س = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ ج میں دوسرا مصرع اس طرح ہے ”دل سچا مل کے دل سوں کیا کیا ادا کری ہے“ نسخہ میں عبارت اس طرح ہے ”ہیں پر کی چندنی یو بن پر کی پری ہے“ دل سنے مل کے دل سو کیا کیا ادا کری ہے۔
- ت = ہیں پر کی چندنی یو بن پر کی پری ہے
- دل سنی مل کے دل کو سے کیا کیا ادا کری ہے
- م = ع دل سینی مل کے دل سوں کیا کیا ادا کری ہے
- (2) ت، س = ”جوں سعدی“ سے لے کر..... ”سوں کیا نسبت“ ندارد
- (3) م = عشق
- (4) م = میں وپانی
- (5) ب = پر رکھتی
- (6) ت = بارے حسن کو

- (7) جگ جیون حسن کوں، م = جگ جیون جس کوں = ب
- (8) جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔ دل میں کچھ نہیں ابری صوری = م
- (9) ابری نہیں = ت
- (10) لیوے سب، ت = لیوے سب مل کر اسے = ب، م
- (11) اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے = ب
- س = ع عاشق ہو کر اپس کو کدھر کا کدھر سنیا
- (12) جانے اپس کوں = ب
- (13) خیال ہو رنظر۔ ت = خیال اور نظر = ب، م
- (14) وفا قسم دل کوں = ب
- (15) زلف نے دل کو = ت
- (16) پائی = ت
- (17) دل کھے دل میں کہ = ب، ج
- (18) میں بچ میں، ت میں بچے ہوں، م، میں بچ میں = ب
- (19) کچھ باتاں = م
- (20) اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے = ب
- (21) پر بی لئی لئی = م
- (22) لئی لئی کچھ محنت۔ ب، بہت بہت گذری محنت = ب
- (23) صاحب دل = م

(صفحہ - 158)

- (1) اس نے = ب
- (2) ت، ہ = اکھیاں
- (3) دیکھ مست = ب

- (4) =ب کرتی تھی کچے
- (5) =ب یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے ”زیادتی کچے کام نہ تھا“
- (6) =ب بی کچے
- (7) =م سے
- (8) =س اگر مالنا کرے
- (9) =ب کرے بھوت
- (10) =ت، م میں سواد
- (11) =ت دل اور دل
- (12) =ت ہے کہ جس
- (13) =ب تونق کانٹے
- (14) =ب مستی چڑے
- (15) =ب خطر
- (16) الف، ت، س = اس ختم میں کرتے تماشے ہیں، ب، ج، م = اس ختم میں لئی لئی تماشے ہیں۔ متن میں نسخہ ب، ج، م، کی عبارت شامل کی گئی ہے
- (17) =ب ہیں پہچان، ج = ہیں کہاں اس۔
- (18) =ب زور کہوں
- (19) =ب چڑتا ہے، م = چڑتا ہے گھاٹ
- (20) =ب، ج = سون تن زور
- (21) =ت کچے تا
- (22) =ب میں
- (23) =م محبوب نظر
- (24) =ت کو ابھی دیکھنا
- (25) =ت پاتا ہے کیس

- (26) ت = رکھنا
 (37) م = اپنے
 (28) ب = کہ کچھ
 (29) ب، م = نو آج، ت = نو آج
 (30) ت = اس ٹھار کو حضرت کو
 (31) ب = بات

(صفحہ - 159)

- (1) ب = کتیں
 (2) ب = اس مورت
 (3) ت = من مورت میں دیکھتا دکھاتا
 (4) م = یو
 (5) ب، ج = جس کی آنکھیاں ہے سو آنکھیاں کوں پہچانے گا جس کی آنکھیاں
 ہیں سو آنکھیاں میں کیا سو جانے گا
 (6) ت = پہچانے
 (7) ب = باید دیدہ
 (8) ب = دیدے
 (9) ب = جنوں کی ہے بات تحقیق سرے۔
 (10) ف = کھری انو
 (11) ب = خدا دیکھ کر
 (12) ب = کے
 (13) ت = پیغمبر ویسے، م، ویسے پیغمبر ہو ویسے ولی کہاں
 (14) ت = عاشقاں اور واصلاں

- (15) ب = واصلان آنکھیاں
- (16) م = صاحب اسرار اں صاحب دلاں سے لے کر..... ”خدا کوں دیکھا جائے“ اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (17) ت = آئینہ ہے انسان کا
- (18) ب، م = اسی اشارت
- (19) ت = انکھچہ
- (20) ب، م = میں کی بات
- (21) ب، ج = ”جانا تو اپس کوں دیکھنا تو معشوق کوں پاتا“ یہ عبارت دونوں نسخوں میں نہیں ہے۔
- (22) ب = ”دو عالم“ ندارد، ت، دوج ”دو عالم دس آتا ہے“ ندارد
- (23) ب، م = یو عالم پیر و مرشد
- (24) ت = پیر و مرشد
- (25) ت = میں اسے، م = میں بی اسے
- (26) ت = کھلے شکل
- (27) ب، ج = سعی کرنا واجب ہے کہ اس بات میں کچھ ماہر ہوئے
- (28) م = میں
- (29) ج = تو چھپا ہے سو اس پر ظاہر ہوئے عاشقاں جو دنیا میں بنے ہیں
- (30) ب = اس پر
- (31) ب = عاشقاں جو دنیا
- (32) ت، م = ”یو چہ طلب کئے ہیں“ یہ عبارت دونوں نسخوں میں نہیں ہے۔

(صفحہ - 160)

- (1) ت = ”یعین بدی ہے“ ندارد

- (2) =م عشق مجازی جو انہڑیا کمال
- (3) =ب حقیقی وصال
- (4) =ب اگر عاشق ہے دانا دیوانا ہے
- (5) =ت یہہ ہے
- (6) =م یومت کہ حدیث ہے کہ
- (7) =ب ”یعنی حقیقت کی سیڑھی ہے مجاز، مجاز کی سیڑھی پر جاویں گے تو حقیقت یہ ”عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔
- (8) =م جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”تو پاویں گے حقیقت کاراز“
- (9) =ب کاراز ظاہر کوں باطن کوں
- (10) =ب پاتا
- (11) =م ”یو بات“ ندارد
- (12) =ب لک
- (13) =ب انونے بی یو
- (14) =ب ع۔ جن کوں درس ات ہے تن کوں درس ات
- (15) =س ع جس کو درس ات نہیں تن کوات نہ اوت
- =م ع۔ جن کو درس ات ہے تن کوں درس ات
- جن کوں درس ات نہیں تن کوں ات نہ اُت
- (16) =ب عاشق کوشش
- (17) =ت کیس تو بی عشق کی
- (18) =ب میں ہلکے
- (19) =م اپنی ہمت اپنا کام
- (20) =ب اپنا کام
- (21) =م کام

- (22) ب = خدا بی کچہ کر یا ہے
- (23) ت = بہت کچہ
- (24) ب، ج = ”سو کا ہے ہر یا ہے“ یہ عبارت ندارد
- (25) ب، ج = موتی
- (26) ب = پیناراگ
- (27) ب = یہاں سب ہے
- (28) ب، ج = یو خلا صاحب تے خاصا ہے
- (29) ت = عشق کا وجود قائم اس چار باتاں سوں آیا ہے۔ م = عشق کا وجود قائم اس چار باتاں سوں ہے
- (30) ب = سوں آیا ہے
- (31) سوائے نسخہ م کے تمام نسخوں میں یہ فارسی عبارت شعر کے مصرعوں کی شکل میں لکھی گئی ہے۔

(صفحہ 161 -)

- (1) ب = یوں ایسی ہے کہ
- (2) ب = ”ہو ر آخرت کی عزت اعمال سوں ہے“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے
- (3) ت = ہے کہ مفلسی
- (4) ج = ”اگر جانتا ہے کہ بیچ ہے“ سے لے کر..... ”نیکی کر“ ندارد
- (5) ب = ”اگر جانتا ہے کہ جوں یہاں ہے تیوں وہاں بی کچہ ہے تو نیکی پر چت دھرنے کوں نکو بسر یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے،
- (6) ت = ہے
- (7) ج = ”چت دھرنے کوں نکو بسر اس جملہ کے بعد اوپر کی عبارت“

اگر جانتا ہے کہ بیچ ہے ”سے لے کر.....“ نیکی کر“ یہاں درج ہے۔

(8) =م باپ نہ چھڑائے گا

(9) =ب، ت، ج = پھسلا کر

(10) =م تیرا جواب

(11) =ب جو کوئی محبت دھرتا ہے

(12) =ب خدا راضی

(13) =ب خدا کی محبت کرن ہارے کی پیش بازی ہے۔

(14) =ب اس تین کا بیان، ج = اس میں کا بیان

(15) =ج کرتا

(16) =ب ”نہ کسی کی دہشت“ ندارد

(17) =ت کیس

(18) =ت کس

(19) =ب کھینچ

(20) =م نہیں قدرت کچھ

(21) =ت کھے

(22) =ت کسی

(23) =م، ب میں

(24) =ت نہیں کہ جو

(25) =ت خدا اور رسول راضی

(26) =ت چٹک

(27) =ب ندیے

(28) =ب کوں

(29) =ب جی نہ

(صفحہ - 162)

- (1) م = قادر
- (2) ب، ج = ”انکھیاں تلپیں دیدار ہو رانھجو ر بر سنا نھنا کام نہیں“ ندارد
- (3) م = بھایا
- (4) ب = دو سیم عشق
- (5) ب = اسے بھیتر نہ باھر قرار
- (6) ب = عاشق دیوانہ
- (7) ت = منع کے تو کا کرنا منع کئے سو کام انسان
- (8) ت = نہیں کہ جو
- (9) ت، ج = ”حرام کوں منا کرتے کرتے“ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے
- (10) ب، ت = دھرتا اگر
- (11) ب = حرام سب
- (12) ب = کرنا
- (13) ت = اس میں فعل
- (14) م = در کہ
- (15) ت، م = بلا ہے آدی
- (16) م = زناں کوں بہاتا
- (17) ت = بھاتا میانے
- (18) الف = اکھائی گولی۔ متن میں ”کھائی سو گولی“ نسخہ ت، س، م، سے شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ ب اور ج میں یہ عبارت کرم خوردہ ہے۔
- (19) ب = آتیاں، ت = لیا تا
- (20) ب = کیاں لاتی حکاتاں، م = کیاں حکاتیاں
- (21) ب، ج = عشق سخت اپڑیا

- (22) ت = جانے کیا، م = جانے کون کیا
- (23) ب، ت = طرف ہوتا
- (24) ب، ج = لوکاں کے پیٹ میں اٹھنے سل
- (25) م = پیٹ میں سل
- (26) ب = کوئی ایک تے جیولاتا ہے یو
- (27) الف = اس لوگا کا ب، ج، س، ان لوکاں کا۔ ت، م = اس لوکاں کا۔
متن میں نسخہ ب، ج، س، کی عبارت شامل کی گئی ہے۔
- (28) ب = جاتا ہے یو
- (29) ب = آتا ہے انو
- (30) ت = پھٹنے ایکس کی شرم گنواتے اٹھتے
- (31) م = انوکرتے
- (32) ب = بات خدا ج جاننا
- (33) ب = بڑیاں محتشم
- (34) م = متن میں ”موٹھی“ لکھا ہے، غلط نامے کے تحت ”موٹی“ دیا گیا ہے
- (35) ت = بہت
- (36) ت = بی درد

(صفحہ - 163)

- (1) ب = عیب پوشی
- (2) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ”لوکاں میں ہنس ہنس کر تاننا“۔
- (3) ب = سیوم عشق ملامتی راجتی، کلاوتی، ڈومنی، دھاڑنی بازاری یہاں،
سوم عشق ملامتی، راجتی، کلاوتی، ڈومنی دھار بازاری یہاں تو،
- (4) م = کس سے

- (5) ت = جیتے کھیتے سنتے دایم
- (6) ب = یو بی مجب بے تماشے کی، ت = یو بی مجب تماشے کی۔
- (7) ب = ایچ کی۔
- (8) الف = ایسا کرنے اسی شرم کے بڑے، ب = ایسا کرتے اسی شرم کی ایسے بڑے۔ ت، س، ایسا کرتے جیسے شرم کے بڑے۔ م = ایسے گڑتے اسی شرم کے اسے بڑے نسخہ ج میں یہ عبارت کرم خوردہ ہے۔ متن میں نسخہ الف کی بجائے نسخہ ت، س کی عبارت شامل کی گئی ہے۔
- (9) ت = ایک
- (10) ت = ایک
- (11) ب = جیولانا یو کے بھاتا
- (12) ت = نامعقول کیوں دیکھے جانا
- (13) ب = ایک پاس تن ایک پاس من، ت = ایک کے پاس من ایک کے پاس تن۔
- (14) ب، م = گھڑی کچھ نہیں
- (15) ب، م = اڑیا لوں
- (16) م = نکوں مرغول
- (17) ت = تو نرم
- (18) ت = اچھتا عشق

(صفحہ - 164)

- (1) ب = حسن جیسی حور پری، = حور جیسی حسن پری۔
- (2) ت = دن
- (3) م = بے خبر کر بے ہوش کر مہاڑی

- (4) ب = دکھلاوے تا سناوے
- (5) ت = نام
- (6) الف، ت = راضی سوں رہی تھی حسن کن یودغا بازی سوں رہی تھی۔ متن
میں نسخہ، ب، ج، س، م، کی عبارت شامل کی گئی ہے۔
- (7) ت = ملوں
- (8) ت = کئے کام ہی تیرے چاڑی خور۔ س۔ گئے کام تے لوتری
چاڑی خور
- (9) ت = کچھ موں
- (10) ت = ولے کسے اپنا بھید نیں، م = تھی بھید نیں، م = تھی بھید اپنا
- (11) ب = توچہ
- (12) س = بدوصول
- (13) ب = دھرتی تھی اکیس
- (14) ت = ایک
- (15) ب = کرتی تھی
- (16) الف = اس نسخہ میں پہلا مصرع اس طرح ہے۔
ع جیسا حیا نیں کچھ اس تے بہوت ڈرنا
- (17) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے
ت = جسے حیا نہیں کچھ اس سے بہت ڈرنا ہے
فکر ایسی حیا کی بی کچھ سو کرنا ہے
متن میں شامل پہلا مصرع نسخہ س، ج، م، سے لیا گیا ہے
- (18) ت = کلاکتاں
- (19) ت = چھپانے ہاری
- (20) ت = حسن اس باغ

- (21) م = سنگات
 (22) ت = جب دل سے ملنے کی کچھ فکر، س = جب دل سو ملنے کی کچھ
 (23) ت = اس سے
 (24) نسخہ الف میں یہ شعر نثر ہے
 ب = غ سادی تھی اس تے یو دغا آدی
 ت = یہ دغا بازی تھی وہ تھی سادی
 ساری کو یہ دغا دی
 م = غ سادی تھی اس تے یو دغا آدی
 (25) ت = گئے ادھر اکیلی
 (26) ب = ایس کو بھاتی ہے بہت چھپاتی ہے

(صفحہ - 165)

- (1) ت = حسن کے سنگات و و دل
 (2) ب = سجات دل، ج = سنگات دل ندارد
 (3) ت = پیچھے لگ
 (4) نسخہ ب، ج، م میں یہ دو جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں اس طرح ہیں۔
 شیطان اگر کسے لگے تو کوئی تہی چھڑائے
 آدی کسی کے پے میں پڑے تو جیونج جائے
 س = شیطان اگر کسے پیچھے لگے تو کوئی تہی چھڑاے
 (5) ت = کسی کے پیچھے لگے
 (6) ب، ج = کھول
 (7) الف = م، پٹی (فٹ نوٹس میں ہستی دیا گیا ہے)۔ ت = بہتے متن
 میں ہی نسخہ ب، ج، س، سے شامل کیا گیا ہے۔

- (8) الف، ب، ت = شیطان کا کیا کرتا، متن ”میں شیطان کی فکر کیا کرتا“ نسخہ
س، م، سے شامل کیا گیا ہے نسخہ ج، میں یہ جملہ کرم خوردہ ہے۔
- (9) ت، ہس۔ برا آدمی بہت بلا ہے
- (10) ت = شیطان ایس کو شیطان کی صورت سے دکھلاتا
- (11) س = بڑا شیطان ہے فرشتے کے
- (12) ت = یہہ بلا چہ ہے تحقیق یو فرشتا چہ ہے
- (13) ج = غیب کیکیاں غیب کی کیکیاں غیب کے
- (14) ب = کوں بولے
- (15) ت = کے انو
- (16) الف، ت = آدمی ہو کر، متن میں شامل عبارت ”آدمی عاجز ہو کر“ نسخہ، ب،
س، م سے لی گئی ہے، نسخہ ج میں یہ عبارت کرم خوردہ ہے۔
- (17) ب = کدھیں اتا
- (18) ب = یو غیر بی
- (19) ت = پائی کہ کھی، م = پانی ہو رکھی
- (20) ب = کھی کہ حسن
- (21) ب = دل بایل ہوا
- (22) ب = بی عشق
- (23) ب، ج = ”بہوت اچاٹ پکڑیا“ ندارد
- (24) ب = دل کوں یوں دیکھ دل میں بدلائی
- طرف کچہ حسن کے نہ شک لیائی
- ت، ہس = دل کوں یوں دیکھ دل کو بدلائی
- حسن کا دل میں شک نہیں لائی
- م = دل کوں یوں دیکھ دل کوں بدلائی

حسن کے دل میں شک نہیں لائی
متن میں مصرع ثانی نسخہ ت، س سے شامل کیا گیا ہے نسخہ الف میں مصرع ثانی اس
رج ہے، ع۔ حسن کا شک دل میں نہیں لائی۔

(صفحہ - 166)

- (1) ب = تے
- (2) الف = اپنی ذلت دکھلائی۔ متن میں ”اپنی ذات دکھلائی“ نسخہ ب،
ت، ج، س، م، سے شامل کیا گیا ہے۔
- (3) س = کو
- (4) ب = چڑتا
- (5) ت = کو
- (6) ب = انپڑیا
- (7) ب = دربار محبوب ہوں
- (8) ت = بی سوں
- (9) ت = ہیں کہ اگر
- (10) ت = پریوں
- (11) ب = میں آرسی میں ابیں کوں دیکھوں گی
- (12) ت = ابیں کو آرسی میں
- (13) ب = ع دل سوں باغی تھی جیو کی ڈوری
ت = ع دل سے باغی تھی جیو کی ڈوری
- (14) ب = جگ جیون منہن شہر
- (15) ب = دیکھ، ت = دیکھنے
- (16) م = پکڑ کھڑی

- (17) ب،س = تیونچہ
 (18) نسخہ الف اور س میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ س میں پہلا جملہ اس طرح ہے
 ”ایک اتسیاں کوں دغا دی ہے“ اور دوسرا جملہ اس طرح ”کیا متغنی ہے کیا
 بلا کی ہے،

- ت = ے ایک اتسیاں کو دغا دی ہے
 کیا متغنی ہے کیا بلا کی ہے
 م = ایک ایسیاں کوں آدغا دی ہے: کیا متغنی ہے کیا بلا کی ہے
 (18) ب،ت،م = دھونے

- (20) ت = ے لگے خاطر عجب رکھی رکھوال
 غیر چوری کئے تو جا گیا خیال
 س = ع غیر چوری کئے تو جا گیا خیال

(صفحہ - 167)

- (1) ت = غیر نے دل
 (2) ب = دل کے آدھار کوں دیدیاں کے سنگار کوں
 (3) ت = پریشان ہوئی سرگرداں
 (4) ت،م = کھانا
 (5) ت = آگ کے اٹھے بھڑ کے تن میں آھاں مارنے لگی
 (6) ت = اٹے سب تن
 (7) م = مارنے
 (8) ت = سب اپنا جالے
 (9) ب = جاں تے سوکن مردکن آتی
 جہل پو بختاں کی سوی نہیں جاتی

م = ع جہل تو بختاں کی سوی نہیں جاتی
 متن میں نسخہ ب کا مصرع ثانی شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ الف
 میں دوسرا مصرع اس طرح ہے ”جہل بختاں کی سوی نہیں جاتی“

(10) م = میں بھی پڑنا

(11) ب، ج = مرد نے دل بیزار

(12) م = عورت چپ شرم کوں چپ

(13) ب = کن

(14) م = بیج میں آئی ہے

(15) ب = اتھے جیو لیوے

(16) ت = تقاضوں

(17) ب = جدا تر پھرتے

(18) ت = ہونے یک

(19) ب = ہوتا ہے بہنگ

(صفحہ - 168)

(1) الف، ت، س = آسودگی سوں متن میں ”آسودگی کوں“ نسخہ ب، ج، م

سے شامل کیا گیا ہے۔

(2) ب = انے اپس کوں

(3) ت = بھاوے گا

(4) ت = لاوے کا ایک کو توڑنا تو دوسری تو جوڑنا

(5) م = ایک بولے دل

(6) ب = بار

(7) ت = کیوں لگا یادو

- (8) الف، ب، ت، ج، س = دو۔ حرف نسخہ م میں ”یو“ ہے، جو سیاق و سباق کے لحاظ سے زیادہ مناسب ہے اس لیے اس لفظ کو متن میں شامل کیا گیا ہے۔
- (9) ب = وقت برباد ہو
- (10) ت = ایک کے
- (11) ت = ایک کو، س، م = ایکس کے
- (12) ت = چور کہ ضرور کو ایک کے پاس سوتا، س = چور کہ ضرور
- (13) ت = ایک کو
- (14) ب = تو دوسری کون جانو دیا زہار
- (15) ت = انگاراں
- (16) ب = کے جانو جیو
- (17) ب، ج = نزدیک
- (18) ب = کہیں کا کہیں سو
- (19) ب = کاڑتی دونو
- (20) ب = صحبت
- (21) ت، س = کیا کرتی اور کیا کھتی اچھے گی کر
- (22) ب = اچھے گی کر کر دل
- (23) ب = جوڑی
- (24) م = مہانے میاں تے
- (25) ت = کد ہی س = کدھیں یک چپ دایم دونیں جیتا
- (26) ب = دو چٹا
- (27) ت = جان تے مار یا
- (28) ب = آیا
- (29) ب، ج = اکھیاں میں کے

- (30) ب، ج = ”سنگ رتن کا کاڑ لیتی“۔ یہ جملہ دونوں نسخوں میں نہیں ہے۔
- (31) ب، ت، م = پر
- (32) م = ہے حسن نادر۔
- (33) ت = نازاں پر کی
- (34) ب = اٹھی کہ آہ کیا ہوا واہ کیا ہوا
- (35) ت = واہ کیا
- (36) الف، س = دیس نکالی انتر دی۔ ب، ج = دیس دیس انتر دی۔
- ت = دیس نکالی۔ م = دیس انتر دی۔ متن میں نسخہ م کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔
- (37) م = خیال کری گرم
- (38) ب = کام
- (39) ب، ج = قام

(صفحہ - 169)

- (1) ب، ج، م = اسے ہو رہا گا کیس ٹھار نہ تھی کیا۔
- (2) ت = نہ تھی کہیں اور
- (3) ت = جنم بھر میں
- (4) ب، م = ”اوجرام خور“۔ مدارد
- (5) ب، ج = عالم کیا کم ہے
- (6) ب، ج = نزدیک کے آدمی کا یوں کیا۔
- (7) ج = اتال کرنا استین میں کی گھر میں کا۔
- (8) ت، س = کس کے گن بدنیت
- (9) ب = پیغمبرؐ نے بی کہے ہیں۔
- (10) ب = جاتا مشکل

- (11) الف، ب، ت، ج = "اس کا اور ڈھنگ ہے"۔ ان نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے۔
- (12) ت = "پیتل بی" ندارد
- (13) ب، م = ولے وجو بازار
- (14) ب = کم جانا
- (15) الف، ب، ت = بالذات متن میں بذات نسخہ ج، س، م سے شامل کیا گیا ہے۔
- (16) ب = خوب کی صحبت اس میں خوب اثر بھرے گی برے کوں۔ ت،
- س = خوب کی صحبت اثر کرے گی کو خوب ہمت کیا کرے۔ م۔ خوب
- اس میں خوب اثر بھرے گی بروں کوں خوب کی صحبت۔
- (17) ت = ہوئے
- (18) ب، ج = "سمیوں کے بندے" سے "ووچہ گوہر ہوتا ہے۔ ندارد
- (19) ت = ہے سو ووچہ گوہر ہوئے
- (20) ب = جانتا برائی
- (21) ب، ت = جانے
- (22) ب = بھلائی کرنا برابر ہے۔
- (23) ت = کرنا اور دشمن
- (24) ب = برابر ہے
- (25) الف = اس نسخہ میں یہ شعر نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے
- (26) م = کوں یو بات بس

(صفحہ - 170)

- (1) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے
- (2) ب، م = جھریاں سوں پھوکوں
- (3) ب، ج = کیا کھر

- (4) =ب = دھکڑ بہوت بیٹھا
- (5) =م = دندکاری
- (6) =ب = جہل
- (7) =ت = چٹے
- (8) =ت، = بانیں گروں یا کوا۔ م = بانیں گروں کے کوا
- (9) =م = سوہوا
- (10) =م = رکھتی
- (11) =ت = بیر کہ جوں
- (12) =ب، ج = منی کلا آواز
- (13) =ت = ہے کہ جو
- (14) =ب، ج = ہے دل کوں اپنا اعتبار
- (15) =ب = عورت ذات ایتا کلا۔
- (16) =ت = تھیر نہیں کرتی ایسے نغریاں۔
- (17) =س = اتنے غمزے آپس میں تھی تو اے دل کوں کہے ہلاک کری۔
- (18) =ت = اے
- (19) =ت = یوں کیوں ہلاک
- (20) =ب = بھنور ہے ہزار
- (21) =ب = بھاوتا مرد۔
- (22) =ت = ”مرد اپتا ہے“ ندارد
- (23) =ت = جہال۔
- (24) =م = بھرتے تو لوگاں
- (25) =ت = اپنا کرنا کیا جس تھا۔ س = ایتا کرنا کیا حرص تھا
- (26) =م = تو اتنا چہ

- (27) ت، م = اپنے
- (28) ب = آخر مرد
- (29) ب = چترائی تے چوسا
- (30) ب = دو عجیب عورت ہے
- (31) ت = آکر
- (32) ب، م = منگتی ہے پیار
- (33) ت = عقل جو دھرتی اچھے گی۔
- (34) الف، ت، ج، س = کیوں ہوئے گی۔ متن میں ”کیوں نا ہوئے گی۔“
نسخہ ب اور م سے شامل کیا گیا ہے۔
- (35) ج = کیوں ہوئے گا
- (36) ب = اس میں
- (37) ت = ”آج منگتا“ ندارد
- (38) ب = کرنا
- (39) ت = چھوڑ یا جھاڑیا

(صفحہ - 171)

- (1) م = جو مرد
- (2) ت = پھسلادے
- (3) ت = نہ کہ مرد
- (4) ب = کھائیاں۔ ت یہہ کیا ناز۔
- (5) ب، ج = دل
- (6) ت = نیکی عورت
- (7) ت = عورت سے دل سے کھلے

- (8) =ب= اپنے لگتا
- (9) =ت= ابس کو سنوار
- (10) =ب= ایک دل ایک چت اچھا۔
- (11) =م= سکتے ہیں چونسا را سے کئے ہیں خوب عورت اسے کتے ہیں محبوب
- (12) =ج= محبوب عورت چتر چونسا کتے اسے
- (13) =ب= ”ایساں عورتاں خاطر جیواں دیئے ہیں مرداں“ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے
- (14) =ب= سوتے مردواں۔
- (15) =ب= نے چھند
- (16) =ب= آتی روکھی۔
- (17) =ج= یوگن
- (18) =ب= سکھ
- (19) =ت= مرضی
- (20) =ت= بات کرنا ملنا ملا لینا۔
- (21) =ب= ہے صفت
- (22) =ت= دکھلاتے
- (23) =ب= صحتاں
- (24) =ت= خدا نے دیا ہے مرد کو بھلانے خاطر نہ کہ مرد سے چھپانے خاطر عورت۔
- (25) =ت= چھپا کر کیا کرے گی کسے دکھلائے گی
- (26) =ت= مونہہ نہیں کھولے تو کیا ہوا مردنا کھلتا مونہہ پر نہیں بولے تو کیا ہوا جو کوی
- (27) =ب= بولتی

(صفحہ-172)

- (1) ب، ج = ”درونا کھلتا ہے سوں پر نہیں کھولے تو کیا ہوا“ نمدارد
- (2) م = سوں نہیں کھولے۔
- (3) ب = جو کوئی چتر عورت ذات۔ ج = جو کوئی چتر عورت ذات م = جو کوئی چتر عورت کی ذات
- (4) ب، ج = بھانج کی ہے۔
- (5) ب = مونہہ پر نہیں بولے گی چپ رہے گی دل میں تو شاباش شاباش کہے گی
- (6) ب، ج = اول تے سواد بھلیا۔
- (7) م = گھواری دھندا۔
- (8) ت = نیم
- (9) ت = حکم
- (10) ت = حکم
- (11) ب، ت = پتورو
- (12) ب = چلتی جو۔
- (13) ت = گن نستی نکھن بھری۔
- (14) ت = ہاتھ دینا
- (15) م = لینا ہے بہوت
- (16) ت = دو کہ جس
- (17) ت = میں عورت
- (18) ت = عورت کا ہوشیوہ
- (19) ب، ت = ع مرد کو آپ نے ر جہانا
- ج = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے
- م = عورتاں کوں سچہ پند دینا

مرد کوں آپ نے جیالینا

- (20) ت = نیم
- (21) م = خدمت میں
- (22) ت = لگن
- (23) ت = آوے گا کہ جس
- (24) ب، ت = منگیا گھر کا
- (25) ب = ”جو گھر کے دھنی کا پیارا چھہ“ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے
- (26) ت = ”قبول صورتی یو خوب ہے جو“۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے
- (27) م = کہ خوب
- (28) ج = اس نسخہ میں یہ عبارت نہیں ہے ”اس کے دیدیاں کا مطلب اس کا دیدارا چھہ اس کے نظر میں دو چہ ٹھاریں ٹھار“
- (29) ت = اچھے ایک تل
- (30) م = نا پکڑے عورت کی صورت بغیر کس کی صورت نا بھاوے، عورت کی صورت مرد کے دل میں لکھی جاوے غرض عورت
- (31) الف، ت = صفت، متن میں ”صورت“ نسخہ ب، ج، س، م سے شامل کیا گیا ہے۔
- (32) ب = کس
- (33) ت = بھی اور کس کی۔
- (34) ب = پڑے جینا
- (35) ت = اپنا ہوا
- (36) ب = ”ووصورت“ ندارد
- (37) ب، ت = دین و دنیا

- (10) ت = سے
- (11) ب، ت، م = اے مارتی یا پس کوں مارتی
- (12) م = کوں ہرگز نا
- (13) ت = کتے ہیں کہ جس
- (14) الف، ب = ان نسخوں میں یہ شعر نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے
- ت = بات کاں لا کہ کیا کری ہے یہہ
- چار حیاں کی استری ہے یہہ
- (15) ب = یواہر حسن ادھر دل کوں دغا دی
- (16) ب = ادھر رقیب
- (17) ب = رقیب رو سیاہ گمراہ بدکار
- (18) ب، ت، م = زیاست انھی جہل
- (19) ب = ”در خاک“ ندارد
- (20) م = سینہ تے چاک
- (21) ب = چاک شہر دیدار
- (22) م = میں تے دل بھار لیا یا۔
- (23) ت = اس
- (24) ب = جس کے بندی خانے
- (25) سوائے نسخہ م کے تمام نسخوں میں یہ شعر نثر ہے نسخہ ”ت“ میں عبارت اس طرح ہے
- ”باپ ہے جیسا بیٹی بھی ویسی وہ قہر یو بھی بلا جیسی“ نسخہ ”س“ میں یہ عبارت اس طرح ہے۔ ”باپ ہے جیسا یے یے بی ویسی وہ قہر یو ہے بلا جیسی۔
- (26) نسخہ الف میں ”جلا“ ہے اور ت۔ میں ”چلے“ متن ”چلیا“ باقی نسخوں سے شامل کیا گیا ہے۔
- (27) ت = دوئی کا بیان

- (28) ب = بیابان
 (29) ب = اس کا تاؤں
 (30) ت = اپنے جان سے اپنے جیونے سے بیزار آیا
 (31) ب = بیزار آیا
 (32) ت = کر بچتا
 (33) ب = باپ کے پند نصیحت کرتا تھا۔ سو وہ دل پر لایا۔
 (34) ت = پند نصیحت
 (35) م = پند نصیحت
 (36) ت = لے آیا
 (37) ب = خوبی بچاتے
 (38) ب، ج = ”انواپس کون آزمائے ہیں“۔ یہ جملہ دونوں نسخوں میں نہیں ہے

(صفحہ 175)

- (1) ت = بہت بہت قہے آئے ہیں۔
 (2) ت = عذاب دے مارے
 (3) ب = خدا نے فرصت نہیں دیا
 (4) ب = کام دل پر
 (5) ب = سر پر محنت
 (6) ت = عذاب اور ادھر
 (7) ت = بے ہوش اور بے تاب
 (8) ب = کچھ
 (9) ب = خدا رسول سوں ج = خدا رسول سے
 (10) ت، س = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی چند مطبوعات

شعر شورا گنیز (جلد دوم) ہارڈ باؤنڈ



مصنف: شمس الرحمن فاروقی

صفحات: 477

قیمت :- 184/- روپے

ارباب نثر اردو



مصنف: سید محمود

صفحات: 236

قیمت :- 77/- روپے

آئینہ جہاں (جلد چہارم)



مرتب: جمیل اختر

صفحات: 378

قیمت :- 210/- روپے

دکن کے بہمنی سلاطین



مصنف: ہارون خاں شیروانی

صفحات: 352

قیمت :- 92/- روپے

اردو ڈراموں کا انتخاب



مرتب: محمد حسن

صفحات: 600

قیمت :- 145/- روپے

دکن میں اردو



مصنف: نصیر الدین ہاشمی

صفحات: 948

قیمت :- 92/- روپے

₹ 156.00

ISBN 978-81-7587-738-2



9 788175 877382



राष्ट्रीय उर्दू भाषा विकास परिषद्

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

National Council for Promotion of Urdu Language

Farogh-e-Urdu Bhawan, FC- 33/9, Institutional Area,
Jasola, New Delhi-110 025